

# رایض المؤمنین

جلد دوم

ترجمہ و تفسیر  
حافظ صلاح الدین ایوبی

دارالکتب اسلامیہ  
بیت اشرفیہ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**\* توجہ فرمائیں \***

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب۔۔۔

\* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

\* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ [UPLOAD] کی جاتی ہیں۔

\* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

\* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

**\*\* تنبیہ \*\***

**\*\* کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔**

**\*\* ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔**

نشر و اشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

[webmaster@kitabosunnat.com](mailto:webmaster@kitabosunnat.com)

[www.kitabosunnat.com](http://www.kitabosunnat.com)

اس کتاب کے مجلہ حقوقِ ترجمہ، نقل و اشاعت محفوظ ہیں

جمادی الاول ۱۴۱۸ھ ستمبر ۱۹۹۷ء



دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۷۴۳ ریاض ۱۱۴۱۶ مملکت سعودی عرب

فون نمبر ۳۳۹۴۲ فیکس ۲۰۲۱۶۵۹

(برائینچ پاکستان)

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

۵۰۔ لوئر مال نزد ایم اے او کالج لاہور۔ فون: ۲۲۰۰۲۲، فیکس ۴۳۵۴۰۴۲

(بیل سنٹر) رحمن مارکیٹ (غزنی سٹریٹ) اردو بازار لاہور پاکستان

# دلیل الطالبین

ترجمہ و فوائد  
ریاض الصالحین

جلد دوم

تألیف  
أبو زكريا يحيى بن شرف النووي المشق  
(۶۳۱-۶۷۶ھ)

ترجمہ و فوائد تحقیق و تخریج

حافظ صلاح الدین یوسف

نظر ثانی

حافظ عبد السلام مجھوی

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ریاض - لاہور



## فہرست

### ریاض الصالحین مترجم (جلد دوم)

۱۷	۸۔ کتاب الفضائل	
۱۷	قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت	باب: ۱۸۰
۲۲	قرآن کریم کی دیکھ بھال کرنے کا حکم اور اس کو بھلا دینے کی وعید	باب: ۱۸۱
۲۳	قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کا استحباب	باب: ۱۸۲
۲۵	مخصوص سورتیں اور آیتیں پڑھنے کی ترغیب کا بیان	باب: ۱۸۳
۳۲	قرآن کریم پڑھنے کے لئے جمع ہونے کا استحباب	باب: ۱۸۴
۳۲	وضوء کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۸۵
۳۹	اذان کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۸۶
۴۳	نمازوں کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۸۷
۴۶	صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت	باب: ۱۸۸
۴۹	مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت	باب: ۱۸۹
۵۳	نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۹۰
۵۴	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان	باب: ۱۹۱
۵۸	صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب کا بیان	باب: ۱۹۲
۵۹	فرض نمازوں کی حفاظت کرنے کا حکم اور ان کے چھوڑنے کی ممانعت	باب: ۱۹۳
۶۳	پہلی صف کی فضیلت، پہلی صفوں کو مکمل اور برابر کرنے کا حکم	باب: ۱۹۴
۷۱	فرض نمازوں کے ساتھ سنن، موکدہ کی فضیلت اور ان کے کم سے کم اور اکمل اور ان کی درمیانی صورت کا بیان	باب: ۱۹۵

6	ریاض الصالحین (جلد دوم)
۷۲	باب: ۱۹۶ صبح کی دو سنتوں کی تاکید
۷۴	باب: ۱۹۷ فجر کی دو رکعتوں کو ہلکا کر کے پڑھنے کا بیان، نیز یہ کہ ان میں کیا پڑھا جائے.....؟
۷۷	باب: ۱۹۸ فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا استحباب
۷۸	باب: ۱۹۹ ظہر کی سنتوں کا بیان
۸۰	باب: ۲۰۰ عصر کی سنتوں کا بیان
۸۱	باب: ۲۰۱ مغرب سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا بیان
۸۳	باب: ۲۰۲ عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا بیان
۸۴	باب: ۲۰۳ جمعے کی سنتوں کا بیان
۸۵	باب: ۲۰۴ نوافل کا گھر میں ادا کرنا مستحب ہے اور اس کے دیگر احکام
۸۶	باب: ۲۰۵ وتر کی ترغیب اور اس کا وقت وغیرہ
۸۹	باب: ۲۰۶ نماز چاشت کی فضیلت اور اس کی کم سے کم، زیادہ سے زیادہ تعداد
۹۲	باب: ۲۰۷ سورج کے بلند ہونے سے زوال تک چاشت کی نماز جائز ہے
۹۲	باب: ۲۰۸ تحیۃ المسجد کی ترغیب چاہے کسی وقت بھی داخل ہو
۹۳	باب: ۲۰۹ وضوء کے بعد دو رکعت پڑھنے کا استحباب
۹۴	باب: ۲۱۰ جمعہ کے دن کی فضیلت، نماز جمعہ کا وجوب اور اس کے دیگر مسائل
۱۰۰	باب: ۲۱۱ کسی ظاہری نعمت کے حاصل ہونے یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹلنے کے وقت سجدہ شکر کے مستحب ہونے کا بیان
۱۰۱	باب: ۲۱۲ رات کے قیام کی فضیلت کا بیان
۱۱۳	باب: ۲۱۳ قیام رمضان یعنی تراویح کا استحباب
۱۱۵	باب: ۲۱۴ شب قدر کی فضیلت کا اور اس بات کا بیان کہ ان راتوں میں کون سی رات زیادہ امید والی ہے؟
۱۱۹	باب: ۲۱۵ مسواک کی فضیلت اور فطری چیزوں کا بیان

7	ریاض الصالحین (جلد دوم)	
۱۲۲	باب: ۲۱۶	زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید، اس کی فضیلت اور اس سے متعلقہ مسائل
۱۳۲	باب: ۲۱۷	رمضان کے روزوں کی فرضیت، ان کی فضیلت اور دیگر احکام
۱۳۷	باب: ۲۱۸	رمضان کے مہینے میں سخاوت، نیک عمل اور کثرت سے بھلائی اور آخری عشرے میں اس سے بھی زیادہ نیکیاں کرنے کا بیان
۱۳۸	باب: ۲۱۹	نصف شعبان کے بعد، رمضان سے قبل روزہ رکھنے کی ممانعت
۱۴۰	باب: ۲۲۰	چاند دیکھنے کے وقت کون سی دعاء پڑھی جائے؟
۱۴۱	باب: ۲۲۱	سحری کھانے کی اور اس میں تاخیر کرنے کی فضیلت
۱۴۲	باب: ۲۲۲	انظار میں جلدی کرنے کی فضیلت اور انظار کے بعد کی دعاء
۱۴۵	باب: ۲۲۳	روزے دار کو اپنی زبان اور دوسرے اعضاء کی ناجائز کاموں اور سب و شتم وغیرہ سے حفاظت کرنے کا حکم
۱۴۶	باب: ۲۲۴	روزے کے چند مسائل کا بیان
۱۴۸	باب: ۲۲۵	محرم، شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت
۱۵۰	باب: ۲۲۶	ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں روزہ اور دیگر نیکیوں کی فضیلت
۱۵۱	باب: ۲۲۷	یوم عرفہ، عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت
۱۵۲	باب: ۲۲۸	شوال کے چھ روزوں کا استحباب
۱۵۳	باب: ۲۲۹	سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب
۱۵۴	باب: ۲۳۰	ہر مہینے تین روزے رکھنے کا استحباب
۱۵۶	باب: ۲۳۱	روزہ کھلوانے کی فضیلت اور دیگر مسائل
۱۵۸	۹۔ کتاب الاعتکاف	
۱۵۸	باب: ۲۳۲	اعتکاف کی فضیلت کا بیان
۱۶۰	۱۰۔ کتاب الحج	
۱۶۰	باب: ۲۳۳	حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

## ۱۱۔ کتاب الجھاد

- ۱۶۷ باب: ۲۳۴ جہاد کی فضیلت کا بیان
- ۱۶۷ باب: ۲۳۵ اس جماعت کا بیان جو اخروی اجر کے اعتبار سے شہید ہے....
- ۲۰۲ باب: ۲۳۶ غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت
- ۲۰۵ باب: ۲۳۷ غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت
- ۲۰۷ باب: ۲۳۸ اس غلام کی فضیلت کا بیان جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی

- ۲۱۱ باب: ۲۳۹ فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کی فضیلت
- ۲۱۱ باب: ۲۴۰ خرید و فروخت کے مسائل اور قرض معاف کر دینے کی فضیلت

## ۱۲۔ کتاب العلم

- ۲۱۸ باب: ۲۴۱ علم کی فضیلت کا بیان
- ۲۱۸ باب: ۱۳۔ کتاب حمد اللہ تعالیٰ و شکرہ

- ۲۲۹ باب: ۲۴۲ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرنے کی فضیلت
- ۲۳۲ باب: ۱۴۔ کتاب الصلوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ

- ۲۳۲ باب: ۲۴۳ نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت
- ۲۳۹ باب: ۱۵۔ کتاب الاذکار

- ۲۳۹ باب: ۲۴۴ ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب
- ۲۵۸ باب: ۲۴۵ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا.....

- ۲۵۹ باب: ۲۴۶ سوتے وقت کی اور بیداری کے وقت کی دعاء
- ۲۶۰ باب: ۲۴۷ ذکر کے حلقوں کی فضیلت اور ان میں شرکت کا استحباب

- ۲۶۵ باب: ۲۴۸ صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان
- ۲۶۹ باب: ۲۴۹ سونے کے وقت پڑھنے کی دعاؤں کا بیان

- ۲۷۳ باب: ۱۶۔ کتاب الدعوات

۲۷۴	دعاء کی فضیلت کا بیان	باب: ۲۵۰
۲۸۷	پیٹھ پیچھے دعاء کرنے کی فضیلت	باب: ۲۵۱
۲۸۸	دعاء کے بعض مسائل کا بیان	باب: ۲۵۲
۲۹۲	اولیاء کی کرامات اور ان کے شرف و فضل کا بیان	باب: ۲۵۳
۳۰۶	۱۔ کتاب الامور المنہی عنہا (اللہ کے منع کردہ کاموں کی کتاب)	
۳۰۶	غیبت کے حرام ہونے اور زبان کی حفاظت کرنے کا حکم	باب: ۲۵۴
۳۱۵	کسی کی غیبت سننے کے حرام ہونے کا بیان	باب: ۲۵۵
۳۱۸	غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان	باب: ۲۵۶
۳۲۲	فساد ڈالنے کی نیت سے ایک کی بات دوسرے کو پہنچانا غیبت ہے	باب: ۲۵۷
۳۲۵	لوگوں کی گفتگو اور باتیں بلا ضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت	باب: ۲۵۸
۳۲۶	دورنے شخص کی مذمت کا بیان	باب: ۲۵۹
۳۲۸	جھوٹ کے حرام ہونے کا بیان	باب: ۲۶۰
۳۳۷	جھوٹ کی بعض جائز صورتوں کا بیان	باب: ۲۶۱
۳۳۹	انسان جو کہے اور نقل کرے، اس کی تحقیق کر لینے کی ترغیب	باب: ۲۶۲
۳۴۰	جھوٹی گواہی کی شدید حرمت کا بیان	باب: ۲۶۳
۳۴۱	کسی متعین شخص یا جانور پر لعنت کرنے کے حرام ہونے کا بیان	باب: ۲۶۴
۳۴۵	معین نام لئے بغیر معاصی کے مرتکبین پر لعنت کرنا جائز ہے	باب: ۲۶۵
۳۴۷	ناحق مسلمان پر سب و شتم کرنے کے حرام ہونے کا بیان	باب: ۲۶۶
۳۴۹	فوت شدہ لوگوں پر ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر سب و شتم....	باب: ۲۶۷
۳۵۰	تکلیف پہنچانے سے ممانعت کا بیان	باب: ۲۶۸
۳۵۱	باہم بغض رکھنے، قطع تعلق کر لینے اور منہ پھیر لینے کی ممانعت	باب: ۲۶۹
۳۵۲	حد کے حرام ہونے کا بیان	باب: ۲۷۰

- باب: ۲۷۱: ٹوہ لگانے اور دوسرے کے ناپسند کرنے کے باوجود اس کی بات سننا.... ۳۵۳
- باب: ۲۷۲: بلا ضرورت مسلمانوں سے بدگمانی کرنے کی ممانعت کا بیان ۳۵۵
- باب: ۲۷۳: مسلمانوں کو حقیر جاننا حرام ہے ۳۵۶
- باب: ۲۷۴: مسلمان کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت ۳۵۸
- باب: ۲۷۵: شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا حرام ہے ۳۵۹
- باب: ۲۷۶: جعل سازی اور دھوکہ دہی کی ممانعت کا بیان ۳۵۹
- باب: ۲۷۷: بد عہدی کے حرام ہونے کا بیان ۳۶۱
- باب: ۲۷۸: عطیہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتلانے کی ممانعت ۳۶۳
- باب: ۲۷۹: فخر کرنے اور ظلم و زیادتی کے ارتکاب سے ممانعت کا بیان ۳۶۵
- باب: ۲۸۰: تین دن سے زیادہ مسلمانوں کا آپس میں بول چال بند رکھنا حرام ہے.... ۳۶۶
- باب: ۲۸۱: تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر دو آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا ۳۷۰
- باب: ۲۸۲: بغیر شرعی عذر کے یا حد ادب سے زیادہ غلام، جانور، بیوی اور اولاد کو سزا دینا ممنوع ہے ۳۷۲
- باب: ۲۸۳: ہر جاندار، حتیٰ کہ چیونٹی وغیرہ کو بھی آگ میں جلانے کی سزا دینا منع ہے ۳۷۷
- باب: ۲۸۴: حق کا مطالبہ کرنے پر مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا حرام ہے ۳۷۸
- باب: ۲۸۵: ہبہ واپس لینے کی کراہت اور اس سے متعلقہ بعض مسائل ۳۷۹
- باب: ۲۸۶: مال یتیم کی حرمت کی تاکید کا بیان ۳۸۱
- باب: ۲۸۷: سود کی سخت حرمت کا بیان ۳۸۱
- باب: ۲۸۸: دکھلاوے کے حرام ہونے کا بیان ۳۸۵
- باب: ۲۸۹: ایسی چیزوں کا بیان جن کی بابت ریاء کا وہم ہو، لیکن حقیقت میں وہ.... ۳۸۸
- باب: ۲۹۰: اجنبی عورت اور بے ریش حسین بچے کی طرف دیکھنا حرام ہے ۳۸۹
- باب: ۲۹۱: اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے ۳۹۲

- ۳۹۴ لباس اور حرکت و ادا وغیرہ میں مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے
- ۳۹۷ باب: شیطان اور کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت کا بیان
- ۳۹۸ باب: مرد اور عورت دونوں کو سیاہ خضاب سے اپنے بالوں کو رنگنا منع ہے
- ۳۹۸ باب: قزح کی ممانعت یعنی سر کے کچھ بال مونڈھ لینا اور کچھ چھوڑ دینا.....
- ۴۰۰ باب: مصنوعی بال (وگ) جوڑنے اور گودنے اور وشر یعنی دانتوں کو باریک کرنے کی حرمت کا بیان
- ۴۰۴ باب: داڑھی اور سروغیرہ کے سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت
- ۴۰۴ باب: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور بلا عذر دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان
- ۴۰۵ باب: بغیر عذر کے ایک ہی جو تاپا یا ایک ہی موزا پہن کر چلنے اور کھڑے کھڑے جو تاپا اور موزا پہننے کی کراہت کا بیان
- ۴۰۶ باب: سوتے وقت اور اسی قسم کی کسی اور صورت میں، گھر کے اندر جلی ہوئی آگ چھوڑنے کی ممانعت
- ۴۰۷ باب: تکلف اختیار کرنے کی ممانعت - اور یہ.....
- ۴۰۹ باب: میت پر بین کرنا، رخسار کو پیٹنا، گریبان چاک کرنا، بالوں کو اکھاڑنا وغیرہ
- ۴۱۳ باب: کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں وغیرہم کے پاس جانے کی ممانعت
- ۴۱۸ باب: بدشگونی لینے کی ممانعت کا بیان
- ۴۲۰ باب: تصویر بنانے کی ممانعت اور ان کو ضائع کرنے کا حکم
- ۴۲۵ باب: شکار اور مویشی یا کھیتی کی حفاظت کے علاوہ کتار کھنے کی حرمت کا بیان
- ۴۲۶ باب: اونٹ یا دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی لٹکانے اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ رکھنے کی کراہت کا بیان
- ۴۲۷ باب: جلالہ جانور پر سوار ہونے کی کراہت کا بیان....

- باب: ۳۰۹ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور مسجد کو پاک رکھنے کا حکم ۴۲۷
- باب: ۳۱۰ مسجد میں جھگڑا کرنے، آواز بلند کرنے، گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور سودا وغیرہ کرنے کی ممانعت ۴۲۹
- باب: ۳۱۱ لسن، پیاز، گند نایا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا؟ ۴۳۱
- باب: ۳۱۲ جمعہ کے دن دوران خطبہ گھنٹوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا؟ ۴۳۳
- باب: ۳۱۳ قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لئے زوالحجہ کا چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک، اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت ۴۳۴
- باب: ۳۱۴ مخلوق کی قسم کھانے کی ممانعت۔ جیسے پیغمبر، کعبہ، فرشتوں وغیرہم کی ۴۳۴
- باب: ۳۱۵ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کا بیان ۴۳۶
- باب: ۳۱۶ اس بات کا استحباب کہ قسم کھانے کے بعد، اس سے بہتر پہلو دیکھے، تو جس پر قسم کھائی گئی ہے، اسے اختیار کر لے اور قسم کا کفارہ ۴۳۸
- باب: ۳۱۷ لغو قسم کے معاف ہونے اور اس میں کفارہ نہ ہونے کا بیان ۴۴۰
- باب: ۳۱۸ سودا کرتے وقت قسم کھانے کی کراہت کا بیان، اگرچہ وہ سچا ہی ہو ۴۴۱
- باب: ۳۱۹ اس بات کی کراہت کہ انسان جنت کے علاوہ اللہ کے واسطے سے کسی اور چیز کا سوال کرے یا اللہ کے نام پر مانگنے والے کو انکار کر دے۔ ۴۴۲
- باب: ۳۲۰ بادشاہ وغیرہ کو شہنشاہ کہنا حرام ہے ۴۴۳
- باب: ۳۲۱ فاسق اور بدعتی وغیرہ کو سید (سردار) وغیرہ کہنے کی ممانعت کا بیان ۴۴۴
- باب: ۳۲۲ بخار کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان ۴۴۴
- باب: ۳۲۳ ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت نیز ہوا کے چلنے کے وقت کی دعاء کا بیان ۴۴۵
- باب: ۳۲۴ مرغ کو برا بھلا کہنے کی کراہت کا بیان ۴۴۶
- باب: ۳۲۵ یہ کہنے کی ممانعت کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ۴۴۶
- باب: ۳۲۶ کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر پکارنا حرام ہے۔ ۴۴۷
- باب: ۳۲۷ فحش کلامی اور بد زبانی سے ممانعت کا بیان ۴۴۸



- باب: ۳۲۸ گفتگو میں تصنع کرنے، باچھیں کھولنے، ٹانوس الفاظ بولنے کی ممانعت ۴۴۹
- باب: ۳۲۹ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے، کہنے کی کراہت کا بیان ۴۵۰
- باب: ۳۳۰ انگور کا نام کرم رکھنے کی کراہت کا بیان ۴۵۱
- باب: ۳۳۱ کسی آدمی کے سامنے عورت کے محاسن بیان کرنے کی ممانعت۔ ۴۵۲
- باب: ۳۳۲ انسان کا یہ کہنا، اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، مکروہ ہے۔ ۴۵۳
- باب: ۳۳۳ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، کہنے کی کراہت کا بیان ۴۵۴
- باب: ۳۳۴ عشاء کے بعد بات چیت کرنے کی کراہت کا بیان ۴۵۴
- باب: ۳۳۵ عورت کو عذر شرعی نہ ہو تو خاوند کے بلانے پر اس کے لئے خاوند کے بستر پر جانے سے انکار کرنا حرام ہے ۴۵۶
- باب: ۳۳۶ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر، عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا حرام ہے ۴۵۷
- باب: ۳۳۷ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجدے سے اپنا سر اٹھانا حرام ہے ۴۵۷
- باب: ۳۳۸ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کا بیان ۴۵۸
- باب: ۳۳۹ کھانے کی موجودگی میں، جب کہ نفس اس کا مشتاق ہو یا پیشاب، پاخانے کی شدید حاجت کے وقت، نماز کی کراہت کا بیان ۴۵۸
- باب: ۳۴۰ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ممنوع ہے ۴۵۹
- باب: ۳۴۱ بغیر عذر کے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی کراہت کا بیان ۴۵۹
- باب: ۳۴۲ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ۴۶۰
- باب: ۳۴۳ نماز کے آگے سے گزرنے کی حرمت کا بیان ۴۶۰
- باب: ۳۴۴ مؤذن کے اقامت شروع کرنے کے بعد مقتدی کے لئے نفلی نماز پڑھنے کی کراہت، وہ چاہے اس نماز کی سنت ہو یا کوئی اور نفل نماز ۴۶۱
- باب: ۳۴۵ جمعے کے دن کو روزے کے لئے اور جمعے کی رات کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کرنے کی کراہت کا بیان ۴۶۱

- باب: ۳۴۶ صوم وصال کی حرمت کا بیان۔ یعنی کھائے پیئے بغیر روزہ رکھنا ۴۶۳
- باب: ۳۴۷ قبر پر بیٹھنے کی حرمت کا بیان ۴۶۴
- باب: ۳۴۸ قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت (قبہ وغیرہ) کی ممانعت کا بیان ۴۶۴
- باب: ۳۴۹ غلام کا اپنے آقا سے بھاگنے کی سخت ممانعت کا بیان ۴۶۵
- باب: ۳۵۰ حدود الہی میں سفارش کرنے کی حرمت کا بیان ۴۶۵
- باب: ۳۵۱ لوگوں کے راستے میں، سایہ دار جگہ، پانی کے گھاٹوں اور اس قسم کی دیگر جگہوں میں قضائے حاجت کی ممانعت کا بیان ۴۶۷
- باب: ۳۵۲ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کی ممانعت کا بیان ۴۶۷
- باب: ۳۵۳ باپ کا اپنی اولاد میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کراہت ۴۶۸
- باب: ۳۵۴ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ کرنا حرام ہے ۴۶۹
- باب: ۳۵۵ شہری کا دیہاتی کے لئے سودا کرنا، تجارتی قافلوں کو ملنا وغیرہ ۴۷۰
- باب: ۳۵۶ شریعت کی طرف سے اجازت دی گئی جگہوں کے علاوہ دیگر جگہوں میں مال ضائع کرنے کی ممانعت ۴۷۴
- باب: ۳۵۷ کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ ۴۷۵
- باب: ۳۵۸ اذان کے بعد بلا عذر اور فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنے کی کراہت ۴۷۷
- باب: ۳۵۹ بغیر عذر کے خوشبو کا ہدیہ واپس کرنے کی کراہت کا بیان ۴۷۷
- باب: ۳۶۰ منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت، اور جواز ۴۷۸
- باب: ۳۶۱ جس شہر میں وباء پھیل جائے، اس سے فرار ہونا یا اس میں آنا؟ ۴۸۰
- باب: ۳۶۲ جادو کرنے اور سیکھنے کی شدید حرمت کا بیان ۴۸۳
- باب: ۳۶۳ کافروں کے علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت ۴۸۴
- باب: ۳۶۴ کھانے پینے، طہارت اور دیگر استعمال کی صورتوں میں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت کا بیان ۴۸۵
- باب: ۳۶۵ مردوں کے لئے زعفرانی رنگ کا لباس پہننے کی حرمت کا بیان ۴۸۷

- باب: ۳۶۶ کسی دن، رات تک خاموش رہنے کی ممانعت کا بیان ۴۸۷
- باب: ۳۶۷ انسان کا اپنے باپ یا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونا ۴۸۸
- باب: ۳۶۸ اللہ کی منع کردہ باتوں کے ارتکاب سے ڈرانا ۴۹۱
- باب: ۳۶۹ جو شخص حرام کار تکاب کر لے تو اسے کیا کہنا اور کرنا چاہیے؟ ۴۹۲
- ۱۸۔ کتاب الممشورات واملح ۴۹۳
- باب: ۳۷۰ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کا بیان ۴۹۴
- ۱۹۔ کتاب الاستغفار ۵۳۶
- باب: ۳۷۱ بخشش طلب کرنے کا بیان ۵۳۶
- باب: ۳۷۲ ان چیزوں کا بیان جو اللہ نے مومنوں کے لئے جنت میں تیار کی ہیں ۵۵۳



## ۸۔ کِتَابُ الْفَضَائِلِ

۱۸۰۔ بابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ ۱۸۰۔ قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۹۹۱۔ عن أبي أَمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۱/ ۹۹۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اِقْرُؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ شَفِيعاً» (پڑھا کرو، اس لئے کہ قیامت والے دن یہ اپنے لَأَصْحَابِهِ رواه مسلم۔ پڑھنے والے ساتھیوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن.

فوائد: اس میں قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے کی فضیلت کا بیان ہے، کیونکہ عمل کے بغیر محض خوش الحانی سے پڑھ لینے کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ سفارشی کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور وہ اپنے قاری اور عامل کے گناہوں کی مغفرت کا اللہ سے سوال کرے گا، جسے اللہ قبول فرمائے گا، جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

۹۹۲۔ وعن النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۲/ ۹۹۲۔ حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، «يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْآنِ وَأَهْلُهُ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدَمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْ عِمْرَانَ، تُحَاجَّانِ عَن صَاحِبِهِمَا» رواه مسلم۔

کریں گی۔ (مسلم) (کتاب و باب مذکور)

فوائد: یعنی بارگاہ الہی میں قرآن کریم اور خاص طور پر مذکورہ سورتیں، اپنے پڑھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے کے لئے سفارش کریں گی اور رب سے اصرار و تکرار کر کے ان کی مغفرت کروائیں گی۔

۹۹۳ - وعن عثمان بن عفان ۳ / ۹۹۳ - حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» رواه البخاري.

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه. **فوائد:** اس میں قرآن کریم کی تعلیم و تعلم یعنی خود سیکھنے اور دوسروں کو اللہ کی رضا کے لئے سکھانے کی فضیلت ہے۔

۹۹۴ - وعن عائشة رضي الله عنها ۴ / ۹۹۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول قالت: قال رسول الله ﷺ: «الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مُاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعُّ فِيهِ هُوَ غَاوٍ لَهْ أَجْرَانِ» متفقٌ عليه. **فوائد:** اس میں قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے، تو وہ (صحت کے ساتھ) قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے، تو وہ (قیامت والے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہو گا اور جو قرآن انک انک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے، اس کے لئے دگنا اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول النبي ﷺ الماهر بالقرآن مع السفارة الكرام البررة، وكتاب التفسير، تفسير سورة عبس - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الماهر بالقرآن والذي يتتبع فيه.

**فوائد:** ماہر سے مراد قرآن کریم کا حافظ اور تجوید و حسن صوت سے پڑھنے والا ہے۔ جیسا کہ امام بخاری کی روایت کے الفاظ اور ان کی تجویب سے واضح ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو حافظ نہیں ہے اور تجوید و حسن صوت سے بھی بہرہ ور نہیں ہے۔ اس لئے قرآن فصاحت و روانی سے نہیں پڑھ سکتا، لیکن اس کے باوجود ذوق و شوق سے انک انک کر پڑھتا ہے اور پڑھنے میں جو مشقت ہوتی ہے، اسے برداشت کرتا ہے، اس مشقت کی وجہ سے اسے دگنا اجر ملے گا۔ سرفرازی سے مراد، وحی پہنچانے والے فرشتے ہیں۔ یہ مسافر کی جمع ہے، امام بخاری نے اس کے معنی کئے ہیں، صلح کرانے والا۔ فرشتوں کو بھی، جو اللہ کی وحی اور اس کی طرف سے تادیب لے کر آتے ہیں، ان سفیروں کی مثل قرار دیا گیا جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتے ہیں۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورہ عبس)

۹۹۵ - وعن أبي موسى الأشعري ۵ / ۹۹۵ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأَنْزَجِيِّ رِيحًا طَيِّبًا وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ

ہے، اس کی خوشبو نہیں، لیکن اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، خوشبو دار پودے (جیسے گلاب، یاسمین وغیرہ) کی طرح ہے، جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزہ تلخ ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، اندرائن (یا ترمہ) کی طرح ہے، جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأطعمة، وکتاب فضائل القرآن، وکتاب التوحید، باب قراءۃ الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضیلة حافظ القرآن۔

**فوائد:** اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا حافظ اور اس پر عمل کرنے والا مومن تو خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل کی طرح عند اللہ بھی مقبول ہے اور لوگوں میں بھی اس کی عزت ہے اور جو مومن حافظ قرآن نہیں ہے تاہم قرآن کا عامل ہے، اللہ کے ہاں اور لوگوں کی نظروں میں یہ بھی اچھا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق کا ظاہر اچھا ہے لیکن باطن گندہ اور تاریک ہے اور آخر میں اس منافق کا ذکر ہے جو قرآن نہیں پڑھتا، اس کا ظاہر و باطن ناپاک ہے۔

۹۹۶ - وعن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ۶/۹۹۶ - حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: «إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ» کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور اسی رواہ مسلم۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه۔

**فوائد:** سرفراز، اللہ کے حکم سے وہی ہوں گے جو قرآن کے احکام کو بجلائیں گے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کریں گے اور اس کے برعکس کردار کے حامل لوگوں کے لئے بالآخر ذلت و رسوائی ہی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اللہ نے ابتدائی چند صدیوں میں ہر جگہ سرخرو کیا اور انہیں سرفرازیں عطا کیں، کیونکہ وہ قرآن کے حامل اور عامل تھے، اس پر عمل کی برکت سے وہ دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے۔ لیکن مسلمانوں نے جب سے قرآن کے احکام و قوانین پر عمل کرنے کو اپنی زندگی سے خارج کر دیا، تب سے ہی ان پر ذلت و رسوائی کا عذاب مسلط ہے۔ ہداهم اللہ تعالیٰ۔ کاش مسلمان دوبارہ قرآن کریم سے اپنا رشتہ جوڑیں تاکہ ان کی عظمت رفتہ بحال ہو سکے۔

۹۹۷ - وعن ابنِ عمرَ رضي الله عنه ۷/۹۹۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی عنهما عن النبي ﷺ قال: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي كَرِيمٍ ﷺ» نے فرمایا، صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز

ہے۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن عطا کیا (یعنی اسے حفظ کرنے کی توفیق دی) پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (یعنی اللہ کی عبادت کرتا ہے) اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا، وہ اسے (اللہ کی راہ میں) رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔

اِثْنَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ  
آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ  
مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَالْآنَاءُ: السَّاعَاتُ.

(بخاری و مسلم)

الآناء کے معنی ہیں، ساعتیں (گھڑیاں)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل دو جگہ گزر چکی ہے۔ ایک باب الکریم والوجود، رقم ۱/۵۴۴ اور دوسرے باب فضل الغنی الشاکر رقم ۲/۵۴۲ میں۔ یہاں اسے قرآن کریم کی فضیلت کے اثبات میں لائے ہیں جیسا کہ اس سے واضح ہے۔

۹۹۸ / ۸ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سورہ کف پڑھ رہا تھا، اس کے پاس ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا، پس اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا، پس وہ بادل اس کے قریب ہوتا تھا اور اس کا گھوڑا بادل کو دیکھ کر اچھلنے کودنے لگا۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا، یہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے (تجھ پر) نازل ہوئی (یعنی اللہ کی خاص رحمت تیرے اطمینان قلب کے لئے نازل ہوئی) (بخاری و مسلم)

۹۹۸ - وعن البراء بن عازب  
رضي الله عنهما قال: كان رجل يقرأ سورة  
الكهف، وعنده فرس مربوط بشطنتين،  
فنتغشته سحابة فجعلت تدنو، وجعل فرسه  
ينفر منها، فلما أصبح أتى النبي ﷺ فذكر  
ذلك له، فقال: «تلك السكينة تنزلت  
للقرآن، متفق عليه». «الشطن» بفتح الشين  
المعجمة والطاء المهملة: الجبل.

الشطن، شين اور طاء پر زبر، بمعنی رسی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الكهف - صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب نزول السكينة لقراءة القرآن.

فوائد: اس میں ایک تو سورہ کف کی فضیلت کا اور دوسرے نیک بندوں پر اللہ کی خصوصی رحمت و سکینت کے نزول کا بیان ہے، جس سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن پر اس طرح بادل کی ظاہری صورت میں سکینت کا نزول ایک خرق عادت واقعہ (یعنی کرامت) ہے، جس میں کسی نیک بندے کے اپنے اختیار کا دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔ اسی لئے یہ اصول مسلمہ ہے کہ معجزے یا کرامت سے کوئی

مسئلہ ثابت نہیں ہوتا نہ اس سے اس قسم کا کوئی استدلال کرنا ہی جائز ہے، جیسے اہل بدعت کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام کے عقیدوں کو خراب کرتے ہیں۔

۹۹۹ - وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ: أَلَمْ حَرْفٌ، وَلَكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَا مٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۹ / ۹۹۹ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کا ایک حرف پڑھا، اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (یعنی یہ تین حرفوں سے مرکب ہے اور تین ضرب، یعنی ۳۰ نیکیاں پڑھنے والے کو ملیں گی) (ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ حرفاً من القرآن ماله من الأجر.

۱۰۰۰ - وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۰ / ۱۰۰۰ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ (یا) نہ ہو، وہ ویران گھر کی الخرب، رواہ الترمذی وقال: حديث حسن صحيح.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب ثواب القرآن، باب الذي ليس في جوفه قرآن كالبيت الخرب.

فوائد: یعنی جیسے ویران گھر، خیر و برکت اور رہنے والوں سے خالی ہوتا ہے، ایسے ہی اس شخص کا دل خیر و برکت اور روحانیت سے خالی ہے جسے قرآن مجید کا کوئی بھی حصہ یاد نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کو قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور زبانی یاد کرنا اور رکھنا چاہئے۔ تاکہ وہ اس وعید سے محفوظ رہے۔

۱۰۰۱ - وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَأْ وَاتَّقِ وَرَتَّلْ كَمَا كُنْتَ تَرْتَلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةِ تَقْرَأُهَا» رواه أبو داود والترمذي وقال: حسن صحيح.

۱۱ / ۱۰۰۱ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، (روز قیامت) صاحب قرآن (قرآن پڑھنے اور اسے حفظ کرنے والے) سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہو گا، جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہو گی۔ (ابو داؤد، ترمذی اور امام ترمذی نے



کما یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة - وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب الذي ليس في جوفه قرآن كالبيت الخرب.

فوائد: اس میں قرآن کریم کے حافظ اور کثرت سے تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرنے والوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔ چڑھنے سے مراد جنت کے درجوں پر چڑھنا ہے۔ یعنی جتنا قرآن یاد ہو گا اسی حساب سے وہ ترتیل سے پڑھتا جائے گا اور جنت کے درجات پر فائز ہوتا چلا جائے گا۔ اس میں قرآن کی تلاوت اور اس کے حفظ کرنے کی ترغیب ہے تاکہ وہ جنت میں حفظ قرآن کی بدولت زیادہ سے زیادہ بلند درجات حاصل کر سکے۔ جعلنا الله منهم

۱۸۱ - بَابُ الْأَمْرِ بِتَمَهُدِ الْقُرْآنِ ۱۸۱ - قرآن کریم کی دیکھ بھال کرنے کا حکم  
والتَّخْذِيرِ مِنْ  
تَغْرِيبِهِ لِلنَّسِيَانِ  
اور اس کو بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

۱۰۰۲ - عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ ۱/۱۰۰۲ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی  
عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلِيهَا» متفق عليه.  
کریم ﷺ نے فرمایا، اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، یہ قرآن سینوں سے نکل جانے میں اس اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسی میں بندھا ہوا اور اسے کھول کر بھاگ نکلنے والا ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن...

فوائد: قرآن کریم کی حفاظت اور دیکھ بھال کا مطلب ہے کہ پابندی سے اس کی تلاوت کی جائے، ورنہ غفلت کی صورت میں انسان اسے اتنی تیزی سے بھولتا ہے کہ اتنی تیزی سے اونٹ بھی رسی تڑا کے نہیں بھاگتا۔ یہ تیزی سے بھول جانے میں تشبیہ ہے۔

۱۰۰۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۲/۱۰۰۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
عنهمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعْتَلَّةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ» متفق عليه.  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حافظ قرآن کی مثال، رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے، اگر وہ اس اونٹ کا خیال رکھتا ہے تو وہ (اپنے کھونٹے سے) بندھا رہتا ہے اور اگر اسے کھول دے گا تو چلا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن - وصحیح مسلم،

کتاب صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن . . .

فوائد: اس میں بھی وہی مذکورہ بات بیان کی گئی ہے۔ صاحب قرآن سے مراد قرآن کا حافظ ہے، مکمل حافظ ہو یا کچھ اجزاء کا حافظ ہو، جتنا بھی یاد ہو اسے پڑھتا رہے گا، تو یاد رہے گا، جیسے اونٹ پر کڑی نظر رکھی جائے تو وہ بندھا رہتا ہے اور اگر اسے کھول دیا جائے تو ایسا بھاگے گا کہ اسے تلاش کرنا اور پکڑنا مشکل ہو جائے گا۔

۱۸۲ - بَابُ اسْتِخْبَابِ تَخْسِينِ  
الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ  
حَسَنِ الصَّوْتِ وَالِاسْتِمَاعِ لَهَا  
قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ  
پڑھنے کا استحباب اور خوش آواز شخص سے  
قرآن پڑھنے کا مطالبہ کرنے اور اسے توجہ  
سے سننے کا بیان

۱۰۰۴ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا أَدْنَى اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَدْنَى لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَعَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ، مَتَفَقَّ عَلَيْهِ. مَعْنَى «أَدْنَى اللَّهِ» أَي: اسْتَمَعَ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى الرُّضَا وَالْقَبُولِ.

۱۰۰۳ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ کسی چیز کے لئے اس طرح کان نہیں لگاتا، جس طرح وہ اس خوش آواز پیغمبر کے لئے کان لگاتا ہے جو قرآن کو غنا کے ساتھ اونچی آواز سے پڑھتا ہے۔ (بخاری و مسلم کان لگاتا ہے، کے معنی ہیں، سنتا ہے اور یہ اشارہ ہے کہ ایسے پڑھنے والے سے اللہ خوش ہوتا اور اس کے عمل کو قبول فرماتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن - وصحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن.

فوائد: اللہ تعالیٰ کان لگا کر توجہ سے سنتا ہے، یہ جہاں ایک طرف اس کی رضا اور قبولیت کی دلیل ہے، وہاں دوسری طرف اس کی ایک صفت (کان) اور اس سے سننے کا بیان ہے، جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ تاہم ہم اس کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں نہ اسے کسی کے ساتھ تشبیہ ہی دے سکتے ہیں۔ غناء کے ساتھ پڑھنے کا مطلب گانے کی طرح تکلف اور تصنع سے پڑھنا نہیں ہے، جیسے آج کل کے قاری بالخصوص مصر کے بعض قراء پڑھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب تجوید و حسن صوت کے ساتھ ایسے سوز سے پڑھنا ہے جس سے رقت طاری ہو۔ اس میں خوش آوازی اور سوز سے قرآن پڑھنے کی ترغیب ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ حروف کی ادائیگی اس طرح ہو کہ اس میں کمی یا بیشی نہ ہو۔

۱۰۰۵ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ۲ / ۱۰۰۵ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «لَقَدْ

أُوتِيَتْ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ» متفقٌ  
 عليه. وفي رواية لمسلم: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 قَالَ لَهُ: «لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ  
 النَّبَارِحَةَ». حضرت داؤد کے سروں میں سے ایک سر (خوش آوازی)  
 دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)  
 اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ  
 ﷺ نے ان سے فرمایا، اگر تم مجھے دیکھ لیتے جب کہ  
 گزشتہ رات میں تمہاری قراءت سن رہا تھا (تو یقیناً تم  
 خوش ہوتے)۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة - وصحیح  
 مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن.

**فوائد:** مزار، گانے بجانے کے آلے (بانسری وغیرہ) کو کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں مراد سراور خوش آوازی ہے۔ آل  
 داؤد میں آل کا لفظ زائد ہے، مراد خود حضرت داؤد علیہ السلام ہیں، کیونکہ حسن صوت حضرت داؤد ہی کو عطا کیا  
 گیا تھا، نہ کہ آپ کی آل کو یا ان میں سے کسی کو۔ بہر حال حسن صوت بھی اللہ کا ایک انعام ہے جس کو چاہے  
 وہ اس سے نواز دے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں یہ نعمت ملی اور وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو اللہ کا کلام  
 سنا کر اللہ کے دین کی طرف بلا تے ہیں۔ خوش آوازی کو دنیا کمانے کے لئے بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ نہیں  
 بناتے، جس کا انجام نہایت برا ہے۔

۱۰۰۶ - وعن البراء بن عازب  
 رضي الله عنهما قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ  
 قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالنِّينِ وَالزَّيْتُونِ، فَمَا  
 سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ.  
 حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت  
 ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں  
 سورت والنین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا، پس میں  
 نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کوئی نہیں سنا۔  
 متفقٌ علیہ. (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب القراءة في العشاء - وصحیح مسلم، کتاب  
 الصلاة، باب القراءة في العشاء.

**فوائد:** اس میں صراحت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس طرح دیگر تمام خوبیاں عطا کی گئی تھیں، حسن صوت سے  
 بھی آپ کو نوازا گیا تھا اور دعوت و تبلیغ میں اس کی آپ کو ضرورت بھی تھی۔

۱۰۰۷ - وعن أبي لبابة بشير بن  
 عبد المنذر رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
 قَالَ: «مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا» رواه  
 أبو داود بإسناد جيد. ومعنى «يَتَعَنَّ»:  
 يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ.  
 حضرت ابو لبابہ بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو قرآن کو غنا کے  
 ساتھ نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔  
 (اسے ابو داؤد نے عمدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے)  
 يتعنى (غنا کے ساتھ پڑھنے) کے معنی ہیں،  
 خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے۔

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب استحباب الترتیل فی القراءة.

فوائد: ہم میں سے نہیں ہے، کا مطلب ہے ہمارے طریقے اور سنت پر نہیں ہے۔ اس میں بھی خوش آوازی اور سوز و رقت سے قرآن پڑھنے کی ترغیب ہے، کیونکہ اس سے قرآن کے حسن اور تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۰۰۸ - وعن ابن مسعود رضي الله ٥ / ۱۰۰۸ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
عنه قال: قال لي النبي ﷺ: «اقرأ عليّ القرآن»، فقلت: يا رسول الله! اقرأ عليّ وعليك أنزل؟ قال: «إني أحب أن أسمعه من غيري» فقرأت عليه سورة النساء حتى جئت إلى هذه الآية: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قال: «حَسْبُكَ الْآنَ» فالتفت إليّ، فإذا عيناؤه تَدْرِفَان. متفق عليه.

پس میں نے آپ کے سامنے سورہ نساء کی تلاوت کی، یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچ گیا، پس اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر اے پیغمبر! تجھے گواہ بنائیں گے (سورہ نساء، ۴) آپ نے فرمایا، اب تم بس کرو۔ جب میں نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے پہلے باب فضل البكاء من خشية الله میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱ / ۴۴۷۔ یہاں اسے اس مقصد سے بیان کیا ہے کہ اس میں اہل علم و فضل کی توقیر و تعظیم کا پہلو ہے۔ نیز دوسروں سے قرآن کی تلاوت سننے اور اس پر تدبیر کرنے کی بھی ضرورت ہے، جس طرح خود نبی ﷺ نے اس طرح کیا۔

۱۸۳ - بَابُ فِي الْحَثِّ عَلَى سُورَةِ ۱۸۳ - مَخْصُوصِ سُوْرَتَيْهِ وَأَيَاتِ مَخْصُوصَةٍ  
کی ترغیب کا بیان

۱۰۰۹ - عن أبي سعيد رافع بن المعلی رضي الله عنه قال: قال لي رسول الله ﷺ: «ألا أعلمك أعظم سورة في القرآن قبل أن تخرج من المسجد؟» فأخذ بيدي، فلما أردنا أن نخرج قلت: يا رسول الله! إنك قلت: لأعلمك أعظم سورة في القرآن؟ قال: «الحمد لله رب العالمين»

حضرت ابو سعید رافع بن معلی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت نہ سکھاؤں؟ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول، آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی عظیم ترین سورت سکھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ

العَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ رَبِّ الْعَالَمِينَ، یہ سب سے بڑی (بار بار دہرائی جانے والی) عظمتِ الٰہی (آیتیں) اور قرآنِ عظیم ہے، جو مجھے دیا گیا ہے۔  
أُوتِيَتْهُ، رواه البخاري.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الكتاب، وأول كتاب التفسير.  
فوائد: قرآن کریم میں آتا ہے ولقد آتيناك سبعاً من المثاني والقران العظيم (الحجر 87) "اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں اور قرآنِ عظیم دیا ہے" مذکورہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر ہے، نبی ﷺ نے سب سے بڑی (بار بار دہرائی جانے والی) عظمتِ الٰہی سے سورۃ فاتحہ مراد لی ہے، کیونکہ یہ سات آیتیں ہر نماز میں اور ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں، اس لئے کہ اس کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی، جیسا کہ فرمانِ رسول ہے لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، اور اسے قرآن کی عظیم ترین سورت اس لئے فرمایا گیا ہے کہ یہ تمام مقاصد قرآن کی جامع اور مجملہ ان تمام مضامین پر مشتمل ہے جو قرآن کریم کی دیگر سورتوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، اس میں عقیدہ توحید اور صرف ایک رب کی عبادت اور اسی سے استعانت کرنے کا نیز روزِ جزاء، وعدہ و وعید اور گزشتہ امتوں کے سعادت مندوں اور گمراہوں دونوں کے قصوں سے عبرت پکڑنے کا بیان ہے۔ اسی لئے ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں اسے "ام القرآن" بھی کہا گیا ہے یعنی قرآن کی جزاء، اصل اور بنیاد۔

۱۰۱۰ - وعن أبي سعيد الخدري ۲ / ۱۰۱۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ قال في قل هو الله أحد: «والذي نفسي بيده! إنَّها لتعبد ثلث القرآن». وفي رواية: أن رسول الله ﷺ قال لأصحابه: «أبغضُ أحدكم أن يقرأ بثلث القرآن في ليلة، فشق ذلك عليهم، وقالوا: أئنا يطيق ذلك يا رسول الله؟ فقال: «قل هو الله أحد، الله الصمد: ثلث القرآن» رواه البخاري

ایک اور روایت میں ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا، کیا تمہارا ایک آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی (۱/۳) قرآن پڑھے؟ یہ بات صحابہ کو گراں معلوم ہوئی اور انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ (یعنی کوئی نہیں رکھتا) تو آپ نے فرمایا، قل هو الله أحد، اللہ الصمد (آخر تک) تہائی قرآن ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل «قل هو الله أحد».  
فوائد: یعنی سورۃ اخلاص، ایک مرتبہ پڑھ لینا، اجر و ثواب میں ایک تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ اس سورت





کی بیان کردہ فضیلت کی توجیہ بعض علماء نے اس طرح کی ہے کہ علوم قرآن کی تین قسمیں ہیں ایک توحید، دوسری تشریح اور تیسری قسم اخلاق۔ ان میں سے پہلی قسم توحید کا جامع اور مکمل بیان اس سورت میں ہے۔ (نزہۃ المتقین) اس کی اور بھی کئی توجیہات بیان کی گئی ہیں۔ امام ابن عبدالبر کے نزدیک اس قسم کی توجیہات سے سکوت بہتر ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ دلیل الفالحین، محمد بن علان دمشقی۔

۱۰۱۴ - وعن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ۶ / ۱۰۱۳ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلَتْ هَذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يَرَ مِثْلَهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ» رواه مسلم.

پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی، (وہ) قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (والی سورتیں) ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة المعوذتين. **فوائد:** اہم تر کیا تو نے نہیں دیکھا، یا تجھے معلوم نہیں، کلمہ تعجب ہے۔ ان کی مثل نہیں دیکھی گئیں، کا مطلب ہے کہ کوئی سورت ان کے علاوہ ایسی ہو کہ سب کی سب تعویذ ہو، یعنی پناہ طلب کرنے پر مشتمل ہو۔ یہ چیز صرف ان دو سورتوں میں ہی پائی جاتی ہے۔ اسی لئے انہیں معوذتین کہا جاتا ہے، پناہ دینے والیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔

۱۰۱۵ - وعن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۷ / ۱۰۱۵ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے الفاظ میں (جنوں اور لوگوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ معوذتین نازل ہو گئیں۔ جب یہ نازل ہو گئیں تو آپ نے ان کے ذریعے سے پناہ مانگنے کو اختیار فرمایا اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الطب، باب ما في الرقية بالمعوذتين. **فوائد:** انسانوں کی طرح جنات میں بھی اچھے اور برے دونوں قسم کے جن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ انسانوں کو اگر نقصان پہنچانا چاہیں تو اللہ کی مشیت سے پہنچا سکتے ہیں۔ بنا بریں شرارتی جن بعض دفعہ انسانوں کو تنگ کرتے اور انہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں۔ اسی طرح نظر کا لگنا بھی برحق ہے، جس کا مطلب ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو بغض و حسد کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کے بد اثرات دوسرے شخص تک بھی پہنچ جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ نقصان یا کسی حادثے اور تکلیف سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ نظر محبت سے بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ جنات اور نظر بد دونوں سے اپنے الفاظ میں پناہ مانگا کرتے تھے۔ مثلاً اعوذ بک من الحنان وعین الانسان (میں تیرے ذریعے سے پناہ مانگتا

ہوں جنوں سے اور انسانوں کی نظر سے) وغیرہ۔ جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہو گئیں تو پھر آپ نے اپنے الفاظ کی بجائے ان سورتوں کے ذریعے سے پناہ طلب کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ یہ سورتیں اسی مقصد کے لئے نازل کی گئی تھیں۔ ان کو معوذتین بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں سورتیں، اللہ کے حکم سے، اپنے پڑھنے والوں کو جنات اور نظر بد سے بچاتی ہیں۔ معوذتین کے معنی ہیں، پناہ دینے والی دو سورتیں۔ اس لئے ان مقاصد کے لئے ان سورتوں کا پڑھنا بہت مفید ہے، ان کے ذریعے سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہئے۔

۱۰۱۶ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةٌ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِجُلِّ حَتَّىٰ غَفِرَ لَهُ، وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ». رواه أبو داود والترمذي وقال: حديث حسن. وفي رواية أبي داود: «تَشْفَعُ».

۸ / ۱۰۱۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید کی ایک تیس سوڑہ ثلاثون آیتہ شفعت لرجل حتى غفر له، وهي تبارك الذي بيده الملك. رواه أبو داود والترمذي وقال: حديث حسن. وفي رواية أبي داود: «تشفع».

الملك ہے۔ (ابو داؤد ترمذی حدیث حسن ہے)

اور ابو داؤد کی ایک روایت میں (ماضی کے صیغے کی بجائے) تشفع (صیغہ مضارع) ہے۔ (یعنی سفارش کرے گی)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في عدد الآي - وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الملك.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ یہ سورت قیامت والے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے بارگاہ الہی میں مغفرت کی سفارش کرے گی۔ اسے صیغہ ماضی میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ ماضی کی طرح ہی اس کا وقوع متحقق ہے۔ تاہم بعض میں بصیغہ مضارع ہے۔

۱۰۱۷ - وعن أبي مسعود البَدْرِيِّ ۹ / ۱۰۱۷ - حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال: «مَنْ قَرَأَ هِيَ، نَبِيٌّ كَرِيمٌ ﷺ» نے فرمایا، جس نے رات کو سورہ بقرہ بالاکتین من آخر سورہ البقرہ فی لیلة کفتاء، متفق علیہ. قيل: كَفَتَاهُ الْمَكْرُوهَةُ (بخاری و مسلم)

بعض نے کہا ہے کہ "کافی ہو جائیں گی" کا مطلب

ہے، اس رات کو ناپسندیدہ چیزوں سے اسے کافی ہو جائیں گی اور بعض نے کہا ہے کہ قیام اللیل سے کافی ہو جائیں گی (یعنی یہ دونوں آیتیں قیام اللیل کے ثواب کو متضمن ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المغازی، و کتاب فضائل القرآن، باب من لم یر بأساً أن



يقول سورة الفاتحة وسورة كذا وكذا - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الفاتحة وخواتيم سورة البقرة.

فوائد: کافی ہو جانے کا مطلب ہے کہ سرکش شیاطین کی شرارتوں وغیرہ سے انسان بچ جاتا ہے، دوسرا مفہوم یہ ہے، جیسا کہ امام نووی نے بھی، دوسرا قول نقل فرمایا ہے کہ یہ دونوں آیات تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ سورہ بقرہ کی یہ آخری دو آیات آمن الرسول بما انزل الیہ سے آخر سورت تک ہیں۔

۱۰۱۸ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه ۱۰ / ۱۰۱۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عنه أن رسول الله ﷺ قال: «لا تجعلوا رسول الله ﷺ في قبركم من بنيكم مقابر إن الشيطان ينفر من البيت مت بناؤ» بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے  
الذي تقرا فيه سورة البقرة» رواه مسلم. جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)  
تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلوة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ قبرستان میں جس طرح مردے پڑے ہوتے ہیں اور کوئی عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، اسی طرح اگر تم بھی گھروں میں نفل نماز اور تلاوت قرآن کا اہتمام نہیں کرو گے، تو تمہارے گھر بھی قبرستان اور تم خود مردوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں اس میں گھروں سے شیطان کو بھاگنے کا نسخہ بھی بتلادیا گیا ہے اور وہ ہے سورہ بقرہ کی خصوصی تلاوت۔

۱۰۱۹ - وعن أبي بن كعب رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «يا أبا المنذر! أتدري أي آية من كتاب الله معك ما عظم؟» قلت: الله لا إله إلا هو الحي القيوم، فضرب في صدري وقال: «ليهنك العلم أبا المنذر» رواه مسلم.  
۱۰۱۹ // حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو منذر! کیا تو جانتا ہے  
کہ کتاب اللہ کی کون سی سب سے بڑی آیت تیرے  
پاس ہے (یعنی تیرے سینے میں محفوظ ہے؟) میں نے کہا،  
اللہ لا الہ الا هو الحي القيوم۔ پس آپ نے  
میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، ابو منذر، تجھے علم  
مبارک ہو (یعنی اس علم کی برکت سے تجھے قرآن کی  
عظیم ترین آیت کا پتہ چل گیا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي.  
فوائد: اللہ لا الہ الا هو سے مراد پوری آیت الکرسی ہے، اس میں اللہ کی صفات جلیلہ اور قدرت عظیمہ کا بیان ہے، اس لئے اس آیت کی بڑی فضیلت ہے۔ علم مبارک ہو، کا مطلب ہے، تیرے لئے نافع اور عزت و سرفرازی کا باعث ہو۔ اس علم سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے جو یقیناً دنیا و آخرت میں سرخ روئی کا باعث ہے۔

۱۰۲۰ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه ۱۲ / ۱۰۲۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
عنه قال: وَكَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ  
زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَخْتُو  
حفاظت میرے سپرد کی۔ پس ایک آنے والا میرے پاس

آیا اور کھانے کے غلے میں سے لپ بھرنے لگا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، 'میں یقیناً تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا' اس نے کہا۔ میں ضرورت مند ہوں اور عیال دار ہوں، مجھے سخت ضرورت ہے۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا، پس میں نے صبح کی (اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، 'اے ابو ہریرہ، گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا، 'یا رسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کی شکایت کی، تو مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، 'اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ دوبارہ آئے گا' تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا۔ پس وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، تو میں نے کہا، 'میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا' اس نے کہا، 'مجھے چھوڑ دے، میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر ترس آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پس میں نے صبح کی (اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، 'اے ابو ہریرہ، تیرے گزشتہ رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا، 'یا رسول اللہ! اس نے حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر ترس آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا، 'اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری مرتبہ اس کے انتظار میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، 'میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا' تیرا یہ آنا تیسری مرتبہ ہے، تو (ہر مرتبہ) یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آجاتا

مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُخْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَبِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، فَخَلَيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَمِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! شَكَا حَاجَةَ وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ. فَقَالَ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ» فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَخْتُو مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: دَغْنِي فَإِنِّي مُخْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَمِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! شَكَا حَاجَةَ وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ، فَقَالَ: «إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ» فَرَصَدْتُهُ الثَّلَاثَةَ، فَجَاءَ يَخْتُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَا تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ! فَقَالَ: دَغْنِي فَإِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَافْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تَضِيحَ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا فَعَلَ أَمِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ. قَالَ: «مَا هِيَ؟» قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَافْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ

ہے، اس نے کہا، مجھے چھوڑ دے، میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں، ان کے ذریعے سے اللہ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے کہا، وہ کیا کلمات ہیں؟ اس نے کہا، جب تو اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر، (اس کی وجہ سے) صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو میں نے (پھر) اسے چھوڑ دیا۔ پس جب میں نے صبح کی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا، یا رسول اللہ! اس نے کہا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا، تو میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ نے پوچھا، وہ کلمات کون سے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اس نے مجھ سے کہا کہ جب تو اپنے بستر کی طرف ٹھکانا پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔ اول سے آخر تک۔ اور اس نے (یہ بھی) کہا، کہ اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگران رہے گا اور صبح تک شیطان ہرگز تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، خردوار، یقیناً اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے، اے ابو ہریرہ، تو جانتا ہے، تین راتوں سے تو کس سے مخاطب رہا ہے؟ میں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا، وہ شیطان تھا۔

(بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الوکالة، باب إذا وکل رجلا فترك الوکیل شیئاً فأجازہ الموکل . . .

**فوائد:** حشایحشو کے معنی ہیں، دونوں ہتھیلیوں سے کسی چیز کو سیٹنا اور لینا۔ اسے اردو میں لپ بھر کر لینا کہتے ہیں۔ اس آیت میں آیت الکرسی کی فضیلت اور رات کو سوتے وقت پڑھنے کی ترغیب ہے۔

۱۰۲۱۔ وعن أبي الدرداء رضي الله عنه / ۱۳۰ / ۱۰۲۱۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَفِظَ بِي شِكِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَفْسًا فِي لَيْلَةٍ، جِئْتُ بِمِائَةِ أَلْفِ مَغْرَمٍ مِنْ عَشْرِ آيَاتِ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَالِ». وفي رواية: «مَنْ أَحْرَجَ سُورَةَ

الکھف، رواہما مسلم۔ کی آخری دس آیتیں (یاد کر لے گا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الکھف۔

فوائد: دجال کا ظہور قیامت کے قریب ہو گا۔ اسے اللہ تعالیٰ بعض خارق عادت امور پر قدرت دے گا جنہیں دیکھ کر بہت سے کمزور ایمان والے لوگ متزلزل ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ فتنہ بہت ہی سخت اور نہایت مبر آزما ہو گا، اسی لئے ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور ہمارے پیغمبر نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی امت کو اس فتنے سے خبردار اور اس سے بچنے اور پناہ مانگنے کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ اس حدیث میں بھی دجال کے دام تزویر میں پھنسنے سے بچاؤ کے لئے نسخہ بتلایا گیا ہے۔ سورہ کھف کی ابتدائی دس آیات اور آخری دس آیات دونوں کو یاد کرنا اور صبح و شام ان کی تلاوت کرنا اس کام کے لئے مفید ہیں۔ تاہم شیخ البانی نے دوسری روایت کو شاذ اور پہلی روایت ہی کو محفوظ قرار دیا ہے۔ یعنی پہلی دس آیات کی تلاوت، فتنہ دجال سے بچاؤ کے لئے مفید ہیں۔ دیکھئے الصحیح، رقم ۵۸۲

۱۰۲۲ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فَتُحِ الْيَوْمَ، وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَتَزَلَّ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ وَقَالَ: أُبَشِّرُ بِنورين أوتيتهما، لَمْ يُؤْتِيَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيَتْهُ». رواه مسلم. «النَّقِيضُ»: الصَّوْتُ.

۱۳ / ۱۰۲۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی، انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا، یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا تھا اور اس سے ایک فرشتہ اترتا ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا، یہ فرشتہ جو زمین پر اترتا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں اترتا، پس اس فرشتے نے آپ کو سلام عرض کیا اور کہا، آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو عطا کئے گئے، آپ سے پہلے یہ کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (ایک) سورہ فاتحہ اور (دوسرا) سورہ بقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جس ایک حرف کی بھی تلاوت کریں گے (مضمون کی مناسبت سے) وہ چیز آپ کو عطا کر دی جائے گی۔ (مسلم)

النَّقِيضُ، کے معنی ہیں، آواز

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة۔  
فوائد: اس میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات (آمن الرسول سے آخر سورت تک) کی فضیلت ہے جو انہیں اخلاص کے ساتھ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ ہدایت و سعادت عطا فرما دے گا، جن پر یہ آیات مشتمل ہیں۔

۱۸۴۔ قرآن کریم پڑھنے کے لئے جمع ہونے کے مستحب ہونے کا بیان

۱۸۴۔ بابُ اسْتِجَابِ الْجَمَاعِ عَلَيَّ الْقِرَاءَةِ

۱۰۲۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ / ۱۰۲۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ، وَيَتَذَكَّرُونَ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَعَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ» رواه مسلم.

۱۰۲۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ، وَيَتَذَكَّرُونَ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَعَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ» رواه مسلم.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر. فوائد: بتدارسوں کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو درس دیتے ہیں یعنی قرآنی علوم و معارف پر مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہیں، دوسرا مفہوم ہے کہ قرآن مجید کا باہم دور کرتے ہیں یعنی ایک دوسرے کو قرآن کریم سناتے ہیں۔ یہ دونوں ہی مفہوم صحیح ہو سکتے ہیں، کیونکہ دونوں ہی کام محمود و مستحسن ہیں اور اللہ کی خصوصی رحمت و رضامندی کا باعث۔

۱۸۵۔ وضو کی فضیلت کا بیان

۱۸۵۔ بابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو (ارادہ کرو) تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کھنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کر لو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھو لو اور اگر تم جنبی ہو تو اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرو (مغسل کرو) ... (اس قول تک) اللہ تعالیٰ تم پر ننگی کا ارادہ نہیں کرتا، بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے، تاکہ تم شکر کرو۔ (المائدہ، ۶)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَتَأْتِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَأْيُودُ اللَّهِ لِيَجْمَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [المائدة: ۶].

فائدہ آیت: اس آیت میں وضو کرنے کا حکم ہے، اس لئے امام نووی نے اسے یہاں نقل فرمایا ہے۔

۱۰۲۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ / ۱۰۲۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ





۱۰۲۶ - وعن عثمان بن عفانَ ۳ / ۱۰۲۶ - حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: «هَـ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَـ فَرَمَا، جَسَ مَحْضُ نَ وَضُو كِيَا «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، خَرَجَتْ اور اچھے طریقے سے (سنت کے مطابق) وضو کیا، تو اس خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ كَے جِسم سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے ناخنوں اظفارہ» رواہ مسلم۔ کے نیچے سے بھی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء۔  
 فوائد: اچھے طریقے سے وضو کرنے کا مطلب سنت کے مطابق کرنا ہے، جسم سے گناہ نکلنے کا مطلب گناہوں کی معافی ہے اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ کیونکہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔

۱۰۲۷ - وعنه قال: رَأَيْتُ ۳ / ۱۰۲۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوئِي هَذَا ثُمَّ قال: «مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشِيئُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً» رواہ مسلم۔  
 نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے وضو کی طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا، جو اس طرح وضو کرے تو اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور اس کے مسجد کی طرف چل کر جانے کا ثواب ایک زائد چیز ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلاة عقبہ۔  
 فوائد: وضو صغیرہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے، بشرطیکہ ان کا تعلق حقوق العباد سے نہ ہو، کیونکہ وہ بھی توبہ اور حقوق کی ادائیگی اور تلافی کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ گویا گھر سے وضو کر کے جانا نہایت فضیلت والا عمل ہے، اسی عمل سے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز پڑھنا مزید ثواب اور رفع درجات کا باعث ہے۔

۱۰۲۸ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - أَوْ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَتْ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَفِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ»  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے، پس وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے تمام وہ خطائیں نکل جاتی ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا (یعنی آنکھوں سے سرزد ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں) پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ (یا فرمایا) یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا (یعنی ان کا

ار تکاب ہاتھوں نے کیا تھا) اور جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ

وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس کے پیر چل کر گئے تھے، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکل آتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء۔  
 فوائد: اس کا مطلب بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیثوں کا بیان ہوا کہ وضو سے صغیرہ گناہ، جو حقوق اللہ سے متعلق ہوں، معاف ہو جاتے ہیں۔ گویا وضو جسمانی نفاذت کے ساتھ باطنی طہارت کا بھی ذریعہ ہے۔

۱۰۲۹ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى  
 الْمُقْبِرَةَ فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ  
 مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ  
 وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْتَا إِخْوَانَنَا» قَالُوا: أَوْ لَسْنَا  
 إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْتُمْ  
 أَصْحَابِي، وَإِخْوَانُنَا: الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ»  
 قَالُوا: كَيْفَ نَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ  
 أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ  
 رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غَرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ  
 دُهُمٍ بُهُمٍ، أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟» قَالُوا: بَلَى  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غَرًّا  
 مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى  
 الْخَوْضِ» رواه مسلم.

سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا۔ تم پر سلام ہو اے ایمان دار گھر والو! اور ہم، اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ، کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا، تم میرے ساتھی ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔ صحابہ نے کہا، اللہ کے رسول، آپ کی امت کے وہ لوگ جو ابھی تک نہیں آئے، آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا، یہ بتلاؤ، اگر ایک آدمی کے ایسے گھوڑے، جن کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں، خالص سیاہ رنگ کے گھوڑوں کے درمیان ہوں، کیا وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچان لے گا؟ صحابہ نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا، پس (میری امت کے بعد میں آنے والے لوگ بھی) اس حال میں (میدان محشر میں) آئیں گے کہ وضوء کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور میں حوض (کوثر) پر ان کا میرا سامان ہوں گا۔ (یعنی پہلے پہنچا ہوا ہوں گا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل۔  
 فوائد: اس میں اپنے بعد آنے والے تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ نے انما المؤمنون اخوة (سورہ حجرات) کے مطابق اپنا بھائی قرار دیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مزید یہ شرف و فضل حاصل ہے کہ وہ بھائی ہونے



کے علاوہ صحابی بھی ہیں۔ اس میں اس حوض کوثر کا بیان ہے جو نبی ﷺ کو قیامت والے دن عطا کیا جائے گا اور آپ اپنے امتیوں کو اس میں سے پانی پلائیں گے جس کے بعد انہیں کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ تاہم اہل بدعت اس شرف سے محروم رہیں گے، جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ فرط (میرسلمان) اس شخص کو کہا جاتا ہے جو قافلے میں سے سب سے پہلے آگے جا کر قافلے کے ٹھہرنے اور ان کی دیگر ضروریات کا انتظام کرتا ہے۔ یہ امت محمدیہ کا شرف ہے کہ ان کے پیش رو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔

۱۰۳۰ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ؛ فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ» رواه مسلم.

۱۰۳۰ / ۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ خطائیں مٹا دیتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا، مشقت اور ناگواری کے باوجود کمال وضوء کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط ہے، پس یہی رباط ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب إسباغ الوضوء علی المکارہ۔  
**نوٹ:** مشقت اور ناگواری کا مطلب، سخت سردی وغیرہ میں پورا وضوء کرنا ہے۔ رباط کا مطلب ہوتا ہے سرحد یا محاذ جنگ پر پہرہ دینا اور رات دن کسی ایک جگہ پر بیٹھ کر نگرانی کرنا تاکہ دشمن کو اندر آنے یا حملہ آور ہونے کا موقع نہ ملے۔ نماز کے بعد نماز کے انتظار کو رباط اس لئے فرمایا کہ اس طرح ایک نمازی بھی اپنے نفس کو مسلسل اللہ کی اطاعت و عبادت پر لگائے رکھتا ہے تاکہ شیطان اس کے نفس پر غالب نہ آسکے۔ یہ روایت باب بیان کثرت طرق الخیر میں بھی گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱۵/۱۳۱

۱۰۳۱ - وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ» رواه مسلم.

۱۰۳۱ / ۸ - حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔ (مسلم)

یہ روایت پوری تفصیل سے باب الصبر، رقم ۱ / ۲۵ میں گزر چکی ہے۔  
 وقد سبق بطوله في باب الصبر.  
 وفي الباب حديث عمرو بن عبسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي آخِرِ بَابِ الرَّجَاءِ وَهُوَ حَدِيثٌ عَظِيمٌ مُشْتَمِلٌ عَلَى جَمَلٍ مِنَ الْخَيْرَاتِ.

اور اس موضوع پر عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (بھی) ہے جو پہلے باب الرجاء کے آخر میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث بڑی اہم ہے جو نیکی کے بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

(دیکھئے رقم ۲۷/۴۳۹)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، و کتاب صلاۃ المسافرین، باب إسلام عمرو بن عبسہ.

نوآمد: طہور کے معنی پاکیزگی ہے۔ یہ نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ ناپاکی کی حالت میں انسان کے لئے نماز پڑھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دینے سے پاکیزگی کی اہمیت واضح ہے۔

۱۰۳۲ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبَلِّغُ - أَوْ يَسْبِغُ الْوُضُوءَ - ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؛ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ» رواه مسلم. وَرَأَى التِّرْمِذِيُّ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ».

۱۰۳۲ / ۹ - حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے جو شخص وضوء کرے اور کمال وضوء کرے، پھر کہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس میں سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔ (مسلم)

اور ترمذی نے یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں، اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء - وسنن ترمذی، أبواب الطہارۃ، باب ما یقال بعد الوضوء.

نوآمد: راوی کو شک ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یبلغ کا لفظ استعمال فرمایا یا فیسبغ کا، مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ کمال وضوء کرنا۔ تواب کے معنی ہیں بہت زیادہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے یعنی توبہ کرنے والا، خوب پاکیزگی حاصل کرنے سے مراد ہے، گناہوں اور نافرمانیوں سے بچ کر روحانی پاکیزگی حاصل کرنا۔

## ۱۸۶ - اذان کی فضیلت کا بیان

## ۱۸۶ - بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ

۱۰۳۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهَجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا» مَفْتُقٌ عَلَيْهِ. «الاسْتِهَامُ»: الْاِقْتِرَاعُ،

۱۰۳۳ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر لوگ اس فضیلت کو جان لیں جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں، تو یقیناً وہ اس پر قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ دوڑ کر آئیں اور اگر وہ جان لیں کہ عشاء اور فجر کی نماز

کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور اس میں شریک ہوں  
 اگرچہ انہیں گھٹ گھٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)  
 الاستہام، قرعہ اندازی کرنا۔ تہجیر، نماز کی  
 طرف جلدی اور پہلے وقت پر آنا۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الاستہام فی الأذان - وصحیح مسلم، کتاب  
 الصلاة، باب تسوية الصفوف.

**فوائد:** حبواً کے معنی ہیں ہاتھوں کے سارے چلنا جیسے بچہ ابتداء میں چلتا ہے یا گھٹنوں یا سرینوں (چوتروں)  
 کے بل گھٹ گھٹ کر چلنا۔ اس میں اذان اور پہلی صف کی، جو امام کے ساتھ ہوتی ہے، فضیلت کے علاوہ عشاء  
 اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید ہے۔ کیونکہ دوسری روایات میں آتا ہے کہ یہ دونوں نمازیں منافقین پر  
 سب سے زیادہ بھاری ہیں۔

۱۰۳۴ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۰۳۴ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْتَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ»  
 میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اذان  
 دینے والے قیامت کے دن دیگر تمام لوگوں سے لمبی  
 گردن والے ہوں گے۔ (مسلم) رواہ مسلم.

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان.

**فوائد:** اس سے اذان کی فضیلت واضح ہے۔ اذان اللہ کی عبادت اور خیر کی طرف بلانے کا نام ہے، جتنے لوگ  
 مؤذن کی اذان سن کر نماز پڑھنے آئیں گے، مؤذن کو ان سب نمازیوں کی نمازوں کے برابر ثواب بھی ملے گا  
 کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے، من دل علیٰ خیر فلہ مثل اجر فاعلہ، جو خیر کی طرف رہنمائی کرے گا  
 تو اس کو بھی اس خیر کے عمل کرنے والے کی مثل اجر ملے گا۔ اسی لئے میدان محشر میں وہ تمام لوگوں میں ممتاز ہو  
 گا کہ اس کی گردن سب سے لمبی ہوگی۔

۱۰۳۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ  
 خَدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ  
 تُحِبُّ النِّعَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ  
 أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذْنَتَ لِلصَّلَاةِ، فَارْفَعِ صَوْتَكَ  
 بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ «لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ  
 الْمُؤَذِّنِ جَنًّا، وَلَا إِنْسًا، وَلَا شَيْءًا إِلَّا  
 شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قَالَ أَبُو سَعِيدٍ:  
 حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی  
 صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت ابو سعید  
 خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم  
 بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو، پس جب تم اپنی  
 بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان کو تو اذان  
 میں اپنی آواز کو اونچا کیا کرو، اس لئے کہ مؤذن کی آواز  
 کو آخری حصہ تک جو جن، انسان اور کوئی اور چیز سنتی  
 ہے تو قیامت والے دن وہ اس کے لئے گواہی دے گی۔  
 حضرت ابو سعید نے فرمایا، میں نے یہ بات رسول اللہ  
 ﷺ سے سنی ہے۔ رواہ البخاری.

ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء.  
**فوائد:** ششی، کوئی اور چیز، عام ہے، اس میں حیوانات، نباتات اور جمادات آجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بھی، انسانوں اور جنات کی طرح، بارگاہ الہی میں مؤذن کی اذان کی شہادت دیں گی۔ اس سے بھی اذان اور مؤذن کی فضیلت واضح ہے۔

۱۰۳۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ، أَذْبَرَ الشَّيْطَانَ، لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأَذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا نُوبَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، وَاذْكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ - حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَذِرِي كَمَا صَلَّى، متفقٌ عليه. «التَّوْبُ»: الإِقَامَةُ.

۱۰۳۶ / ۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا (ہوا خارج کرتا) ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے، پس جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو (واپس) آجاتا ہے، یہاں تک کہ جب تکبیر کسی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے، پھر جب تکبیر پوری ہو چکتی ہے تو (پھر) آجاتا ہے حتیٰ کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے، فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، وہ چیزیں جو اس سے پہلے اسے یاد نہ تھیں، یہاں تک کہ آدمی کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشویب کے معنی ہیں، اقامت (تکبیر کہنا)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل التأذین - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه.

**فوائد:** ادبر اور ولہ ضراط کا مطلب ہے، شیطان تیزی سے بھاگتا ہے، جس سے اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور پیچھے سے ہوا خارج ہوتی رہتی ہے۔ یا وہ بالقصد شرار تاگوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور اذان سے کراہت شیطان کا فعل ہے۔ دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ نماز میں خشوع خضوع کا اہتمام ضروری ہے تاکہ شیطان کی وسوسہ اندازی کو ناکام بنایا جاسکے۔

۱۰۳۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ بِهَا

۱۰۳۷ / ۵ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اذان سنو، تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، اس لئے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس

عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيِ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنزَلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَتَّبِعِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَزْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيِ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ» رواه مسلم.

رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم اللہ سے میرے لئے وسیلے کا سوال کرو، بے شک یہ جنت میں ایک بلند درجہ ہے، یہ اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، پس جو شخص میرے لئے وسیلے کا سوال کرے گا، اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن.

فوائد: صلاة کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس وقت اس کے معنی رحمت و مغفرت کے اور فرشتوں کی طرف ہو تو مغفرت طلب کرنے کے اور بندوں کی طرف ہو تو دعا کرنے کے ہوتے ہیں۔ وسیلہ کے لغوی معنی قرب کے ہیں، یا وہ طریقہ اور ذریعہ جس سے انسان اپنے مقصود تک پہنچ جائے۔ لیکن یہاں اس سے مراد جنت کا وہ درجہ ہے جو اللہ کے نبی ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کے معنی ہوتے ہیں، خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر کرنے کی یا کسی سے کسی کے لئے خیر کی درخواست کرنا، حدیث میں اس سے مراد آپ کا وہ حق شفاعت ہے جس کی رو سے آپ ان لوگوں کی مغفرت کی درخواست کریں گے جن کی بابت اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔

اس میں ایک اس امر کی ترغیب ہے کہ اذان سننے والا بھی کلمات اذان ادا کرتا رہے، البتہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے دوسرے، اس کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر دعائے وسیلہ، تو ایسے شخص کے لئے شفاعت واجب ہو جائے گی، بشرطیکہ اس کا خاتمہ ایمان و توحید پر ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مفضول (کم تر درجے والے) کی دعا سے فاضل (بلند تر درجہ رکھنے والے) کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

۱۰۳۸ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ / ۶ / ۱۰۳۸ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ، فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ» متفقٌ عليه.

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہ جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن.

فوائد: اس میں بھی کلمات اذان دہرانے کا حکم ہے۔

۱۰۳۹ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النَّدَاءَ: اللَّهُمَّ! رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّاشِئَةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اذان سن کر یہ کہے، اے اللہ! اس کا دل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس

الْوَسِيلَةَ، وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثُهُ مَقَاماً مَحْمُوداً مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔  
الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ تَوَقَّاتِ وَاللَّيْلِ دُنُوًّا مِنْ شَفَاعَتِي يَوْمَ تَوَقَّاتِ وَاللَّيْلِ دُنُوًّا مِنْ شَفَاعَتِي يَوْمَ تَوَقَّاتِ  
الْقِيَامَةِ». رواه البخاري. (واجب ہوگی۔ بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء.  
**فوائد:** دعوت سے مراد یہاں الفاظ اذان ہیں اور کامل کا مطلب ہے کہ قیامت تک اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں آئے گی، یا اس میں کوئی نقص نہیں ہے، کیونکہ یہ تمام عقائد کو جامع ہے، قائم ہونے والی نماز کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اذان کے بعد ہی وہ قائم ہونے والی ہے، یا یہ ہے کہ قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اس میں دعائے وسیلہ پڑھنے کی فضیلت ہے، اسے اسی طریقے سے پڑھا جائے جس کی وضاحت حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث میں گزری، یعنی پہلے کلمات اذان دہرائے جائیں، پھر درود پڑھا جائے اور پھر نبی ﷺ کے لئے وسیلے کی دعا کی جائے۔

۱۰۴۰ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ۸ / ۱۰۳۰ - حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے  
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ رَوَيْتَ هِيَ كَرِيمٌ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے  
قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيََ اللَّهُ رِيبًا، وَيُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ». رواه مسلم.  
اذان سن کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن.

**فوائد:** اس میں دعائے وسیلہ کے علاوہ ایک اور دعا ہے، اسے بھی پڑھنا چاہئے۔

۱۰۴۱ - وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۹ / ۱۰۴۱ - حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ اللَّهُ ﷺ نے فرمایا، اذان اور تکبیر کے درمیان کی گئی دعا  
بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ». رواه أبو داود، رد نہیں کی جاتی۔

والترمذي وقال: حديث حسن.

**تخریج:** سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب ما جاء في الدعاء بين الأذان والإقامة -  
وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في أن الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة.  
**فوائد:** اذان اور تکبیر کے درمیان کا وقت بھی قبولیت دعا کا وقت ہے۔

۱۸۷ - بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ ۱۸۷ - نمازوں کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِيسَى الْمَسْكُوتَى اللهُ تَعَالَى﴾ نے فرمایا، بے شک نماز بے حیائی اور منکر



تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴿العنکبوت: ۴۵﴾  
 کاموں سے روکتی ہے۔ (سورہ عنکبوت، ۴۵)

فائدہ آیت: نماز کا یہ فائدہ اس شخص کے حصے میں آتا ہے جو نماز کو اس کے آداب کے ساتھ ادا کرتا ہے، یعنی سنت نبویؐ کے مطابق اور خشوع خضوع کے ساتھ۔ ٹھوگوں والی اور ”توپل میں آیا“ کے انداز میں پڑھی جانے والی نماز، نماز ہی نہیں، اس سے انسان کے اندر کوئی تبدیلی بھی نہیں آتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ نماز کو نماز سمجھ کر ہی پڑھا جائے۔

۱۰۴۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُول: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا يَبِابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟» قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؛ قَالَ: «فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا» متفق عليه.  
 ۱۰۴۲ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، بھلا تلاء، اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو جس سے وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو، کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا، اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا، پس یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشى إلى الصلوة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.  
 فوائد: اس میں پانچوں نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت اور اس کا فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے انسان کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ لیکن اسی نماز سے جو سنت کے مطابق خشوع و خضوع کے ساتھ پابندی سے ادا کی جائے، نہ کہ اپنے من مانے طریقے سے اور جب ہی چاہا پڑھ لینے سے۔

۱۰۴۳ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرِ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ» رواه مسلم.  
 ۱۰۴۳ / ۲ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچوں نمازوں کی مثال اس بڑی گہری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو جس سے وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔ (مسلم)  
 الغمر، غین پر زبر، اس کے معنی ہیں، زیادہ المعجمۃ: الكثير.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشى إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

۱۰۴۴ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى







مَكْتُوبَةٌ فَيُحَسِّنُ وُضُوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، كَعَمَلِهَا، وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّازَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنْ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تُؤْتِ كَبِيرَةً، وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ» رواه مسلم.

کے لئے اچھا وضو کرے، اچھے طریقے سے خشوع اور رکوع کرے، تو وہ نماز اس کے ماقبل کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گی، جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ (اللہ تعالیٰ کا معاملہ رحمت) ہمیشہ رہتا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء والصلاة عقبہ۔  
**فوائد:** اس میں نماز کے آداب و ارکان کو صحیح طریقے سے بجالانے کا بیان ہے، مثلاً وضو، خشوع خضوع اور اعتدال ارکان وغیرہ۔ ایسی نماز ہی کفارہ سیئات بنے گی۔ ورنہ پھر بقول علامہ اقبال ع  
 تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا لے گا نماز میں

### ۱۸۸۔ بابُ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ - صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت

۱۰۴۷ - عن أبي موسى رضي الله عنه قال: «مَنْ صَلَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نِيَّةً فِي الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ» رواه البخاري ومسلم.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نِيَّةً فِي الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ» رواه البخاري ومسلم.

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب فضل صلاة الفجر - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

**فوائد:** ویسے تو ہر نماز کی پابندی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ تاہم بعض نمازیں ایسی ہیں کہ جن کی پابندی خصوصی اہتمام کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ان کی مزید فضیلتیں بیان کر دی گئی ہیں تاکہ مسلمان ان میں سستی کا ارتکاب نہ کریں۔ ان ہی میں سے ایک فجر کی نماز ہے، نیند کی وجہ سے اس کی ادائیگی بہ نسبت دوسری نمازوں کے مشکل ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز ہے، اس کی ادائیگی اس لئے مشکل ہوتی ہے کہ اس وقت کاروباری مصروفیات کا ہجوم ہوتا ہے، ان کو چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنا نہایت گراں ہوتا ہے۔ بنا بریں ان دونوں نمازوں کی فضیلت مذکورہ حدیث میں بطور خاص بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث باب بیان کثرتہ طرق الخیر میں بھی گزر چکی ہے، دیکھئے رقم ۱۲/۱۳۲

۱۰۴۸ - وعن أبي زهير عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رضي الله عنه قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: «لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا» يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. رواه مسلم.

حضرت ابو زہیر عمارة بن رويبة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی سورج نکلنے سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا ہے، وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة

علیہما۔

فوائد: صرف ان دو نمازوں کی پابندی کرنے والا جہنم سے محفوظ نہیں رہے گا بلکہ وہ مسلمان جہنم میں جانے سے بچے گا جو پانچوں نمازیں پابندی کے ساتھ پڑھے گا۔ حدیث میں صرف دو نمازوں (صبح اور عصر) کا ذکر ان کی خصوصی اہمیت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ گویا ان دونوں نمازوں کی حفاظت کرنے والا یقیناً دوسری نمازوں میں بھی کوتاہی نہیں کرتا اور اسی طرح دیگر فرائض و سنن کا بھی اہتمام کرتا ہے، کیونکہ نجات کے لئے ضروری ہے کہ تمام فرائض و سنن کا حتی الامکان اہتمام کیا جائے۔

۱۰۴۹ - وعن جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ ۱۰۴۹/۳ - حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَاَنْظُرْ بِرُؤْيَاكَ مَا لَكَ فِي يَوْمِئِذٍ مِنْ نِعْمَةٍ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ» تو غور سے دیکھ، اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی بستیء رواہ مسلم۔  
قسم کی باز پرس نہ کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة۔

فوائد: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اے انسان! تو صبح کی نماز میں غفلت نہ کیا کر، کیس اللہ تعالیٰ اس غفلت کی وجہ سے تیرا مواخذہ نہ کر لے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو نمازی اللہ کی حفظ و امان میں ہو جاتا ہے تو اس سے تعرض نہ کر اور اسے کسی قسم کی تکلیف مت پہنچا، کیونکہ اگر تو نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے باز پرس فرمائے گا۔ اس میں گویا صبح کی نماز پابندی سے پڑھنے کی ترغیب اور مداومت کرنے والے کی فضیلت اور ایسے شخص کو نقصان پہنچانے سے اجتناب کی تاکید ہے۔

۱۰۵۰ - وعن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بِتَعَاقُبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَرْجِعُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ -: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ» متفق عليه۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے اندر رات کو اور دن کو فرشتے باری باری آتے اور جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر وہ فرشتے جو تمہارے اندر رات گزارتے ہیں، اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا، وہ کہتے ہیں، ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور ہم جب ان کے پاس گئے تھے، تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المواقیب، و کتاب التوحید، و کتاب بدء الخلق - صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما۔

فوائد: فرشتوں کے باری باری آنے کا مطلب ہے کہ بندوں کی حفاظت یعنی اعمال لکھنے کے لئے جو فرشتے آتے ہیں، وہ یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ رات کے فرشتے عصر کے وقت آتے ہیں، جب کہ صبح کے فرشتے موجود ہوتے ہیں اس وقت ان کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ پھر یہ فرشتے صبح کی نماز کے وقت چلے جاتے ہیں اور دن کے فرشتے آجاتے ہیں جب کہ اللہ کے نیک بندے فجر کی نماز میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور اس وقت بھی ان فرشتوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ یوں جس وقت فرشتے آتے اور جس وقت جاتے ہیں، نمازی عصر اور فجر کی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے لیکن وہ فرشتوں سے اپنے بندوں کی بابت پوچھتا ہے تاکہ فرشتوں پر بھی اہل ایمان کا شرف و فضل واضح ہو جائے۔

۱۰۵۱ - وعن جرير بن عبد الله البجلي رضي الله عنه قال: كنا عند النبي ﷺ، فنظرت إلى القمر ليلة البدر فقلت: «إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر، لا تضامون في رؤيته، فإن استطعتم أن لا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس، وقبل غروبها فافعلوا» متفق عليه. وفي رواية: «فنظرت إلى القمر ليلة أربع عشرة».

۱۰۵۱ / ۵ - حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، چاند کی چودھویں رات تھی کہ آپ نے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا، بے شک تم اپنے رب کو (آخرت میں) القمر، لا تضامون فی رؤیتہ، فإن استطعتم أن لا تغلبوا علی صلاة قبل طلوع الشمس، وقبل غروبها فافعلوا نہیں کرتے، پس اگر تم اس بات کی طاقت رکھو کہ سورج طلوع ہونے سے قبل کی نماز اور سورج غروب ہونے سے قبل کی نماز میں تم مغلوب نہ ہو (یعنی وہ تم سے چھوٹے نہ پائیں) تو تم ضرور ایسا کرو۔

(بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ پس آپ نے چودھویں

رات کو چاند کی طرف دیکھا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المواقیب، باب فضل صلاة الفجر، و کتاب التفسیر، و کتاب التوحید - و صحیح مسلم، کتاب التوحید، باب فضل صلاتی الصبح والعصر و المحافظة علیہما.

فوائد: بدر چودھویں رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ یہ مبارک (جلدی کرنا) سے ہے۔ چودھویں رات کو چونکہ یہ نکلنے میں جلدی کرتا ہے، اس لئے اسے بدر کہا جاتا ہے۔ پندرہویں رات سے اس کے طلوع میں تاخیر ہوتی شروع ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ دنیا میں اگرچہ اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، لیکن آخرت میں اہل ایمان اللہ کی رؤیت سے مشرف ہوں گے۔ دوسرے، اس میں بھی عصر اور فجر کی نماز کی حفاظت کی تاکید اور ان کی فضیلت کا بیان ہے۔

۱۰۵۲ - وعن بُرَيْدَةَ رضي الله عنه ۱۰۵۲ / ۶ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ اللَّهِ ﷻ لَمْ يَلِدْ» نے فرمایا، جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، پس العصرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، رواه البخاري. تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب من ترك صلاة العصر، و باب التبکیر بالصلوة فی یوم غیم.

فوائد: عہد کسی ایک نماز کا ترک بھی اگرچہ سخت گناہ، بلکہ بقول بعض کفر ہے۔ لیکن بالخصوص عصر کی نماز کا ترک تو بہت ہی اشد گناہ ہے۔ اس سے انسان کے عمل ہی برباد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نماز عصر کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

## ۱۸۹۔ مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت

## ۱۸۹۔ بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

۱۰۵۳ - عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: «مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ» متفق عليه.

۱۰۵۳ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مسمانی تیار کرتا ہے جب بھی صبح یا شام کو جائے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی إلى الصلاة تمحی بہ الخطایا وترفع بہ الدرجات.

فوائد: غدا، زوال سے قبل اور راح، زوال کے بعد چلنے کو کہتے ہیں اور بعض دفعہ صبح یا شام سے قطع نظر مطلق چلنے کے مفہوم میں بھی یہ استعمال ہوتے ہیں۔ اس میں مسجد میں اللہ کی عبادت اور نماز ادا کرنے کی نیت سے جانے کی فضیلت ہے۔ جب بھی وہ جائے، صبح یا شام کو اور مومن کا تو دل ہی مسجد کے ساتھ اٹکا ہوتا ہے، اسی لئے صبح و شام کی تمام ہی گھڑیوں میں وہ مسجد میں جاتا اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔

۱۰۵۴ - وعنه أن النبي ﷺ قال: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتِ مَنْ يُؤْتِي اللَّهُ، لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ، كَانَتْ حُطْرَاتُهُ، إِحْدَاهَا تَحُطُّ حُطْبِيَّةً، وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً» رواه مسلم.

۱۰۵۴ / ۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح طہارت حاصل کی (یعنی وضو یا غسل کیا) پھر وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں گیا تاکہ وہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے تو اس کے قدم اس طرح (شمار) ہوں گے کہ ایک قدم گناہ کو مٹائے گا اور دوسرا قدم درجہ بلند کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی إلی الصلاة تمحی به الخطایا وترفع به الدرجات.

فوائد: اس میں مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب بھی ہے اور اس کی فضیلت کا بیان بھی۔ کیونکہ ہر قدم سے ایک صغیرہ گناہ معاف اور ایک درجہ بلند ہو گا۔ اس میں اللہ کے فضل و کرم کی وسعت کا بیان بھی ہے۔

۱۰۵۵ - وعن أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَعَدَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لَا تُحْطِئُهُ صَلَاةٌ! فَقِيلَ لَهُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ، قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَتْرُلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يَكْتَسِبَ لِي مَنَسَائِي إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ» رواه مسلم.

۱۰۵۵ / ۳ - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا، میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس سے زیادہ مسجد سے دور ہو (لیکن اس کا یہ حال تھا کہ) کوئی نماز اس سے نہ چوکتی (یعنی ہر نماز جماعت سے ادا کرتا) اس سے کہا گیا، اگر تو کوئی گدھا خرید لے تاکہ اندھیرے اور سخت گرمی میں اس پر سوار ہو کر آجایا کرے (تو بہتر ہو) اس نے کہا، مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور جب میں اپنے گھروالوں کے پاس واپس آؤں تو میرا لوٹنا لکھا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یقیناً اللہ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما دیا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلی المساجد.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ آتے جاتے اس کے قدموں کے حساب سے اس کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں ملیں گی اور اس کے گناہوں کی معافی ہو گی۔ اس میں صحت نیت کی بھی فضیلت ہے، انسان اپنی صحیح نیت کی وجہ سے بھی بڑے درجات حاصل کر سکتا ہے۔

۱۰۵۶ - وعن جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَلَّتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَزَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: «بَلَّغْنِي أَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟» قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ، فَقَالَ: «بِنِي سَلَمَةَ دِيَارَكُمْ نَكْتَبُ أَنْتُمْ دِيَارَكُمْ نَكْتَبُ أَنْتُمْ» فَقَالُوا: مَا يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحْوَلْنَا. رواه مسلم، وروى البخاري

۱۰۵۶ / ۴ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے اردگرد کچھ جگہیں خالی ہوئیں، تو بنو سلمہ (قبیلے) نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ پس یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا، ہاں، یا رسول اللہ، یقیناً ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اے بنو سلمہ، تم اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں، تم اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے نشانات قدم

لکھے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا، ہمیں پسند نہیں کہ  
معنا من رواية أنس .

ہم (سجد کے قریب) منتقل ہوں۔ مسلم، امام بخاری نے  
بھی اس کے ہم مفہوم روایت حضرت انس سے بیان کی  
ہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الاحتساب من الآثار، وكتاب المناسك،  
باب فضل المدينة و صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد.  
**نوٹ:** اس میں بھی مسجد سے دور رہنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ تاہم یہ اہل عزیمت کے لئے ہے۔ ہر شخص کے  
لئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے جن لوگوں میں ذوق عبادت اور نماز کی پابندی کا اہتمام کرنے کی کمی ہو، ان کے  
لئے مسجد کے قریب رہنا زیادہ بہتر ہے تاکہ کم از کم فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کے تو وہ مرتکب نہ ہوں۔  
کیونکہ فرائض کی ادائیگی، نوافل سے اہم تر بلکہ اشد ضروری ہے، کہیں شوق نوافل میں فرائض ہی سے محروم نہ  
رہ جائیں۔

۱۰۵۷ - وعن أبي موسى رضي الله ' ۵ / ۱۰۵۷ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ أَعْظَمَ رسول الله ﷺ نے فرمایا، نماز کے اعتبار سے لوگوں میں  
النَّاسُ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا سب سے زیادہ اجر والا وہ شخص ہے جو اس کی طرف  
مَنْشَى، فَأَبْعَدُهُمْ. وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ سب سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے، پھر وہ جو اس  
حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمَ أَجْرًا مِنَ الذي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ سے بھی زیادہ دور سے آتا ہے اور وہ شخص جو (جماعت  
الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنْامُ» متفق عليه. کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے) امام کے نماز پڑھنے تک  
نماز کے لئے انتظار کرتا ہے، وہ اس شخص سے کہیں  
زیادہ اجر کا مستحق ہے جو (جماعت کا انتظار کئے بغیر) نماز  
پڑھ کر سوجاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة - و صحیح  
مسلم، کتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد.  
**نوٹ:** اس میں دور سے چل کر آنے کی مشقت کے حساب سے زیادہ ثواب ملنے کے بیان کے علاوہ، نماز باجماعت  
اور نماز کے لئے انتظار کرنے کی فضیلت کا بھی اثبات ہے۔

۱۰۵۸ - وعن بُرَيْدَةَ رضي الله عنه ' ۶ / ۱۰۵۸ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول  
عن النبي ﷺ قال: «بَشِّرُوا الْمَسْأَتَيْنِ فِي رسول الله ﷺ نے فرمایا، اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل  
الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ کر آنے والوں کو قیامت والے دن کال روشنی (ملنے)  
الْقِيَامَةِ». رواه أبو داود، والترمذي. کی خوش خبری سادو۔ (ابو داؤد، ترمذی)

**تخریج:** سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب ما جاء في المشى إلى الصلاة في الظلم -



وسنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في جماعة.

فوائد: اندھیروں سے مراد عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں۔ آج کل شہروں میں تو بجلی کے بلبوں اور قہقہوں کی وجہ سے اندھیرا زیادہ محسوس نہیں ہوتا، تاہم پھر بھی قدرتی اندھیروں کو بالکل ختم کرنے پر کوئی قادر نہیں ہے۔ اس لئے عشاء اور فجر روشنیوں کی فراوانی کے باوجود اب بھی اندھیروں ہی کی نمازیں ہیں۔ اس کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ قیامت والے دن ایسے نمازیوں کو اللہ کی طرف سے کامل نور ملے گا جس سے وہ پل صراط وغیرہ کا نہایت کٹھن اور دشوار گزار مرحلہ آسانی سے طے کر لیں گے، جب کہ اس نور سے محروم لوگ مشکلات میں مبتلا ہوں گے۔

۱۰۵۹ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه / ۷ / ۱۰۵۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ؛ فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ» رواه مسلم.  
کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، کیوں نہیں، یا رسول اللہ! (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا، مشقتوں کے باوجود کامل وضوء کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط (محاذ جنگ پر پڑاؤ) ہے، پس یہی رباط ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت ابھی باب فضل الوضوء میں بھی گزری ہے اور اس سے پہلے باب بیان کثرت طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم الحدیث ۷ / ۱۰۳۰۔ و رقم ۱۵ / ۱۳۱۔ یہاں اسے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ طہارت، نماز اور عبادت پر بیٹھتی بھی جمادانی سبیل اللہ اور محاذ جنگ پر دشمن سے معرکہ آرائی کی طرح ہے۔

۱۰۶۰ - وعن أبي سعيد الخدري / ۸ / ۱۰۶۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت  
رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا يَسْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْرِكَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾»  
ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم کسی آدمی کو بار بار مسجد میں آتا جاتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔

الآية. رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب التفسیر، باب من سورة التوبة.

فوائد: یعتاد، عود، عادت سے ہے، جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ یعنی بار بار لوٹ کر مسجد میں آتا اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔ اس میں مسلمان کی ظاہری حالت پر ایمان کی گواہی دینے کا جواز ہے۔ علاوہ ازیں مسجد سے تعلق



ووابستگی کی اور اس میں ذکر و عبادت کی اور اس کی تعمیر اور دیکھ بھال کی فضیلت ہے۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

## ۱۹۰۔ بابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ ۱۹۰۔ نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

۱۰۶۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۰۶۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی ہمیشہ نماز ہی میں رہتا ہے جب أَحَدِكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَخْسِبُهُ، تک نماز اس کو روکے رکھے، اس کو اپنے گھر والوں کی لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ متفقٌ طرف لوٹنے میں نماز کے سوا کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔ علیہ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، وفضل المساجد - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة. فوائد: اس میں نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کی فضیلت کا بیان ہے کہ جتنی دیر مسجد میں بیٹھا رہے گا اجر و ثواب کے اعتبار سے حکماء نماز میں شمار ہوگا۔

۱۰۶۲ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ / ۱۰۶۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فرشتے تمہارے اس آدمی کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں جب تک آدمی اس جگہ پر بیٹھا رہے، جہاں اس نے نماز پڑھی ہے، جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔ فرشتے دعا کرتے ہیں، اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، وكتاب المساجد، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد. فوائد: اس میں نماز والی جگہ پر بیٹھے رہنے کی فضیلت اور ترغیب ہے بشرطیکہ وضو رہے۔ تاکہ وہ فرشتوں کی دعاؤں کا مورد و مصداق بن جائے۔

۱۰۶۳ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۰۶۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کر دی، پھر نماز پڑھانے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، (دوسرے) لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو، برابر نماز کی حالت میں ہو۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب وقت العشاء إلى نصف الليل، وكتاب

الأذان وكتاب البيوع وغيرهما.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ امام اور جماعت کے انتظار میں بیٹھنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے اور ایسا شخص نماز کی حالت میں ہی شمار ہو گا۔

## ۱۹۱ - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ ۱۹۱ - جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی

### فضیلت کا بیان

۱۰۶۶ - عن ابن عمر رضي الله / ۱ / ۱۰۶۳ - حضرت ابن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے 'عنهما أن رسول الله ﷺ قال: «صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعِ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً». متفق عليه.

اکیلے نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

۱۰۶۵ - وعن أبي هريرة رضي الله / ۲ / ۱۰۶۵ - حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے 'عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَضَعُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا، وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّؤَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِلَى الصَّلَاةِ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَاةٍ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمَهُ. وَلَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرَ الصَّلَاةَ» متفق عليه. وهذا لفظ البخاري.

پڑھنا، اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے ۲۵ گنا زیادہ (اجر و ثواب کا باعث) ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب آدمی وضو کرے اور اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر وہ مسجد کی طرف جائے اور مسجد کی طرف جانے سے اس کا مقصد سوائے نماز کے کوئی اور نہ ہو۔ تو یہ جو قدم بھی اٹھائے گا، اس کے ذریعے سے اس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہو گا، پھر جب نماز پڑھ لے گا تو جب تک با وضو اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے گا، فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! اس پر رحمت فرما، اے اللہ! اس پر مہربان ہو جا اور جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ برابر نماز میں ہی رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

فوائد: اس میں بھی اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں، جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ پچھلی حدیث

میں یہ فضیلت ۲۷ گنا اور اس میں ۲۵ گنا زیادہ بتلائی گئی ہے۔ اس کی توجیہ میں بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ پہلے یہ فضیلت نبی کریم ﷺ کو ۲۵ گنا بتلائی گئی اور پھر ۲۷ گنا۔ اور جیسے جیسے آپ کو اللہ کی طرف سے بتلایا گیا، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلایا اور بعض نے کہا ہے کہ خشوع خضوع اور نماز کی ہیئت و آداب کی حفاظت کے اعتبار سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ ایک اختلاف یہ ہے کہ یہ فضیلت کس جماعت سے حاصل ہوتی ہے؟ ہر قسم کی جماعت سے، چاہے وہ کہیں بھی ہو، گھر میں، دکان میں یا کسی کھلی فضا، میدان اور صحراء وغیرہ میں؟ یا صرف اس جماعت سے جس کا اہتمام مسجد میں ہوتا ہے؟ بعض علماء پہلی رائے کے قائل ہیں اور بعض دوسری رائے کے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے کیونکہ الفاظ حدیث (وَذَلِكَ أَنَّهُ...) اس کے مؤید ہیں۔

۱۰۶۶ - وَعَنْهُ قَالَ: أَنَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقْوَدُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فُضْصَلِي فِي بَيْتِهِ؛ فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَجِبْ» رواه مسلم.

۳ / ۱۰۶۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لے آیا کرے، پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اسے اس بات کی رخصت دے دی جائے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرے، تو آپ نے اسے رخصت عطا فرمادی، جب اس نے (جانے کے لئے) بیٹھ پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور اس سے پوچھا، کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟ تو اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا، پھر اس کا جواب دے یا قبول کر (یعنی مسجد میں ہی آکر نماز پڑھ) (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب يجب إتيان المسجد على من سمع النداء.

۱۰۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ - وَقِيلَ: عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمَعْرُوفِ بَابِنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْمُؤَدِّبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسَّبَاعِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَحَيَّهَا». رواه أبو داود بإسناد حسن. ومعنى «حَيَّهَا»: تعال.

۴ / ۱۰۶۷ - حضرت عبداللہ اور بعض کے نزدیک عمرو بن قیس المعروف بابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مدینے میں کیرے کورے (سانپ، بچھو وغیرہ) اور درندے بہت ہیں (اس لئے آپ مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت عنایت فرما دیں) تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، کیا تو حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح سنتا ہے؟ (اگر سنتا ہے) تو مسجد میں آ۔

(ابو داؤد، حسن حدیث ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة.

فوائد: مذکورہ دونوں حدیثوں میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ ان کا نام کیا تھا؟ اس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک عبد اللہ ہے اور بعض کے نزدیک عمرو بن قیس۔ اور یہ دوسرا نام زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ اذان کی آواز سننے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ٹایبا ہونے کے باوجود رخصت عنایت نہیں فرمائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں باجماعت نماز پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید ہے۔

۱۰۶۸ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «والذي نفسي بيده، لقد هممت أن أمر بحطب فيخطب، ثم أمر بالصلاة فيؤذن لها، ثم أمر رجلاً فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم» متفق عليه.

۵ / ۱۰۶۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں کہ اس کے لئے اذان دی جائے، پھر میں کسی ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو مسجد میں نہیں آتے) اور ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، وكتاب الخصومات - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

فوائد: یہ حدیث اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا مذکورہ واقعہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ جو لوگ تندرست اور مقیم ہوں اور انہیں کوئی عذر نہ ہو تو مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھنا، ان پر فرض ہے اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے (گو ان کی نماز ہو جاتی ہے) مگر وہ فرض کے ترک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جماعت کی تاکید بھی اسی فرضیت کی وجہ سے کی گئی ہے اور اس کی فضیلت بھی انفرادی طور پر نماز پڑھنے کے مقابلے میں بہت زیادہ یعنی ۲۷ گنا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں چھپے ہوئے لوگوں کو، ضرورت کی بنا پر، کسی طریقے سے باہر نکالنا اور اسی طرح اہل جرائم و اہل معاصی کو اچانک بے خبری کے عالم میں پکڑنا جائز ہے۔

۱۰۶۹ - وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: من سره أن يلقى الله تعالى غداً مسلماً، فليحافظ على هؤلاء الصلوات، حيث ينادى بهن، فإن الله شرع لبيكنم سنن الهدى، وأنهن من سنن الهدى، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم، ولو

۶ / ۱۰۶۹ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ کل کو وہ اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ مسلمان ہو، تو اس کو چاہئے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم نمازیں

اپنے گھروں میں پڑھو گے، جیسے یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دی تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے اور میں نے تو اپنے لوگوں کا یہ حال دیکھا ہے کہ نماز سے وہی منافق پیچھے رہتا جو کھلم کھلا منافق ہوتا، اور (بعض مریض قسم کے) آدمی کو دو آدمیوں کے سارے سے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت کے طریقے سکھائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے اس مسجد میں نماز پڑھنا بھی ہے جس میں اذان دی جاتی ہے۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدی۔  
**فوائد:** اس میں ایک تو نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید ہے۔ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوق نماز کا بیان ہے۔ تیسرے جماعت سے گریز صرف منافقین کا شیوہ تھا۔ چوتھے نبی اکرم ﷺ کے طریقے اور سنت کی پیروی کی ترغیب ہے، کیونکہ اس سے گریز و فرار گمراہی کا باعث ہے۔

۱۰۷۰ - وعن أبي الدرداء رضي ٤ / ١٠٤٠ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ يقول: «ما من ثلاثة في قرية ولا بدو لا تقام فيهم الصلاة إلا قد استحوذ عليهم الشيطان. فعليكم بالجماعة؛ غالب آگیا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم پکڑو، یقیناً بھیڑیا فإلما يأكل الذئب من الغنم القاصية» رواه أبو داود بإسناد حسن۔

**تخریج:** سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة۔  
**فوائد:** اس میں بھی نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید اور اس سے گریز کے نقصانات کا بیان ہے۔ جماعت سے الگ رہنے والا اس بکری کی طرح ہے جو دیوڑ سے الگ رہتی ہے اور بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے، الگ رہنے والے کو بھی شیطان آسانی سے اپنے وساوس کا شکار کر لیتا اور اس پر غالب آجاتا ہے۔

## ۱۹۲۔ بَابُ النَّحْتِ عَلَى حُضُورِ ۱۹۲۔ صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضری الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ کی ترغیب کا بیان

۱۰۷۱۔ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ - حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ،  
فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى  
الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ  
كُلَّهُ» رواه مسلم. وفي رواية الترمذي:  
عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي  
جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامٌ نِصْفَ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى  
الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ، كَانَ لَهُ كَقِيَامِ  
لَيْلَةٍ» قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ  
صَحِيحٌ.  
اور ترمذی کی روایت میں حضرت عثمان بن عفان  
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو  
عشاء کی نماز میں حاضر ہوا، اس کے لئے آدھی رات  
کے قیام کا ثواب ہے اور جو عشاء کے ساتھ فجر کی نماز  
میں بھی حاضر ہوا تو اس کے لئے پوری رات کے قیام  
کے برابر ثواب ہے۔ (امام ترمذی نے کما یہ حدیث حسن  
صحیح ہے)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة -  
وسنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب رقم ۱۱۔

فوائد: مطلب واضح ہے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب اتنا ہے، جیسے اس نے ساری رات اللہ  
کی عبادت کرتے ہوئے گزارا۔

۱۰۷۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «وَلَوْ يَعْلَمُونَ  
مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا»  
متفق عليه. وقد سبق بطوله.  
۱۰۷۳ / ۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر لوگ عشاء اور صبح کی نماز  
کی فضیلت جان لیں تو انہیں گھٹنوں کے بل بھی آنا  
پڑے تو وہ ضرور ان نمازوں میں آئیں۔ (بخاری و مسلم)  
یہ روایت تفصیل سے پہلے گزر چکی ہے۔

(دیکھئے ۱ / ۱۰۳۳)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

۱۰۷۳۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ ۱۰۷۳ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول

رسول اللہ ﷺ: «لَيْسَ صَلَاةٌ أَفْضَلُ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا». لیس تو وہ ضرور ان میں حاضر ہوں چاہے انہیں گھٹنوں (یا سریشوں) کے بل گھٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل العشاء في الجماعة - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة.

فوائد: منافقین پر یہ نمازیں اس لئے بھاری تھیں کہ وہ تو صرف دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے تھے، اللہ کے خوف سے یا اس کی رضا کے لئے نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان نمازوں میں بالخصوص سستی اور کوتاہی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی مشابہت منافقین کے ساتھ ہو جائے۔

۱۹۳ - بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ الْأَكِيدِ ان کے چھوڑنے کی سخت ممانعت اور سخت وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي تَرْكِهِنَّ وَعَمِيد

قال الله تعالى: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الَّتِي تَأْتُوا بِهَا خَائِفِينَ وَتَرْكُوهَا سَاءَ عَمَلًا﴾ [البقرة: ۲۳۸] وقال تعالى: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ [التوبة: ۵].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، نمازوں کی، بالخصوص درمیانی نماز کی، حفاظت کرو۔ (سورہ بقرہ، ۲۳۸)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ (سورہ توبہ، ۵)

آیات: درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔ راستہ چھوڑ دو کا مطلب ہے کہ ان کے جان و مال سے تعرض مت کرو، کیونکہ توبہ کرنے اور فرائض کی ادائیگی کے بعد وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ گویا مسلمان کی دلیل اور علامت فرائض اسلام (نماز، زکوٰۃ وغیرہ) کی پابندی ہے۔

۱۰۷۴ - وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: سألت رسول الله ﷺ: أي الأعمال أفضل؟ قال: «الصلوة على وقتها» قلت: ثم أي؟ قال: «بر الوالدين» قلت: ثم أي؟ قال: «الجهاد في سبيل الله» متفق عليه.

۱۰۷۴ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا، اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے کہا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.



فوائد: یہ روایت باب بر الوالدین میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/ ۳۱۳۔ یہاں اس کے بیان کرنے سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ نماز کو اپنے اصل وقت پر ادا کرنا چاہئے، اس میں تاخیر صحیح نہیں۔ نماز میں تاخیر سے بالآخر یہ ہوتا ہے کہ انسان سست ہو جاتا ہے اور اس سے اعراض و غفلت اس کی عادت بن جاتی ہے جو نہایت خطرناک امر ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے جو شخص نماز میں اتنی سستی کرے کہ اس کا وقت نکل جائے تو اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ گویا نماز میں سستی کرنا، لیٹ پڑھنا یا وقت گزار کر پڑھنا بلاوجہ دو نمازوں کو اکٹھا کرنا یا ہمیشہ نمازوں کی دو ایک رکعت ضائع کر دینا سنگین جرم ہے، یہ سب صورتیں نماز میں غفلت کی ہیں۔

۱۰۷۵۔ وعن ابن عمر رضي الله ۲ / ۱۰۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ» متفق عليه.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب دعاؤکم إیمانکم - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ: بنی الإسلام علی خمس.

فوائد: اس میں اسلام کو ایک عظیم عمارت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کی پانچ بنیادیں ہیں جس طرح بنیادوں کے بغیر کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی، اسی طرح ان ارکان خمسہ کے بغیر اسلام کا وجود برقرار نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک فرض کا انکار کرے گا تو وہ کافر اور جو یوں ہی سستی اور غفلت کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک فرض کا تارک ہو گا، وہ فاجر و فاسق ہو گا۔

۱۰۷۶۔ وعنه قال: قال رسول الله ﷺ: «أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيَقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» متفق عليه.

۳ / ۱۰۷۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دیں، نماز قائم نہ کریں، زکوٰۃ نہ دیں۔ پس جب وہ یہ کام کر لیں تو انہوں نے اپنے خون اور اپنے مال مجھ سے محفوظ کر لئے، مگر حق اسلام کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب اجراء الاحکام علی الظاہر رقم ۱/ ۳۹۰ میں گزر چکی ہے۔ حدیث میں الناس سے مراد مشرکین ہیں۔ اہل کتاب اس میں شامل نہیں ہیں۔ حق اسلام سے مراد حدود و قصاص وغیرہ سزائیں ہیں جو چوری، زنا، قتل



وغیرہ جرائم کا ارتکاب کرنے والے مسلمانوں پر نافذ ہوتی ہیں۔ ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے، کا مطلب ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے یا جو جرائم عدالت اور حاکم مجاز کے علم میں نہ آئیں، ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے جس کا فیصلہ وہ آخرت میں فرمائے گا۔

۱۰۷۷ - وعن معاذ رضي الله عنه ۳/ ۱۰۷۷ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے قال: بعثني رسول الله ﷺ إلى اليمن فقال: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّي رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلَمْنَهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَسَ عَلَيْهِمْ حَمَسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلَمْنَهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَسَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُوْخَذُ مِنْ أَغْنِيَانِهِمْ فترُدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَإِنَّكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ» متفق عليه .

رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا، تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں، پس تم انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ اقرار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ پس اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ یہ مان لیں تو تم (بطور زکوٰۃ) ان کے عمدہ مالوں کے لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا، اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، وکتاب المظالم، وکتاب المغازی، وکتاب التوحید - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام .  
 فوائد: یہ روایت باب تحریم الظلم میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۲/ ۲۰۸۔ یہاں باب کی مناسبت سے اسے دوبارہ ذکر کرنے سے مقصود فرائض کی اہمیت اور ان کی پابندی کی وضاحت کرنا ہے۔

۱۰۷۸ - وعن جابر رضي الله عنه ۵/ ۱۰۷۸ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشُّرْكِ وَالْكَفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ» رواه مسلم .

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة .  
 فوائد: مطلب یہ ہے کہ کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل یا فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ جو شخص صفت اسلام سے متصف ہو گا اور نماز پڑھے گا، اس نے یقیناً اپنے اور کفر کے درمیان ایک حد کھڑی کر دی، اب اس کی طرف کفر و شرک نہیں جائیں گے اور جس نے اسلام لانے کے بعد نماز نہیں پڑھی تو اس کے اور کفر کے ساتھ

متصف ہونے کے درمیان کوئی حد موجود نہ رہی۔ یعنی وہ کافر ہو گیا۔ گویا کفر کے ساتھ متصف ہونے میں مانع، نماز ہے اور اس نماز کا ترک ایسے ہے جیسے اس حد یا مانع کو گرا دیا۔ (ابن علان) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کفر ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جو ترک صلاۃ کو حلال سمجھے اور جو شخص سستی کی وجہ سے ترک کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا، تاہم بعض کے نزدیک (اگر وہ توبہ نہ کرے) تو بطور حد قتل کر دیا جائے اور بعض کے نزدیک اسے زد و کوب کیا جائے تا آنکہ وہ نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ اسلام میں نماز کی کتنی اہمیت ہے کہ اس کے بغیر ایک مدعی اسلام بھی مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔

۱۰۷۹ - وعن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۶/ ۱۰۷۹ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ قال: «العَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح. نماز چھوڑی، وہ یقیناً کافر ہو گیا۔

(ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الإیمان، باب ما جاء في ترك الصلاة.

فوائد: اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو اس سے ما قبل حدیث کا بیان ہوا۔

۱۰۸۰ - وعن شقيق بن عبد الله ۷/ ۱۰۸۰ - حضرت شقيق بن عبد الله تابعی "جن کی التابعی المتفق علی جلالہ رحمہ اللہ بزرگی پر اتفاق ہے، فرماتے ہیں، اصحاب محمد ﷺ نماز قال: كان أصحاب محمد ﷺ لا يرون شيئاً من الأعمال تزكهم غير الصلاة. رواه الترمذي في كتاب الإیمان بإسناد صحيح. (ترمذی، کتاب الإیمان، اس کی سند صحیح ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الإیمان، باب ما جاء في ترك الصلاة.

فوائد: صحابہ کرام کا یہ خیال نبی ﷺ کی ان احادیث کی روشنی میں تھا، جو پہلے گزریں۔ انہوں نے ان احادیث کو، جن میں ترک نماز کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے، زجر و توبیخ پر محمول نہیں کیا، بلکہ نماز میں تساہل و تغافل کو کفر و ارتداد ہی سمجھا اور نماز کو اسلام کی علامت قرار دیا۔

۱۰۸۱ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنْ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ، فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ، فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْئٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ، فَيُكَمَّلْ مِنْهَا» حضرت ابو هريره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک وہ عمل جس کے متعلق سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے حساب لیا جائے گا، ان کی نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو یقیناً وہ کامیاب ہو گا اور سرخ رو ہو گا اور اگر نماز خراب ہوئی تو بلاشبہ وہ ناکام و نامراد ہو گا۔ پس اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ عز و جل فرمائے گا، دیکھو

ما انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ؟ ثُمَّ يَكُونُ سَائِرَ أَعْمَالِهِ عَلَى هَذَا، رواه الترمذی وقال: حدیث حسن.

کیا میرے بندے کے نامہ اعمال میں کچھ نوافل ہیں، کہ اس کے ذریعے سے فرائض کی کمی کو پورا کر دیا جائے؟ پھر اس کے سارے اعمال کا حساب اسی طریقے پر ہوگا۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء إن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة، الصلاة.

فوائد: اس حدیث میں بیان کردہ حقوق سے مراد حقوق اللہ ہیں۔ ان میں سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہوگا۔ ورنہ حقوق العباد میں سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ ہوگا جو بندوں نے بندوں کا بنایا ہوگا۔ اس میں ایک تو فرائض کی ادائیگی کی تاکید ہے۔ دوسرے، انہیں صحیح طریقے سے کرنے اور مفدمات سے بچنے کی تلقین ہے۔ تیسرے، نوافل کی ترغیب ہے تاکہ ان کے ذریعے سے فرائض میں کمی کو تباہوں کا ازالہ ہو سکے۔

۱۹۴ - بابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْأَمْرِ بِإِتْمَامِ الصُّفُوفِ الْأُولَى، وَتَسْوِيَتِهَا، وَالْتِرَاصِّ فِيهَا

۱۹۳ - پہلی صف کی فضیلت، پہلی صفوں کو مکمل اور برابر کرنے کا حکم اور بغیر شکاف کے مل کر کھڑے ہونے کا بیان

۱۰۸۲ - عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ / ۱۰۸۲ - حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَحُصُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ» رواه مسلم.

کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم ایسے صفیں نہیں باندھتے جیسے فرشتے اپنے رب کے پاس باندھتے ہیں؟ تو ہم نے کہا، یا رسول اللہ! فرشتے کیسے اپنے رب کے پاس صفیں باندھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور چونہ گچ دیوار کی طرح باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة.

فوائد: تراص کے معنی ہیں اس طرح مل کر کھڑے ہونا جیسے دیوار میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کے ساتھ پوسٹ ہوتی ہے، درمیان میں ذرا سا بھی فاصلہ اور شکاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح نمازیوں کو بھی پیر کے ساتھ پیر اور کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ صفوں کے درمیان کوئی خلا اور شکاف نہ رہے۔ علاوہ ازیں پہلے پہلی صفوں کو مکمل کیا جائے پھر بعد والی کو۔ لیکن اس کے برعکس پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں اور دوسری صف میں جگہ ہوتے ہوئے تیسری صف میں کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ وعلیٰ هذا القیاس لیکن افسوس کہ بہت سی مساجد میں لوگ اس کی پروا نہیں کرتے۔

۱۰۸۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ / ۲ / ۱۰۸۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ، رواه مسلم . کے لوگ ہیں، وہ تمہاری اقتداء کریں (یا د رکھو) لوگ برابر پیچھے ہٹتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے ہی کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

نوٹ: باب کے اعتبار سے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں پیچھے رہنے کو ناپسند فرمایا، اور صحابہ کو اپنے قریب اگلی صفوں میں کھڑے ہونے کی تاکید فرمائی۔ تاکہ وہ آپ کے طریقہ نماز کا اچھی طرح مشاہدہ کر لیں اور آپ کی اقتداء کریں اور پچھلی صفوں میں کھڑے لوگ، اگلی صف والوں کی اقتداء کریں۔ اس ضمن میں آپ نے ایسا جملہ استعمال فرمایا، جو عام ہے اور نماز کے علاوہ دیگر امور خیر پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے شرف و فضل، یا علم و عمل کے اخذ و حصول میں پیچھے نہیں رہنا چاہئے، ایسے لوگوں کو پھر اللہ تعالیٰ بھی پیچھے کر دیتا ہے اور جو اکتساب فضائل میں خوب سعی و جد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لئے راستے آسان کر دیتا ہے۔ اس میں امام کے قریب کھڑے ہونے کی تاکید بھی ہے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب بھی۔

۱۰۸۶۔ وعن أبي مسعود رضي الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ يَمْسُحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُولُ: «اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِئَلَيْبِي مِنْكُمْ أَوْلُو الْأَخْلَامِ وَالْتَهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» رواه مسلم . حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (یعنی صف بندی کے وقت) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے، برابر برابر ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے اختلاف مت کرو، اس طرح تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے، تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو صاحب فہم و ذکاوت اور اہل دانش میں سے ہیں۔ پھر اس کے بعد جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب اور پھر وہ جو ان سے قریب ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

نوٹ: کندھوں پر ہاتھ پھیرنے کا مطلب ہے، اپنے دست مبارک سے کندھوں کو سیدھا فرماتے تاکہ کوئی صف سے آگے پیچھے نہ رہے، "اختلاف نہ کرو" کا مطلب یہاں یہ ہے کہ کسی کا کندھا آگے پیچھے نہ ہو۔ کیونکہ اس کا روحانی اثر دلوں پر پڑے گا، یعنی صفوں کا تقدم و تاخر، دلوں کے اندر اختلاف پیدا کرنے کا باعث بنے گا جس سے فتنے پیدا ہوں گے، اختلاف رونما ہو گا، مسلمانوں کی قوت و شوکت کمزور ہوگی اور دشمن کا تسلط اور غلبہ بڑھے گا۔۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام صفوں کو درست کرنے کا اعلان کرے اور اعلان سے صفیں درست نہ ہوں تو خود اپنے ہاتھ سے صفوں کو سیدھا کرنے کا اہتمام کرے۔ اسی طرح پہلی صف میں امام کے ساتھ اصحاب شرف و فضل اور عقل مند کھڑے ہوں پھر درجہ بدرجہ عقل و دانش میں ممتاز لوگ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں اصحاب فضل و دانش کی بڑی اہمیت ہے نبی ﷺ نے نماز میں بھی ان کا قرب پسند فرمایا ہے۔

۱۰۸۷ - وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ؛ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ» متفقٌ عليه. وفي رواية البخاري: «فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ». حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنی صفیں درست کیا کرو۔ اس لئے کہ صفوں کی درستی کمال نماز میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے، صفوں کو درست (سیدھا) کرنا نماز کو قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

**فوائد:** اس میں بھی صفوں کی درستی کی تاکید ہے، بلکہ یہ کمال نماز اور اقامت نماز کا ایک حصہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ صفوں کی درستی کے بغیر نماز صحیح معنوں میں نماز ہی نہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے دین میں نظم و قرینے کو کس قدر اہمیت حاصل ہے کہ نماز میں اس کی باقاعدہ تربیت دی جا رہی ہے۔

۱۰۸۸ - وَعَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ؛ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَوَّجْهِهِ فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنكِبَهُ بِمَنكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ. سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر کبھی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور چونہ گچ دیوار کی طرح مل کر کھڑے ہو، اس لئے کہ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری و مسلم) مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں، جب کہ مسلم میں اسی کے ہم معنی الفاظ میں روایت ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھی کے کندھے سے اپنا کندھا اور اس کے پیر سے اپنا پیر ملاتا تھا۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إلقاء المنكب بالمنكب والقدم بالقدم - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

**فوائد:** اس میں نبی ﷺ کے معجزے کا بیان ہے کہ جماعت کے وقت آپ پچھلی صفوں کے لوگوں کو بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھ لینے پر قادر تھے، جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں۔ بلکہ یہ آپ کا ایک معجزہ تھا جس کا نظور جماعت کے وقت اللہ کی مشیت سے ہوتا تھا کیونکہ معجزہ صرف اللہ کی مشیت اور قدرت سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جس نبی کے ذریعے سے ظاہر ہوتا ہے، اس کے اختیار میں یہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ اپنی مرضی سے جب چاہے معجزہ ظاہر کر کے دکھلانے پر قادر نہیں ہوتا ورنہ اگر وہ خود صاحب اختیار ہو تو یقیناً اسے یہ اختیار ہوتا کہ جب چاہتا وہ معجزہ ظاہر کر کے دکھلا دیتا۔ لیکن کوئی

نبی ایسا اختیار نہیں ہوا، نہ نبی ﷺ ہی ایسے اختیارات کے مالک تھے۔

دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ صفوں کو سیدھا اور درست کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صف میں ایک نمازی کا کندھا دوسرے نمازی کے کندھے سے اور اس کا پیر دوسرے کے پیر سے ملا ہونا چاہئے۔ اسی بات کو نبی ﷺ نے ”تراصوا“ سے تعبیر فرمایا کہ چونا گچ دیوار کی طرح باہم مل جاؤ، جیسے ایک اینٹ دوسری اینٹ سے ملی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا یہی مفہوم سمجھا جیسا کہ یہ حدیث تصریح کر رہی ہے اور اس کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔ آج اہل حدیث مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد میں نبی کریم ﷺ کے اس حکم پر عمل نہیں کیا جاتا اور اس مفہوم کے مطابق قدم بہ قدم مل کر کھڑا نہیں ہوا جاتا، بلکہ اس کو برا سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے، تاکہ وہ نماز تو سنت نبویؐ کے مطابق ادا کریں۔

۱۰۸۹ - وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَتَسُوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ثعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یا تو تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے، گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ہم آپ کی بات سمجھ گئے ہیں۔ پھر آپ ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے، حتیٰ کہ تکبیر کرنے کو تھے کہ آپ نے ایک شخص کو اپنا سینہ صف سے باہر نکالے ہوئے دیکھا، تو آپ نے فرمایا، اللہ کے بندو! یا تو تم ضرور اپنی صفیں سیدھی کر لو، ورنہ اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل، باب فی الامر بالمحافظة على السنة و آدابها، رقم ۱۶۰ میں گزر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ لائے ہیں۔ ”چہروں کے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا“ کا مطلب ہے کہ تمہارے اندر باہم بغض و عناد پیدا کر دے گا، جس کی وجہ سے تمہارے اندر وحدت کی بجائے تفرق و انتشار، قوت و استحکام کی بجائے ضعف و اضمحلال اور امن و سکون کی بجائے قتال و جدال عام ہو جائے گا“

اسلام اور مسلمانوں کی شوکت ختم اور دشمن کا خوف اور رعب مسلط ہو جائے گا اور اس کے حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفوں کی نادرستی کی پاداش میں تمہارے چروں کو گدلی کی طرف پھیر کر انہیں بدل اور بگاڑ دے گا۔ اعاذنا اللہ منہما۔ اللہ تعالیٰ دونوں سزاؤں سے مسلمانوں کو بچائے۔

”گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں“ یہ صفوں کو سیدھا کرنے کے غایت درجہ اہتمام کرنے کا بیان ہے کہ جس طرح تیر کو جب تک بالکل نشانے (بدف) کے مطابق نہیں کر لیا جاتا، تیر اپنا کام نہیں کرتا اور نشانے پر نہیں لگتا۔ اس لئے اس کو سیدھا کرنے کا خوب خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ صف بندی میں بھی یہ اہتمام نہایت ضروری ہے۔

۱۰۹۰ - وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةِ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمْسُحُ صُدُورَنَا، وَمَنَاجِبَنَا، وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا فَنَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ»، وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُولَى». رواه أبو داود بإسنادٍ حَسَنٍ.

۱۰۹۰ / ۹ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف کے درمیان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے، ہمارے سینوں اور کندھوں کو ہاتھ لگاتے (یعنی ان کو ٹھیک کرتے) اور فرماتے اور تم اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے مت ہوؤ) ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور آپ فرمایا کرتے تھے، بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(ابو داؤد۔ سند حسن)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اس میں بھی صفوں کی درستی کی تاکید اور عدم درستی کے نتائج بد کا بیان ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ظاہر کے اختلاف سے باطن میں بھی اختلاف رونما ہو جاتا ہے۔ صفوں میں آگے پیچھے ہونا ظاہری اختلاف ہے، لیکن اس کی نحوست نمازیوں کے دلوں پر پڑتی ہے اور باہم پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ صلوٰۃ کی اضافت اللہ کی طرف ہو تو معنی رحمت کے ہوتے ہیں اور فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار و دعا کے۔ یعنی فرشتے پہلی صف والوں کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس سے پہلی صفوں کی فضیلت واضح ہے۔

۱۰۹۱ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاجِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَدْرُوا فُرُجَاتِ لِلشُّبَّانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ». رواه أبو

۱۰۹۱ / ۱۰ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کو برابر رکھو اور صفوں کے درمیان خلا کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ مت چھوڑو اور جو صف کو ملائے گا، اللہ سے اللہ ملائے گا اور جو صف کو توڑے گا، اللہ تعالیٰ

داود باسناد صحیح . اسے توڑے گا۔ (ابو داؤد، بسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف .

نوٹ: اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہونے کا مطلب ہے کہ جو شخص صفوں کو درست کرنے کی سعی کرے، اس کے ساتھ تعاون کرو اور اس پر ناراض ہونے کی بجائے، خوش دلی سے اس کی ہدایات کے مطابق صفوں کو درست اور سیدھا کر لیا کرو۔ اس حدیث میں بھی صفوں کو درست کرنے کی سخت تاکید ہے اور درمیان میں خلا چھوڑنے کو شیطان کے لئے جگہ چھوڑنے کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے۔ صف کو ملانے کا مطلب ہے، اس میں خلا اور شکاف باقی نہ رہنے دیا جائے، اسی طرح اگلی صف کو مکمل کئے بغیر دوسری صف شروع نہ کی جائے اور صف کو توڑنا یہ ہے، کہ صف میں خلا چھوڑ دیا جائے یا اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف شروع کر دی جائے۔ وصلہ اللہ اور قطعہ اللہ، یہ دعائیہ اور بددعائیہ کلمات بھی ہو سکتے ہیں، یعنی اللہ سے ملائے یا جوڑے اور اللہ سے توڑے۔ یہ نبی ﷺ کی طرف سے صف کو ملانے والے کے حق میں دعائے خیر ہے جو بہت بڑی سعادت ہے اور صف توڑنے والے کے لئے بددعا ہے جو نہایت حرام نہی اور بدبختی کی بات ہے۔

۱۰۹۲ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهُمَا، وَحَادُوا بِالْأَعْنَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَدَفُ» حدیث میں شیطان کو صفوں کے درمیان شکافوں میں داخل صحیح رواہ أبو داود باسناد علی شرط ہوتے ہوئے (اس طرح) دیکھتا ہوں، گویا وہ بکری کا بچہ مسلم۔ «الحَدَفُ» بحاء مہملۃ وذال ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے، ابو داؤد نے اسے شرط مسلم کی معجمۃ مفتوحین ثم فاء، وہی: غَنَمٌ سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

سُوْدٌ صَغَارٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ . الحذف، حاء اور ذال، دونوں پر زبر اور پھر فاء، سیاہ

چھوٹی بکریاں، جو یمن میں ہوتی ہیں۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف .

نوٹ: اس میں صفوں کو چونا گچ دیوار کی طرح باہم ملانے کے حکم کے ساتھ، ان کو باہم قریب رکھنے کی بھی تاکید ہے۔ اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک صف سے دوسری صف کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ رکھا جائے گردنوں کو برابر کرنے کا مطلب، کندھوں کو برابر کرنا ہے، جس کی تاکید پہلے گزر چکی ہے۔ نبی ﷺ کا شیطان کو صفوں کے درمیان شکافوں میں گھستے ہوئے دیکھنا یا تو حقیقتاً ہے، اللہ نے آپ کو معجزے کے طور پر یہ منظر دکھایا، یا بذریعہ وحی آپ کو اس سے آگاہ فرمایا کہ صفوں میں خلا رکھنے سے شیطان خوش ہوتا اور اسے وسوسہ اندازی کا زیادہ موقع فراہم ہوتا ہے۔

۱۰۹۳ - وَعَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ۱۲ / ۱۰۹۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، بے شک



قال: «أَتَمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ: ثُمَّ الَّذِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَے فرمایا، تم اگلی صف پوری کرو، اس یلہ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيُكُنْ فِي الصَّفِّ کے بعد جو اس سے متصل ہے اور جو کی ہو، وہ پچھلی المؤخَّر» رواہ أبو داود بإسنادِ حسن. صف میں ہو۔ (ابو داؤد، باسناد حسن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہر صف کو مکمل کرنا ضروری ہے۔ پہلے، پہلی صف پوری کی جائے، پھر دوسری تیسری، چوتھی اسی طرح باقی صفیں۔ نقص یعنی کسی سب سے آخری صف میں ہونی چاہئے نہ کہ پہلی صفوں میں۔

۱۰۹۴۔ وعن عائشة رضي الله عنها ۱۳ / ۱۰۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، قالت: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ رواہ أبو داود بإسنادِ علي شرط مسلم، اسے ابو داؤد نے شرط مسلم کی سند کے ساتھ روایت کیا وفيه رجلٌ مُخْتَلَفٌ فِي تَوْثِيْقِهِ. اس سند میں ایک راوی ایسا ہے جس کی توثیق میں محدثین کا اختلاف ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصف بين السواري.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ مختلف فیہ راوی اسامہ بن زید لیٹی ہے، جس کی بابت بالآخر علمائے محققین اور نقادان فن نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اگر یہ کسی کی مخالفت نہ کرے تو حسن الحدیث ہے۔ (ریاض الصالحین) یہ تحقیق شیخ البانی علاوہ ازیں تعلیقات مشکوٰۃ میں شیخ نے اس حدیث کی بابت کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے لیکن اس کے بعض راویوں نے متن کے بیان کرنے میں غلطی کی ہے اور میامن الصفوف روایت کیا ہے، جس کی ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے اور انہوں نے اسے ”علی الذین یصلون الصفوف“ کے الفاظ میں روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے“ (تعلیقات علی مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۳۴۲) یعنی اللہ اور اس کے فرشتے ایسے لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔ ”صفوں کے دائیں حصوں پر“ رحمت بھیجنے والے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ امام بیہقی نے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے (ابن علان)

۱۰۹۵۔ وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۳ / ۱۰۹۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت قال: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ؛ يُقْبَلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «رَبِّ فَنِي عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ - أَوْ تَجْمَعُ - عِبَادَكَ» رواہ مسلم.

ہوئے سنا، اے رب! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچانا جس دن اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے گا یا (فرمایا) حساب کے لئے جمع کرے گا۔ (مسلم)



رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا، پہلے اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے  
 وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز عشاء  
 الْمَغْرِبِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ. متفقٌ کے بعد پڑھی۔ (بخاری و مسلم)  
 علیہ۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى - وصحیح  
 مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب السنن الاربعة قبل الفرائض وبعدهن۔

**فوائد:** فرض نمازوں کے علاوہ ہر نماز کے ساتھ، اس سے پہلے یا بعد میں جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے، اس کی دو  
 قسمیں ہیں۔ ایک وہ نماز ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے مداومت فرمائی ہے، جیسے اس حدیث میں ان کی تعداد  
 دس رکعت بیان ہوئی ہے اور بعض میں ان کی تعداد بارہ یا چودہ بیان ہوئی ہے۔ یہ سنن مؤکدہ یا سنن رواتب  
 کہلاتے ہیں۔ یعنی ایسی رکعتیں جو نبی ﷺ کے طریقے، عمل اور فرمان سے ثابت ہیں اور جن پر آپ نے ہمیشہ  
 عمل فرمایا۔ اس کی دوسری قسم وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل نہیں تھا، انہیں نوافل یا غیر مؤکدہ کہا  
 جاتا ہے، تاہم اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق پیدا کرنے کے لئے نوافل کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے اہل ایمان اس  
 سے غفلت نہیں برتتے۔ تاہم ان کی شرعی حیثیت نفل نماز ہی کی ہے، جس کی ادائیگی پر ثواب ہے اور عدم  
 ادائیگی پر گناہ نہیں۔ علاوہ ازیں سنن رواتب یا مؤکدہ کے بارے میں افضل یہ ہے کہ وہ گھر میں پڑھے جائیں۔  
 نبی اکرم ﷺ کا عام معمول بھی یہی تھا اور آپ نے ایسا کرنے کا مسلمانوں کو حکم بھی دیا ہے۔

۱۰۹۹ - وعن عبد الله بن مفضل رَضِيَ  
 ۳ / ۱۰۹۹ - حضرت عبد اللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ سے روایت  
 اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ  
 أَدَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَدَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ  
 أَدَانَيْنِ صَلَاةٌ» قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ»  
 متفقٌ علیہ. الْمُرَادُ بِالْأَدَانَيْنِ: الْأَذَانُ  
 نے فرمایا، جو پڑھنا چاہے۔ (بخاری و مسلم)  
 دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہے۔  
 وَالْإِقَامَةُ.

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب بین کل اذانین صلاة لمن شاء - وصحیح  
 مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب بین کل اذانین صلاة.

**فوائد:** دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہے، جیسا کہ امام نووی نے خود بھی صراحت فرمائی ہے۔ یعنی اذان اور  
 تکبیر کے درمیانی وقفے میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ یہ غیر راتبہ یا غیر مؤکدہ نوافل میں سے ہے۔ یہ نفل  
 پانچوں نمازوں کی اذانوں کے بعد، جماعت کے کھڑے ہونے سے پہلے پڑھے جاسکتے ہیں۔ البتہ فجر کے بعد غیر  
 مؤکدہ نوافل کے بارے میں اختلاف ہے کیونکہ ان نوافل کا آنحضرت ﷺ یا صحابہؓ سے کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ  
 اعلم۔

۱۹۶ - بَابُ تَأْكِيدِ رَكَعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ ۱۹۶ - صَحْحِ كِي دُو سُنْتُوں كِي تَاكِيْدِ كَا بِيَانِ

۱۱۰۰ - عن عائشة رضي الله عنها / ۱۱۰۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، ﷺ نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور صبح (فجر) سے پہلے وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الغَدَاةِ. رواه البخاري. دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الركعتين قبل الظهر.

فوائد: اس میں ظہر کی چار سنتوں اور فجر کی دو سنتوں کی بابت نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپ انہیں پابندی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ ایسی ہی سنتوں کو سنن روا تب یا سنن مؤکدہ کہا جاتا ہے۔

۱۱۰۱ - وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ ﷺ کریم ﷺ فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) کا جتنا خیال رکھتے تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكَعَتِي الْفَجْرِ. مُتَّفَقٌ تھے اتنا کسی اور نقلی نماز کا نہیں رکھتے تھے۔

علیہ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب تعاهد ركعتي الفجر - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر...

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اس خصوصی اہتمام کا بیان ہے جو آپ فجر کی دو سنتوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

۱۱۰۲ - وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﷺ نے فرمایا، فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور

رواه مسلم. وفي رواية: «لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ ﷺ اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں، یہ

دو رکعتیں مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر.

فوائد: اس میں فجر کی دو سنتوں کی فضیلت کا بیان ہے۔

۱۱۰۳ - وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ (ایک مرتبہ)

رَسُولَ ﷺ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ

رَسُولَ ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو حضرت عائشہ نے انہیں

ایسے کام میں مشغول کر دیا جس کی بابت وہ بلال سے

پوچھنا چاہتی تھیں، حتیٰ کہ صبح خوب ظاہر ہو گئی۔ پس

بلال کھڑے ہوئے اور آپ کو نماز کی اطلاع دی اور بار

بار اطلاع دی لیکن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہیں

لائے۔ پھر (تھوڑی دیر کے بعد) آپ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ تو بلالؓ نے آپ کو بتلایا کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں ایک کام میں مشغول کر دیا تھا جس کی بابت انہوں نے ان سے پوچھا تھا حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی اور (پوچھا) کہ آپ نے بھی باہر تشریف لانے میں دیر کر دی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، میں فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ رہا تھا۔ پس بلالؓ نے کہا، یا رسول اللہ! آپ نے تو بالکل صبح کر دی۔ آپ نے فرمایا، اگر اس سے بھی زیادہ صبح ہو جاتی، تب بھی میں یہ دو سنتیں پڑھتا اور خوب اچھے اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔ (ابو داؤد بند حسن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ركعتي الفجر.

نوٹ: اس میں بھی فجر کی دو سنتوں کی اہمیت، نیز انہیں احسن طریقے یعنی خشوع و خضوع سے پڑھنے کا بیان ہے بہر حال مذکورہ احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ فجر کی دو سنتوں کی بہت فضیلت ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی میں کوتاہی یا سستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

۱۹۷ - بابُ تَخْفِيفِ رَكَعَتَيْ الْفَجْرِ  
وَيَبَانِ مَا يُقْرَأُ  
فِيهِمَا، وَيَبَانِ وَفِيهِمَا

۱۹۷ - فجر کی دو رکعتوں کو ہلکا کر کے پڑھنے کا بیان، نیز یہ کہ ان میں کیا پڑھا جائے اور ان کا وقت کیا ہے؟

۱۱۰۴ / ۱ - حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت اذان اور تکبیر کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے تو آپ ان کو اتنا مختصر اور ہلکا پڑھتے کہ میں (دل میں) کہتی کہ آپ نے ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں؟ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آپ اذان کی آواز سنتے تو دو رکعت پڑھتے اور ان میں تخفیف فرماتے اور ایک روایت میں ہے، جب فجر طلوع ہو جاتی۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی سنة الفجر.

**فوائد:** تخفیف کا مطلب ہے کہ آپ فجر کی ان دو سنتوں میں قیام وقراء تا اور رکوع و سجود وغیرہ میں اختصار سے کام لیتے تھے، کیونکہ اس کے بعد آپ نے فجر کی نماز پڑھانی ہوتی تھی، جس میں قراء تا وغیرہ میں طوالت ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں فجر یا اذان کے ہوتے ہی آپ فوراً ادا فرماتے جس سے آپ کا وہ اہتمام واضح ہے جو فجر کی دو سنتوں کے لئے آپ فرماتے تھے۔

۱۱۰۵ - وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا أَدَّنَ السُّؤْدُونَ لِلصُّبْحِ، وَبَدَأَ الصُّبْحُ، صَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلم: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۲ / ۱۱۰۵ - حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، جب موذن صبح کی نماز کے لئے اذان دیتا اور صبح واضح ہو جاتی، تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ، جب فجر طلوع ہو جاتی تو مختصر سی دو رکعتوں کے علاوہ کچھ نہ پڑھتے تھے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصلاة، وکتاب الاذان، باب الاذان بعد الفجر - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی سنة الفجر.

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتیں، طلوع فجر کے بعد پڑھنی چاہئیں، صبح صادق سے پہلے نہیں۔ نیز ان میں طوالت کی بجائے اختصار سے کام لیا جائے تاکہ انسان فرض کی ادائیگی میں مستعد اور ہوشیار رہے۔

۱۱۰۶ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، وَيُوتِرُ بِرَكَعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَدَاةِ، وَكَأَنَّ الْأَذَانَ بِأَذْنِهِ. متفقٌ عليه.

۳ / ۱۱۰۶ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو (نماز تہجد) دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھتے۔ (اور ان میں اتنی تیزی کرتے کہ) گویا تکبیر آپ کے کانوں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر، وکتاب التہجد، وکتاب المساجد - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنی مثنی والوتر ركعة من آخر الليل.

**فوائد:** گویا تکبیر آپ کے کانوں میں ہے، کا مطلب ہے کہ فجر کی دو سنتیں اتنی سرعت سے ادا فرماتے، جیسے تکبیر کی آواز آپ کے کانوں میں آرہی ہے اور آپ نماز کا اول وقت فوت ہو جانے کے اندیشے سے جلدی سنتیں ادا کر رہے ہیں۔

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ رات کو نفل نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے۔ دوسری بات یہ کہ و تراکب رکعت بھی صحیح ہے۔ تیسری بات یہ کہ فجر کی اذان ہوتے ہی فجر کی سنتیں پڑھ لی جائیں اور مختصر پڑھی جائیں۔

۱۱۰۷ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا: ﴿قُولُوا مَا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ، وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا: ﴿وَمَا آمَنَّا بِاللَّهِ وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾. وَفِي رَوَايَةٍ: آيَةُ: فَلَمَّا أَحْسَسَ عَيْسَى مِنْهُمْ الْكُفْرَ فِي الْآخِرَةِ الَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ: ﴿تَمَّا لَوْ لَأَنَّ كَلِمَةً سَوَّامٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ. **تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتی سنة الفجر. **نوٹ:** گویا سورۃ فاتحہ کے ساتھ مذکورہ دو مختصر آیتیں دونوں رکعتوں میں پڑھتے۔

۱۱۰۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، شَكَرَ رَسولَ اللَّهِ ﷺ فِي رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَتَّخِذُ الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. **تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتی سنة الفجر. **نوٹ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو سنتوں میں یہ دو سورتیں پڑھیں قل یا ایہا الکافرون اور قل و ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ رواہ مسلم. **تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتی سنة الفجر. **نوٹ:** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

۱۱۰۹ - وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَتَّخِذُ الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. **تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في تخفيف ركعتي الفجر. **نوٹ:** فجر کی دو سنتوں میں کوئی بھی سورت یا آیت پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن مذکورہ آیات یا سورتیں پڑھی جائیں







(بخاری و مسلم)

متفق علیہ .

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم .

فوائد: یہ روایت باب فضل السنن الرابعہ (رقم ۲ / ۱۰۹۸) میں گزر چکی ہے۔

۱۱۱۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۱۱۱۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی  
عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ كَسَمِ ﷺ ظَهْرَ كِي نَمَازِ سِے پِلسے چار رَكَتِ پڑھنا نِیس  
چھوڑتے تھے (یعنی انہیں پابندی سے ادا فرماتے)  
الظُّهْرِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الرکعتین قبل الظہر .

فوائد: بعض روایات میں دو رکعات پہلے اور دو بعد کا ذکر ہے۔ اس میں پہلے چار رکعات کا بیان ہے۔ اس لئے  
دونوں عدد صحیح ہیں، حالات و واقعات کے مطابق دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔

۱۱۱۵ - وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَخْرُجُ، فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ يَدْخُلُ پڑھتے، پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز  
فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ پڑھاتے، پھر واپس تشریف لا کر دو رکعت ادا فرماتے اور  
الْمَغْرِبِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر پھر میرے گھر  
وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِي، تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کو عشاء کی  
فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ . نماز پڑھاتے اور پھر میرے گھر تشریف لا کر دو رکعت ادا  
فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعدا .

۱۱۱۶ - وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۳ / ۱۱۱۶ - حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَافِظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ،  
پہلے چار رکعتوں کی اور ظہر کے بعد چار رکعتوں کی  
وَأَرْبَعِ بَعْدَهَا، حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ» . رَوَاهُ  
حفاظت کرے گا (یعنی انہیں ہمیشہ پڑھے گا) تو اللہ تعالیٰ  
أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ اس پر جنم کی آگ کو حرام فرمادے گا۔  
صَحِيحٌ . (ابو داؤد، ترمذی۔ حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، أبواب صلاة السفر، باب الأربعة قبل الظهر وبعدها - وسنن  
ترمذی أيضا .

فوائد: اس قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کی موت اسلام پر آئے گی اور کافروں کی طرح جہنم  
میں ہمیشہ نہیں رہے گا، یعنی اللہ تعالیٰ اس پر جہنم میں ہمیشہ رہنے کو حرام فرمادیتا ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں

آتا ہے، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، اس کا مطلب بھی یہ ہوتا ہے کہ بیٹھکی کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ورنہ اگر مسلمان گناہ گار اور مستحق عقوبت ہو گا، تو اس کا چند دنوں یا ہفتوں یا مہینوں کے لئے (بقدر جرم) جہنم میں جانا ان احادیث کے منافی نہیں ہے، کیونکہ بالآخر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ مسلمان بیٹھ جہنم میں نہیں رہے گا، اس سے یہ سمجھ لینا کہ مسلمان جو چاہے کرے، وہ جہنم میں جائے گا ہی نہیں، صحیح نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ ہی میں معاف نہیں کیا تو جہنم کی سزا جب تک اللہ چاہے گا بھگتنی ہوگی اور اس کے بعد ہی جنت میں جانا نصیب ہو گا۔

۱۱۱۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ ۵/ ۱۱۷ - حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ  
يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ  
الظُّهْرِ، وَقَالَ: «إِنَّهَا سَاعَةٌ تَنْتَفِعُ فِيهَا  
أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَأَحِبُّ أَنْ يَضَعَدَ لِي فِيهَا  
عَمَلٌ صَالِحٌ» رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ  
مِيرے نیک اعمال اوپر چڑھیں۔  
حسن۔  
(ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند الزوال.  
فوائد: سورج کے ڈھلتے ہی ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ گویا ظہر کی چار سنتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل آغاز میں پڑھ لیتے، کیونکہ آپ عشاء کے علاوہ ساری نمازیں اول وقت میں ہی پڑھتے تھے۔ آسمان کے دروازے کھولے جانے سے مراد یہ ہے کہ زمین سے انسانوں کے اعمال آسمان پر لے جائے جاتے ہیں۔

۱۱۱۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۶/ ۱۱۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی  
عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا  
كَرَّمَ صلی اللہ علیہ وسلم فِيهَا بَعْدَ  
قَبْلِ الظُّهْرِ، صَلَّى بَعْدَهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.  
(ترمذی، حدیث حسن)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الركعتين بعد الظهر.  
فوائد: اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہتمام کا پتہ چلتا ہے جو سنتوں کی ادائیگی میں آپ فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے ہر مسلمان کو سنتوں کی ادائیگی کا بھی بھرپور اہتمام کرنا چاہئے اور پہلے ادا نہ کر سکا ہو تو فرض نماز کے بعد ادا کر لیا کرے۔

## ۲۰۰ - بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

۱۱۱۹ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ۱/ ۱۱۹ - حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ  
أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، يَفْضِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى  
عمر کی سنتوں کا بیان کرتے تھے، ان کے درمیان ملائکہ مقربین اور ان کی



أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكَعَتَيْنِ .  
 کے بعد دو رکعت (سنتیں) ادا فرمایا کرتے تھے۔ (دیکھیں رقم ۱۰۹۸ اور ۱۱۱۵)۔

۱۱۲۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ» قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ» رواه البخاري .  
 حضرت عبد اللہ بن معفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، 'مغرب سے پہلے نماز پڑھو (تین مرتبہ فرمایا) تیسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا، جو چاہے پڑھے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الصلاة قبل المغرب.

**فوائد:** اس نماز سے مراد مغرب کی اذان کے بعد، فرض نماز سے پہلے، دو رکعت ہیں، جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ اس کی حیثیت اگرچہ سنت غیر مؤکدہ کی ہے تاہم تین مرتبہ اس کی تاکید کرنے سے اس کی اہمیت واضح ہے۔ امر (حکم) کا صیغہ تو بالعموم وجوب پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہاں "جو چاہے" کے قرینے نے اسے استحباب میں بدل دیا ہے۔ بہر حال آپ کی ترغیب و تاکید سے اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ آنے والی حدیثوں سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔

۱۱۲۳ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَنَدَّرُونَ السَّوَارِيَّ عِنْدَ الْمَغْرِبِ. رواه البخاري .  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف جلدی کرتے تھے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة إلى الأسطوانة، وكتاب الأذان.

**فوائد:** ستونوں کی طرف جلدی کرنے کا مطلب ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کے لئے ستونوں کو سترہ بنا کر دو رکعتیں ادا کرنے کے لئے ستونوں کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرتے تھے، اس میں صحابہ کرام کے عمل سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کا اثبات ہے۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں نوافل یا سنن کی ادائیگی کے وقت سترے کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے، بغیر سترے کے گزرگاہ پر نماز پڑھنے سے اجتناب ضروری ہے، عام لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے۔

۱۱۲۴ - وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقِيلَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُمَا؟ قَالَ: كَانَ بَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .  
 سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غروب شمس کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ پڑھیں؟ انہوں نے جواب دیا، آپ ہمیں یہ دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے۔ لیکن آپ نے ہمیں حکم دیا اور نہ ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتین قبل صلاة المغرب.

**فوائد:** اس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کا بیان ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں۔ یوں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ کیفیت کی رو سے یہ دو رکعتیں تقریباً ثابت ہوئیں۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ان کے اپنے علم کے مطابق ہے، ورنہ پہلے حدیث گزر چکی ہے جس میں آپ نے ترقیبی انداز میں ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے، گویا یہ آپ کے قول سے بھی ثابت ہیں۔

۱۱۲۵ - وعنه قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ ۚ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّوَارِي، فَرَكَعُوا رَكَعَتَيْنِ، حَتَّىٰ إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتَ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۲۵ / ۳ - سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینے میں تھے کہ مؤذن نے مغرب کی نماز کے لئے اذان دی تو لوگوں نے ستونوں کی طرف جلدی کی اور دو رکعتیں ادا کیں (اور یہ مستقل معمول تھا) حتیٰ کہ کوئی نو وارد مسافر مسجد میں آتا تو کثرت سے ان دو رکعت پڑھنے والوں کو دیکھ کر گمان کرتا کہ فرض نماز پڑھی جا چکی ہے (اور لوگ بعد کی سنتیں پڑھ رہے ہیں) (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتین قبل صلاة المغرب.

**فوائد:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کا صحابہ کرام کے درمیان عام معمول تھا۔ تاہم اس کے باوجود یہ غیر مؤکدہ سنت ہیں اور بعد کی دو رکعت، سنت مؤکدہ ہیں۔

۲۰۲ - عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا

۲۰۲ - بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

### بیان

اس میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ماسبق فیہ حدیث ابن عمر السابق: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ: «بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ مُتَقَقٌّ عَلَيْهِ. كَمَا سَبَقَ.»

حدیث ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھیں اور دوسری عبد اللہ بن مغفل کی حدیث ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔ بخاری و مسلم۔ جیسا کہ گزرا۔

(دیکھئے باب ۱۹۵، رقم ۲/۱۰۹۸ و ۳/۱۰۹۹)

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کی وہ نماز جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے اور جسے صحابہ نے امت کے لئے بیان فرمایا، وہ صرف چار فرض اور اس کے بعد دو سنتیں ہیں۔ وتر کا بیان اس لئے نہیں ہے کہ آپ نماز تہجد کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ تاہم تین وتر شامل کر کے یہ نو رکعتیں بنتی ہیں۔ یار لوگوں نے عشاء کی ۱۷ رکعتیں بتائی



ہوئی ہیں جس کے تصور سے ہی لوگ گھبراتے ہیں اور نماز کے قریب نہیں جاتے۔ اگر لوگوں کو سنت نبوی کے مطابق عشاء کی ۹ رکعتیں بتلائی جائیں تو وہ کبھی نماز سے بالخصوص عشاء کی نماز سے وحشت نہ کھائیں۔

### ۲۰۳۔ بابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ - جمعے کی سنتوں کا بیان

۱۱۲۶ - فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری و مسلم) (دیکھئے متنقذ علیہ۔

رقم ۲ / ۱۰۹۸)۔ (مزید چند احادیث ملاحظہ ہوں)

نوٹ: اس باب میں امام نوویؒ نے جمعے کے بعد کی سنتوں کی وضاحت کی ہے کہ وہ کتنی رکعت ہیں؟ اس کی ضروری تفصیل دو حدیثوں کے بعد آ رہی ہے۔ لیکن جمعے سے قبل کتنی سنتیں پڑھی جائیں اس کی بابت صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں آنے والا دو رکعت پڑھ کر بیٹھے، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص خطبہ جمعہ کے دوران بھی آئے تو نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ مختصر طور پر دو رکعت ضرور پڑھے، پھر خطبہ سنے۔ تاہم خطبے سے قبل آنے والا شخص دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد، دو دو کر کے جتنے چاہے نوافل پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۲۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ، فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا» رواه مسلم۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص جمعے کی نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد چار رکعات (سنت) پڑھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة۔

۱۱۲۸ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يُنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، رواه مسلم۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعے کے بعد (مسجد میں) کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، یہاں تک کہ وہاں سے واپس آتے اور اپنے گھر میں ۲ رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم) (حوالہ مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة۔

نوٹ: ایک حدیث میں چار رکعت اور دوسری میں دو رکعت کا بیان ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ بعض علماء نے یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھنے والا چار اور گھر جا کر پڑھنے والا دو رکعت پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت کس طرح پڑھی جائیں؟ اس میں بھی دو رائے ہیں۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھی جائیں اور دوسری رائے یہ ہے کہ دو دو کر کے چار رکعت پڑھی جائیں۔ گویا یہ بھی دونوں طرح جائز ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دو دو کر کے پڑھی جائیں، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے صلوة اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ۔ امام بخاریؒ نے بھی ایک باب ان الفاظ میں باندھا ہے صلوة اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ ”رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا ہے“



برکت عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ۔  
**فوائد:** اس کا وہی مفہوم ہے جو اس سے پہلی حدیث کا ہے۔ یعنی فرض نماز مسجد میں اور نفل نماز گھر میں ادا کرے۔

۱۱۳۲ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ، قُمْتُ فِي مَقَامِي، فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ: إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ، فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ؛ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ، أَنْ لَا نُوصِلَ صَلَاةَ بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ. رواه مسلم.

۱۱۳۲ / ۴ - حضرت عمر بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن جبیر نے انہیں سائب بن اُخت نمر کی طرف ایک چیز دریافت کرنے کے لئے بھیجا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف سے ان کی نماز میں دیکھی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا، ہاں میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں نماز پڑھی، پس جب امام نے سلام پھیرا تو میں اپنے فرض والی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور (سنتیں) پڑھیں۔ پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے تو میری طرف پیغام بھیج کر بلوایا اور فرمایا، تم نے جو کیا ہے، آئندہ نہ کرنا؛ جب تم جمعے کی نماز پڑھ لو تو اس کے ساتھ کوئی اور نماز مت ملاؤ، یہاں تک کہ گفتگو کر لویا وہاں سے نکل جاؤ (یعنی جگہ بدل لو) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم ایک نماز کو کسی دوسری نماز کے ساتھ نہ ملائیں، یہاں تک کہ کسی سے بات کر لیں یا وہاں سے نکل جائیں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة۔  
**فوائد:** مقصورہ سے مراد مسجد کے کسی گوشے میں بنایا ہوا وہ مخصوص حجرہ یا جگہ ہے جو حکمرانوں کی حفاظت کے لئے بنائی جاتی تھی۔ خلیفہ وقت اور حکمران اس محفوظ جگہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ جمعے کا ذکر صرف واقعے کی نوعیت کی وجہ سے ہے، ورنہ یہ حکم ہر نماز کے لئے ہے، صرف جمعے کے لئے نہیں ہے۔ ہر فرض نماز اور سنتوں کے درمیان بات چیت کے ذریعے سے یا جگہ بدل کر یا مسجد سے نکل کے گھر آکر، فصل کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ پہلے حدیث بھی گزری ہے۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ حدیث کی روشنی میں ہی بیان فرمایا ہے۔

۲۰۵ - بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ الْوُتْرِ وَتَرْكِي تَرْغِيبٍ أَوْ رَأْسِ بَابِ كَابِيَانِ  
 وَبَيَانِ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُتَّكِدَةٌ وَبَيَانِ وَفْتِهِ  
 کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور اس کے وقت

## کامیان

۱۱۳۳ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۳۳ - حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ نماز وتر قال: الْوُتْرُ لَيْسَ بِحَتْمِ كَصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فرض نماز کی طرح لازمی نہیں ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَتُرُوهُ» نے مقرر فرمایا ہے (یعنی یہ سنت ہے) آپ يُحِبُّ الْوُتْرَ، فَأُوتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ». نے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند رواہ أبو داودَ والترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ فَرَمَاتَا هُ، پس اے اہل قرآن تم وتر پڑھا کرو۔ حسن.

(ابو داؤد ترمذی، حسن حدیث ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الوتر - وسنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء أن الوتر ليس بحتم.

فوائد: وتر، طاق عدد کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ طاق ہے، کا مطلب ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یکتا ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں۔ صلوة الوتر کو بھی اسی لئے وتر کہا جاتا ہے کہ وہ ایک یا تین، پانچ، سات وغیرہ طاق عدد میں ادا کی جاتی ہے، اسے دو، چار، چھ، آٹھ وغیرہ جفت اعداد میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر فرض و واجب نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے، تاہم اس میں تساہل و تغافل صحیح نہیں، کیونکہ سنت رسول کی پیروی، ہر مسلمان کا شیوہ ہونا چاہئے۔ صحابہ کو اہل قرآن فرمایا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیث کو نہ مانتے تھے بلکہ اہل قرآن کا مطلب شریعت اسلامیہ کے پیروکار ہیں اور شریعت قرآن و حدیث دونوں کے مجموعے کا نام ہے نہ کہ حدیث کے بغیر صرف قرآن کا۔ جیسا کہ آج کل قرآن کے ماننے کا دعوے دار ایک گروہ کتا ہے۔ یہ گروہ حدیث کا منکر ہے، اس لئے حقیقت میں وہ قرآن کا بھی منکر ہے، کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھا جا سکتا ہے نہ اس پر عمل ہی کیا جا سکتا ہے۔

۱۱۳۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۲/ ۱۳۴ - حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، رسول قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أُوتِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں نماز وتر پڑھی ہے۔ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَمِنْ أَوْسَطِهِ، وَمِنْ آخِرِهِ. رات کے ابتداء میں، اس کے درمیان میں اور اس کے وَانْتَهَى وَتُرُوهُ إِلَى السَّحْرِ. متفقٌ عَلَيْهِ. آخر میں اور آخر کو آپ کی نماز وتر سحر (صبح) تک پہنچ گئی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

فوائد: اس میں نماز وتر کے وقت کا بیان ہے کہ اس کا اول وقت عشاء کی نماز کے فوراً بعد اور آخری وقت صبح صادق ہے۔ گویا عشاء سے لے کر طلوع فجر تک وتر پڑھے جا سکتے ہیں۔

۱۱۳۵ - وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۳/ ۱۳۵ - حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، نبی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْعَلُوا آخِرَ كَرِيمٍ ﷺ نے فرمایا، تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو

صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا» متفقٌ عليه . بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الوتر، باب لیجعل آخر صلاته وترا - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل مثنی مثنی والوتر رکعة من آخر اللیل .

**فوائد:** اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ وتر ادا کرنے کے بعد نفل نماز پڑھنی جائز نہیں، کیونکہ آپ نے وتر کو سب سے آخری نماز بنانے کا حکم دیا ہے۔ لیکن امام نووی اور دیگر بعض علماء نے اس حکم کو وجوب کی بجائے استحباب پر محمول کیا ہے، کیونکہ خود نبی ﷺ سے بھی وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنے کا ثبوت صحیح احادیث میں موجود ہے۔ اس لئے اس حدیث کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی وتر کے بعد دو نفل پڑھنا چاہے تو جائز ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے، 'مرعاة المفاتیح'، شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب الوتر)

شیخ البانی نے ابن خزیمہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص وتر کے بعد دو رکعت پڑھ لے تو یہ قیام لیل کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ میں وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کے بارے میں مدت تک توقف کا شکار رہا۔ لیکن اس روایت سے مطلع ہونے کے بعد میں نے اس پر عمل شروع کر دیا اور میں نے یہ جان لیا کہ اجعلوا آخر صلواتکم باللیل وترا، میں امر تنجیہ کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں۔ (رسالہ قیام رمضان، ص ۲۵ للشیخ الالبانی) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر رات کے آخری حصے میں پڑھنے بہتر ہیں۔ لیکن یہ بھی اس شخص کے لئے ہے جو قیام اللیل (نمار تہجد) کا عادی ہو، ورنہ عام لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی آخر میں ادا کر لیں۔

۱۱۳۶ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۳ / ۱۳۶ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَوْتَرُوا» ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، صبح کرنے سے پہلے پہلے وتر قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا» . رواه مسلم . پڑھ لیا کرو۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل مثنی مثنی . . .

**فوائد:** اس میں بھی صبح صادق سے پہلے پہلے وتر ادا کر لینے کا حکم ہے۔

۱۱۳۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۵ / ۱۳۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ، وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ، أَقْبَضَهَا فَأَوْتَرَتْ. رواه مسلم . وفي رواية له: فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَالَ: «قَوْمِي وَتَرِ بِهَا عَائِشَةُ» .

(بخاری میں منکلم کے صیغوں کے ساتھ ہے یعنی میں نے لیلیٰ پڑھی تھی، آپ مجھے جگا دیتے تو میں وتر ادا کرتی) اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے۔ جب



۱۱۴۰ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُؤَيَّرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ، مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَالْإِيَّازُ قَبْلَ النَّوْمِ إِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا يَتَّقُ بِالْإِسْتِغَاظِ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنْ وَثِقَ، فَأَجْرُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ.

۱۱۴۰ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی وصیت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

سونے سے پہلے وتر کی ادائیگی، صرف اس شخص کے لئے مستحب ہے جو رات کے آخری حصے میں اٹھنے کے بارے میں اپنے پر اعتماد نہیں کرتا، اگر اسے بھروسہ ہو تو پھر رات کا آخری حصہ افضل ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب صلاة الضحی - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی.

فوائد: وصیت سے مراد، تلقین و تاکید ہے، کیونکہ فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام عند اللہ قرب خصوصی کا باعث ہے۔ تین دن سے مراد کوئی سے بھی تین دن ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایام بیض (یعنی قمری مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) مراد لی جائے تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ ان ایام میں خود رسول اللہ ﷺ بھی روزے رکھتے تھے۔ اس سے چاشت کی نماز اور وتر کی اہمیت یزنیکی کے کاموں کی تلقین و ترغیب کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

۱۱۴۱ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامَةٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزَىءُ مِنْ ذَلِكَ رَكَعَتَانِ يَرْكُمُهُمَا مِنَ الضُّحَى». رواه مسلم.

۱۱۴۱ / ۲ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر ایک بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر بار الحمد لله کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان کے مقابلے میں وہ دو رکعتیں بھی کفایت کر جاتی ہیں جو کوئی شخص چاشت کی ادا کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی.

فوائد: ہر جوڑ پر صدقہ ہے، کا مطلب ہے کہ انسان جب صبح اٹھتا ہے تو ہر جوڑ کی سلامتی پر اللہ کا شکر ادا کرنا اس پر واجب ہوتا ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ اللہ کی تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کا اہتمام کرے، کیونکہ مذکورہ کلمات تسبیح و تحمید کی ایک ایک مرتبہ ادائیگی ایک ایک صدقہ ہے۔ ہر انسان کے جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہوتے ہیں، اتنی تعداد میں ہر انسان کو ضرور تسبیح و تحمید کا اہتمام کرنا چاہئے، علاوہ ازیں کسی کو نیکی کی ترغیب دینا اور



برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور انسان اگر چاشت کی دو رکعتیں ادا کر لے تو تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی چاشت کی نماز کی اہمیت و فضیلت واضح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال خرچ کرنے کا ہی نام نہیں ہے، بلکہ صدقہ کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے اور نیکی کی مذکورہ تمام صورتوں کو وہ حاوی ہے۔

۱۱۴۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۱۴۲ - حضرت عائشہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سے روایت ہے کہ  
 قالت: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ چاشت کی چار رکعات پڑھا کرتے تھے  
 أَزْبَعًا، وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ. رواه مسلم. اور جو اللہ چاہتا، زیادہ بھی ادا کر لیتے تھے۔ (مسلم)  
 تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضُّحَى.

فوائد: یعنی آپ کا زیادہ معمول چار رکعات کا تھا۔ لیکن کبھی زیادہ بھی پڑھ لیا کرتے تھے، چنانچہ دوسری روایات میں یہ تعداد ۸ رکعات تک بیان ہوئی ہے۔ یعنی دو، چار اور آٹھ رکعتیں حسب توفیق و گنجائش پڑھی جاسکتی ہیں۔

۱۱۴۳ - وَعَنْ أُمِّ هَانِيَةَ فَاتِحَةَ بِنْتِ  
 أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ  
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ  
 يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غَسَلِهِ، صَلَّى ثَمَانِيَةَ  
 رَكَعَاتٍ، وَذَلِكَ ضُحَى. متفقٌ عليه.  
 وهذا مختصر لفظ إحدى روايات مسلم.  
 ۴ / ۱۱۴۳ - حضرت ام ہانیٰ فاتحہ بنت ابی طالب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
 بیان فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ  
 ﷺ کی خدمت میں گئی تو میں نے آپ کو غسل فرماتے  
 ہوئے پایا، جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے  
 آٹھ رکعات ادا فرمائیں اور یہ چاشت کا وقت تھا۔  
 (بخاری و مسلم)

اور یہ الفاظ مسلم کی روایات میں سے ایک مختصر  
 روایت کے ہیں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة و کتاب التهجيد، باب صلاة الضُّحَى في السفر -  
 وصحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضُّحَى.

فوائد: اس میں آٹھ رکعات کی تعداد کا ذکر ہے اور دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ آپ نے ۲، ۲ رکعت  
 کر کے ادا فرمائیں۔ چاشت کا وقت کون سا ہے؟ اور چاشت اور اشراق کی نماز ایک ہی ہے یا یہ الگ الگ ہیں؟  
 ان دونوں باتوں میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک چاشت (ضحیٰ) اور اشراق، ایک ہی نماز کا نام ہے، جو سورج  
 نکلنے کے فوراً بعد پڑھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں، صلوٰۃ الضحیٰ کا اول وقت، طلوع شمس کے فوراً بعد ہے اور  
 اس کا آخری وقت زوال سے کچھ پہلے تک ہے۔ اول وقت پڑھی گئی نماز کو اشراق کی اور آخری وقت میں پڑھی  
 گئی کو چاشت کی نماز کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نیزے کے برابر سورج بلند ہونے پر دو رکعت نماز،  
 اشراق کی نماز ہے اور جب سورج پھیل جائے اور آسمان کے چوتھائی حصے تک ہو جائے، تو اس وقت چار رکعت  
 چاشت کی نماز ہے۔ بعض کہتے ہیں اشراق کی نماز چھوٹے چاشت میں اور صلوٰۃ الضحیٰ بڑے چاشت میں پڑھی  
 جائے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مرعاة الفاتح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب صلوٰۃ الضحیٰ)۔ جمہور کے نزدیک یہ نماز

مستحب ہے۔

۲۰۷۔ **بَابُ تَجَوُّزِ صَلَاةِ الضُّحَىٰ مِنْ**  
**ازْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا وَالْأَفْضَلُ أَنْ**  
**تُصَلِّيَ عِنْدَ إِشْتِدَادِ الْحَرِّ وَازْتِفَاعِ**  
**الضُّحَىٰ**  
 ۲۰۷۔ سورج کے بلند ہونے سے زوال  
 تک چاشت کی نماز کے جائز ہونے کا بیان  
 تاہم سورج کے خوب چڑھ جانے اور گرمی  
 کی شدت کے وقت پڑھنا افضل ہے

۱۱۴۴ - عن زيد بن أرقم رضي الله  
 عنه، أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَىٰ،  
 فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ  
 السَّاعَةِ أَفْضَلُ. إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:  
 «صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ». رواه  
 مسلم. «تَرْمَضُ» بفتح التاء والميم وبالضاد  
 المعجمة، يعني: شدة الحر. «وَالْفِصَالُ»  
 جَمْعُ فِصِيلٍ وَهُوَ: الصَّغِيرُ مِنَ الْإِبِلِ.  
 ۱۱۴۴ - حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے  
 دیکھا، تو انہوں نے فرمایا، خبردار، یقیناً یہ لوگ جانتے ہیں  
 کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں اس نماز کا پڑھنا  
 افضل ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے،  
 رجوع کرنے والوں (اوائین) کی نماز، اس وقت ہے جب  
 اونٹوں کے بچوں کے پیر گرمی کی شدت سے جلیں۔  
 (مسلم)

ترمض، تاء اور میم پر زبر اور آخر میں ضاد، گرمی کی  
 شدت۔ فصال، فصیل کی جمع ہے، اونٹ کا بچہ۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلوة المسافرین، باب صلاة الأوابین حين ترمض  
 الفصال.

**فوائد:** اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ چاشت کی نماز، اشراق کی نماز سے مختلف ہے۔  
 اشراق کی نماز سورج کے ایک نیزے کے برابر بلند ہونے پر پڑھ لینی چاہئے۔ جب کہ چاشت کی نماز اس وقت  
 ہے جب سورج کی حرارت سے جانوروں کے پیروں کو تکلیف اور جلن ہو۔ عام طور پر مغرب کے بعد چھ رکعات  
 نفل نماز کو صلوة الاوابین کہا جاتا ہے، جس کی بنیاد ایک ضعیف السند روایت ہے اور اس صحیح حدیث میں چاشت  
 کی نماز کو صلاۃ الاوابین سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے صلاۃ الاوابین اصل میں یہی چاشت کی نماز ہے۔

۲۰۸۔ **بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ تَحِيَّةِ**  
**الْمَسْجِدِ بِرُكْعَتَيْنِ وَكِرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ**  
**قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ رُكْعَتَيْنِ فِي أَيِّ وَقْتٍ**  
**دَخَلَ وَسَوَاءٌ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ بِنِيَّةٍ**  
 ۲۰۸۔ تحیة المسجد کی ترغیب اور نفل  
 پڑھنے سے پہلے مسجد میں بیٹھنے کی کراہت،  
 چاہے کسی وقت بھی داخل ہو نیز یہ دو  
 رکعت تحیة المسجد یا فرض نماز یا سنت

التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَاةٍ فَرِيضَةٍ أَوْ سُنَّةٍ رَاتِبَةٍ أَوْ رَاتِبَةٍ يَافِئِرٍ رَاتِبَةٍ كِي نِيَتٍ سَے پڑھے، سَبِّ  
عَبْرَهَا  
صورتوں میں کراہت سے بچ جائے گا۔

۱۱۴۵ - عن أبي قتادة رَضِيَ اللهُ ۱/ ۱۱۳۵ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ اللهُ ﷺ لِيُفْرَأَ فِي مَسْجِدٍ مِنْ  
أَحَدِكُمْ الْمَسْجِدَ، فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ آتَى تُوَدُّ رَكَعَتٍ پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔  
رَكَعَتَيْنِ» متفق عليه .  
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين - وصحيح  
مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين .

۱۱۴۶ - وعن جابر، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۲/ ۱۱۳۶ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں  
قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، نَبِي كَرِيمٌ ﷺ كِي خِدْمَتِ مِیں حَاضِرُ هُوَا جَب كِي آپ  
مَسْجِدِ مِیں تَشْرِيفُ فَرَمَاتُھے، تُو آپ نَے فَرَمَا، دُو رَكَعَتَيْنِ  
پڑھو۔ (بخاری و مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين - وصحيح  
مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين .

نوٹ: دونوں حدیثوں میں دو رکعت پڑھنے کی تاکید ہے (یہ کم از کم تعداد ہے ورنہ دو دو کر کے جتنے نوافل انسان  
پڑھنا چاہے، پڑھ سکتا ہے) علاوہ ازیں امام نووی کی تبویب کی رو سے آنے والا اگر (فوت شدہ) فرض نماز یا سنت  
راتبہ پڑھے گا تب بھی وہ کراہت کے حکم سے بچ جائے گا۔ بعض علماء کے نزدیک مذکورہ احادیث میں امر و وجوب  
کے لئے ہے، اس لئے ان کے نزدیک تحیة المسجد واجب ہے، جب کہ دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب  
کے لئے قرار دیا ہے لہذا ان کے نزدیک یہ مستحب ہے۔

۲۰۹ - بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ  
الْوُضُوءِ  
۲۰۹ - وضوء کے بعد دو رکعت پڑھنے کے  
مستحب ہونے کا بیان

۱۱۴۷ - عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ ۱/ ۱۱۳۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: «يَا بِلَالُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي  
الإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ ذَكَرَ تَعْلِيكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ»، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا  
أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أُمَّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ  
رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے  
بلال، تم اپنا وہ عمل بتلاؤ جو تم نے اسلام میں سب سے  
زیادہ امید والا کیا ہے۔ اس لئے کہ میں نے جنت میں  
اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔ تو انہوں  
نے جواب دیا، میں نے کوئی عمل اپنے نزدیک اس سے  
زیادہ امید والا نہیں دیکھا کہ میں نے رات یا دن کی

الطُّهُورِ مَا كَتَبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ. متفقٌ عليه. وهذا لفظ البخاري. «الدَّف»  
بالتفاء: صَوْتُ التَّعَلُّفِ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْأَرْضِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.  
جس گھڑی میں بھی وضوء (یا غسل) کیا تو اس کے ساتھ،  
جتنی نماز میرے مقدر میں تھی، میں نے ضرور پڑھی۔  
(بخاری و مسلم، الفاظ بخاری کے ہیں)

الدَّف، فاء کے ساتھ، زمین پر جوتے کی حرکت اور

اس کی آواز۔ واللہ اعلم

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل الوضوء باللیل والنہار - وصحیح  
مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ.

فوائد: طہور، کالفظ وضوء، غسل اور تیمم تینوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، کیونکہ تینوں طریقوں سے شرعی طہارت  
حاصل ہو جاتی ہے جس کے بعد نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس لئے مطلب یہ ہو گا کہ دن رات کی جس گھڑی میں  
بھی حضرت بلال وضوء یا غسل کرتے تو کچھ نقلی نماز ضرور پڑھتے اور بعض دوسری روایات میں صراحت ہے کہ  
دو رکعت پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل بہت پسند آیا اور ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی جس کا مشاہدہ خود نبی  
ﷺ نے فرمایا۔ جنت کا یہ مشاہدہ آپ کو معراج کے موقع پر حاصل ہوا، یا خواب میں کشف کے طور پر آپ کو  
کرایا گیا، بہر حال اس سے تحیۃ الوضوء کی فضیلت واضح ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اوقات مکروہہ میں بھی  
تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے جائز ہیں، کیونکہ آپ کا حکم عام ہے۔ جب کہ دوسرے علماء  
اس عموم میں ان احادیث سے تخصیص کے قائل ہیں جن میں نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نقلی نماز پڑھنے سے منع  
کیا گیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ میں مسجد میں آکر تحیۃ المسجد کے دو نفل پڑھتا ہے تو  
دوسرے فریق کو اس میں تشدد نہیں کرنا چاہیے۔

۲۱۰ - بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ - جمعہ کے دن کی فضیلت، نماز جمعہ کے  
وَوُجُوبِهَا وَالِإِغْتِسَالِ لَهَا، وَالطَّيِّبِ وَجُوبِ اس کے لئے غسل کرنے، خوشبو  
وَالْتَبَكُّرِ إِلَيْهَا وَالِدُعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، لگانے، جلدی جانے، جمعہ کے دن دعاء کرنے  
وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَفِيهِ بَيَانُ اور اس میں درود پڑھنے، اس میں قبولیت  
سَاعَةِ الْإِحْبَابِ وَأَسْتِحْبَابِ إِكْتِنَارِ ذِكْرِ دعاء کی گھڑی کا اور جمعہ کے بعد کثرت سے  
اللَّهِ تَعَالَى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

اللہ کا ذکر کرنے کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ  
الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ  
اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَبِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب (جمعہ کی) نماز ختم ہو جائے  
تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور  
کثرت سے اللہ کا ذکر کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ  
(سورۃ الجمعہ: ۱۰)

[الجمعة: ۱۰].



«الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ، مُكْفَرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبْتَ الْكِبَائِرَ» رواه مسلم . مدت کے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جب کہ بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلی الجمعة . . .  
 فوائد: اس میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ حدیث میں بیان کردہ اعمال صالحہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہیں، لیکن اس وقت جب انسان کبیرہ گناہوں سے اپنا دامن بچا کر رکھے۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ معاف ہونے والے گناہ صغیرہ گناہ ہیں۔ کبیرہ گناہ نماز روزوں سے معاف نہیں ہوں گے، ان کے لئے خالص توبہ کی ضرورت ہے۔

۱۱۵۱ - وَعَنْ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ عَلَى أَصْوَادٍ مِنْبَرِهِ: «لَيَسْتَهَيَّنَ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتَمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ» رواه مسلم .  
 حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کے تختوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ مجھے چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں پر مر لگا دے گا پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة .  
 فوائد: غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے، کا مطلب ہے جو اللہ کے ذکر اور اس کے احکام سے بالکل بے پروا ہوں اور ایسے لوگ کافر اور منافقین ہی ہوتے ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ گویا مسلسل جمعے کی نمازوں کا ترک ایک ایسا خطرناک فعل ہے کہ اس سے دلوں پر مر لگ سکتی ہے جس کے بعد انسان کے لئے فلاح اخروی کی کامیابی کی امید ختم ہو جاتی ہے۔

۱۱۵۲ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ» متفقٌ عليه .  
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص جمع کی نماز کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة - وصحیح مسلم، أوائل كتاب الجمعة .

۱۱۵۳ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ» متفقٌ عليه .  
 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جمعے کا غسل ہر بالغ آدمی پر واجب ہے۔ (بخاری و مسلم)  
 محتلم سے مراد بالغ ہے اور واجب سے مراد

الْبَالِغُ. وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ: وَجُوبٌ وَجوب اختیاری (استحباب) ہے۔ جیسے ایک آدمی اپنے ساتھی اختیاریاً، كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ حَقُّكَ سے کہے، تیرا حق مجھ پر واجب ہے (یعنی مؤکد ہے نہ کہ واجب علیّی۔ واللہ اعلم۔ ایسا واجب جس کے ترک پر سزاوار عقوبت ہو) واللہ اعلم

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب هل علی من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم؟ - وصحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب وجوب الغسل يوم الجمعة علی کل بالغ من الرجال...

واکد: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء نے جمعے کی نماز کے لئے غسل کو واجب قرار دیا ہے اور وجوب کے قائل نہیں ہیں، وہ امام نووی کی طرح واجب کی مذکورہ تاویل کر لیتے ہیں۔ وجوب یا استحباب غسل بن عورتیں بھی شامل ہیں، اگر وہ جمعے کے لئے مسجد میں جانا پسند کریں۔

۱۱۵۴ - وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۷ / ۱۱۵۳ - حضرت سرہ بنیہ سے روایت ہے، رسول نَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهَا وَرِعْمَتْ وَمِنْ اغْتَسَلَ اس نے رخصت کو اختیار کیا اور یہ خوب ہے اور جس نَالِغُسْلٍ أَفْضَلُ»، رواه أبو داود، والترمذي نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

وقال: حديث حسن. (ابو داؤد و ترمذی اور کہا یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة - وسنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة.

واکد: فیہا کا مطلب ہے فیالرخصة اخذ، اس نے رخصت کو اختیار کیا اور نعمت کا ونعمت ہی الرخصة اور یہ رخصت خوب ہے۔ یہ حدیث عدم وجوب غسل کے قائلین کی دلیل ہے، کیونکہ ایک تو اس میں وضوء کی رخصت دی گئی بلکہ اسے اچھا قرار دیا گیا ہے اور دوسرے غسل کو افضل بتلایا گیا ہے جس سے رُكَّ غَسْلٍ كِي اجازت نکلتی ہے۔ بہر حال اس کے مستحب اور مسنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ غسل کا وقت لموع فجر سے خطبہ جمعہ کا وقت ہونے تک ہے۔

۱۱۵۵ - وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۸ / ۱۱۵۵ - حضرت سلمان بنیہ سے روایت ہے، رسول نَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ، وَيَذْهَبُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْنَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يَصَلِّي مَا كَتَبَ لَهُ، ثُمَّ يُصِطُّ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غَيْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى». ہوا البخاری۔

اپنی طاقت کے مطابق پاکیزگی حاصل کرے، تیل لگائے یا اپنے گھر میں موجود خوشبو استعمال کرے، پھر وہ گھر سے نکلے اور (مسجد میں) دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ان کے درمیان تفریق نہ کرے، پھر اس کے مقدر میں جو ہو، وہ نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے



تک کی درمیانی مدت میں ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، و باب لا یفرق بین اثنتین یوم الجمعة.

نوٹ: اس میں ایک تو جمعہ والے دن زیادہ سے زیادہ پاکیزگی حاصل کرنے اور تیل یا خوشبو وغیرہ لگانے کی تاکید ہے، تاکہ اس کے جسم یا کپڑوں سے دوسروں کو بدبو نہ آئے بلکہ خوشبو آئے۔ دوسرے، جلدی جانے کی ترغیب ہے تاکہ اسے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی یا دو آدمیوں کے درمیان گھس کر بیٹھنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر مسجد میں جانے میں دیر ہو جائے تو وہ ان آداب کو ملحوظ رکھے اور جہاں جگہ ملے، بیٹھ جائے۔ تیسرے، مسجد میں جانے کے بعد نوافل کا اہتمام کرے۔ چوتھے، خطبے کے دوران بالکل خاموشی اختیار کئے رکھے اور توجہ سے اسے سنے۔ ان آداب مذکورہ کے ساتھ جو جمعہ پڑھے گا، وہ بیان کردہ فضیلت کا مستحق ہو گا۔

۱۱۵۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَى، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّلَاثَةِ؛ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَنْبًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ، مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. قَوْلُهُ: «غُسْلَ الْجَنَابَةِ»؛ أَي: غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي الصُّفَةِ.

۹ / ۱۱۵۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے جمعے والے دن غسل جنابت کی مانند (خوب اہتمام سے) غسل کیا پھر (نماز جمعہ کے لئے) گیا، تو گویا اس نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیا اور جو اس کے بعد والی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری گھڑی میں گیا تو اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کا صدقہ کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا اور جو پانچویں گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک انڈہ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ پس جب امام (خطبے کے لئے گھر سے) نکل آئے تو فرشتے (مسجد کے اندر) حاضر ہو جاتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں (یعنی نام درج کرنے والا رجسٹر بند کر دیتے ہیں)

(بخاری و مسلم)

غسل الجنابہ - کا مطلب ہے، اس طرح غسل کرے جس طرح جنابت کا غسل (خوب اہتمام سے) کیا جاتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الجمعة - وصحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الطيب والسواك یوم الجمعة.

فوائد: اس میں نماز جمعہ کے لئے جلد سے جلد جانے کی ترغیب و فضیلت کا بیان ہے۔ جو جتنی جلدی جائے گا، اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہو گا اور تاخیر میں، تاخیر کے تناسب سے ثواب میں کمی ہوتی جائے گی، حتیٰ کہ خطبہ شروع ہونے کے بعد پہنچنے والا سرے سے ان فضیلتوں سے ہی محروم رہتا ہے، کیونکہ فضیلتوں والے رجسٹریں اس کا اندراج ہی نہیں ہوتا۔ (۲) نماز جمعہ میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں جس سے جملے کے خطبے اور نماز کی اہمیت واضح ہے۔ (۳) جمعے کا غسل خوب اہتمام سے کرنا چاہئے جیسے جنابت کے غسل میں کیا جاتا ہے۔

۱۱۵۷ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ،  
ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: «فِيهَا سَاعَةٌ  
لَا يُؤَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ  
يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ  
يَقْلُلُهَا، مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۵۷ / ۱۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے جمعے کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا، اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس مسلمان بندے کو وہ میسر آجائے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو، تو وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمادیتا ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کے مختصر ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة - وصحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة.

فوائد: اس میں جمعے کے دن کی ایک اور فضیلت کا بیان ہے کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں کی گئی دعاء اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے، یہ گھڑی مختصر ہی ہوتی ہے اور اس کا وقت بھی نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے جمعے والے دن کثرت سے اللہ کا ذکر اور اس سے دعاء و مناجات کا اہتمام کرنا چاہئے، تاکہ انسان اس ساعت سعید کو پا سکے جو قبولیت دعاء کی ساعت ہے۔

۱۱۵۸ - وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَسْمِعْتُ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تَقْضَى الصَّلَاةُ» رواه مسلم.

۱۱۵۸ / ۱۱ - حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کیا تمہارے والد نے رسول اللہ ﷺ سے جمعہ کی ساعت کے وقت کی بابت بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت ابو بردہ کہتے ہیں، میں نے کہا، ہاں، میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ کے ختم ہونے تک ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة.

فوائد: اس گھڑی کی بابت علماء کے مابین بہت اختلاف ہے کہ یہ کس وقت ہوتی ہے؟ بعض علماء کے نزدیک راجح قول وہ ہے جو اس حدیث پر مبنی ہے کہ قبولیت کی دعاء کی یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم

ہونے تک کے درمیانی وقفے میں ہوتی ہے۔ لیکن شیخ البانی وغیرہ نے حضرت ابو موسیٰؓ کی اس حدیث کو موقوف قرار دیا ہے (دیکھئے ریاض الصالحین، بہ تحقیق شیخ البانی، حفظہ اللہ) اس لئے دوسرے علماء نے ابو داؤد اور نسائی کی ایک مرفوع روایت پر جس میں اس گھڑی کو عصر کے بعد آخری ساعت میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، عصر کے بعد مغرب سے پہلے اس کا وقت قرار دیا ہے۔

۱۱۵۹ - وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ. پر پیش کیا جاتا ہے، (ابو داؤد، اس کی سند صحیح ہے) ۱۱۵۹ / ۱۲ - حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعے کا دن ہے، پس تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، (ابو داؤد، اس کی سند صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة، وسبأتي في رقم ۱۳۹۹.

فوائد: اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ زمان و مکان کے شرف سے عمل صالح میں بھی مزید فضیلت کا پہلو پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے اس حدیث میں جمعے کے دن زیادہ درود پڑھنے کا حکم ہے۔ (۲) اس دن درود نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ براہ راست آپ کسی کا درود نہیں سنتے، قریب سے نہ بعید سے۔ قریب سے سننے کی ایک روایت مشہور ہے، لیکن وہ صحیح نہیں۔ اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ آپ خود کسی کا درود نہیں سنتے، فرشتے ہی آپ تک درود پہنچاتے ہیں۔ (۳) درود کے بہترین الفاظ وہی ہیں جو درود ابراہیمی میں ہیں کیونکہ یہ نبی ﷺ کا صحابہؓ کو بتلایا ہوا درود ہے۔

۲۱۱ - بَابُ اسْتِخْبَابِ سُجُودِ الشُّكْرِ ۲۱۱ - کسی ظاہری نعمت کے حاصل ہونے یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹلنے کے وقت سجدہ شکر کے مستحب ہونے کا بیان

۱۱۶۰ - عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ نَزْلٌ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا، فَمَكَتْ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - فَعَلَهُ ثَلَاثًا - وَقَالَ: «إِنِّي

۱۱۶۰ / ۱ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے سے مدینہ جانے کی نیت سے نکلے۔ پس جب ہم عزوراء جگہ کے قریب پہنچے تو آپ اپنی سواری سے نیچے اترے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر اللہ سے دعاء فرمائی۔ پھر آپ سجدے میں گر گئے اور کافی دیر تک سجدے میں ٹھہرے، پھر کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر دعاء فرمائی

سَأَلْتُ رَبِّي، وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي ثُلُثُ أُمَّتِي فَخَرَزْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي ثُلُثُ أُمَّتِي، فَخَرَزْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخِرَ، فَخَرَزْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي" رواه أبو داود.

اور پھر سجدے میں گر گئے، اس طرح آپ نے تین مرتبہ کیا اور فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی۔ تو اللہ نے مجھے میری امت کا تہائی حصہ عطا فرمایا۔ پس میں شکر کے طور پر اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا، پس میرے رب نے مجھے میری امت کا ایک تہائی (۳/۱) عطا کیا، میں پھر شکر کے طور پر اپنے رب کے لئے سجدے میں گر پڑا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا، تو مجھے آخری تہائی بھی عطا کر دیا، پس میں اپنے رب کے لئے سجدہ ریز ہو گیا۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب سجود الشكر.

نوٹ: اپنی امت کے لئے سوال اور اس کے لئے شفاعت کرنے کا مطلب، اس کے لئے مغفرت اور اسے جنت میں داخل کرنے کی دعاء ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ کے تمام افراد بالآخر جنت میں چلے جائیں گے، جہنم میں ہمیشہ کے لئے کوئی نہیں رہے گا۔ کوئی اپنے کبیرہ گناہوں کی سزا بھگت کر، کوئی شفاعت کے ذریعے سے اور کوئی اللہ کے فضل خاص سے۔ یہ مفہوم بلاشبہ اپنی جگہ صحیح ہے جو دوسری احادیث سے ثابت ہے اور اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن زیر بحث حدیث سنداً صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے ضعیف سنن ابی داؤد، رقم ۵۹۰، الارواء، رقم ۴۷۳۔ ضعیف الجامع الصغیر، رقم ۲۰۸۹۔ تاہم سجدہ شکر، جس کے اثبات کے لئے امام نووی نے یہ حدیث یہاں نقل کی ہے، دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ اس لئے خوشی کے موقع پر یا کسی مصیبت کے نکلنے پر بطور شکر الہی سجدہ ریز ہونا جائز اور صحیح ہے (دیکھئے ارواء الغلیل ۲/۲۲۶) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو اسے سن کر وہ بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہو گئے۔ (یہ روایت ابتدائے کتاب میں پوری تفصیل سے گزر چکی ہے) (دیکھئے رقم ۲۱، باب التوبہ)

## ۲۱۲ - رات کے قیام کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد ادا کر، یہ تیرے لئے ایک زائد عمل ہے۔ امید ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا (یعنی روز قیامت کو)۔ (سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اہل ایمان) کے پہلو ان کے

## ۲۱۲ - بابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ [الإسراء: ۷۹]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَنَتَجَافَىٰ جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [السجدة: ۱۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كَاؤُافِقًا﴾

مِنْ اللَّيْلِ مَا يَهْجُونَ ﴿١٧﴾ [الذاريات: ١٧]. بستروں سے دور رہتے ہیں۔ (سورۃ الم سجدہ ١٦) اور فرمایا: (اہل ایمان و تقویٰ دنیا میں) رات کو کم

ہی سویا کرتے تھے۔ (سورۃ ذاریات ١٤)

فائدہ آیات: نافلۃ لک کا ایک مضموم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اے پیغمبر یہ تہجد کی نماز تجھ پر ایک زائد فرض ہے، جب کہ دیگر افراد امت پر یہ فرض نہیں اور دوسرا مضموم یہ کہ یہ تیرے ثواب اور رفیع درجات میں زیادتی کا باعث ہے۔ دوسری آیات میں شب بیداری (قیام اللیل) کو اہل ایمان و تقویٰ کی خاص صفت اور ان کا معمول بتلایا گیا ہے، جس سے نماز تہجد یعنی قیام اللیل کی اہمیت و فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور اس کی ترغیب و تاکید بھی۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں

١١٦١ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَنْفَطِرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَقَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا!». متفقٌ عليه. وَعَنْ الْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ نَحْوَهُ، متفقٌ عليه. (بخاری و مسلم)

١١٦١ / حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پیر مبارک پھٹ جاتے، پس میں نے (ایک دن) آپ سے کہا، اللہ کے رسول، آپ کیوں اتنی مشقت برداشت فرماتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا، کیا پس میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے بھی اسی طرح بخاری و مسلم

میں روایت ہے۔

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

فوائد: یہ روایت باب الجاہدہ، رقم ٩٨ / ٥ میں گزر چکی ہے۔ یہاں قیام اللیل کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بیان کرنے کے لئے دوبارہ لائے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ رات کی نفل نماز پورے اطمینان، سکون اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ دوسرا، یہ کہ جس شخص پر اللہ کے جتنے انعامات زیادہ ہوں، اسے اسی حساب سے زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت بھی کرنی چاہئے۔ تیسرا، یہ کہ بارگاہ الہی میں عجز و نیاز کے اظہار کا بہترین وقت آخر شب ہے۔

١١٦٢ - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا؛ فَقَالَ: «أَلَا تُصَلِّيَانِ؟» متفقٌ عليه. «طَرَفَهُ»: أَنَا لَيْلًا. (بخاری و مسلم)

١١٦٢ / حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے، تو فرمایا، کیا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)

طرفہ، اس کے پاس رات کو آئے

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل والنوافل

من غير إيجاب، وغيره - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب ما روي فيمن نام الليل أجمع حتى أصبح.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی شب بیداری اور سحر خیزی کی تاکید کی جائے تاکہ وہ بھی مزید فضیلت حاصل کر سکیں۔

۱۱۶۳ - وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ» قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا. متفق عليه.

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، 'عبد اللہ اچھا آدمی ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھتا۔' حضرت سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد (میرے والد) عبد اللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبد الله بن عمر رضي الله عنهما - وصحيح مسلم، أيضا.

فوائد: اس میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت و منقبت کے علاوہ قیام اللیل کی بھی فضیلت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں ایسے شخص کی مدح و تعریف، اس کے روبرو کرنی جائز ہے جس کی بابت یہ اندازہ ہو کہ وہ اس سے غرور اور اعجاب نفس میں مبتلا نہیں ہو گا، نیز اس میں اپنے اور دوسرے کے لئے خیر کی تمنا اور آرزو کرنے کی بھی ترغیب ہے۔

۱۱۶۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ» اس نے رات کو عبادت کے لئے اٹھنا چھوڑ دیا۔ متفق عليه.

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عبد اللہ! تو فلاں شخص کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے رات کو عبادت کے لئے اٹھنا چھوڑ دیا۔' (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التهجيد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه، وغيره - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن صيام الدهر.

فوائد: اس میں بھی قیام اللیل کی فضیلت و ترغیب ہے۔ علاوہ ازیں اعمال صالحہ پر مداومت کرنے اور نیکی کرنے والوں کی اقتداء کرنے اور اس میں کوتاہی کرنے والوں کا سا رویہ اختیار نہ کرنے کی تلقین و تاکید ہے۔

۱۱۶۵ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ! قَالَ: «ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أذُنِهِ» متفق عليه.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات کو صبح ہونے تک سویا رہا، تو آپ نے فرمایا، 'یہ آدمی وہ ہے جس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔' (بخاری و مسلم)

دیا۔ یا فرمایا، اس کے کان میں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب إذا نام ولم یصل بال شیطان فی اذنه، وغیرہ۔ و صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی أصبح۔

فوائد: انسان کے کان یا کانوں میں شیطان کا پیشاب کرنا حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے (گو ہمیں اس کا ادراک نہ ہو) کیونکہ عدم استعاذہ کی صورت میں شیطان انسان کے کھانے پینے اور دیگر اعمال میں شریک ہو جاتا ہے، جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے، اس لئے اس کا پیشاب کرنا بھی ممکن ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ جو شخص سویا رہتا ہے، رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا، شیطان اس کے لئے اللہ کی یاد میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ یا یہ کنایہ ہے شیطان کی تحقیر و اہانت کرنے سے۔ بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ قیام اللیل کا ترک ناپسندیدہ ہے، اس سے شیطان کو اپنی کارستانی کا موقع ملتا ہے اور وہ انسان کو اللہ کی یاد سے اور اس کی طاعت و عبادت سے روکنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «بِعُقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ، ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارَقْدُ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ، فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ» متفقٌ عليه. قَافِيَةُ الرَّأْسِ: آخِرُهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر، جب وہ سوتا ہے، تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر وہ منتر پڑھتا ہے، تیرے لئے رات بہت لمبی ہے، پس خوب سو۔ اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ وضوء بھی کر لے تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے، پھر اگر اس نے نماز بھی پڑھی تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ ہشاش بشاش اور پاکیزہ نفس ہوتا ہے، ورنہ اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ وہ خبیث النفس اور ست ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

قافیہ الراس، سے مراد سر کا پچھلا حصہ (گدی) ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیة الرأس إذا لم یصل باللیل - و صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی فوآئد: یہ گرہ لگانا بھی حقیقتاً ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے جادوگر اپنا عمل سحر کرتا ہے۔ شیطان اپنے اس عمل سے رات کو اللہ کی عبادت کے لئے اٹھنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے نیند کے خمار اور عدم قیام سے، بہر حال شیطان انسان کو اللہ کی عبادت سے روکنے کے لئے اپنا جتن کرتا ہے، جو شخص رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ شیطان کی چال کو ناکام بنا دیتا ہے، بصورت دیگر شیطان انسان کو اپنے دام میں



پہنچا لیتا ہے۔

۱۱۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ / ۷ - حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، «أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسَ نِيَامًا، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ». رواه الترمذی وقال: حديثٌ داخلٌ هو جادٌ - (ترمذی، حسن صحیح).

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب أفشوا السلام، وأطعموا الطعام...  
**فوائد:** اس میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو ذوق و شوق سے مذکورہ کام کرتے ہیں۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہونے کا مطلب ہے کہ جہنم کی سزا بھگتے بغیر ہی ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل فرما دے گا۔ واللہ اعلم

۱۱۶۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، «أَفْضَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ كَمَا بَدَأَ بِهِ فِي الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ» اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز، رات کی نماز ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم۔  
**فوائد:** محرم کے مہینے کی اضافت اللہ کی طرف کی گئی ہے جس سے اس ماہ محرم کا شرف و امتیاز واضح ہے۔ اس میں نفل روزوں میں سب سے افضل اور نفل نمازوں میں افضل نماز کا بیان ہے۔

۱۱۶۹ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا / ۹ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، «أَفْضَلُ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، فَإِذَا خَفَتِ الصُّبْحُ فَأَوْتِرْ» اور نماز کی دو دو رکعت ہے، ساتھ وتر (طاق) بنالے (یعنی ایک رکعت وتر پڑھ لے) (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب صلاة النبي صلی اللہ علیہ وسلم، وکتاب المساجد، وکتاب الوتر - صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل.

۱۱۷۰ - وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، وَيُوتِرُ بِرُكْعَةٍ. سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت ادا فرماتے اور ایک رکعت

متفق علیہ۔ وتر پڑھتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر، کتاب التہجد، وکتاب المساجد - صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل مثنی مثنی، والوتر رکعة من آخر اللیل.

فوائد: ان دونوں رواتوں سے معلوم ہوا کہ رات کو نفلی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی جائے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیا جائے۔ اس سے ایک رکعت وتر کا جواز ہی نہیں، اس کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ تین وتر بھی اگر پڑھنے ہوں تو افضل طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت بطور وتر پڑھی جائے، کیونکہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

۱۱۷۱ - وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ // ۱۱ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَنْظُرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَنْظُرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا نَأْتَمُّ إِلَّا رَأَيْتَهُ. رواه البخاري.

کہ ہم گمان کرتے کہ اس مہینے میں تو اس طرح روزہ رکھنا چھوڑتے کہ ہم گمان کرتے کہ اس مہینے میں آپ روزہ ہی نہیں رکھیں گے اور کبھی ایسے روزہ رکھتے کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور (اسی طرح آپ کا حال یہ تھا کہ) تم چاہتے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھیں، مگر تم پڑھتے ہوئے دیکھ لیتے اور اگر چاہتے کہ آپ کو سویا ہوا نہ دیکھیں، مگر سویا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، وکتاب الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ نفلی روزے ہوں یا رات کی نفلی نماز (قیام اللیل) ان میں نبی ﷺ کا کوئی ایک مستقل معمول نہیں تھا، کسی مہینے ایسا ہوتا آپ روزہ نہ رکھتے حتیٰ کہ مہینہ ختم ہونے کے قریب ہو جاتا تو آخر میں آپ روزہ رکھنا شروع کر دیتے اور کبھی مسلسل روزہ رکھتے، حتیٰ کہ گمان ہوتا کہ پورا مہینہ ہی آپ روزہ رکھیں گے مگر آپ روزہ ترک فرما دیتے۔ اسی طرح تہجد کی نماز میں آپ کا معمول تھا، کبھی آپ اسے رات کے پہلے صبح میں، کبھی دوسرے صبح میں اور کبھی آخری تیرے صبح میں پڑھتے۔ اس طرح آپ کو رات کے ہر صبح میں نماز پڑھتے ہوئے بھی اور سوئے ہوئے بھی پایا گیا۔ (المنہج)

۱۱۷۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا // ۱۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِي فِي اللَّيْلِ - فَسَجْدُ السَّجْدَةِ مِنْ ذَلِكَ قَدَرٌ مَا يَقْرَأُ

حضرت عائشہ کی مراد رات کی نماز ہے۔ اپنا سر اٹھانے سے پہلے اتنا (لمبا) سجدہ کرتے کہ جتنی دیر میں تم میں





قَرِيْبًا مِّمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»، فَكَانَ سُجُوْدُهُ قَرِيْبًا مِّنْ قِيَامِهِ. رواه مسلم.

پاس سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ (اللہ کی) تسبیح کرتے اور جب کسی سوال والی آیت کے پاس سے گزرتے تو اللہ سے سوال کرتے اور جب کسی پناہ مانگنے والی آیت سے گزرتے تو پناہ طلب کرتے۔ پھر آپ نے رکوع فرمایا، پس آپ نے (رکوع میں) سبحان ربی العظیم پڑھنا شروع کر دیا اور آپ کا رکوع بھی آپ کے قیام کے برابر تھا، پھر آپ نے (رکوع سے سر اٹھایا اور فرمایا) سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد، پھر آپ دیر تک کھڑے رہے تقریباً اتنا جتنا آپ نے رکوع فرمایا تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور (اس میں) آپ نے فرمایا سبحان ربی الاعلیٰ اور آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة اللیل.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الجاہدہ، رقم ۸ / ۱۰۲ میں گزر چکی ہے۔ اس میں یصلی بہا رکعة کا مطلب امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں یہ بیان فرمایا ہے، کہ میں نے گمان کیا کہ اس سورت کے ساتھ آپ سلام پھیریں گے اور اسے دو رکعتوں میں ختم فرمائیں گے۔ یعنی رکعت سے مراد پوری نماز (دو رکعتیں) ہیں۔ یہ تاویل اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اگلے جملے پر کعب بھا کا مفہوم صحیح نہیں رہتا۔ چنانچہ ہم نے اپنے ترجمے میں اس مفہوم کو سامنے رکھا ہے۔ بہر حال اس سے بھی لمبے قیام کا استحباب، نفل نماز میں جماعت کا اور تلاوت میں سورتوں کی تقدیم و تاخیر کا جواز ثابت ہوتا ہے جس کے بعض لوگ قائل نہیں۔

۱۱۷۷ - وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۱۷ / ۱۷۷ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عَنْهُ قَالَ: سِئَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقُنُوتِ». ہے؟ آپ نے فرمایا، لمبے قیام والی نماز۔ (مسلم) رواه مسلم. المرادُ بِالْقُنُوتِ: الْقِيَامُ.

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت.

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز کے تمام ارکان (رکوع، سجدہ وغیرہ) میں سے قیام کا لمبا کرنا سب سے بہتر ہے، کیونکہ جتنا لمبا قیام ہوگا اتنا ہی قرآن زیادہ پڑھا جائے گا اور قرآن سب سے افضل ذکر ہے، اس لئے طول قیام بھی افضل

ہے۔

۱۱۷۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَتَأَمُّ بِنَفْسِ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثَلَاثَةَ وَيَتَأَمُّ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا» متفقٌ عليه.

۱۱۷۸ / ۱۸ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ کو حضرت داؤد کا روزہ ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے، اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لئے اٹھ جاتے اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم داود علیہ السلام - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرر به.

**فوائد:** اس میں چونکہ اپنے آپ پر سختی کرنے سے روکا گیا ہے، حتیٰ کہ عبادت میں بھی افراط و تفرق سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے ساری ساری رات جاگ کر عبادت کرنا یا ہمیشہ روزہ رکھنا بھی اسلام میں ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔ خود نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ بھی اعتدال کا بہترین نمونہ ہے۔ بنا بریں اس حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے اور نماز کو عند اللہ سب سے زیادہ محبوب قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں بھی وہ میانہ روی ہے جس کے اپنانے کی اسلام نے تاکید کی ہے۔

۱۱۷۹ - وَعَنْ جَابِرِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ» رواه مسلم.

۱۱۷۹ / ۱۹ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، رات میں ایک گھڑی ہے جس میں مسلمان آدمی کو وہ میسر آجائے وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء.

**فوائد:** یہ گھڑی بھی جمعے کی گھڑی کی طرح اگرچہ غیر متعین ہے، تاہم یہ بھی بالعموم رات کی آخری گھڑیوں میں ہوتی ہے کیونکہ عبادت کا افضل وقت وہی ہے۔ اس کے ابہام میں بھی یلتہ القدر کی طرح حکمت یہی ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت، اس کے ذکر اور اس سے دعاء و مناجات میں گزارے۔ رجل مسلم (مسلمان آدمی) سے مراد مرد اور عورت دونوں ہیں۔

۱۱۸۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲۰ / ۱۸۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی







میں اونگھ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ سوجائے، یہاں تک کہ اس سے اس کی نیند دور ہو جائے، اس لئے کہ جب تمہارا ایک آدمی اونگھتا ہوا نماز پڑھتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ استغفار کرنے کی بجائے وہ اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب امر من نعت فی صلاته بأن یرقد.

۱۱۸۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ، مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعَجَمَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۸۷ / ۲۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص رات کو عبادت کے لئے کھڑا ہو اور قرآن کا پڑھنا (غلبہ نیند کی وجہ سے) اس کی زبان پر مشکل ہو رہا ہو، پس اس کو کوئی علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو اس کو چاہئے کہ وہ لیٹ جائے (تھوڑی دیر سولے) (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب امر من نعت فی صلاته أو استعجم علیه القرآن...

**فوائد:** نماز کے لئے چونکہ حضور قلب اور خشوع خضوع نہایت ضروری ہے، اس لئے نماز ایسی حالت میں پڑھنی چاہئے جب انسان تازہ دم ہو، اس کے اندر سستی اور تھکاوٹ نہ ہو۔ اسی لئے مذکورہ دونوں حدیثوں میں غلبہ نیند کے وقت نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے، کیونکہ ایسی حالت میں بارگاہ الہی میں عجز و نیاز کا صحیح اظہار نہیں ہو سکتا، جو نماز کی اصل روح ہے۔ بنا بریں ایسی حالت میں انسان کو سو کر پہلے اپنی نیند پوری کر لینی چاہئے کیونکہ اس کے بعد ہی اسے قرآن پڑھنے، دعاء و مناجات اور توبہ و استغفار کرنے اور نماز پڑھنے میں مزا آئے گا۔

۲۱۳ - بَابُ اسْتِخْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

۲۱۳ - قِيَامِ رَمَضَانَ يَعْنِي تَرَاوِيحَ كَمَا اسْتَحْبَبَ هُوْنَ كَالْبَيَانِ

۱۱۸۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۸۸ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا (رات کو تراویح پڑھیں) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب صلاة التراويح، وکتاب الصوم، باب من صام رمضان

ایمانا واحسابا - وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح .

۱۱۸۹ - وَعَنْهُ، وَصِيَّ اللهُ عَنْهُ، ۲/ ۱۸۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يُرْعَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ؛ اس کے کہ آپ اس کے واجب ہونے کا حکم فرماتے۔ فَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا» پس آپ فرماتے، جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا، تو اس کے پہلے گناہ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَرَأَهُ مُسْلِمًا. معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم حوالہ مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح .

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قیام رمضان یقیناً ایک مؤکد اور اجر و ثواب کے لحاظ سے نہایت اہم عبادت ہے۔ تاہم اس کی حیثیت نفل ہی کی ہے، واجب کی نہیں۔ (۲) جو گناہ معاف ہوتے ہیں، وہ صغیرہ گناہ ہیں۔ ورنہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر اور حقوق العباد میں کی گئی کو تاہیاں ان کا ازالہ کئے بغیر معاف نہیں ہوں گی۔ (۳) رمضان کا یہ قیام نبی ﷺ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ آپ نے ایک رمضان میں تین راتوں کو قیام فرمایا یعنی صحابہ کرام کو جماعت کے ساتھ یہ نفل نماز پڑھائی اور اس کے بعد چوتھی رات کو، جب صحابہ کرام آپ کی اقتداء میں پڑھنے کے لئے پھر جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ اس لئے خواہش کے باوجود آپ نے یہ نماز نہیں پڑھائی۔ تین راتوں میں آپ نے کتنی رکعت پڑھائیں؟ وہ صحیح احادیث کی رو سے ۸ رکعت اور ۳ وتر ہیں۔ اس لئے قیام رمضان کی مسنون تعداد صرف ۸ رکعت ہیں اور وتر سمیت گیارہ۔ (۴) احادیث میں اس نفل نماز کو قیام رمضان سے ہی تعبیر کیا گیا ہے، بعد میں اس کا نام تراویح قرار پایا۔ تراویح، اسی ترویجہ کی جمع ہے۔ اس میں صحابہ و تابعین چونکہ سنت نبوی کے مطابق لمبا قیام کرتے تھے، اس لئے ہر دو مرتبہ سلام پھیرنے یعنی چار رکعت کے بعد آرام و راحت کے لئے وقفہ ہوتا تھا، یوں اس کا نام تراویح پڑ گیا۔ کیونکہ چار رکعت کو ترویج کہا جاتا تھا۔ تراویح، ترویجہ کی جمع ہے۔ (۵) تراویح اصل میں تہجد ہی کی نماز ہے، رمضان المبارک میں لوگوں کی آسانی کے لئے، تاکہ ہر شخص اس کی فضیلت حاصل کر سکے، اسے عشاء کی نماز کے فوراً بعد متصل ہی پڑھ لیا جاتا ہے جو تہجد کا اول وقت ہے۔ (۶) اس کا باجماعت پڑھنا تو خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ نے ۲۳ ویں، ۲۴ ویں اور ۲۵ ویں شب میں تراویح کی نماز پڑھائی۔ تاہم آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے دوبارہ باجماعت پڑھنے کو رائج کیا اور اس کے لئے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح (مع الوتر) پڑھایا کریں۔ (موطا) جب سے یہ سلسلہ قائم اور جاری ہے۔ (۷) بعض لوگ کہتے ہیں کہ باجماعت تراویح ادا کرنا بدعت ہے، کیونکہ اس کا رواج حضرت عمر کے عہد میں شروع ہوا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ خود نبی ﷺ کا اسے باجماعت پڑھانا

حاجت ہے۔ پھر یہ عمل بدعت کیوں کر قرار پا سکتا ہے؟ درمیان میں محض وقفہ سے تو یہ عمل بدعت نہیں ہو جائے گا۔ نبی ﷺ نے تو صرف فرضیت کے اندیشے سے اس کو جاری نہیں رکھا، ورنہ آپ کی تو خواہش تھی کہ اسے پڑھا جائے۔ پھر جب فرضیت کا اندیشہ ختم ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے اسے اجتماعیت کا رنگ دے کر یقیناً نبی ﷺ ہی کی خواہش کو پورا کیا ہے اور آپ کے عمل کو ہی آگے بڑھایا ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص آخر شب میں انفرادی طور پر اس کے پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن عام لوگوں کے لئے چونکہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے اور وہ شب کے آخر میں اپنے اپنے طور پر اسے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، تو ایسے حالات میں حضرت عمرؓ کا اقدام بالکل صحیح اور جائز ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو چند افراد کے سوا عام مسلمان قیام اللیل کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے، جو ایک بہت بڑی محرومی ہے۔ (۸) ۲۰ رکعات تراویح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور حضرت عمرؓ کی طرف بھی اس کا انتساب کسی مستند متصل روایت سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ ایک منقطع روایت میں ایسا دعویٰ کیا گیا ہے۔ البتہ یہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں لوگ ۲۰، ۳۰، ۴۰ مختلف تعداد میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے، جس سے زیادہ سے زیادہ بطور نفل آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنے کا جواز کشید کیا جا سکتا ہے، تاہم مسنون قیام رمضان یعنی تراویح ۸ رکعات ہی ہوں گی اور اس سے کم یا زیادہ تعداد غیر مسنون۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ”انوار مصباح“ مولفہ مولانا نذیر احمد رحمانی مرحوم۔ (۹) تراویح یعنی قیام رمضان میں لمبا قیام مسنون ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھا جائے۔ بہت سے قاری اتنا تیز قرآن پڑھتے ہیں کہ ”یعلمون، تعلمون“ کے علاوہ کوئی لفظ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس طرح قرآن پڑھنا ثواب کی بجائے عذاب کا باعث ہے۔ اسی طرح اب کچھ عرصے سے ایک اور طریقہ ایجاد ہوا ہے کہ چند روز میں قرآن مجید ختم کر دیا جاتا ہے اور تراویح میں ۸ یا ۱۰ پارے نہایت تیزی سے پڑھے جاتے ہیں، سننے والے ہزاروں نہیں، لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں جو زیادہ تر کاروباری ہوتے ہیں۔ یہ حضرات غالباً اس طرح چند روز میں قرآن سن کر اپنے دل کو تسلی دے لیتے ہوں گے کہ ہم نے تراویح میں پورا قرآن مجید سن لیا ہے۔ اب پورا رمضان یکسوئی سے کاروبار کریں گے اور عید کا سیزن کمائیں گے۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ پڑھنے والا قرآن پڑھ رہا ہے یا گرتھ یا منتر کی کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔ یہ نئی بیماری ابھی کراچی تک ہی محدود ہے۔ لیکن مسلمان ملکوں میں بدعات کے لئے موسم بڑا سازگار ہے، ہر جگہ بدعات خوب فروغ پا رہی ہیں، بلکہ سارا دین ہی بدعات پر مبنی رہ گیا ہے اور اصل دین کا کسی کو پتہ ہی نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ جب مذہبی رہنماؤں کے ہاں بھی بدعات ہی کی ساری اہمیت ہو تو عوام کو اصل دین سے آگاہی بھی کیوں کر ہو سکتی ہے؟ فالسی اللہ المشتکی

۲۱۴ - بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۲۱۴ - شب قدر کی فضیلت کا اور اس بات

وَبَيَانِ أَزْجَى لَيْلَيْهَا  
کے بیان کہ ان راتوں میں کون سی رات

زیادہ امید والی ہے؟

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اس قرآن کو شب قدر



الأواخر - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر.

فوائد: تواطأت، وطأیطاً سے ہے جس کے معنی ہیں، روندنا۔ یعنی اپنے ساتھی کے پیر کی جگہ پر پیر رکھنا۔ یہاں یہ موافقت کے مفہوم میں ہے۔ یعنی تمہارے خواب ایک دوسرے کے موافق ہوئے یعنی ایک جیسے خواب آئے اور وہ اس طرح کہ سب خواب دیکھنے والوں کو شب قدر کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسے انہی آخری راتوں میں تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ اس کو مبہم رکھنے میں یہی حکمت ہے کہ لوگ زیادہ راتوں میں قیام کر سکیں۔

۱۱۹۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۱۹۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُولُ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلة القدر.

۱۱۹۳ - وَعَنْهَا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، ۴ / ۱۱۹۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ» رواه البخاري.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الأواخر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر آخری عشرے کی دس راتوں میں سے جو پانچ طاق راتیں ہیں، ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں۔ ان میں سے کوئی ایک طاق رات، شب قدر ہوتی ہے۔ اس کو متعین طور پر اس لئے نہیں بتلایا گیا، تاکہ لوگ زیادہ راتوں کو قیام کر سکیں۔ اگر متعین کر دیا جاتا تو لوگ صرف اسی رات کو قیام کرتے۔ ویسے بعض علماء کا خیال یہ رہا ہے کہ یہ متعین طور پر ۲۷ ویں شب ہے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ احادیث سے اس کے تعین کی تائید نہیں ہوتی۔

۱۱۹۴ - وَعَنْهَا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، ۵ / ۱۱۹۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، أَحْبَبَ اللَّيْلَ، وَأَيَقَظُ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِتْرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب العمل فی العشر الأواخر من



رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الأواخر من شهر رمضان.

۱۱۹۵ - وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، وَفِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. رواه مسلم.

۱۱۹۵ / ۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جتنی مشقت برداشت کرتے تھے اتنی غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور رمضان کے آخری عشرے میں جتنی محنت و مشقت کرتے تھے، اتنی اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الأواخر من شهر رمضان.

فوائد: رمضان میں دیگر مہینوں کے مقابلے میں اور اسی طرح رمضان کے آخری عشرے میں اس کے پہلے میں دنوں کے مقابلے میں اطاعت و عبادت الہی کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ (۲) آخری عشرے میں راتوں کو زیادہ سے زیادہ بیدار رہ کر عبادت اور دعاء و مناجات میں وقت گزارنا چاہئے تاکہ شب قدر کی فضیلت حاصل کی جاسکے۔ (۳) اپنے گھر والوں کو بھی جگایا جائے تاکہ وہ بھی اللہ کو راضی کرنے کا سامان کر لیں۔ (۴) آخری عشرے میں اعتکاف بھی مستنون عمل ہے۔ (۵) میز کا اصل ترجمہ چادر ہے یعنی اپنی چادر کس لیتے، بعض اس کو کمر سے تعبیر کر لیتے ہیں، اس کا ایک مطلب تو کمرہت کس لینا ہے۔ دوسرا مطلب بیویوں کے ساتھ ہم بستری کرنے سے اجتناب کرنا ہے۔

۱۱۹۶ - وَعَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: «قُولِي: اللَّهُمَّ! إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي» رواه الترمذی وقال: حديث حسن صحيح.

۱۱۹۶ / ۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہ بتلائیے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات قدر کی رات ہے، تو میں اس میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا، تم یہ دعا پڑھو۔ ”اے اللہ! بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے۔“

(ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الذكر والدعاء، باب أي الدعاء أفضل؟.

فوائد: لیلۃ القدر کی کوئی واضح علامت تو احادیث میں بیان نہیں کی گئی ہے۔ تاہم بعض سلف نے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں یہ بتلایا ہے کہ اس رات بکثرت فرشتوں کے نزول کی وجہ سے ایک خاص قسم کی طمانینت و سکینت محسوس ہوتی ہے، دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے، یہ رات زیادہ ٹھنڈی یا زیادہ گرم نہیں، بلکہ معتدل ہوتی ہے، اس کی صبح کو طلوع ہونے والا سورج زیادہ تیز نہیں ہوتا، وغیرہ۔ واللہ اعلم، بہر حال اس رات



میں اللہ کی صفت غفاری کے حوالے سے اللہ سے معافی کی درخواست کی جائے۔

## ۲۱۵۔ بَابُ فَضْلِ السَّوَاكِ وَخِصَالِ ۲۱۵۔ مسواک کی فضیلت اور فطری چیزوں الفِطْرَةِ کا بیان

۱۱۹۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ لَمَرَّتْهُمْ أَسْقَى عَلَى أُمَّتِي - أَوْ عَلَى النَّاسِ - لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.»  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر مجھے اپنی امت یا (فرمایا)  
لوگوں کے مشقت میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں  
یقیناً انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔  
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب السواک يوم الجمعة - وصحيح مسلم،  
کتاب الطهارة، باب السواک.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کو پسند فرماتے تھے، تاہم آپ نے اسے واجب اس لئے نہیں فرمایا کہ اس سے لوگوں کو مشقت ہوگی۔ اس سے واضح ہے کہ آپ اپنی امت کے لئے غایت درجے شفیق اور مہربان تھے، نیز یہ کہ مسواک نہایت پسندیدہ امر ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مسواک کرنے کو اپنا معمول بنائے اور ہو سکے تو ہر نماز سے پہلے مسواک ضرور کرے۔

۱۱۹۸۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۱۹۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ  
عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَتَوَضَّأُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنا منہ  
مبارک مسواک کے ذریعے سے خوب صاف کرتے۔  
«السَّوَاكُ»: الدَّلْكُ.  
(بخاری و مسلم)

الخصوص کے معنی ہیں۔ لانا، صاف کرنا۔

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم.

فوائد: انسان جب سو کر اٹھتا ہے تو اس کے منہ کا ذائقہ بدبو کی وجہ سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے نبی ﷺ رات کو بیدار ہونے کے بعد خوب مسواک فرماتے تھے، ہمیں بھی اس سنت نبوی کو اپنا معمول بنانا چاہئے۔

۱۱۹۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۱۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم  
قَالَتْ: كُنَّا نَعْدُو لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، سِوَاكَهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ، إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَتَوَضَّأُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضوء کا  
پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے، پس جب اللہ کی مشیت  
آپ کو بیدار کرنے کی ہوتی، آپ بیدار ہوتے تو  
مسواک اور وضوء کرتے اور نماز پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب السواک.

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اہتمام مسواک کے علاوہ ازواجِ مطہرات کے کردار کا بھی بیان ہے کہ وہ کس طرح آپ کے مزاج و طبیعت کے مطابق آپ کی ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔

۱۲۰۰ - وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۴ / ۱۳۰۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ» رواه البخاري. میں بہت تاکید کی ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة.

۱۲۰۱ - وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. حضرت شریح بن ہانیء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ جب نبی ﷺ گھر تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا، 'سواک فرماتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب السواك.

۱۲۰۲ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَطَرَفُ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (تو دیکھا کہ) سواک کا کنارہ آپ کی زبان مبارک پر تھا۔ (بخاری و مسلم، الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب السواك - وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك.

۱۲۰۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «السَّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ» رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَابْنُ خُرَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ بِأَسَانِيدٍ صَحِيحَةٍ. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، 'سواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔ (نسائی، ابن خریمہ نے اسے صحیح سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے)۔

تخریج: سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب الترغيب في السواك - وصحيح ابن خزيمة - وصحيح بخاري، كتاب الصيام تعليقا.

فوائد: مطہرہ طہارت کا سبب اور ذریعہ۔ مطہرہ (میم کے نیچے زیر) کے معنی ہیں آلہ تطہیر۔ گویا ایک طرف منہ کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف رضائے رب کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

۱۲۰۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْفِطْرَةُ خَمْسٌ - أَوْ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ». حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، 'فطری چیزیں پانچ ہیں یا (فرمایا) پانچ چیزیں فطری ہیں۔ نقشہ کرنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، ناخن

الْبَحْتَانِ، وَالْأَسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ، وَتَرَشُّا، بَعْضُ كَيْفِ الْبَالِ الْكَهْرَبَانِ أَوْ مَوْجِبِ كَثُورَانِ.  
وَتَنْفُ الْإِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ. الْأَسْتِحْدَادُ: حَلَقُ الْعَانَةِ، وَهُوَ  
مَوْجِبٌ هُنَا بِجُزْءٍ مِنْهُ مِنَ الْفَرْجِ.

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب - وصحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ.

**فوائد:** فطرت کے لغوی معنی ہیں 'ابتداء اختراع (گھڑنا) یا ایسی چیز بنانا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو۔ لیکن یہاں مراد وہ جلت یعنی مزاج و طبیعت ہے جس پر انسان کی ولادت ہوئی ہے۔ بعض نے اس کی تشریح اس طرح کی ہے، 'وہ قدیم طریقہ' جسے انبیاء نے پسند فرمایا تھا اور تمام قدیم شریعتیں اس پر متفق رہیں گویا کہ وہ پیدائشی معاملہ ہے۔ بہر حال مذکورہ پانچوں خصلتوں پر اس طرح عمل کرنا چاہئے، جیسے یہ انسان کی فطرت اور خیر کا حصہ ہیں علاوہ ازیں طہارت و نفاذ کے اعتبار سے ان کی بڑی اہمیت ہے۔

۱۲۰۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۹ / ۱۳۰۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول  
قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ  
الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ،  
وَالسَّوَالِكِ، وَالتَّنَشِيقِ الْمَاءِ، وَقَصُّ  
الْأَطْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَتَنْفُ الْإِبْطِ،  
وَحَلَقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» قَالَ  
الرَّوَايِ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ  
الْمُضْمَضَّةَ؛ قَالَ وَكَيْفُ - وَهُوَ أَحَدُ  
رَوَاتِهِ -: انْتِقَاصُ الْمَاءِ؛ يَعْْنِي:  
الاسْتِنْجَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. «الْبَرَاجِمُ» بِالْبَاءِ  
الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيمِ، وَهِيَ: عُقْدُ الْأَصْبَاعِ،  
وَ«إِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ» مَعْنَاهُ: لَا يَبْقَى مِنْهَا  
شَيْئًا.

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ.  
**فوائد:** اس میں خصال فطرت دس بیان کئے گئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے، اس میں دسویں چیز فختہ کرنا ہے۔  
واللہ اعلم بہر حال اس سے ان دس چیزوں کی اہمیت اور ان کے التزام کی تاکید واضح ہے۔ ان میں پہلی چیز مویجیں  
کٹوانا ہے یہ سنت ہے اور اس سے مراد لبوں کے بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بڑی اور  
لمبی مویجیں ناپسندیدہ ہیں۔ (۲) داڑھی رکھنا جمہور علماء کے نزدیک واجب ہے اور اس کی کوئی متعین مقدار نہیں  
ہے۔ جیسے بعض علماء حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے ایک قبضہ (مٹھی) کے برابر مقدار کو

ضروری اور اس سے زائد کو کٹوانا جائز سمجھتے ہیں۔ یا ایک ضعیف روایت کی بنیاد پر طول و عرض سے کٹنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ مسلک صحیح نہیں ہے۔ صحیحین کی روایات میں اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے پانچ الفاظ استعمال فرمائے ہیں، 'اعفوا'، 'اوفوا'، 'ارحوا'، 'ارجوا' اور 'فروا'، ان سب کے معنی ایک ہی ہیں کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس لئے سوائے استثنائی صورتوں کے ہر شخص کے لئے یہی حکم ہے کہ پوری داڑھی رکھے، طول و عرض سے بال کٹے اور نہ اسے ایک مٹھی کے مطابق کرے۔ (۳، ۴) سواک، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، غسل اور وضوء میں مطلوب ہے۔ استنشاق کا مطلب زور سے ناک کے اندر پانی کھینچنا ہے جیسے زور سے خوشبو سوگھنا ہے۔ بجز روزے کی حالت کے، وضوء میں استنشاق کی تاکید ہے۔ (۵) صفائی کے نقطہ نظر سے ناخنوں کا تراشنا بھی ضروری ہے، 'ورند ناخنوں کے ذریعے سے میل کچیل اندر جائے گا۔ آج کل مردوں میں بالعموم اور عورتوں میں بالخصوص فیشن کے طور پر وحشی جانوروں اور درندوں کی طرح ناخن بڑھانے کا رواج ہے جو فطرت کے بھی خلاف ہے اور درندگی و بہیبت کی بھی علامت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ (۶) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا بھی صفائی کے لئے ضروری ہے۔ (۷، ۸) بغل اور زیر ناف کے بال صاف کرنا بھی صفائی کا ایک حصہ ہے اور اس میں زیادہ تاخیر ناپسندیدہ ہے۔ ایک حدیث کی رو سے چالیس دن سے زیادہ اس میں تاخیر کرنا سخت مکروہ ہے۔ (۹) استنجاء، طہارت حاصل کرنے کے لئے واجب ہے، کیونکہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ ڈھیلوں سے بھی جائز ہے، ڈھیلے طاق ہونے چاہئیں، مثلاً ۳، ۵، ۷ اس کے بعد پانی کا استعمال بھی کر لیا جائے تو بہت بہتر ہے اور صرف پانی سے بھی استنجاء جائز ہے۔ (۱۰) ختنہ کرنا بھی قدیم سنت ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک یہ ساتویں دن مستحب ہے۔ بہر حال بعد میں بھی جائز ہے۔

۱۲۰۶ - وَعَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۱۰ / ۱۳۰۶ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحَى» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب إعفاء اللحي - وصحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

فوائد: احفوا کے معنی ہیں، کٹنے میں مبالغہ کرو۔ اس لئے بڑی اور لمبی مونچھیں رکھنا اس کے خلاف ہو گا۔ اعفوا کے معنی اس سے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس میں قطع و برید نہ کرو۔

۲۱۶ - بَابُ تَأْكِيدِ وُجُوبِ الزَّكَاةِ ۲۱۶ - زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید، اس کی فضیلت اور اس سے متعلقہ مسائل کا

وَيَاكِانِ فَضْلِيهَا

بیان

وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ [البقرة: ۴۳]. وَقَالَ كَرُو - (سورة بقره، ۴۳)

تَعَالَى: ﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ  
الَّذِينَ خُفَّاهُ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ  
دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴾ [البينة: ٥]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ خُذْ مِنْ  
أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ﴾  
[النوبة: ١٠٣].

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا  
کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے اطاعت  
کو خالص کرتے ہوئے، اس کی طرف یکسو ہو کر اور نماز  
قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی ہے سیدھا دین۔ (سورہ  
بینہ، ۵)

نیز فرمایا۔ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کریں،  
انہیں پاک کریں اور اس کے ذریعے سے ان کا تزکیہ  
کریں۔ (توبہ، ۱۰۳)

فوائد آیات: ان آیات سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور نماز کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے  
قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ زکوٰۃ انسان کے اخلاق اور مال  
کی تطہیر کا ذریعہ ہے۔

۱۲۰۷۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بُنِيَ  
الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ  
الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ،  
وَصَوْمِ رَمَضَانَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر  
رکھی گئی ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا  
کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے  
اور اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا  
کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (اگر استطاعت ہو) اور  
رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب دعاؤکم إیمانکم - وصحیح مسلم، کتاب  
الإیمان، باب بیان أركان الإسلام.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الامر بالمحافظة على الصلوات المكتوبات، رقم ۲  
/ ۱۰۷۵ میں گزر چکی ہے، یہاں دوبارہ یہ واضح کرنے کے لئے لائے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے  
ایک اہم رکن ہے۔ یہ زکوٰۃ ایسے شخص پر عائد ہوتی ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے ہاون تولہ چاندی یا اس کی  
قیمت کے برابر نقد رقم اپنی ضرورت سے زائد موجود ہو اور اس پر ایک سال گزر گیا ہو۔ یا ساڑھے سات تولہ سونا  
یا اس سے زائد سونا ہو۔ اس کی قیمت لگوا کر اس میں ڈھائی فی صد روپے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں۔ یہ  
فرض اور حد درجہ ضروری ہے۔

۱۲۰۸۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ،  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرِ الرَّأْسِ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل نجد میں سے ایک  
آدمی آیا جس کے سر کے بال پراگندہ تھے، ہم اس کی

نَسَمِعُ دَوِيٍّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفَقَهُ مَا يَقُولُ، آواز کی جھنناہٹ سن رہے تھے، لیکن اس کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گیا، پس وہ اسلام کی بابت آپ سے سوال کرتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دن اور رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ اس نے پوچھا، کیا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا، نہیں، مگر یہ کہ تو خوشی سے پڑھے (یعنی نفل نماز) آپ نے پھر فرمایا اور رمضان کے مہینے کے روزے (فرض ہیں) اس نے پوچھا، کیا اس مہینے کے روزوں کے علاوہ بھی مجھ پر روزے فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا، نہیں، مگر یہ کہ تو خوشی سے (نفل نماز) روئے رکھے۔ راوی نے کہا کہ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا تو اس نے کہا، کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی (خرچ کرنا) ہے؟ آپ نے فرمایا، نہیں، مگر یہ کہ تو نفل صدقہ کرے۔ پس اس آدمی نے یہ کہتے ہوئے پیٹھ پھیری، اللہ کی قسم میں اس پر کوئی زیادتی کروں گا نہ اس میں کوئی کمی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ کامیاب ہو گیا، اگر اس نے سچ کہا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب الزکوٰۃ من الإسلام، وغیرہ - وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الصلوات الیٰہی أحد أركان الإسلام.

فوائد: اس میں چند اہم فرائض اسلام کا بیان ہے اور نفل عبادات کی بھی اصل حیثیت واضح کر دی گئی ہے۔ (۲) اس میں ایمان کے ساتھ عمل کو بیان کر کے واضح کر دیا کہ ایمان اور عمل کا چوٹی دامن کا ساتھ ہے۔ ایمان کے بغیر عمل کی کوئی اہمیت نہیں، اسی طرح عمل کے بغیر ایمان مفید اور بار آور نہیں۔ (۳) اس میں دعوت و تبلیغ کے پر حکمت اسلوب کی بھی نشاندہی ملتی ہے اور وہ یہ کہ عام لوگوں کو پہلے اسلام کے فرائض کی تعلیم دی جائے اور پھر بتدریج انہیں سنن و مستحبات کی پابندی کی بھی تاکید کی جائے۔ یعنی آہستہ آہستہ بوجھ ڈالا جائے، یہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔

۱۲۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: «اذْعُهُمْ

۳/ ۱۴۰۹ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا، تو فرمایا، انہیں (سب سے پہلے) اس

إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولٌ بِاتِ كِي دَعْوَتِ دِينَا كِه اللّٰه كِه سَوَا كُوْنِي مَعْبُودِ نَمِيں اُور اللّٰه، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلَمْنَاهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى اِفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلَمْنَاهُمْ أَنَّ اللَّهَ اِفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تَتَّخِذُ مِنْ أَعْيَانِنَاهُمْ، وَتَرُدُّ عَلَىٰ فُقَرَائِهِمْ» كِه مَال دَارُوں سِه وُصُول كِر كِه اُن كِه فُقَرَاءِ پَر تَقْسِيمِ كِي جَائِي كِي۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدعاء إلى الشهادتين...

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب المحافظة على الصلوات المكتوبات رقم ۱۰۷۷/۴ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے زکوٰۃ کی اہمیت کے واضح کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ علاقے کے انبیاء سے لے کر اسی علاقے کے فقراء اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کی جائے اور اگر اس سے کچھ رقم بچ جائے تو پھر دوسرے علاقوں کے ضرورت مندوں کے لئے بھیجی جاسکتی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی رقم صرف فقراء مسلمین ہی پر خرچ کی جائے گی، دیگر مذہب والوں پر نہیں۔ تاہم زکوٰۃ کے علاوہ ان کے ضرورت مندوں پر صدقہ و خیرات کیا جاسکتا ہے۔ اس میں بھی دعوت و تبلیغ کے حکیمانہ اسلوب کو خوب واضح کیا گیا ہے۔

۱۲۱۰ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۴ / ۱۲۱۰ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. خون اور اپنے مال محفوظ کر لئے، مگر اسلام کے حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ...﴾ - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا...

فوائد: مگر اسلام کے حق کی وجہ سے، کا مطلب یہ ہے کہ اگر قبول اسلام کے بعد کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جو قابل حد ہے، تو وہ حد اس پر ضرور نافذ ہوگی، مثلاً چوری کی تو قطعید کی، زنا کیا تو سو کوڑوں یا رجم کی، کسی کو ناحق قتل کیا تو قصاص میں قتل کی سزا دی جائے گی اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے، کا مطلب ہے، اگر وہ قبول اسلام



میں مخلص نہیں ہوں گے بلکہ منافقانہ طور پر اسلام کا اظہار کریں گے یا قابل حد جرم کا ارتکاب کیا، لیکن اسلامی عدالت اور افسران مجاز کے علم میں نہیں آسکا، تو ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی ان کا فیصلہ فرمائے گا۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ دنیا میں جب تک کفر موجود ہے، اس کے خاتمے کے لئے جماد بھی ضروری ہے اور جب تک تمام کافر اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کر دیتے اور شعائر اسلام کی پابندی اختیار نہیں کر لیتے، مسلمانوں پر ان کے خلاف جماد کرنا فرض ہے۔

۱۲۱۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوْفِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ»؟! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالرِّكَاءِ، فَإِنَّ الرِّكَاءَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ! لَوْ مَتَعْنِي عَقَالًا كَأَنَّا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهِ. قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵ / ۱۳۱۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر (مرد) ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا۔ آپ کیسے لوگوں سے لڑیں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جماد کروں یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لیں۔ جس نے یہ اقرار کر لیا، اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو سوائے حق اسلام کے، مجھ سے محفوظ کر لیا، اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے“ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جماد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے، اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم، اگر یہ وہ اونٹ باندھنے والی رسی بھی، جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے، مجھ سے روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جماد کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم، زیادہ دیر نہیں ہوئی، مگر مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جماد کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی (ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے) حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس...

فوائد: اس میں جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کمال عزیمت، دینی استقامت اور فقہی بصیرت کا بیان ہے، وہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی فریضت کا منکر بھی تارک صلوة کی طرح کافر ہے۔ حضرت ابو بکر

صدیقؓ کے اس موقف سے بالآخر تمام صحابہ کرامؓ نے بھی اتفاق فرمایا، یوں مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے پر تمام صحابہ کا اجماع پایا گیا جو ایک حجت شرعیہ ہے۔

۱۲۱۲ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: «تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
۶ / ۱۲۱۲ - حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، مجھے ایسا عمل بتلائے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ نے فرمایا، ایک اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان الذی یدخل بہ الجنة .

**فوائد:** نماز و زکوٰۃ جیسے فرائض اسلام کے ساتھ صلہ رحمی کے ذکر سے واضح ہے کہ اسلام میں صلہ رحمی کی بھی کتنی اہمیت ہے۔ صلہ رحمی کا مطلب ہے، رشتے داروں کے ساتھ ہر حال میں حسن سلوک کرنا، ان سے تعلقات قائم رکھنا اور رشتے داروں کے تقاضوں کو بھانا۔ حتیٰ کہ رشتے دار بدسلوکی کریں تب بھی صلہ رحمی ہی کرنے کی تاکید ہے۔

۱۲۱۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمَلْتُهُ، دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: «تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَقْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ» قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا. فَلَمَّا وُلِّيَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
۷ / ۱۲۱۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیسائی) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی فرمائیں، جب میں وہ کروں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا، اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا، نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا، پس جب وہ دیسائی پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی ﷺ نے فرمایا، جسے کوئی جنتی دیکھنا پسند ہو تو وہ اس کو دیکھ لے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان الذی یدخل بہ الجنة . . .

**فوائد:** یہ اعرابی نو مسلم تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے چند ضروری فرائض ہی اسے بتلائے، تاکہ وہ زیادہ باتوں سے گرائی محسوس نہ کرے۔ (۳) اس کے جذبہ اطاعت کو دیکھ کر آپ نے اسے جنتی قرار دیا۔ اس لئے کہ



گیا، اے اللہ کے رسول! اونٹوں (کی زکوٰۃ) کا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرے گا اور اس کا (ایک) حق یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کی باری والے روز ان کا دودھ ضرورت مندوں کے لئے دوبا جائے (یہ بھی وہ نہ کرے) تو جب قیامت کا دن ہو گا تو ان کے مالک کو ایک چٹیل میدان میں ان اونٹوں کے سامنے منہ یا پیٹھ کے بل گرا دیا جائے گا۔ یہ اونٹ اس وقت اتنے موٹے ہوں گے جو وہ زیادہ سے زیادہ دنیا میں موٹے رہے تھے، ان میں سے وہ ایک بچے کو بھی گم نہیں پائے گا، وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے مومنوں سے کاٹیں گے، جب اس کا پہلا اونٹ گزر چکے گا تو اس پر اس کا آخری اونٹ پھر لوٹا دیا جائے گا (یعنی اول سے آخر تک سب بار بار اسے روندتے اور کالتے گزریں گے) اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے، پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دیکھے گا۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! پس گایوں اور بکریوں کا مسئلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، جو بھی گایوں اور بکریوں کا مالک ہے، وہ ان میں ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، مگر جب قیامت کا دن ہو گا تو اسے ان کی وجہ سے منہ یا پیٹھ کے بل چٹیل میدان میں گرا دیا جائے گا، ان میں سے وہ کسی کو گم نہیں پائے گا (اسی طرح) ان میں کوئی بکری یا گائے مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی، نہ بغیر سینگ کے اور نہ کوئی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی (اس قسم کی بکریوں کی ضرب شدید نہیں ہوتی) یہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی، جب اس پر اس کی پہلی بکری یا گائے گزر چکے گی تو اس پر اس کی آخری بکری یا گائے لوٹا دی جائے گی (یعنی بار بار اسے سینگوں سے

يَوْمَ وِزْدَهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَطِخَ لَهَا بِقَاعِ قَرَقَرٍ أَوْ فَرَّ مَا كَانَتْ، لَا يَفْقَدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا، تَطْوُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَعْصُهُ بِأَفْوَاهِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أَخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيُرَى سَبِيلُهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: «وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤْذِي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُبَطِّخُ لَهَا بِقَاعِ قَرَقَرٍ، لَا يَفْقَدُ مِنْهَا شَيْئًا، لَيْسَ فِيهَا عَفْصَاءٌ، وَلَا جَلْحَاءٌ، وَلَا عَضْبَاءٌ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطْوُهُ بِأُظْلَافِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ أَخْرَاهَا، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيُرَى سَبِيلُهُ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: «الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِنْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَجْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِنْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي ظُهُورِهَا، وَلَا رِقَابِهَا، فَهِيَ لَهُ سِنْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ، أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ لَهُ عِدَّةَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ، وَكَتَبَ لَهُ عِدَّةَ أَرْوَائِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا تَقْطَعُ طَوْلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ

إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا، وَأَزْوَائِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْفِيهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ. قَبْلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْحُمْرُ؟ قَالَ: «مَا أُنزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاسِدَةُ الْجَامِعَةُ: ﴿فَمَنْ يَمَسَلْ يَمْسَلْ دَرَّةً خَيْرًا يَسْرُهُ﴾ وَمَنْ يَمَسَلْ يَمْسَلْ دَرَّةً شَرًّا يَسْرُهُ﴾ [الزلزلة: ٨، ٧]. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظٌ مُسَلِّمٌ.

مارتے اور پیروں سے روندتے ہوئے گزریں گی، ایک مرتبہ گزر جانے پر دوبارہ سہ بارہ گزریں گی اور اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، (یہ عمل دہرایا جاتا رہے گا) یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دیکھے۔ آپ سے سوال کیا گیا، اے اللہ کے رسول، گھوڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا، گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آدمی کے لئے بوجھ (گناہ کا باعث) ہیں۔ دوسرے، وہ جو آدمی کے لئے (فقر و فاقہ سے) پرہہ ہیں، یہ وہ ہیں جنہیں کوئی آدمی اللہ کی راہ میں (یعنی سوال کی زلت سے بچنے کے لئے) باندھے (پالے) پھر وہ ان کی پشتوں اور گردنوں میں اللہ کا حق نہ بھولے (یعنی کسی ضرورت مند کو اس پر سوار کرنے سے یا عاریتاً دینے سے انکار نہ کرے) تو یہ گھوڑے اس کے لئے پرہہ ہیں (جن سے وہ اپنی ضروریات کا انتظام کر لیتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کی غربت و مسکینی بے نقاب نہیں ہوتی) اور لیکن وہ گھوڑے جو آدمی کے لئے اجر (کا باعث) ہیں، یہ وہ ہیں جنہیں کوئی آدمی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اہل اسلام کی خاطر کسی چراگاہ یا باغ میں باندھے۔ پس یہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ کھائیں گے تو اس کے لئے ان کی کھائی ہوئی گھاس کی تعداد کے مطابق نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان کی لید اور پیشاب کی تعداد کے مطابق بھی نیکیاں لکھی جائیں گی (حتیٰ کہ) کوئی گھوڑا اپنی رسی تڑوا کر ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر چڑھتا اور کودتا پھرے تو اس حالت کے دوران بھی وہ جتنے قدم چلتا اور لید پیشاب کرتا ہے، ان کی تعداد کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور گھوڑے کا مالک جب اس کو لے کر کسی نہر پر سے گزرے جس سے

وہ گھوڑا پانی پئے، حالانکہ مالک اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ کرے، (تو بھی) اللہ تعالیٰ اس کے پئے ہوئے گھونٹوں کے برابر اس کو نیکیاں عطا فرمائے گا۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ، گدھوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا، مجھ پر گدھوں کے بارے میں اس مخصوص اور جامع آیت کے سوا اور کچھ نازل نہیں کیا گیا۔ ”جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا (قیامت والے دن) وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا، اسے دیکھ لے گا (سورہ زلزال، ۷، ۸) (بخاری و مسلم۔ الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة (مختصراً)۔ وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة۔

فوائد: اس حدیث میں اونٹوں کا ایک حق یہ بیان کیا گیا ہے کہ پانی پینے کی باری والے دن کسی ضرورت مند کو ان کا دودھ دودھ کر دے دیا جائے۔ اس کی بابت بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہ زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ اس وقت ان کا یہی حق تھا، جس کی ادائیگی کا حکم دیا گیا اور بعض کے نزدیک یہ زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ خیرات کی تاکید ہے، اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ انسان کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے، اس میں کوتاہی بھی قابل تعزیر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ حلب (دودھ) دودھ کر ضرورت مند کو دینا اس وقت حق واجب ہے جب کوئی مضطر اور لاچار آدمی انسان کے علم میں آجائے، ورنہ عام حالات میں یہ مکرم اخلاق کے باب میں سے ہے۔ اس حدیث کو اسی تیسری صورت پر محمول کیا جائے گا (تفصیل کے لئے دیکھئے مرعاۃ ج ۳، ص ۶۵، مطبع قدیم)

پس وہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھے۔ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ میدان محشر کا واقعہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کو یہ سزا جنت یا جہنم میں جانے سے پہلے دی جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی مومن کے لئے یہی سزا کافی سمجھے گا، تو اس کے بعد اسے جنت میں، ورنہ پھر جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ مومن ہو گا تو بالآخر جہنم کی سزا بھگت کر جنت میں آجائے گا اور کافر ہو گا تو جہنم کی یہ سزا اس کے لئے دائمی ہو گی۔

جب اس کا پہلا اونٹ گزر چکے گا تو اس پر اس کے آخری اونٹ کو پھر لوٹا دیا جائے گا، کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ دوسرے چکر میں آخری اونٹ کو انتہاء سے دوبارہ اس کے اوپر سے پہلے گزارا جائے گا۔ یعنی دوسری مرتبہ گزرنے کی ابتداء آخری اونٹ سے ہو گی اور یہ چکر اس طرح چلتا رہے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں تغیر و تہیف ہے اور صحیح عبارت اس طرح ہے، جب اس پر آخری اونٹ گزر چکے گا تو پہلے کو پھر اس پر لوٹا دیا جائے گا۔ کلاما مر علیہ اخر اہا ردا علیہ اولاہا۔ اس طرح کلام زیادہ منظم اور واضح رہتا ہے اور

بعض روایات میں اس طرح بیان بھی ہوا ہے (مرعاة، صفحہ مذکور) واللہ اعلم  
اس میں گھوڑوں کے ضمن میں دو مرتبہ فی سبیل اللہ کے الفاظ آئے ہیں۔ پہلے فی سبیل اللہ کا مفہوم نیت  
صالحہ ہے یعنی گھوڑے پالنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اپنی انسانی ضروریات پوری کروں گا تاکہ کسی  
کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے اور دوسرے فی سبیل اللہ کا مفہوم، جہاد ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں جہاد  
کرنے کی نیت سے گھوڑے پالے۔ اس نیت سے گھوڑے پالنا باعث اجر ہے، جب کہ پہلی نیت کی رو سے  
گھوڑے رکھنا پردہ پوشی کا ذریعہ ہے۔ اس حدیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا بیان کی گئی ہے کہ انہی اموال  
کے ساتھ ان کو عذاب دیا جائے گا جن میں سے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اِعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔

۲۱۷۔ بَابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ  
وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَمَلَّقُ بِهِ  
۲۱۷۔ رمضان کے روزوں کے فرض  
ہونے، ان کی فضیلت اور ان سے متعلقہ

### دیگر احکام کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! تم پر روزے  
اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر  
کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک۔۔ رمضان کا  
مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا، یہ لوگوں  
کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہدایت اور حق و باطل  
کے درمیان تمیز کرنے والے دلائل ہیں، پس جو شخص  
اس مہینے کو پالے، اس کو چاہئے کہ وہ اس کے روزے  
رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں  
گنتی پوری کرنا ہے (البقرہ، ۱۸۳-۱۸۵)

فائدة آیات: روزوں کی فرضیت کے باب میں پچھلی امتوں کا حوالہ امت محمدیہ کی آسانی اور شفقت کے پیش نظر  
دیا گیا ہے تاکہ وہ اس میں کوئی گرانی اور مشکل محسوس نہ کرے۔ کیونکہ انسان کے لئے وہ عمل آسان ہو جاتا  
ہے جب اس کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ اسے تو مجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگ کرتے آرہے ہیں۔ تاہم یہ  
بات ضرور ہے کہ ان کے روزوں کی مقدار اور ان کے لئے کون سے مخصوص ایام تھے؟ اس کا ہمیں علم نہیں،  
اس لئے یہاں تشبیہ صرف روزہ رکھنے میں ہے نہ کہ اس کی مقدار اور زمانے میں۔ رمضان المبارک میں  
قرآن کے نزول کا مطلب یہ ہے کہ اس کا آغاز رمضان المبارک میں ہوا، یا یہ کہ پورا کا پورا قرآن لوح محفوظ  
سے آسان دنیا (بیت العزۃ) پر اتار دیا گیا، پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً اترتا رہا۔ صیام، صام یصوم کا مصدر بھی ہو سکتا  
ہے، اس وقت معنی ہوں گے، روزہ رکھنے کا حکم فرض کیا گیا۔ دوسرے، یہ جمع کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے، بمعنی  
روزے۔ اب احادیث ملاحظہ فرمائیں:



۱۲۱۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّيَّامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. وَالصَّيَّامُ جُنَّةٌ؛ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَزِفْتُ وَلَا يَصْخَبُ، فَإِنْ سَاءَتْ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ» متفقٌ عليه. وهذا لفظ رواية البخاري. وفي رواية له: «يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَسَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ، مِنْ أَجْلِ الصَّيَّامِ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالْحَسَنَةُ بَعَثَ آثْمَالِهَا». وفي رواية لمسلم: «كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ: الْحَسَنَةُ بَعَثَ آثْمَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ: يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِ الصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفٌ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ».

الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں اور اسی بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ یہ اپنا کھانا پینا اور اپنی جنسی خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی ہر) نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ ہر انسان کے (نیک) عمل کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر روزے کا معاملہ دیگر نیکیوں سے مختلف ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، میری وجہ سے ہی وہ اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس کے انظار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور یقیناً اس کے منہ کی بو اللہ کے

نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام.

فوائد: غلوف سے مراد روزے دار کے منہ کی وہ بو ہے جو سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے اس کے منہ سے آتی ہے۔ اس میں جہاں روزے کی خصوصی فضیلت کا بیان ہے، وہاں روزے کی اصل حقیقت کی وضاحت بھی ہے کہ اس کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ طعام و شراب اور شہوت کو ترک کر دیا جائے بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمام لغویات اور قبائح (بری باتوں) سے اجتناب اور تمام خوبیوں سے اپنے کو آراستہ کیا جائے۔

۱۲۱۷ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟» قَالَ: «نَعَمْ وَأَزْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» متفقٌ عليه.

۱۳۱۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا، اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا، اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) بہتر ہے۔ پس جو شخص نمازیوں میں سے ہو گا اسے باب الصلوٰۃ (نمازیوں کے مخصوص دروازے) سے پکارا جائے گا، جو جہاد کرنے والوں میں سے ہو گا، اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا، جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہو گا، اسے باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہو گا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جس کو ان دروازوں میں سے (کسی ایک دروازہ سے) پکارا جائے گا، اس کے لئے کوئی نقصان اور خسارہ نہیں (کیونکہ مقصود جنت میں داخلہ ہے) لیکن کیا کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہو گا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الریان للمصائین - وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب من جمع الصدقة وأعمال البر.

فوائد: جوڑے سے مراد، دو کی تعداد ہے۔ یعنی دو گھوڑے، دو بکرے، دو گائے، دو اونٹ اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور بعض کے نزدیک یہ زوجیت ہر عمل خیر میں ہو سکتی ہے، جیسے دو نمازیں، دو روزے، وغیرہ ما علی

من دعی..... کے معنی ابن بطلان نے یہ کئے ہیں۔ ان من لم یکن الامن اهل حصلة واحدة ودعالها من بابها لاضرر عليه لان الغاية المطلوبة دخول الجنة، ہم نے ترجمے میں اس مفہوم کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصی فضیلت اور منقبت کا بیان ہے۔ نیز جس شخص کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو کہ یہ عجب میں مبتلا ہو جائے گا، اس کی تعریف اس کے منہ پر کرنی جائز ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک کی بجائے دو چیزیں صدقہ کرنے یا اہل عمل خیر کرنے کی ترغیب ہے۔

۱۲۱۸ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ - ۱۳۱۸ / ۳ - حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ» متفق عليه.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے، قیامت والے دن اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے، اس کے سوا اس سے کوئی داخل نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا، روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے) ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا، پس کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الريان للصائمين - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام.

**فوائد:** اس میں روزے داروں کی خصوصی فضیلت کا بیان ہے۔ روزے داروں سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جو رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ دیگر ایام میں کثرت سے نفل روزے رکھتے ہیں۔ ورنہ رمضان کے روزے تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح اہل صلوة، اہل صدقہ اور اہل جہاد کا مفہوم ہے جن کا ذکر گزشتہ حدیث میں گزرا، ورنہ فرض نماز، فرض صدقہ وغیرہ فرائض میں تو سب مسلمان برابر ہیں۔

۱۲۱۹ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ۱۳۱۹ / ۴ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا» متفق عليه.

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کاروزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيعه.

**فوائد:** اللہ کی راہ میں سے مراد کفار سے جہاد کرتے وقت روزہ رکھنا ہے۔ یا اللہ کی اطاعت اور رضا کے لئے

مطلق روزہ رکھنا ہے۔ ستر سال سے مراد ستر سال کی مسافت ہے۔

۱۲۲۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۲۲۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کے لئے) رمضان کے روزے رکھے، تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانًا... - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام.

فوائد: گناہوں کی مغفرت سے مراد ان صغیرہ گناہوں کی مغفرت ہے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

۱۲۲۱ - وَعَنْهُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُحْتَبِطُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِقَتِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ» متفقٌ عليه.

۶ / ۱۲۲۱ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ - وصحيح مسلم، أول كتاب الصيام.

فوائد: یہ رمضان کی خصوصی فضیلت ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ رمضان میں اہل ایمان کا رجوع، اللہ کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اس میں تلاوت قرآن، ذکر و عبادت اور توبہ و استغفار کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

۱۲۲۲ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ، فَإِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ، فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ» متفقٌ عليه وهذا لفظ البخاري.

۷ / ۱۲۲۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل چھا جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دنوں کی گنتی پوری کرو۔

وفي رواية مسلم: «فَإِنْ غَسَمَ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا».

(بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ اگر تم پر بادل چھا جائے تو تیس دنوں کے روزے رکھو۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ إذا رأيت الهلال فصوموا... - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر لرؤية

الہلال . . .

فوائد: غیبی اور غم لغت میں دونوں کے ایک ہی معنی ہیں بادلوں کا چھا جانا، مطلع کا ابر آلود ہونا، جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے۔ اس صورت میں حکم ہے کہ ۳۰ دنوں کی گنتی پوری کرو، ۲۹ شعبان کو رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزوں کا آغاز کیا جائے۔ اسی طرح ۲۹ رمضان کو شعبان (عید الفطر) کا چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ روزے پورے کر کے عید الفطر منائی جائے۔ گویا روزہ رکھنے اور چھوڑنے میں چاند کی رویت ضروری ہے، محض فلکی حساب کافی نہیں۔ علاوہ ازیں ہلال رمضان کی رویت کے لئے ایک معتبر گواہ اور ہلال شوال کے لئے دو معتبر گواہوں کی گواہی کافی ہے۔ اس نصاب شہادت سے رویت کا اثبات ہو جائے گا۔ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقے کے لوگوں کے لئے معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے اور دونوں گروہوں کے استدلال کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ جو گروہ یہ کہتا ہے کہ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقوں کے لئے بھی کافی ہے، وہ کہتا ہے صوموا، اور افطروا کے مخاطب تمام مسلمان ہیں۔ اس لئے ایک علاقے کے مسلمانوں کی رویت، گویا دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کی رویت ہے۔ دوسرا گروہ جس کا موقف یہ ہے کہ ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقوں کے لئے کافی نہیں ہے، اس کا کہنا ہے کہ اس حکم کے مخاطب صرف وہ مسلمان ہیں جنہوں نے چاند دیکھا ہو۔ جن علاقوں کے مسلمانوں نے چاند دیکھا ہی نہیں، وہ اس کے مخاطب ہی نہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہر علاقے کے لئے اپنی رویت ہے جس کے مطابق وہ روزے رکھنے اور عید کرنے کا فیصلہ کریں گے۔ ایک تیسرا گروہ اور ہے جس کا موقف یہ ہے کہ جو علاقے مطلع کے اعتبار سے قریب قریب ہیں۔ یعنی ان کے طلوع و غروب میں زیادہ فرق نہیں ہے، ان علاقوں میں ایک علاقے کی رویت دوسرے علاقوں کے لئے کافی ہے۔ جیسے پاکستان میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے تقریباً یہی موقف اختیار کیا ہوا ہے جس کا اظہار مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلے کی صورت میں مسلسل کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ پاکستان میں کسی ایک جگہ بھی رویت ہلال کا اگر شرعی شہادتوں کی روشنی میں اثبات ہو جاتا ہے، تو یہ کمیٹی اسے پورے ملک کے لئے کافی سمجھتی ہے اور اس کے مطابق فیصلہ اور اعلان کر دیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ ایک معتدل موقف ہے جس پر عمل کی گنجائش ہے، اسی لئے علمائے اہلحدیث بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان کے مختلف شہروں کے مطلع میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف اتنا زیادہ نہیں ہے۔ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک زیادہ سے زیادہ ۳۵، ۴۰ منٹ تک کا فرق ہے جسے معتدبہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس موقف کی رو سے کم از کم ایک ملک میں ایک علاقے کی رویت دوسرے تمام علاقوں کے لئے کافی ہے۔

۲۱۸ - بَابُ الْجُودِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوفِ ۲۱۸ - رمضان کے مہینے میں سخاوت، نیک

وَالْإِكْتِنَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ،  
عمل اور کثرت سے بھلائی اور آخری  
وَالرِّيَادَةِ مِنْ ذَلِكَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ عشرے میں اس سے بھی زیادہ نیکیاں کرنے

کا بیان

مِنْهُ

۱۲۲۳ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، ۱/ ۱۲۲۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. متفق عليه.

۱/ ۱۲۲۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میں، جب آپ کو حضرت جبریلؑ آکر ملتے تو آپ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور جبریلؑ رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملتے تھے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ پس یقیناً رسول اللہ ﷺ جب جبریلؑ آپ سے ملتے بھلائی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی - وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس.

**فوائد:** اس میں رمضان المبارک میں دو کاموں کے کثرت اور اہتمام سے کرنے کا بیان ہے۔ ایک فیاضی و سخاوت کا مظاہرہ۔ تاکہ لوگ اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ عبادت کے لئے وقت نکال سکیں اور اپنے دنیاوی مشغلوں میں کمی کر لیں۔ دوسرے قرآن کریم کا دور اور مدارس۔ یعنی ایک دوسرے کو قرآن کی منزل سنانا۔ جیسے قرآن کریم کے دو حافظ ایک دوسرے کو اپنا آموختہ سنااتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم اور رمضان المبارک کا باہم نہایت گہرا تعلق ہے۔

۱۲۲۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۲/ ۱۲۲۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيَقُظُ أَهْلَهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. متفق عليه.

۲/ ۱۲۲۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب (رمضان کا آخری) عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.

**فوائد:** ویسے تو پورا رمضان ہی نیکوں کا موسم بہار اور عبادت و طاعت کا خصوصی مہینہ ہے۔ لیکن اس کا آخری عشرہ تو اس موسم عبادت کا نقطہ عروج ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کی اقداء میں ان دس دنوں اور راتوں میں تو بالخصوص خوب محنت اور جدوجہد کر کے اپنے رب کو راضی کرنے کی اور اسی طرح لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ اسی لئے ان دس دنوں میں نبی کریم ﷺ اعتکاف کرنے کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے اس پر بھی عمل کرنا چاہئے۔

۲۱۹ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ ۲۱۹ - نصف شعبان کے بعد، رمضان سے

بَصُومٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ  
بِمَا قَبْلَهُ، أَوْ وَافَقَ عَادَةً بَأَن كَانَ عَادَتُهُ  
صَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْحَمِيسِ فَوَافَقَهُ

قبل روزہ رکھنے کی ممانعت، سوائے اس  
شخص کے جو اس کو ما قبل سے ملانے کا یا  
سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھنے کا عادی ہو  
اور یہ نصف اخیر اس کی عادت کے موافق ہو  
جائے

۱۲۲۵ - عن أبي هريرة رضي الله  
عنه عن النبي ﷺ قال: «لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ  
رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ  
رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ  
الْيَوْمَ» متفق عليه.

۱/۱۲۲۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی  
کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص رمضان سے  
ایک روز یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھے۔ ہاں اگر وہ شخص  
جو پہلے سے ہی ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو، تو وہ اس دن کا  
روزہ رکھ لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين -  
وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب لا تقدموا رمضان بصوم ولا يومين.

نوٹ: پہلے سے ہی ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو، کا مطلب ہے کہ مثلاً سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا کسی کا  
معمول ہو یا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن چھوڑنا اس کا معمول ہو، تو اس معمول کی صورت میں وہ ایک دو  
روز قبل بھی روزہ رکھ سکتا ہے، کیونکہ اس کا روزہ استقبال رمضان کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کے مستقل  
معمول کا ایک حصہ ہے۔ بعض نے ایک دو روز قبل سے مراد شعبان کے نصف ثانی کے پہلے ایک دو روز مراد  
لئے ہیں۔ کیونکہ روایات میں نصف شعبان کے بعد بھی روزہ رکھنے کی ممانعت وارد ہے۔ اس اعتبار سے شعبان کی  
۱۲/۱۷ تاریخ کو بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں، البتہ کہ کسی کے معمول میں آجائے۔

۱۲۲۶ - وعن ابن عباس رضي الله  
عنهما قال: قال رسول الله ﷺ:  
«لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ،  
وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَابَةٌ  
فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا» رواه الترمذي وقال:  
حديث حسن صحيح. «الغِيَابَةُ» بالغين  
المعجمة وبالياء المشناة من تحت  
المكسرة، وهي: السَّحَابَةُ.

۲/۱۲۲۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان سے پہلے روزہ مت  
رکھو، چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ  
رکھنا چھوڑو۔ پس اگر چاند سے ورے بادل حائل ہو  
جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو ۳۰ دن پورے کرو۔  
(ترمذی، حسن صحیح)

الغیابۃ، غین اور دو یاء کے ساتھ، اس کے معنی  
ہیں بادل

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء أن الصوم لرؤية الهلال.



فوائد: رمضان سے قبل سے مراد شعبان کا دوسرا نصف ہے۔ یعنی ۱۵ شعبان کے بعد نفلی روزے نہیں رکھنے چاہئیں، تاکہ رمضان کے فرضی روزوں کے لئے اس کی قوت و توانائی برقرار رہے جس کا آغاز چند دن بعد ہی ہونے والا ہے۔ اگر چاند مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے نظر نہ آئے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کر کے روزے شروع کئے جائیں۔ اسی طرح شوال کا چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ روزے پورے کر کے عید الفطر منائی جائے۔

۱۲۲۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۲۲۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَعْبَانَ كَأَدَاهَا مَمِينَةً بَاتِي نِصْفَ مَنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا» رواه ترمذی، صحیح۔

الترمذی وقال: حدیث حسن صحیح۔ (ترمذی، حدیث حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في النصف الثاني من شعبان.

۱۲۲۸ - وَعَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ ۴ / ۱۲۲۸ - حضرت ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے  
يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُسَلِّتُ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. القاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔

رواه أبو داود، والترمذی وقال: حدیث حسن صحیح۔ (ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود - وسنن ترمذی: وقال حسن صحیح۔

فوائد: مشکوک (شک والے) دن سے مراد ۳۰ شعبان کا دن ہے۔ یعنی بادلوں کی وجہ سے ۲۹ ویں دن کو چاند نظر نہیں آیا، تو کوئی شخص یہ سمجھ کر روزہ رکھ لے کہ پتہ نہیں یہ شعبان کا تیسواں دن ہے یا رمضان کا پہلا دن؟ کہیں یہ یکم رمضان ہی نہ ہو۔ اس طرح شک والے دن میں روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ گنتی پوری کی جائے۔

۲۲۰ - بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهَلَالِ ۲۲۰ - چاند دیکھنے کے وقت کون سی دعاء

پڑھی جائے؟

۱۲۲۹ - عَنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ۱ / ۱۲۲۹ - حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهَلَالَ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَهْلُهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي نَكَالُ، أَيْ چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، اے اللہ! یہ  
وَرَبُّكَ اللَّهُ، هِلَالَ رُشْدٍ وَخَيْرٍ» رواه ترمذی، صحیح۔

الترمذی: وقال حدیث حسن۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن درجے کی ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما يقول عند رؤية الهلال.



ﷺ: «إِنَّ بِلَالَ يُؤَدِّنُ بَلِيلًا؛ فَكَلُوا وَأَشْرَبُوا حَتَّى يُؤَدِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ» قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا، متفق عليه.

فرمایا، بلال رات کو اذان دیتا ہے، جب تک ابن ام مکتوم ﷺ اذان نہ دے اس وقت تک تم کھاؤ پیو۔ حضرت عمر ﷺ نے (مزید) فرمایا، ان دونوں کی اذانوں کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (بلال) اذان دے کر اترتا اور یہ (ابن ام مکتوم) اذان دینے کے لئے چڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب أذان الأعمى - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر.

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ عمد رسالت میں صبح کے وقت دو مؤذن ہوتے تھے اور دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان کا مقصد یہ تھا کہ روزے دار اگر سحری کھا رہے ہوں تو وہ متنبہ ہو جائیں کہ سحری کا وقت ختم ہو چلا ہے اور اب نماز کی تیاری کرنی چاہئے اور اس کے فوراً بعد ہی دوسری اذان، دوسرے مؤذن کے ذریعے سے ہوتی۔ جو اس بات کا اعلان تھا کہ کھانے پینے کی گنجائش ختم ہو گئی ہے، اب نماز پڑھو۔ یہ معمول صرف رمضان میں ہی نہیں تھا، حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مستقل معمول تھا۔ یہ دونوں اذانیں اب بھی مسجد نبوی اور مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں جاری ہیں، ہمیں بھی اس سنت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دونوں اذانوں کے درمیان وقفے کے بارے میں علماء نے کہا ہے کہ حضرت بلالؓ اذان دینے کے بعد دعاء وغیرہ میں مصروف ہو جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے، جب طلوع کا وقت قریب ہو جاتا تو نیچے اترتے اور ابن ام مکتومؓ کو اطلاع کرتے، وہ وضوء وغیرہ کرتے اور اذان دینے کے لئے چڑھ جاتے اور طلوع فجر کے آغاز میں اذان دیتے

(ابن علان)

۱۲۳۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ۴ / ۱۳۳۳ - حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَضَّلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةَ السَّحْرِ» رواه مسلم.

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق، سحری کا کھانا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور.

**فوائد:** گویا سحری کھانا، امت مسلمہ کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے جس سے اللہ نے اس امت کو نوازا ہے۔

۲۲۲ - بَابُ فَضْلِ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ ۲۲۲ - افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت

وَمَا يُفْطِرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ بَعْدَ الْإِفْطَارِ اور اس چیز کا بیان جس پر افطار کیا جائے اور

افطار کے بعد کی دعاء

۱۲۳۴ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ۱ / ۱۳۳۴ - حضرت سهل بن سعدؓ سے روایت ہے،

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ نَے فرمایا، لوگ برابر بھلائی میں رہیں «لَا يَرَأَى النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ» گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔ متفقٌ علیہ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الإفطار - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتأکید استحبابہ۔۔۔

**فوائد:** بھلائی سے مراد دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ روزہ جلدی کھولنے کا مطلب، غروب شمس سے پہلے روزہ کھولنا نہیں ہے، بلکہ غروب شمس کے بعد بلا تاخیر روزہ کھولنا ہے۔ محض اس بنا پر تاخیر نہ کی جائے کہ روزے میں جو مشقت ہے، اس کو مزید بڑھایا جائے، جیسا کہ بعض تشدد پسند صوفی اور ذاکر قسم کے حضرات کرتے ہیں۔ ان سختیوں میں برکت نہیں ہے، بلکہ اصل برکت اتباع سنت میں ہے۔ اسی لئے جلدی افطار کرنے میں بھی اسی اتباع سنت کی وجہ سے دین و دنیا کی بھلائی مسلمانوں کے حصے میں آئے گی۔

۱۲۳۵ - وَعَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، كِلَاهُمَا لَا يَأْتُو عَنِ الْخَيْرِ: أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ - فَقَالَتْ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ. رواه مسلم. قوله: «لَا يَأْتُو» أَي لَا يَقْصُرُ فِي الْخَيْرِ.

۱۲۳۵ / ۲ - حضرت ابو عطیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروقؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، تو ان سے حضرت مسروق نے کہا، اصحاب محمد ﷺ میں سے دو آدمی ہیں جو بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب اور افطار میں دیر کرتا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کون کرتا ہے؟ حضرت مسروق نے کہا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (مسلم)

لا یألو کے معنی ہیں، بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور۔

**فوائد:** اس میں نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپ افطار اور مغرب کی نماز میں جلدی کیا کرتے تھے۔

۱۲۳۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعَجَلَهُمْ فِطْرًا» رواه الترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۲۳۶ / ۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ عز و جل نے فرمایا ہے، مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو فطرا، رواہ الترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في تعجيل الإفطار.  
 فوائد: جلدی افطار کرنے والا اللہ کا محبوب ترین بندہ ہے۔

۱۲۳۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ۳ / ۱۲۳۷ - حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَهُنَا وَآدَبَرَ النَّهَارُ مِنْ  
 هَهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ (مغرب) کی سمت سے چلا جائے اور سورج غروب ہو  
 الصَّائِمُ» متفق عليه. جائے، تو یقیناً روزے دار نے افطار کر لیا (بخاری و مسلم)  
 تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم؟ - وصحيح مسلم،  
 كتاب الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار.

فوائد: افطار کر لیا، کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کا وقت ہو گیا اور دوسرا مطلب ہے کہ شرعاً وہ  
 روزہ کھولنے والا ہو گیا، چاہے وہ کچھ نہ کھائے پیئے، کیونکہ سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ اپنے اختتام کو پہنچ  
 گیا۔ اس میں روزے کے وقت کا تعین کر دیا گیا ہے کہ وہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ اس میں اپنی  
 طرف سے اضافہ کرنا تشدد ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

۱۲۳۸ - وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ۵ / ۱۲۳۸ - حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ  
 عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنهما قال: «سَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا  
 غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: «يَا فُلَانُ! انْزِلْ فَاجِدْخَ لَنَا»، فَقَالَ: «انْزِلْ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أُنْسِنَتْ؟ قَالَ: «انْزِلْ  
 فَاجِدْخَ لَنَا» قال: «إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قال: «انْزِلْ فَاجِدْخَ لَنَا» قَالَ: فَتَزَلَّ فَجَدَّخَ لَهُمْ  
 فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ  
 اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ»  
 وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. متفق عليه. قوله: «اجِدْخَ» بجيم ثم دال ثم حاء  
 مهملتين؛ أي: اخْلِطِ السَّوْبِقَ بِالْمَاءِ.  
 اور شام کریں (تو بہتر ہے) آپ نے فرمایا، تو سواری سے  
 اتر اور ستو تیار کر۔ اس نے کہا ابھی تو کچھ دن باقی ہے۔  
 آپ نے فرمایا، اتر اور ہمارے لئے ستو گھول۔ راوی  
 حدیث حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، پس وہ سواری  
 سے اتر اور ان کے لئے ستو گھولے، پس رسول اللہ  
ﷺ نے ستو نوش فرمائے اور فرمایا، جب تم دیکھو کہ  
 رات ادھر (مشرق) سے آگئی ہے تو یقیناً روزے دار کا  
 روزہ کھل گیا اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ  
 فرمایا،

(بخاری و مسلم)

اجرح، پہلے جیم پھر وال اور ہاء، پانی میں ستو گھولنا۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم؟ - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار.  
**فوائد:** اس میں بھی غروب شمس کے فوراً بعد بلا تاخیر روزہ کھولنے کی تاکید ہے۔

۱۲۳۹ - وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيِّ  
 الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا  
 أَنْفَطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ،  
 فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ،  
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.  
 ۱۲۳۹ / ۶ - حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اسے چاہئے کہ چھوڑے سے انظار کرے، اگر وہ نہ پائے تو پانی سے انظار کرے، اس لئے کہ پانی خوب پاکیزہ ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب ما يفطر عليه - وسنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما يستحب عليه الإفطار.

۱۲۴۰ - وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ  
 يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ  
 فَتَمِيرَاتٍ؛ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَمِيرَاتٍ حَسَا  
 حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ،  
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.  
 ۱۲۴۰ / ۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے قبل چند تازہ کھجوروں سے روزہ کھولتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چند چھوڑوں سے اور اگر وہ بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ بھر لیتے۔ (ابو داؤد، ترمذی) امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب ما يفطر عليه - وسنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما يستحب عليه الإفطار.

**فوائد:** روزہ کھولتے وقت اس ترتیب کو سامنے رکھا جائے تو بہتر ہے تاکہ سنت کا ثواب بھی مل جائے۔

۲۲۳ - بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ  
 وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُسَاتِمَةِ  
 وَتَخْوِهَا  
 ۲۲۳ - روزے دار کو اپنی زبان اور دوسرے اعضاء کی ناجائز کاموں اور سب و شتم وغیرہ سے حفاظت کرنے کا حکم

۱۲۴۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱ / ۱۳۳۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عنه قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ رُزْوَةٌ كَادَنَ هُوَ تَوْنَهُ دَلَّ لُغِي كَيْ بَاتَسُّ كَرَسُهُ أَوْ نَشْرُ  
يَوْمٌ صَوْمٌ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَرْفُثُ وَلَا يَصْحَبُ، فَإِنْ سَابَهُ أَحَدٌ، أَوْ قَاتَلَهُ،  
وَعَلَّ كَرَسَهُ - يَسُّ أَوْ كَوْنِي اس كُوْغَلِي كُوْجُج دَسُّ يَاسِ  
سے لڑے تو کہہ دے کہ میں، تو روزے دار ہوں۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شتم؟ - وصحيح مسلم، باب حفظ اللسان للصائم.

**فوائد:** یہ حدیث باب وجوب صوم رمضان، رقم ۱/۱۳۱۶ میں گزر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ لائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزے دار کے لئے جس طرح کھانا پینا اور بیوی سے قربت منع ہے، اسی طرح روزے کی حالت میں اپنی زبان اور اپنے دیگر اعضاء کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی اشتعال دلائے بھی تو مشتعل نہ ہو بلکہ یہ یاد رکھے کہ میں روزے دار ہوں، مجھے ان چیزوں سے اجتناب کرنا ہے اور جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن میں مشغول رکھے۔

۱۲۴۲ - وعنه قال: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ اللَّهُ حَاجَةً فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» رواه البخاري.  
۱۳۳۲ / ۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور. **فوائد:** اس میں بھی اسی امر کی تاکید ہے کہ روزے کی حالت میں روزے کے تقاضوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ ایک طرف اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھنے کا بھی اہتمام ہو اور دوسری طرف اللہ کے خوف سے یہ بے نیازی ہو کہ نہ جھوٹ سے اجتناب ہو اور نہ دھوکہ و فریب دہی اور دیگر ناجائز کاموں سے بچنے کا جذبہ۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے جن الفاظ میں وعید بیان ہوئی ہے اس سے اندیشہ ہے کہ ایسے لوگوں کا روزہ بے کار جائے اور ثواب سے محروم رہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے لوگ روزے کی حالت میں کھانا پینا شروع کر دیں بلکہ اصل مقصود اس تشبیہ سے یہ ہے کہ ہر قسم کی معصیت سے اپنے کو بچائیں تاکہ ثواب کے مستحق بھی بن سکیں۔

۲۲۴ - بَابُ فِي مَسَائِلَ مِنَ الصَّوْمِ ۲۲۳ - روزے کے چند مسائل کا بیان

۱۲۴۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱ / ۱۳۳۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھاپی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)



**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب إذا أكل أو شرب ناسيا - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب أكل الناسی وشربه وجماعه لا یفطر۔

**فوائد:** اس میں بھی اسلام کی ایک شفقت و سہولت کا بیان ہے کہ روزے کی حالت میں اگر بھول کر کوئی ایسا کام کر لیا ہے، جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جیسے کھانا، پینا، بیوی سے ہم بستری کرنا وغیرہ۔ تو نسیان کی وجہ سے اس کا روزہ برقرار رہے گا، بشرطیکہ یاد آتے ہی فوراً اس کام کو چھوڑ دے۔ ایسے روزے کی قضاء ہے نہ کفارہ۔

۱۲۴۴ - وعن لَقَيْطِ بْنِ صَبْرَةَ ۲ / ۱۲۴۴ - حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ النُّوْضِوَةِ؟ قَالَ: «أَسْبِغِ النُّوْضِوَةَ، وَخَلَّلِ بَيْنَ الْأَصْبَاحِ، وَبَالَغِ فِي الْأَسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ مگر یہ کہ تم روزے دار ہو۔ صحیح۔

(ابوداؤد، ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

**تخریج:** سنن أبي داود، کتاب الصیام، باب الصائم یبالغ فی الاستنشاق - وسنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی کراهیة مبالغة الاستنشاق للصائم۔

**فوائد:** عام حالات میں کمال وضوء کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ناک میں پانی اچھی طرح ڈالا جائے، اسی طرح خوب کلی کی جائے۔ لیکن روزے کی حالت میں احتیاط ضروری ہے تاکہ پانی ناک یا منہ کے ذریعے سے اندر نہ جائے۔ جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۲۴۵ - وعن عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۳ / ۱۲۴۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُذْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنْبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ. آپ اپنی بیوی (کے ساتھ ہم بستری کرنے کی وجہ) سے جنبی ہوتے۔ پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔ صحیح بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صفة صوم من طلع علیہ الفجر وهو جنب۔

۱۲۴۶ - وعن عائشة وَأُمِّ سَلَمَةَ ۳ / ۱۲۴۶ - حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں صبح کرتے، پھر روزہ رکھ لیتے۔ صحیح بخاری و مسلم) (کتاب و باب مذکور) متفق علیہ۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم - وصحیح مسلم، کتاب

الصیام، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر وهو جنب.

فوائد: اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے کہ نبی کریم ﷺ بعض دفعہ صبح اٹھتے تو جنبی ہوتے، لیکن آپ اسی حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھ لیتے اور غسل کر کے نماز پڑھ لیتے۔ کیونکہ نماز کے لئے طہارت ضروری ہے۔ آپ کی یہ جنابت بھی احتلام کے بغیر ہی ہوتی تھی یعنی بیوی کے ساتھ ہم بستری اس کی وجہ ہوتی تھی۔ کیونکہ مشہور قول کے مطابق احتلام، وسوسہ شیطانی کا نتیجہ ہوتا ہے جس سے انبیاء محفوظ رہتے ہیں۔

۲۲۵۔ بابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحْرَمِ ۲۲۵۔ محرم، شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت کا بیان وَشَعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرْمِ

۱۲۴۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ / ۱۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، الصِّيَامُ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللَّهِ الْمُحْرَمِ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، رمضان کے بعد افضل روزہ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ: صَلَاةُ اللَّهِ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد اللَّيْلِ» رواه مسلم.

افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم.

فوائد: اللہ کی طرف مہینے کی نسبت، اس کے شرف و فضل کی علامت ہے۔ جیسے بیت اللہ، ناتقہ اللہ وغیرہ ہیں۔ محرم، چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اور اسی ماہ محرم سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ باقی حرمت والے تین مہینے یہ ہیں۔ رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ ماہ محرم کو یہ امتیازی فضیلت حاصل ہے کہ رمضان کے بعد اس مہینے کے نفلی روزوں کو دیگر نفلی روزوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

۱۲۴۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱۳۳۸ / ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كَلَّةً. وفي رواية: كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا. متفقٌ عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان۔ و صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صیام النبی ﷺ فی غیر رمضان.

فوائد: ایک اور حدیث میں نبی ﷺ کے شعبان میں زیادہ روزہ رکھنے کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ اس مہینے میں اعمال رب العالمین کی ہارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں، تو آپ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ جب آپ کے اعمال ہارگاہ الہی میں پیش ہوں تو آپ روزے کی حالت میں ہوں۔ (نسائی) تاہم مسلمانوں کے لئے حکم یہی ہے کہ نصف اول میں تو وہ نفلی روزے رکھ سکتے ہیں۔ لیکن شعبان کے نصف ثانی میں انہیں روزہ رکھنے سے روک دیا گیا ہے تاکہ ان کی قوت و توانائی رمضان کے فرض روزوں کے لئے برقرار رہے۔ نبی ﷺ کو روحانی قوت زیادہ

حاصل تھی، اس وجہ سے روزہ آپ کے لئے کمزوری کا باعث نہیں ہوتا تھا، اسی لئے آپ صوم وصال (مسلل بغیر انظار کے روزے رکھنے) کا بھی اہتمام کر لیتے تھے۔ لیکن اپنی امت کو آپ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔

۱۲۴۹ - وَعَنْ مَجِيَّةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ أَبِيهَا أَوْ عَمَّتِهَا، أَنَّهُ اتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ انْفَلَقَ فَأَنَاءَهُ بَعْدَ سَنَةٍ، وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: «وَمَنْ أَنْتَ؟» قَالَ: أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جَنَنْتَكَ عَامَ الْأَوَّلِ. قَالَ: «فَمَا غَيَّرَكَ، وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ؟» قَالَ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا لَبَلِيلٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!» ثُمَّ قَالَ: «صُمَّ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ» قَالَ: زِدْنِي؛ فَإِنَّ بِي قُوَّةً، قَالَ: «صُمَّ يَوْمَيْنِ» قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: «صُمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: «صُمَّ مِنَ الْحُرْمِ وَأَتْرُكْ، صُمَّ مِنَ الْحُرْمِ وَأَتْرُكْ، صُمَّ مِنَ الْحُرْمِ وَأَتْرُكْ، وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَصَمَّهَا، ثُمَّ أَرْسَلَهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ. وَ «شَهْرُ الصَّبْرِ» رَمَضَانُ.

۱۲۴۹ - حضرت مجیہہ باہلیہ اپنے باپ یا اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر چلے گئے، پھر ایک سال کے بعد آپ کے پاس آئے، جب کہ ان کی حالت و ہیئت بدل چکی تھی، تو انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے پوچھا، تم کون ہو؟ انہوں نے کہا، میں وہ باہلی ہوں جو پہلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا، تم میں یہ تبدیلی کیسے آگئی، تم تو اچھی حالت والے تھے؟ انہوں نے عرض کیا، میں جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں، صرف رات کو کھانا کھایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم نے اپنے نفس کو عذاب میں مبتلا کیا، پھر فرمایا، تم صبر والے مہینے (رمضان) کا روزہ رکھو اور ہر مہینے میں ایک روزہ۔ انہوں نے کہا، میرے لئے اور اضافہ فرمائیے، کیونکہ مجھے قوت حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا (ہر مہینے میں) دو دن کے روزے رکھو۔ انہوں نے کہا، کچھ اور اضافہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا، تین دن کے روزے رکھو۔ انہوں نے کہا، میرے لئے زیادہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو۔ حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو اور آپ نے اپنی تین انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا، پس انہیں ملایا پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابو داؤد) صبر والے مہینے سے مراد، رمضان کا مہینہ ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب صوم أشهر الحرم.

شیخ البانی نے "التعلیق الرغیب علی الترغیب والترہیب" میں اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (۲/۸۲) فوائد: مجیہہ باہلی کے والد کا نام عبداللہ بن حارث باہلی تھا اور اگر یہ ان کے چچا کا واقعہ ہے تو ان کا نام معروف نہیں۔ بہر حال یہ صرف رات کو کھانا کھاتے تھے یعنی دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے، جس سے ان کی صحت کافی متاثر

ہوئی۔ جسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہمیشہ روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور اس کی بجائے یہ تاکید کی کہ ہر مہینے میں بالخصوص حرمت والے مہینوں میں تین تین روزے رکھ لیا کریں۔ ہر مہینے تین روزے رکھ کر چھوڑ دیں۔ تین روزوں کا ثواب بھی۔ دس گنا کے اعتبار سے۔ ۳۰ دنوں کے برابر ہے، یوں گویا انسان عند اللہ صائم الدھر شمار ہو گا۔ بالخصوص کمزور صحت والوں کو مہینے میں تین سے زیادہ روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ البتہ جو صحت مند اور قوی ہوں، وہ زیادہ روزے رکھ سکتے ہیں اور ان کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ وہ داؤدی روزہ رکھیں یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔ تاکہ انسان روزے کا عادی بھی نہ ہو، کیونکہ عادی ہونے کی صورت میں روزے کی مشقت محسوس نہیں ہوتی اور جب ایک ایک دن چھوڑ کر روزے رکھے گا، تو انسان روزے کا عادی نہیں ہو گا، بلکہ ہر دوسرے روز، جب وہ روزہ رکھے گا تو روزے کی مشقت بھی اسے محسوس ہو گی جو اس کے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

۲۲۶۔ بابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَعَنْبِرِهِ فِي ۲۲۶۔ ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں روزہ اور دیگر نیکیوں کی فضیلت کا بیان

الْعَشْرِ الْأَوَّلِ  
مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

۱۲۵۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْبَرُ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ مِنْ أَيَّامِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي: أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَلَا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ، وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک عمل اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں۔ سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال لے کر (جہاد کے لئے) نکلا اور پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا (یعنی شہید ہو گیا یہ دوسروں سے یقیناً افضل ہے) (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی ایام التشریق.

فوائد: ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ایسے ہیں کہ ان میں مناسک حج کی ادائیگی کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کو نیک اعمال کے لئے سب سے زیادہ فضیلت والا قرار دے کر، ان لوگوں کے لئے بھی نیکیاں کمانے کے راستے کی نشاندہی فرمادی ہے جو حج کی سعادت سے محروم رہنے والے ہیں، وہ اپنے اپنے مقام پر رہ کر ان ایام میں نفل روزوں اور دیگر عبادات کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ (۳) اسلام میں جہاد کی بڑی فضیلت ہے۔

## ۲۲۷ - بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَتَأْسُوعَاءَ

### ۲۲۷ - یوم عرفہ، عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت کا بیان

۱۲۵۱ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۲۵۱ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عَنْهُ قَالَ: سُمِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؛ قَالَ: «يَكْفُرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ» گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفه.

فوائد: ۹: والحج، کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔ اس دن حجاج کرام عرفات میں وقوف کرتے ہیں جو حج کا انتہائی اہم رکن ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ حج تو اس دن عرفات میں ذکر و دعاء میں مشغول ہوتے ہیں اور اس دن ان کی یہی سب سے اہم عبادت ہوتی ہے۔ اس لئے اس دن کا روزہ ان کے لئے مستحب نہیں ہے۔ لیکن غیر حاجیوں کے لئے اس دن کے روزے کی یہ فضیلت ہے کہ یہ دو سالوں کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے یا پھر رفع درجات کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

۱۲۵۲ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. متفقٌ عليه. اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صیام عاشوراء - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم عاشوراء.

فوائد: عاشوراء، دس محرم کو کہتے ہیں۔ دوسری احادیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو دیکھا کہ یہودی دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا، تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا، اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی۔ اس خوشی میں ہم روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ موسیٰ کی اس خوشی میں ہم تم سے زیادہ روزہ رکھنے کے حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے بھی دس محرم کا روزہ رکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو اس کے ساتھ ۹ محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا، تاکہ یہود کی مخالفت (بھی) ہو جائے۔ بلکہ ایک اور روایت میں آپ نے حکم فرمایا کہ تم عاشورے کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت بھی کرو اور (اس کے ساتھ) ایک دن قبل یا بعد کا روزہ بھی رکھو (مسند احمد، ج ۳، ص ۲۱، طبع جدید، بہ تحقیق احمد شاکر مصری۔ مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۱۸۸) اس لئے اب دو روزے رکھنے مننون ہیں، ۹، ۱۰ محرم یا ۱۰، ۱۱ محرم کا روزہ۔ افسوس کہ مسلمان محرم کی ۹، ۱۰ تاریخ کو اس سنت پر





ریاض الصالحین (جلد دوم)

ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری، وہ عند اللہ ہمیشہ روزہ رکھنے والا شمار ہو گا۔ اس اعتبار سے یہ شش عیدی روزے بڑی اہمیت رکھتے ہیں، گو ان کی حیثیت نقلی روزوں ہی کی ہے۔ یہ چھ روزے متواتر رکھ لئے جائیں یا ناعد کر کے، دونوں طرح جائز ہیں، تاہم شوال کے مہینے میں رکھنے ضروری ہیں۔ اسی طرح جن کے رمضان کے فرض روزے بیماری یا سفر وغیرہ کی وجہ سے رہ گئے ہوں، ان کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ فرضی روزوں کی قضاء دیں اور اس کے بعد شوال کے چھ نقلی روزے رکھیں۔

۲۲۹۔ بابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ ۲۲۹۔ سوموار اور جمعرات کے روزے کے

وَالْعَمِيسِ  
مستحب ہونے کا بیان

۱۲۵۶۔ عن أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۱ / ۳۵۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سئِلَ عَن صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ: «ذَلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ، أَوْ أُنزِلَ عَلَيَّ فِيهِ» رواه مسلم۔  
رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دن میری بعثت ہوئی، یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر۔

فوائد: مقصد نبی ﷺ کا یہ تھا کہ اپنی ولادت اور نبوت سے سرفراز کئے جانے کی خوشی میں میں سوموار کا روزہ رکھتا ہوں۔ گویا میلاد النبی کا دن اگر کسی نے منانا ہو تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ولادت والے دن صرف روزہ رکھا ہے، اس لئے یوم میلاد پر جلوس نکالنا، چراغاں کرنا، آرائشی محرابوں، دروازوں اور گلی کوچوں کی سجاوٹ پر لاکھوں کروڑوں روپیہ صرف کر دینا، غیروں کی نقالی اور بدعت ہے، دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ عمل صالح اور فرائض و سنن کی پابندی کے بغیر محبت کے یہ کھوکھلے مظاہرے عند اللہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کا رسالہ ”عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ“۔ جس میں ”جشن میلاد“ کے جواز کے دلائل پر نقد و محاکمہ ہے۔ ایک بہترین مدلل اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

۱۲۵۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۳۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْعَمِيسِ، فَأَحَبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ» وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل جب (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے دار ہوں۔ (ترمذی)  
امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ امام مسلم الصوم۔



نے اسے روزے کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهي عن الفحشاء والتهاجر.

صحیح مسلم کی یہ روایت آگے رقم ۱۵۷۰ "باب النهی عن التیاغض والتقاطع والتدابیر" میں آئے گی۔

**فوائد:** سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے، اس کے استحباب کی وجہ حدیث میں بیان کر دی گئی ہے۔

۱۲۵۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۴۵۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ  
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام  
الاثنين والخميس. رواه الترمذی وقال: سے رکھتے تھے۔

حدیث حسن۔ (ترغی، یہ حدیث حسن ہے)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس.

**فوائد:** يتحري كما مطلب ہے، تلاش و جستجو کرتے یعنی بطور خاص اہتمام فرماتے۔ اس کی وجہ گزشتہ حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔

۲۳۰ - بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ  
مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

۲۳۰ - ہر مہینے تین روزے رکھنے کے  
مستحب ہونے کا بیان

والأفضل صومها في الأيام البيض،  
وَهِيَ: الثَّالِثُ عَشَرَ، والرَّابِعُ عَشَرَ،  
والخامسَ عَشَرَ. وقيل: الثَّانِي عَشَرَ،  
وَالثَّالِثُ عَشَرَ، والرَّابِعُ عَشَرَ، وَالصَّحِيحُ  
المشهورُ هُوَ الأوَّلُ.

امام نووی فرماتے ہیں۔ افضل یہ ہے کہ ایام بیض  
کے تین روزے ہر مہینے رکھے جائیں اور یہ چاند کی ۱۳،  
۱۴ اور ۱۵ تاریخ ہے اور بعض کے نزدیک ۱۲، ۱۳ اور ۱۴  
تاریخ ہے۔ صحیح اور مشہور بات پہلی ہے۔

۱۲۵۹ - وعن أبي هريرة رضي الله  
عنه قال: أوصاني خليلي ﷺ بثلاث: صيام  
ثلاثة أيام من كل شهر، وركعتي الضحى،  
وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۵۹ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔  
ہر مہینے تین روزے رکھنے کی، چاشت کی دو رکعتیں  
پڑھنے کی اور یہ کہ سونے سے قبل میں وتر ادا کر لیا  
کروں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب صلاة الضحى - وصحيح مسلم، كتاب  
صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى.

۱۲۶۰ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۱۴۶۰ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ  
عنه قال: أوصاني حبيبي ﷺ بثلاث لن  
مجھے میرے محبوب ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی

ہے، زندگی بھر میں انہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کی اور چاشت کی نماز کی اور یہ کہ سونے سے قبل میں وتر ادا کر لیا کروں۔  
(مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحیٰ.

۱۲۶۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
(مسلم)

۱۳۶۱ / ۳ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا، سارا سال روزہ رکھنے کے برابر ہے (یا، ہمیشہ روزہ رکھنا ہے) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم داود علیہ السلام - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر.

۱۲۶۲ - وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ. رواه مسلم.

۱۳۶۲ / ۴ - حضرت معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھتے تھے، انہوں نے جواب دیا، ہاں۔ میں نے پوچھا، مہینے کے کون سے حصے کا روزہ رکھتے تھے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا، آپ یہ پروا کئے بغیر کہ یہ مہینے کا کون سا حصہ ہے، روزہ رکھتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أيام من كل شهر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مہینے کی کوئی سی بھی تاریخوں میں ۳ روزے رکھے جاسکتے ہیں، ان کی تعیین ضروری نہیں۔ تاہم افضل تاریخیں ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے ان تاریخوں میں روزے رکھنے کا حکم بھی فرمایا ہے اور آپ بھی اکثر ان تاریخوں کا خیال رکھتے تھے اور اس کے مطابق روزے رکھتے تھے، جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔

۱۲۶۳ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَزْبِعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ» رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

۱۳۶۳ / ۵ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تو مہینے میں تین روزے رکھنے کا ارادہ کرے تو ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھ۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر.

۱۲۶۴ - وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ، وَحَضْرَتِ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ رِوَايَتِ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَةَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. رواه أَبُو دَاوُدَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

(ابو داؤد)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر.

۱۲۶۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُفْطِرُ كَمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ فِي حَضْرٍ وَلَا سَفَرٍ. رواه النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنِ.

۱۲۶۵ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اقامت اور سفر دونوں حالتوں میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔

(نسائی، بسناد حسن)

**تخریج:** سنن نسائي، كتاب الصيام، باب صوم النبي ﷺ.

**فوائد:** بیض، ایام کی جمع ہے، بمعنی سفید۔ ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کو ایام بیض (روشن دن) اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی راتیں چاندنی کی وجہ سے روشن رہتی ہیں۔ ان راتوں کے بعد چاند بتدریج گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ بہر حال مذکورہ حدیثوں سے واضح ہے کہ ان تاریخوں میں تین روزے رکھنا افضل ہے، تاہم جواز دوسری تاریخوں میں بھی ہے۔

۲۳۱ - بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا، وَفَضْلِ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكُلُ عِنْدَهُ، وَدُعَاءِ الْأَكْلِ لِلْمَأْكُولِ عِنْدَهُ

۲۳۱ - روزہ کھلوانے کی فضیلت اور اس روزے دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور مہمان کا میزبان کے لئے دعاء کرنا

۱۲۶۶ - عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ فَطَرَ صَائِمًا، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ». رواه الترمذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۶۶ - حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلویا، اس کے لئے اس روزے دار کی مثل اجر ہے، بغیر اس کے کہ روزے دار کے اجر سے کچھ کمی ہو۔ (ترمذی، حسن صحیح)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في الاعتكاف إذا خرج منه.

۱۲۶۷ - وَعَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَدَمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: «كُلِّي» فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّائِمَ تَصَلِّيَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَبْرُغُوا» وَرَبَّمَا قَالَ: «حَتَّى

۱۲۶۷ - حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے گھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے، تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، آپ نے فرمایا، تم بھی کھاؤ۔ حضرت ام عمارہ نے کہا، میں تو روزے دار ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، روزے دار کے پاس جب کھانا کھایا جائے، تو ان کے کھانے سے فارغ ہونے

يَنْبَغُوا» رواه الترمذی وقال: حديثٌ تک فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ فرمایا۔ ان کے سیر ہونے تک (دعا کرتے رہتے حسن۔

(ہیں)

(ترمذی، حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في فضل الصائم إذا أكل عنده.

(مزید دیکھئے الضعیفہ ۳/ ۵۰۲ رقم ۱۳۳۲)

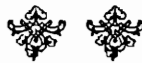
فوائد: اس میں اس روزے دار کی فضیلت کا بیان ہے جس کے سامنے کھانا کھلایا جائے۔

۱۲۶۸ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ». رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۱۳۶۸ / ۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، پس انہوں نے روٹی اور زیتون کا روغن آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے وہ تناول فرمایا، پھر آپ نے فرمایا، روزے داروں نے تمہارے پاس افطار کیا، نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھلایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کی۔ (ابو داؤد، اسناد حسن)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمه، باب الدعاء لرب الطعام.

فوائد: افطر لفظاً جملہ خبریہ ہے لیکن یہ دعائیہ جملہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس شخص کا سابلہ عطا فرمائے جو کسی کا روزہ افطار کروائے۔ اس میں حسب توفیق و استطاعت مہمان نوازی کی ترغیب ہے۔





رمضان .

فوائد: ان روایات سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعکاف کرنا سنت ہے۔ خواتین بھی اعکاف بیٹھ سکتی ہیں، لیکن اعکاف کی جگہ مسجد ہے، گھر نہیں۔ اس لئے اگر کسی مسجد میں ایسا انتظام ہے کہ وہاں عورتیں، مردوں سے بالکل الگ تھلگ اور پورے تحفظ کے ساتھ اعکاف بیٹھ سکتی ہیں، تو وہاں وہ اعکاف بیٹھ جائیں۔ لیکن جہاں ایسا معقول انتظام نہ ہو تو پھر اپنی عصمت کو خطرے میں ڈال کر عورت کا مسجد میں اعکاف بیٹھنا جائز نہیں۔ اعکاف، نفلی عبادت ہے اور عصمت کا تحفظ فرض۔ نفل کے شوق میں فرض سے غفلت صحیح نہیں۔



## ۱۰۔ کتاب الحج

### بابٌ وَجُوبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ ۲۳۳۔ حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ لِإِسْبِلَاءِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ عَنِّي عَن يَوْمِ الْعَالَمِينَ﴾ [آل عمران: ۹۷] .  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا، تو یقیناً اللہ تعالیٰ جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (سورہ آل عمران، ۹۷)

فائدہ آیت: راستے کی طاقت سے مراد، آمد و رفت کا خرچ اور اس کے بعد گھر میں بچوں کی کفالت کا انتظام ہے۔ ایسے لوگوں پر حج فرض ہے اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے کفر سے تعبیر کیا ہے جس سے اس جرم کی شاعت و قبحت (برائی) واضح ہے اور احادیث میں بھی اس پر سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

۱۲۷۲ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «رُئِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ» متفق عليه  
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیادیں پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہیں۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب دعاءکم إیمانکم - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان أركان الإسلام.

فوائد: یہ روایت کتاب الصلوة، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الصوم میں بھی گزر چکی ہے، یہاں اسے حج کے چوتھے رکن کی فرضیت کے اثبات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ حج اسی پر فرض ہے جو صاحب استطاعت ہوگا، جیسا کہ گزرا۔



۱۲۷۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «بَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا» فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ؟ فَسَكَتَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجِبَتْ، وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ» ثُمَّ قَالَ: «ذَرُونِي مَا تَرَكْتُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤْلِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ» رواه مسلم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔ ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا (فرض) ہے؟ آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ اس نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میں (جواب میں) ہاں کہہ دیتا تو یقیناً (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا، تم مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دو، جب تک میں تمہیں (تمہارے حال پر) چھوڑے رکھوں، اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے۔ پس میں جب تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ اور جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں، تو اسے چھوڑ دو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر.

نوٹ: صاحب استطاعت پر حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ غیر ضروری سوال کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اللہ و رسول کو ماننے والوں کا کام یہ ہے کہ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا جائے، انہیں بجالائیں، جن سے روکا گیا ہے، ان سے دور رہیں، ان کا ارتکاب نہ کریں۔

۱۲۷۴ - وَعَنْهُ قَالَ: سُنِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَنبَى الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ» مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «الْمَبْرُورُ» هُوَ الَّذِي لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبُهُ فِيهِ مَعْصِيَةً.

۱۲۷۳ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی ﷺ سے پوچھا گیا، کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔

(بخاری و مسلم)

مبرور، وہ حج ہے جس میں حاجی اللہ کی کسی نافرمانی

کا ارتکاب نہ کرے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب من قال إن الإیمان هو العمل - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب کون الإیمان بالله تعالیٰ أفضل الأعمال.

فوائد: گویا حج بھی افضل اعمال میں سے ایک افضل عمل ہے، بشرطیکہ اخلاص اور اجتناب معصیت کے ساتھ کیا جائے۔ بعض نے حج مبرور کے معنی کئے ہیں، حج مقبول اور اس کی علامت یہ بتلائی ہے کہ حج کے بعد وہ انسان اللہ کا عبادت گزار بن جائے، جب کہ اس سے پہلے وہ غافل تھا۔

۱۲۷۵ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ ۳ / ۱۴۷۵ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَجَّ، فَلَمْ يَزُفْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» اور اس نے کوئی فحش اور بے ہودہ بات نہیں کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی، تو وہ اس طرح (پاک ہو کر) لوٹتا ہے، متفق علیہ۔  
جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفة۔  
فوائد: رفٹ کے اصل معنی ہیں، جماع کرنا، یہاں مراد فحش گوئی اور بے ہودگی اور بیوی سے زبان سے جنسی خواہش کی آرزو کرنا ہے۔ دوران حج چونکہ بیوی سے ہم بستری ممنوع ہے، اس لئے اس موضوع پر بیوی سے گفتگو اور دل لگی کی باتیں کرنا بھی ناپسندیدہ ہے اور فسق سے مراد اللہ کی نافرمانی اور لوگوں سے لڑائی جھگڑا ہے، ایام حج میں بالخصوص ان سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ مذکورہ پابندیوں کے ساتھ کئے گئے حج کی فضیلت یہ ہے کہ انسان گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ پاکیزگی صرف ان صغیرہ گناہوں سے ہوتی ہے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے، ورنہ حقوق اللہ سے متعلق بڑے بڑے گناہ اور اسی طرح حقوق العباد سے متعلق کوتاہیاں، خالص توبہ اور ادائیگی حقوق کے بغیر معاف نہیں ہوں گی۔

۱۲۷۶ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ» متفق علیہ۔  
۵ / ۱۴۷۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک عمرہ دوسرے عمرے تک، درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة ویوم عرفة۔  
فوائد: اس میں عمرے کی فضیلت یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے، لیکن یہ بھی صغیرہ گناہوں کا ہی کفارہ ہے۔ عمرے کا مطلب ہے۔ احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف، صفا مروہ کی سعی اور حلق یا تقصیر (سر مونڈھنا یا بال کترانا)۔ یہ حج کی طرح فرض ہے یا نہیں؟ اس کی بابت علماء میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ فرضیت کا اور ایک گروہ سنت مؤکدہ کا قائل ہے اور بعض نفلی ہونے کا خیال رکھتے ہیں۔ امام بخاری کا رجحان قول اول کی طرف ہے جس کی تائید بعض صحابہ کے اقوال سے ہوتی ہے جن کی بابت بعض محدثین نے موصول ہونے کا دعویٰ بھی

کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، فتح الباری کتاب و باب مذکور) بصورت دیگر عدم وجوب کا قول راجح (زیادہ بہتر) ہے۔

۱۲۷۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱۳۷۷/۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
فَالْتَمَسْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَزَى الْجِهَادِ  
أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: «لَكِنْ  
أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ» رواه البخاري.  
میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ہم جہاد کو سب سے  
افضل عمل سمجھتے ہیں، کیا پس ہم جہاد نہ کریں؟ تو آپ  
نے فرمایا، تمہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔  
(بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، و کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد.

نوٹ: عام حالات میں عورتوں کے لئے حج افضل الجہاد ہے، کیونکہ اسلام میں امور سیاست و جہانپانی، اقتصاد و تجارت اور حرب و ضرب وغیرہ کے بیرونی کاموں کے اصل ذمے دار مرد اور صرف مرد ہیں۔ عورتیں ان تمام کاموں سے مستثنیٰ ہیں۔ تاہم حرب و ضرب کے خاص موقعوں پر اگر ضرورت ہو تو عورتوں سے زخمی فوجیوں کی مرہم پٹی، خوراک وغیرہ کاموں میں اندرونی محاذ پر پردے کے دائرے میں رہتے ہوئے کام لیا جاسکتا ہے۔ لیکن عورتوں کو باقاعدہ فوجی ٹریننگ دینا اور انہیں مردوں کی طرح محاذ جنگ پر بھیجنا، یہ محض مغربی اقوام کی نقالی ہے، اسلامی تعلیمات میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ نبی ﷺ کی اس حدیث سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔

۱۲۷۸ - وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ  
عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ» رواه مسلم.  
۱۳۷۸/۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی دن ایسا نہیں ہے جس  
میں اللہ تعالیٰ عرفے کے دن سے زیادہ اپنے بندے کو  
جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

نوٹ: عبداً، یہاں بطور جنس کے استعمال ہوا ہے، مراد جمع (بندے) ہیں۔ یعنی عرفے والے دن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں حج کرنے والے افراد، جو ایام حج میں خالص توبہ کر کے اپنے اللہ کو راضی کر لیتے ہوں گے، یقیناً عرفے والے دن اللہ کی خصوصی مغفرت اور جہنم سے آزادی کے مستحق ٹھہرتے ہوں گے۔ جعلنا الله منهم

۱۲۷۹ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي  
رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - أَوْ حَجَّةً مَعِي».  
مَنْفَعٌ عَلَيْهِ.  
۱۳۷۹/۸ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
نبی کریم ﷺ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ کرنا حج کے  
برابر ہے یا (فرمایا) رادی کو شک ہے) میرے ساتھ حج  
کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العمرة، باب عمرة في رمضان - وصحيح مسلم، كتاب

الحج، باب فضل العمرة في رمضان.

فوائد: حج کے برابر ہونے کا مطلب حج جیسا اجر و ثواب ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے فریضہ حج ادا ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ رمضان میں عمرے کی یہ فضیلت غالباً اس لئے ہے کہ اس طرح ایک وقت میں دو عبادتوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔

۱۲۸۰ - وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: ۱۲۸۰/۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے، وہ میرے بوڑھے باپ پر اس وقت لازم ہوا ہے جب وہ (بڑھاپے کی وجہ سے) سواری پر ٹھہر نہیں سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما . . .

فوائد: بڑھاپے میں حج کے لازم ہونے کا مطلب ہے، کہ وہ بڑھاپے میں صاحب استطاعت ہوئے ہیں، لیکن بڑھاپے کے ضعف و انحطاط کی وجہ سے سفر کے قابل نہیں۔ اس صورت میں آپ نے حج بدل کی اجازت مرحمت فرمادی۔ لیکن دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ حج بدل وہی شخص کر سکتا ہے جس نے پہلے خود حج کیا ہوا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی صاحب استطاعت باپ حج کے بغیر فوت ہو گیا ہو، تو اس کی طرف سے بھی حج کرنا بہت ضروری ہے ورنہ اس کے ذمے یہ قرض رہے گا، جس پر وہ عند اللہ ماخوذ ہو سکتا ہے۔ تاہم غربت میں فوت ہونے والے ماں باپ کی طرف سے حج کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ ان پر فرض ہی نہیں تھا۔ اگر کوئی ثواب کی نیت سے کرے گا تو نفل حج کا ثواب ملنے کی امید ہے۔

۱۲۸۱ - وَعَنْ لَقَيْطِ بْنِ عَامِرٍ ۱۲۸۱/۱۰ - حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ أَمَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: كَمَا وَهَبَ نَبِيٌّ كَرِيمٌ ﷺ كِي حُدْمَتٍ فِي حَاضِرِ هَوَيْءٍ أَوْرِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ، عَرَضَ كِيَا مِيرَةَ بَابِ بَسْتٍ بُوْزْهِي هِي، وَهَجَّ كِي طَاقَتِ وَلَا الْعُمْرَةَ، وَلَا الظَّنَّ؟ قَالَ: «حَجَّ عَنْ رَكْعَتَيْ هِي نَهْ عَمْرَةَ كِي أَوْر نَهْ سَفْرِكِي - أَيْ نَهْ فَرَمَايَا، تَمْ أَيْبِكَ وَاعْتَمَرَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ أَيْبَةَ بَابِ كِي طَرْفِ هِي أَوْر عَمْرَهْ كَرُو - وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب مناسك الحج، باب الرجل يحج عن غيره، - وسنن ترمذی، أبواب الحج، باب ما جاء في الحج عن الشيخ . . .

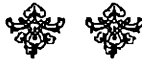
فوائد: اس میں بھی بطور نیابت حج کرنے کی تاکید ہے، لیکن نائب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ خود حج کر چکا ہو۔



الحجّ. رواه البخاری. میں۔ (بخاری)

تخصیج: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب التجارة أيام الموسم.

فوائد: موسم، موسم کی جمع ہے، یہاں یہ مہینوں کے مفہوم میں ہے۔ صحابہ کرام نے حج کے موسم یعنی ایام حج میں، جو دو تین مہینوں کو محیط ہوتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں لگنے والے بازاروں سے مشابہت خیال کرتے ہوئے، تجارت و کاروبار کرنے کو گناہ سمجھا، اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں وضاحت فرما کر ان کا شبہ دور فرمایا۔ اس لئے اس موقع پر تجارت و کاروبار میں حصہ لینا حج و عمرے کے منافی نہیں۔ تاہم یہ صرف جواز ہی ہے، اگر کوئی ان ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے اخروی ثواب حاصل کرنے کی آرزو رکھتا ہے تو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ کاروباری مشغولیتوں سے اپنا دامن بچا کر یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ذکر و عبادت میں اپنا وقت صرف کرے۔



## ۱۱۔ کِتَابُ الْجِهَادِ

### ۲۳۴۔ جہاد کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم تمام مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (سورہ توبہ، ۳۶) اور فرمایا اللہ نے: تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہارے لئے ناگوار ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (سورہ بقرہ، ۲۱۶) نیز فرمایا: اللہ کے راستے میں، ہلکے ہو یا بوجھل، نکل کھڑے ہو اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ نیز فرمایا: اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تو رات میں، انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے، خوش ہو جاؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورہ توبہ، ۱۱۱)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ مسلمان جو غیر معذور ہیں اور (عذر کے بغیر) گھروں میں بیٹھے رہنے والے ہیں اور

### ۲۳۴۔ باب فضل الجہاد

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ [التوبة: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۲۱۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [التوبة: ۴۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْتَ لَهُمُ الْحَكِيمَةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدَا عَلَيْهِمْ حَقًّا فِي التَّوَدُّعِ وَالْإِخْلَافِ وَالْفِرَاقِ وَنَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبِشِرُوا بَيْنِكُمْ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ۱۱۱] وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَتِيلُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ



وہ مومن جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں، یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، بیٹھ رہنے والوں پر، مرتبے میں فضیلت دی ہے اور ہر ایک کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دی ہے، اپنی طرف سے مرتبوں کی بھی، بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ (سورہ نساء، ۹۵، ۹۶)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے، وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں اپنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہرس بہتی ہیں اور عمدہ گھر ہیں جو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہیں۔ یہ ہے کامیابی بڑی اور ایک اور چیز بھی، جسے تم پسند کرتے ہو، اللہ کی طرف سے مدد اور نزدیکی فتح اور مومنوں کو خوش خبری دے دیتے۔ (صف، ۱۰، ۱۳)

اور اس باب میں بہت آیات ہیں اور مشہور ہیں۔

فوائد آیات: یہ تمام آیات جہاد سے تعلق رکھتی ہیں، جن میں اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے اور اس کے دینی و دنیوی فائدے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے جب بھی اور جہاں بھی کفار سے لڑنے کی ضرورت ہو، جہاد سے جی نہیں چرانا چاہئے۔ جہاد ہی میں اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی رفعت کا راز مضمر ہے، مسلمانوں نے جب تک جہاد کا علم بلند کئے رکھا، ان کی عظمت و رفعت کا پھر پورا چار دانگ عالم میں لہراتا رہا اور ان کی تہذیب و ثقافت کا سکہ رواں رہا اور جب سے مسلمانوں نے جہاد کے اس اہم ترین فریضے کو فراموش کیا ہے، وہ قہرذلت میں گر گئے اور ان کی بے مثال تہذیب بھی دنیا کی نظروں میں بے توقیر ٹھہری۔ آج مسلمان ساری دنیا میں ذلیل و خوار ہیں اور ان کی تہذیب بھی کھوٹا سکہ، جسے وہ خود بھی اپنانے کے لئے تیار نہیں۔ ذلت و ادبار کی یہ گھٹاپوری دنیا کے مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے، لیکن اس کو دور کرنے اور اپنی عظمت رفتہ کے حاصل کرنے کے

عَبْرَ أُولَى الْأَصْرَارِ وَالْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَائِمِينَ دَرَجَةً وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَائِمِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٩٦﴾ [النساء: ۹۵، ۹۶] وقال تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ عِبْرَةٍ يُحِبُّكُمْ مِنَ عَذَابِ أَلِيمٍ ﴿٩٥﴾ تَوَّشُّونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ يَقْبِضْ لَكُمْ دُونَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكَنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩٧﴾ وَأُخْرَىٰ حَسْبُنَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِيرِ الْمُتَّقِينَ ﴿٩٨﴾ [الصف: ۱۰-۱۳] والآيات في الباب كثيرة مشهورة.

لئے ان کے اندر کوئی تڑپ، لگن اور جذبہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کا صرف ایک ہی راستہ اور ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے جہاد کا راستہ اور طریقہ۔ جسے آج کا سہل پسند اور عیش کوش مسلمان اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں اور مسلمان ممالک کی حکومتیں بھی اسلامی جذبات سے عاری بلکہ اسلام کی دشمن ہیں۔ اس لئے کفار دندا رہے ہیں، انہوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے اور ان کا ناٹھہ بند کر رکھا ہے۔ لیکن پورے عالم اسلام پر سکوت مرگ طاری ہے، صلیبی طاقتیں اور صیہونی سازشیں اپنا کام کر رہی ہیں، لیکن مسلمان ملکوں کے حکمران داد عیش دینے میں مصروف ہیں۔ بلکہ اپنے اپنے ملکوں سے رہے سے اسلامی نقوش کو بھی ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انفرادی طور پر صرف چند جماعتیں اور تحریکیں ہیں جو اپنے اپنے طور پر اسلام کی عظمت کا اور جہاد کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں۔ لیکن کفر کی عالمی طاقتوں اور ان کے بے پناہ وسائل کے مقابلے میں یہ چند تحریکیں کیا کر سکتی ہیں؟ اور ان کے جہاد سے کیا امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قوت قاہرہ سے کنبشک فرمایا کہ ہم دوش سلیمان کر سکتا ہے، مور ناتواں کو آہنی چٹانوں سے ٹکرانے کا عزم و حوصلہ بخش سکتا ہے اور اصحاب الفیل کو طیرا بابتل کی چھوٹی چھوٹی کنکریوں کے ذریعے سے عبرت ناک شکست سے دوچار کر سکتا ہے۔ لیکن یہ معجزات اس کی مشیت و مصلحت کے تابع ہیں جن کی بابت کسی کو علم نہیں۔ عام گفتگو ظاہری اسباب کے دائرے میں ہی ہو سکتی ہے اور بالعموم ہوتی ہے۔ ظاہری اسباب کی حد تک فی الحال مایوسی ہی مایوسی ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرًا۔ وما ذلك على الله بعزيز۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ فَكَثُرَ مِنْ أَنَّ تُحْصَرَ، فَمِنْ ذَلِكَ: كَمَا شَارَ مِنْ بَاهِرٍ۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱۲۸۶ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۸۶ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ نے جواب دیا، حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

نوٹ: یہ حدیث رقم ۳/۱۲۷۴ میں گزر چکی ہے۔ مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو افضل الاعمال بتلایا گیا ہے۔ اس کی توجیہ میں بعض نے تو کہا ہے کہ ان میں ”من“ پوشیدہ ہے، یعنی من افضل الاعمال، یعنی یہ یہ کام زیادہ فضیلت والے عملوں میں سے ہیں۔ یا مختلف احوال، اوقات یا جگہوں کے اعتبار سے انہیں بیان کیا گیا ہے، مثلاً کسی وقت یا کسی جگہ یا کسی شخص کے لئے اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے یا حج مبرور افضل ہے یا جہاد افضل ہے، وغیرہ۔ بعض کے نزدیک مخاطب کی رو سے مختلف اعمال کی افضلیت کو بیان کیا گیا ہے۔ (۲) حج کے لغوی معنی قصد کرنا ہیں، شرعاً مناسک حج کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا، حج کہلاتا ہے۔ مبرور، برہمنی

طاعت کا اسم مفعول ہے، مراد ایسا عمل ہے جو خالص نیت کے ساتھ کیا جائے اور اس میں کسی نافرمانی کا ارتکاب نہ ہو۔

۱۲۸۷ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۲۸۷ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْعَمَلِ كَرِهَ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَى سَبِّ سَبِّهِمَا» قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «بِرِّ الرَّالِدَيْنِ» نماز پڑھنا، میں نے کہا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، ماں قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» متفقٌ عليه۔ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد والسير - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب كون الإیمان بالله تعالیٰ أفضل الأعمال۔

**فوائد:** یہ روایت باب بر الوالدین وصلۃ الارحام، رقم ۳۱۴/۱ میں گزر چکی ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ جب بغیر عذر کے اپنے وقت پر نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ اس کا وقت نکل گیا، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اتنا گراں کام نہیں ہے اور اس کی فضیلت بھی بہت ہے، تو وہ دوسرے اعمال خیر کو بھی ضائع کرنے والا ہو گا اور جو والدین کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ان کا حق مجھ پر سب سے زیادہ فائق ہے، تو وہ دوسروں کے ساتھ کیا حسن سلوک کرے گا؟ اور جو کافروں کے ساتھ جہاد نہیں کرتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ دین اسلام کے شدید دشمن ہیں تو وہ فتنہ و فجور کے مرتکبین کے خلاف بھی جدوجہد نہیں کر سکتا۔ (ابن علان)

۱۲۸۸ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۲۸۸ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْعَمَلِ كَرِهَ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى؟ قَالَ: «الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ» متفقٌ عليه۔ جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العتق، باب أي الرقاب أفضل؟ - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب كون الإیمان بالله تعالیٰ أفضل الأعمال۔

۱۲۸۹ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ۴ / ۱۲۸۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِغَدْوَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» شام گزارنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے۔ متفقٌ عليه۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله۔

فوائد: غدوة اور روحہ یہ غدو اور روح کے اسم مرہ ہیں۔ یعنی ایک صبح یا ایک شام کو چلنا۔ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، کیونکہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے، جب کہ آخرت کو بقا و دوام ہے۔ فنا ہو جانے والی چیز کا بھلا ان چیزوں سے کیا مقابلہ جو ہمیشہ رہنے والی ہیں؟

۱۲۹۰ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «مُؤْمِنٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الشَّعَابِ يُعْبُدُ اللَّهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ» متفق عليه.

۵ / ۱۲۹۰ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا، کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ مومن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ اس نے کہا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا، وہ مومن، جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب أفضل الناس مؤمن... - وصحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب فضل الجہاد والرباط.

فوائد: یہ روایت باب العزلة، رقم ۵۹۸/۲ میں گزر چکی ہے۔ شعب (گھاٹی) پہاڑ کے درمیان یا دو پہاڑوں کے درمیان راستے اور پانی کی گزرگاہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ شہروں میں جب فتنے عام ہو جائیں اور دین کو بچانا مشکل ہو جائے تو ایسے حالات میں اپنے دین و ایمان کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے جنگوں، پہاڑوں اور بے آباد علاقوں میں جا بسنا، یہ بھی نہایت فضیلت والا عمل ہے۔

۱۲۹۱ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «رِبَاطٌ يَوْمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعٌ سَوِّطٌ أَحَدَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ بِرُوحِهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى، أَوْ الْغَدْوَةُ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا» متفق عليه.

۶ / ۱۲۹۱ - حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے راستے میں ایک دن سرحدی محاذ پر پہرہ دینا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے اور جنت میں تمہارے کسی ایک کے کوڑے جتنی جگہ کامل جانا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے (جہاد) میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا، دنیا اور جو کچھ اس پر ہے، سے بہتر ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل رباط يوم في سبيل الله - وصحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب فضل الغدوة والروحة...

فوائد: رباط کے معنی ہیں، دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور اس کو اپنی سرحدوں سے دھکیلنے کے لئے اپنی سرحد اور مورچے پر اسلحہ بند ہو کر بیٹھنا۔ حدیث میں رباط کی اس فضیلت سے مقصود جہاد کی ترغیب ہے اور جنت

کی تھوڑی سے تھوڑی جگہ کی فضیلت کا بیان کرنے سے مقصود دنیا کی بے ثباتی کا اثبات اور اس سے بے رغبتی کی تعلیم دینا ہے۔

۱۲۹۲ - وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ فِيهِ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأَجْرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفِتَانَ» رواه مسلم.

۷ / ۱۲۹۲ - حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، سرحد پر ایک رات اور دن کو پہرہ دینا، ایک مہینے کے روزے رکھنے اور اس کی شب بیداری سے بہتر ہے اور اگر اس حال میں اس کو موت آگئی تو اس کا وہ (نیک) عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا (یعنی اس کا ثواب برابر ملتا رہے گا) اور اس پر اس کی (جنت کی) روزی جاری رہے گی اور وہ آزمائش میں ڈالنے والے سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرباط في سبيل الله عزوجل .  
 فوائد: سرحد پر موت یا شہادت سے ہم کنار ہونے والے مجاہد کے وہ اعمال صالحہ جو وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا، قیامت تک وہ اس کے نام اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے اور جنت میں بھی شہداء کی طرح انہیں برابر رزق ملتا رہے گا۔ فان (آزمائش میں ڈالنے والا) سے مراد وہ دو فرشتے ہیں جو قبر میں مردے سے سوال کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے ہر مرنے والے کو دوچار ہونا پڑتا ہے، تاہم مومن اس مرحلے سے آسانی سے گزر جاتا ہے، کیونکہ اللہ کی توفیق سے وہ صحیح جواب دے دیتا ہے۔

۱۲۹۳ - وَعَنْ فَصَّالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؛ فَإِنَّهُ يُنْبِئُ لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيُؤْتَرُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۸ / ۱۲۹۳ - حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دیتا ہے، یقیناً القیامۃ، ویؤتَرُ من فتنۃ القبر، رواہ ابو داؤد، والترمذی وقال: حدیث حسن صحیح۔

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط - وسنن ترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء في فضل المرابط .  
 فوائد: اس میں بھی جہاد کی اور بالخصوص سرحدی محاذ کی حفاظت اور پہرہ داری کی فضیلت کا بیان ہے، جیسا کہ اس سے ما قبل حدیث میں یہ بیان تھا۔

۱۲۹۴ - وَعَنْ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ نِجْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ» رواه مسلم.

۹ / ۱۲۹۴ - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ کے راستے

يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ» رواه الترمذی وقال: دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔  
 حدیث حسن صحیح۔ (ترمذی، حسن صحیح)

**تخریج:** سنن ترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء في فضل المرابط.

۱۲۹۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادَ فِي سَبِيلِي، وَإِيمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرُسُلِي؛ فَهوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ أَنْ أَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أُزَجِّعَهُ إِلَى مَنَزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلِمٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كَلِمٍ: لَوْ نُهَ لَوْ نَ دَمٌ، وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَأَنَّ أَنْ أَشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا، وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً، وَيَشْتُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنْ أَعْزَوْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَقْتَلَ، ثُمَّ أَعْزَوْ، فَأَقْتَلَ، ثُمَّ أَعْزَوْ فَأَقْتَلَ» رواه مسلم وروى البخاري بعضه. «الكلم»: الجرح.

۱۰ / ۱۲۹۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمے داری لیتا ہے جو اس کے راستے میں نکلے (اللہ فرماتا ہے) اس کو گھر سے نکلنے والی چیز، میرے راستے میں جہاد کرنے، مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اور کوئی نہ ہو تو (اللہ کہتا ہے) میں اس بات کا ضامن ہوں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اس گھر کی طرف اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس لوٹاؤں جس سے نکل کر وہ گیا۔ قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو قیامت کے دن مجاہد اس حالت میں آئے گا کہ گویا آج زخم لگا ہے (زخم تازہ اور خون رستا ہوگا) اس کا رنگ تو خون کا رنگ ہو گا اور اس کی منک کستوری کی منک ہو گی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر مسلمانوں پر شاق ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ بیٹھ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے روانہ ہوتا، لیکن میں اس بات کی گنجائش نہیں پاتا کہ تمام لوگوں کے لئے سواری کا انتظام کروں اور نہ وہ خود اس کی گنجائش پاتے ہیں اور ان پر یہ بات بڑی گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں (کہ میں تو چلا جاؤں اور وہ گھروں میں رہیں) اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں، پھر قتل کر دیا



جاوں، پھر جہاد کروں اور پھر قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم)  
بخاری نے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے  
الکلم کے معنی ہیں، زخم

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من ینخرج فی سبیل اللہ عزوجل، وباب  
تمنی المجاہد أن یرجع إلی الدنیا وتمنی الشهادة وغیرہما من الأبواب - وصحیح مسلم،  
کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ.

فوائد: اس حدیث میں بھی جہاد کی فضیلت کے علاوہ مومن کی یہ امتیازی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ قیامت کے  
روز زخمی حالت میں اس طرح اٹھایا جائے گا جیسے وہ آج ہی زخمی ہوا ہے، اس کے جسم سے ایک طرف خون بہ  
رہا ہو گا اور دوسری طرف اس خون سے کستوری کی مہک اٹھ رہی ہو گی۔ یہ کیفیت مجاہد کی امتیازی شان اور  
عظمت کو میدان محشر میں نمایاں کرے گی۔ (۲) اس میں رسول اللہ ﷺ کی اس شفقت و رحمت کا ذکر بھی ہے جو  
اپنی امت کی بابت آپ کے دل میں تھی۔ (۳) آپ کے جذبہ جہاد کا بیان بھی ہے کہ آپ بار بار اللہ کی راہ میں  
شہید کئے جانے کی آرزو فرما رہے ہیں۔ جس طرح دوسرے شہداء کی بابت بھی آتا ہے کہ وہ اللہ سے التجا کرتے  
ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج، تاکہ ہم پھر تیری راہ میں شہید ہوں۔

۱۲۹۶ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَكَلَّمُهُ يَدْمَى: اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرَّيْحُ رِيحُ مِسْكٍ»  
سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ زخم خوردہ، جو اللہ کی راہ میں زخمی  
ہوتا ہے، وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ  
اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا، اس کا رنگ خون کا  
رنگ ہو گا اور اس کی مہک کستوری کی مہک ہو گی۔  
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الذبائح، باب المنسک - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة،  
باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ.  
یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

۱۲۹۷ - وَعَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نَكِبَ نَكْبَةً؛ فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَعْزَرَ مَا كَانَتْ: لَوْنُهَا الرِّعْفَانُ، وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ». رواه أبو داود، والترمذي

۱۲۹۷ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں  
اتنی دیر جہاد کیا، جتنا کسی اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ  
ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کو  
اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگا یا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت  
کے روز اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش زیادہ  
سے زیادہ اس حالت میں ہو گی جس میں وہ تھی۔ اس کا





مَرَّيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: طاقَت نہیں رکھتے۔ پس انہوں نے آپ کے سامنے اپنا یہ سوال دو یا تین مرتبہ دہرایا، آپ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے، تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر فرمایا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال، اس شخص کی طرح ہے جو روزے دار، شب بیدار، اللہ کی آیات کے ساتھ تلاوت کرنے والا ہو، وہ نماز سے تھکتا ہو نہ روزے سے۔ یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنے گھر لوٹ آئے۔

(بخاری و مسلم یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

اور بخاری کی روایت میں ہے، ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول، مجھے ایسا عمل بتلائیے، جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ نے فرمایا، میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا، کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس میں ذرا سستی نہ کرے اور روزہ رکھے، کبھی روزہ نہ چھوڑے۔ پس اس آدمی نے کہا، کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

تخریج: صحیح بخاری، اول کتاب الجہاد - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله.

فوائد: القانت، خشوع خضوع سے آیات الہی کی تلاوت کرنے والا، یا بمعنی مطیع، احکام الہی کی اطاعت کرنے والا۔ مثال کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد، جب تک جہاد میں مشغول رہتا ہے، اس شخص کی طرح ہے جو راتوں کو نماز میں مصروف رہتا اور دنوں کو روزے رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا عمل تو جہاد کے برابر اجر و ثواب کا حال ہو سکتا ہے۔ مطلب وہی ہے کہ فرائض کے بعد خصوصی حالات میں جہاد سب سے افضل عمل ہے۔ ایک عبادت گزار وہ ثواب حاصل نہیں کر سکتا جو ایک مجاہد میدان جہاد میں حاصل کر لیتا ہے۔

۱۳۰۰ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُسِيكٌ بَعْتَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً، أَوْ فِرْعَةً طَارَ عَلَى مَتْنِهِ، يَبْتَغِي الْقَتْلَ أَوْ الْمَوْتَ مَطَانَّةً، ۱۵ / ۱۳۰۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو، جب بھی کوئی جنگی آواز یا دھماکہ سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اڑنے لگتا ہے، (تیزی سے

أَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ أَوْ شَعَفَةٍ مِنْ هَذَا الشُّعْفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُتِمُّ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ» رواه مسلم.

دوڑتا ہے) گھوڑے کی پشت پر شہادت یا موت کو اس کی جگہوں سے تلاش کرتا ہے یا وہ آدمی ہے جو کچھ بھیڑ بکریاں لے کر، یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جا ٹھہرتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کو موت آجائے۔ لوگوں سے سوائے بھلائی کے، اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب الجهاد والرباط.

فوائد: یہ روایت باب استحباب العزلة عند فساد الزمان رقم ۶۰۱/۵ میں گزر چکی ہے۔ اس میں مجاہد کی فضیلت کے علاوہ دوسرے اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو فساد عام کے دور میں شہری آبادیوں کو چھوڑ کر کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی کو اپنا مسکن بنا لیتا ہے یا تھوڑی سی بھیڑ بکریوں کے ساتھ کسی جنگل بیابان میں فرائض اسلام کی پابندی اور اپنے رب کی عبادت کر کے اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرتا ہے۔ اس کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، اس کی ذات سے لوگوں کو فائدہ ہی پہنچاتا ہے، کوئی نقصان نہیں۔

۱۳۰۱ - وَعَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» رواه البخاري.

۱۳۰۱/۱۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں سو درجے ہیں، جو اللہ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ.

فوائد: اس میں بھی مجاہدین کی اخروی فضیلت اور بلندی درجات کا تذکرہ ہے۔

۱۳۰۲ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ» فَعَجَبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ، فَقَالَ أَعَدَّهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

۱۳۰۲/۱۷ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا، اس کے لئے جنت واجب ہو گئی، حضرت ابو سعید (راوی حدیث) نے اس بات پر اظہار تعجب کیا اور کہا، اے اللہ کے رسول! یہ بات میرے سامنے پھر دہرائیے، آپ نے اسے دوبارہ ان کے سامنے بیان فرمایا۔ پھر فرمایا، ایک اور نیکی ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندے کے جنت میں سو درجے بلند فرماتا

قال: «الجهاد في سبيل الله، الجهاد في الله» رواه مسلم. قال: «الجهاد في سبيل الله، الجهاد في الله» رواه مسلم.

ہے۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہ نیکی کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب ما أعدة الله تعالى للمجاهد في الجنة من الدرجات.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں جنتیوں کے درمیان اعمال کے لحاظ سے درجوں میں تفاوت ہو گا۔ دوسرا یہ کہ جنت میں اتنے درجات ہوں گے کہ احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اسی لئے تو مجاہد کو ان درجات میں سے سو درجے حاصل ہوں گے۔

۱۳۰۳ - وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ» فَقَامَ رَجُلٌ رَثَّ الْهَيْئَةَ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى! أَأَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ؟ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ؛ فَقَالَ: «أَفْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ» ثُمَّ كَسَرَ جَنْفَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضْرَبَ بِهِ حَتَّى قَتَلَ» رواه مسلم.

۱۸ / ۱۳۰۳ - حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، وهو بحضرة العدو، يقول: قال رسول الله ﷺ: «إن أبواب الجنة تحت ظلال السيف» فقام رجل رث الهيئة فقال: يا أبا موسى! أنت سمعت رسول الله ﷺ يقول هذا؟ قال: نعم؟ فرجع إلى أصحابه؛ فقال: «أفراؤ عليكم السلام» ثم كسر جف سيفه فألقاه، ثم مشى بسيفه إلى العدو فضرب به حتى قتل» رواه مسلم.

نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں، پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس چلا گیا اور کہا، میں تمہیں (الوداعی) سلام کہتا ہوں، پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی اور اسے پھینک دیا، پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چلا اور اس کے ساتھ دشمن پر وار کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: اس میں جہاد کی فضیلت کا بیان ہے، وہاں اس میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور اللہ کی باتوں پر ان کے یقین و اعتماد کا تذکرہ بھی ہے۔ اسی یقین نے انہیں آخرت کے مقابلے میں دنیا سے بے رغبت کر دیا تھا۔

۱۳۰۴ - وَعَنْ أَبِي عَنِسَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَبْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ» رواه البخاري.

۱۹ / ۱۳۰۴ - حضرت ابو عنسہ عبد الرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ (جہاد) میں غبار آلود ہوں اور پھر انہیں جہنم کی آگ بھی چھوئے۔



یقیناً اس نے خود جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کی اس  
کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جائیسی کی، اس نے بھی یقیناً  
جہاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من جہز غازیاً أو خلفه بخیر -  
وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازی.

فوائد: اس میں مسلمانوں کی باہمی کفالت و تعاون کی صورتوں کا اور اس کے اجر و ثواب کا بیان ہے۔ کسی مجاہد کی  
جہادی ضروریات کا مہیا کر دینا یا اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی اور ان کی  
ضروریات کا انتظام کر دینا، ایسا ہی ہے جیسے یہ شخص خود اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے۔ جو اجر اللہ ایک مجاہد کو  
دے گا، وہی اجر ان معاونین کو بھی ملے گا۔

۱۳۰۸ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ  
الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُنْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَمَنْبَحَةُ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ طَرُوقَةُ  
فَخْلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» رواه الترمذي وقال:  
حديث حسن صحيح.

۱۳۰۸ / ۲۳ - حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقات میں سے افضل  
صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا ہے (جس سے  
مجاہد فیض یاب ہو) یا اللہ کی راہ میں کسی خادم کا عطیہ دینا  
ہے (جس سے مجاہد اپنی خدمت لے) یا جوان اونٹنی اللہ  
کی راہ میں دینا (جس سے مجاہد فائدہ اٹھائے)۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما في فضل الخدمة في سبيل الله.  
فوائد: خیمے سے ایسا سایہ دار خیمہ مراد ہے جس کے سائے سے مجاہد کو آرام و سکون حاصل کرنے کا موقع ملے۔  
خادم سے بھی ایسا خادم مراد ہے جو مجاہد کی خدمت اور اس کی اطاعت کرے۔ فحل اونٹ کو کہتے ہیں اور طروقہ  
اس جوان اونٹنی کو جو جھتی کے قابل ہو۔ مطلب تو مند جوان اونٹنی، جس سے مجاہد دودھ حاصل کر سکے۔ مطلب  
یہ ہے کہ ایسا کام کرنا جس سے مجاہد کو راحت، قوت یا سامان خوراک حاصل ہو، وہ بہت افضل ہے، اللہ کے ہاں  
اس پر بہت اجر ملے گا۔

۱۳۰۹ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ فَتَى مَنِ اسْتَلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي  
أُرِيدُ الْعَزْوَ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا أَتَجَهَّزُ بِهِ، قَالَ:  
«أَنْتِ فُلَانَا، فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرَضَ»  
فَأَنَاهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقْرِئُكَ  
السَّلَامَ وَيَقُولُ: أُعْطِنِي الَّذِي تَجَهَّزْتَ بِهِ.  
قَالَ: يَا فُلَانَةُ! أُعْطِيهِ الَّذِي كُنْتَ تَجَهَّزْتُ

۱۳۰۹ / ۲۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
اسلم قبیلے کے ایک نوجوان نے عرض کیا، اے اللہ کے  
رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس وہ  
وسائل نہیں جن کے ذریعے سے میں جہاد کا ساز و  
سامان تیار کروں۔ آپ نے فرمایا، فلاں شخص کے پاس  
جاؤ، اس نے جہاد کی تیاری کی ہے لیکن وہ بیمار ہو گیا  
ہے۔ وہ نوجوان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا، رسول



بہ، وَلَا تَحْسَبِي عَنْهُ شَيْئاً، فَوَاللَّهِ! لا تَحْسَبِي مِنْهُ شَيْئاً فَيُبَارِكَ لِكَ فِيهِ. رواه مسلم.

اللہ ﷻ تجھ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان مجھے دے دے جو تو نے جماد کے لئے تیار کیا ہے۔ اس نے (اپنی بیوی سے) کہا، اے فلانی! اس کو وہ مسلمان دے دے جس کے ساتھ میں نے جماد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز مت روکنا۔ اللہ کی قسم، اس میں سے کوئی چیز مت روکنا، تاکہ تیرے لئے اس میں برکت ڈال دی جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب إعانة الغازي.

فوائد: اس میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے کہ انسان خود کسی وجہ سے جماد میں حصہ نہ لے سکے تو کسی مجاہد کو جماد کا ساز و سامان مہیا کر دے تو اس کو بھی جماد کا اجر مل جائے گا۔ علاوہ ازیں یہ چیز خیر و برکت کا بھی باعث ہے۔ اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ انسان اپنا مال کسی نیک جت میں خرچ کرنے کا ارادہ کرے لیکن اس جت میں خرچ کرنے کا موقع نہ ملے تو اسے کسی اور نیک جت میں خرچ کر سکتا ہے۔

(شرح مسلم، للنووی)

۱۳۱۰ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى بَنِي لَحْيَانَ، فَقَالَ: «لَيُبْعَثَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا، وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: «لَيُخْرَجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ» ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: «أَيْكُمْ خَلَفَ الْخَارِجُ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ».

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بنو لحيان کی طرف (جماد کے لئے) جب کہ وہ کافر تھے ایک دستہ بھیجا اور فرمایا، ہر دو آدمیوں سے ایک آدمی جماد کے لئے جائے، اجر ان کے درمیان ہو گا (اگر پیچھے رہنے والا مجاہد کے گھر میں اس کی جائی شیئی کرے گا)۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جماد کے لئے گھر سے نکلے، پھر آپ نے بیٹھے والے کے لئے فرمایا۔ تم میں سے جو شخص، جماد میں جانے والے کے گھر والوں اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ جائی شیئی کرے گا تو اس کو جماد میں جانے والے سے نصف اجر ملے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب إعانة الغازي.

فوائد: اجر ان کے درمیان ہو گا، یا نصف اجر ملے گا۔ دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ صحیح مسلم کی یہ دونوں روایات بظاہر دو سری روایات کے مخالف ہیں جن میں جماد کرنے والے اور مجاہد کو جماد کا ساز و سامان دینے یا مجاہد کے گھر کی حفاظت و نگرانی کرنے والے دونوں کے لئے برابر کا اجر ملنے کا ذکر ہے۔ اس لئے بعض لوگوں نے تو نصف کے



لفظ کو زائد قرار دیا ہے کہ شاید کسی راوی نے اس کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ صحت سند اور اس کے ثبوت کے بعد راوی کی طرف زیادتی کا دعویٰ صحیح نہیں۔ اس کی توجیہ اس طرح ممکن ہے کہ دونوں کے مجموعی ثواب کو جب دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو ہر ایک کے حصے میں وہی اجر آئے گا جو دوسرے کے حصے میں آئے گا۔ پس دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں رہتا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، دلیل القائلین لابن علان، فتح الباری، کتاب الجہاد، باب فضل من جہز غازیاً او خلفہ بخیر۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عام حالات میں جہاد فرض عین نہیں۔ ہر دو آدمیوں سے ایک ایک آدمی بھی جہاد میں حصے لے لے گا، تو دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہ کافی ہو گا۔ تاہم عمل جہاد میں دیگر لوگوں کو بھی اس طرح شریک ہونا چاہئے کہ جن کے پاس دولت ہے وہ مجاہدین کی اسلحی اور دیگر ضروریات کا انتظام کریں، اسی طرح مجاہدین کے گھروں اور ان کے بال بچوں کی حفاظت کریں اور کوئی مجاہد شہید ہو جائے اور اس کے گھر میں معاشی کفالت کا انتظام نہ ہو، تو اس کے بیوی بچوں کی آبرو مندانیہ کفالت کا انتظام کریں، اسی طرح زندگی کے دوسرے شعبوں کے افراد کو بھی جہاد میں ہر ممکن طریقے سے حصہ لینا چاہئے۔

۱۳۱۱ - وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: أَمَى النَّبِيِّ ﷺ، رَجُلٌ مُقْتَنٌ بِالْحَدِيدِ،  
فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقَاتِلْ أَوْ أَسْلَمْ؟ قَالَ:  
«أَسْلَمْ، ثُمَّ قَاتِلْ» فَاسْلَمْ، ثُمَّ قَاتِلْ فَقَاتِلْ.  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجَرَ  
كَثِيرًا». متفقٌ عليه، وهذا لفظ البخاري.  
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، جو لوہے کے جنگی آلات میں ڈھکا ہوا تھا، اس نے آکر کہا، یا رسول اللہ! (پہلے) میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ نے فرمایا، پہلے اسلام قبول کر، پھر جہاد کر۔ پس اس نے اسلام قبول کیا اور پھر لڑا اور شہید ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر کا زیادہ مستحق قرار دیا گیا۔

(بخاری و مسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب عمل صالح قبل القتال - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشہید.

فوائد: بعض دفعہ تھوڑے سے عمل پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرمادیتا ہے۔ علاوہ ازیں ایمان کے بعد ہی کوئی انسان اپنے نیک عمل کی جزاء کا مستحق ہو گا۔ ایمان کے بغیر کوئی عمل خیر عند اللہ مقبول نہیں۔

۱۳۱۲ - وَعَنِ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ  
يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى  
الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی جنت میں جانے والا شخص ایسا نہیں جو دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے گا اور (یہ کہ) اس کے لئے زمین میں کوئی چیز ہو۔ سوائے شہید کے، وہ

يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، فَيَقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ؛ لِمَا بَرِيَ مِنَ الكَرَامَةِ». وفي رواية: «لِمَا بَرِيَ مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آرزو کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے، کیونکہ (شہادت کی وجہ سے ملنے والی) بزرگی کو وہ دیکھے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کیونکہ شہادت کی فضیلت کو وہ دیکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی المجاہد أن یرجع إلی الدنیا - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الشهادة فی سبیل اللہ تعالیٰ.

**فوائد:** شہید کو شہادت کی وجہ سے جو رتبہ اور شرف و فضل حاصل ہوگا، اسے دیکھ کر وہ آرزو کرے گا کہ اسے بار بار دنیا میں بھیجا جائے اور بار بار وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے۔ شہید کے سوا کوئی اور جنتی دنیا میں آنے کی اور دنیا کی کسی چیز کی آرزو نہیں کرے گا۔

۱۳۱۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ العاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَغْفِرُ اللَّهُ لِلشَّهِيدِ كُلَّ ذَنْبٍ إِلَّا الذَّنْبَ» رواه مسلم. وفي رواية له: «الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الذَّنْبَ».

۲۸ / ۱۳۱۳ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سوائے قرض کے، شہید کی ہر غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ الذنبن رواہ مسلم۔ وفي رواية له: «القتل في سبيل الله يكفر كل شيء إلا الذنب» (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، اللہ کی راہ میں شہادت، ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے، سوائے قرض کے۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفر خطاياہ إلا الذنبن.

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد شہادت سے بھی معاف نہیں ہوں گے۔ اسی طرح کبیرہ گناہ کے لئے بھی خالص توبہ کی ضرورت ہے۔

۱۳۱۴ - وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ، أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْتُكَفَّرَ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرٌ مُدْبِرٌ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيْفَ قُتِلْتَ؟»

۲۹ / ۱۳۱۴ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا تمام عملوں میں افضل عمل ہے، پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا، یا رسول اللہ! یہ بتلائے، اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا، جب کہ تو ثابت قدم رہنے والا، ثواب کی نیت رکھنے والا، آگے

قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْكَفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُذْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ» رواه مسلم.

بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو، نہ کہ پیٹھ دکھانے والا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو نے کیسے کہا تھا؟ اس نے پھر سوال دہرایا، یہ فرمائیے، اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری غلطیاں معاف کر دی جائیں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ جب کہ تو ثابت قدمی، خالص نیت سے آگے بڑھ کر لڑنے والا ہو، پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا نہ ہو (تو یہ شہادت خطاؤں کا کفارہ ہو گی) مگر قرض (معاف نہیں ہو گا) اس لئے کہ جبریلؑ نے مجھ سے یہ بات کہی ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب من قتل في سبيل الله كفر خطاياہ إلا الدَّيْن. **فوائد:** اس میں ایک تو شہادت کا عظیم اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے کہ وہ انسان کی کوتاہیوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی چار شرطیں بھی بیان فرمائی ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔ ان کے بغیر کوئی شہادت عند اللہ مقبول نہیں۔ (۲) حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے، جیسے قرض ہے۔ اسی طرح کبیرہ گناہ بھی خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ البتہ قرض کے بارے میں بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ قرض سے مراد وہ قرض ہے جو طاعت رکھنے کے باوجود ادا نہ کیا گیا ہو۔ تاہم جس قرض کی بابت ادائیگی کی صحیح نیت ہو، لیکن عدم استطاعت کی وجہ سے ادائیگی میں تاخیر ہو گئی حتیٰ کہ وہ موت سے ہم کنار ہو گیا، تو اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ معاف فرما دے گا اور قرض خواہ کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے راضی فرما لے گا، بعض احادیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

۱۳۱۵ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: «فِي الْجَنَّةِ» فَأَلْفَى نَمْرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ! اگر میں شہید کر دیا گیا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ آپ نے فرمایا، جنت میں۔ تو اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں، پھر جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

**فوائد:** اخلاص نیت کا ثمر و یقیناً جنت ہے۔ ایسے مخلصین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

۱۳۱۶ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ، وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ مشرکین سے پہلے بدر (جگہ) پر پہنچ گئے، (بعد میں) مشرکین بھی آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم

میں سے کوئی شخص بھی کسی معاملے میں پیش قدمی نہ کرے، یہاں تک کہ میں خود اس کی بابت کچھ کہوں یا کروں۔ پس مشرکین (لڑائی کی نیت سے) قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا، اس جنت کی طرف اٹھ کھڑے ہو جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے، حضرت انس نے فرمایا۔ عمیر بن حمام انصاری کہنے لگے، یا رسول اللہ! جنت اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ انہوں نے کہا واہ واہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہیں کیا چیز واہ واہ کہنے پر آمادہ کرتی ہے؟ انہوں نے کہا، اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! اس امید کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں اس جنت میں جانے والوں میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا، یقیناً تو جنت میں جانے والوں میں سے ہے۔ پس انہوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانا شروع کر دیا، پھر فرمایا، میں اپنی یہ چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا، تو یہ زندگی تو لمبی ہو گی، پس جو کھجوریں ان کے پاس تھیں، پھینک دیں، پھر ان مشرکین سے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم) القرن، قاف اور راء پر زیر۔

ترکش۔ (تیردان، تیر رکھنے کا خول)

«لَا يَقْدَمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ» فَذَكَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَقُومُوا إِلَى جَنَّةِ عَرْضِهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ» قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ حُمَامٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: بَيْحُ بَيْحٍ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَيْحُ بَيْحٍ؟» قَالَ: لَا وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِلَّا رَجَاءُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ: «فَأَنْتَ مِنْ أَهْلِهَا» فَأَخْرَجَ تَمْرَاتٍ مِنْ قَرْنِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِّتُ حَتَّى أَكُلَ تَمْرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لِحَيَاةٍ طَوِيلَةٌ! فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. «الْقُرْنُ» بَفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ: هُوَ جَعْبَةُ النَّشَابِ.

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

**فوائد:** اس میں ایک تو میدان جنگ میں اطاعت امیر کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ فوجیوں کو جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اپنے کمانڈر اور قائد کے حکم کا انتظار کرنا چاہئے اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے۔ دوسرے، فوجیوں میں جہاد کی ترغیب کے لئے جنت کا بیان کیا جائے تاکہ مسلمان حصول جنت کے شوق میں خوب جان بازی اور ولولے سے لڑیں۔ تیسرے، صحابہ کرامؓ کے جذبہ حب آخرت کا بیان ہے، جس نے انہیں دنیا کی نعمتوں اور لذتوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

۱۳۱۷ - وعنه قال: جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ أُنْعَثَ مَعَنَا رَجَالًا يُعَلِّمُونَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَاءُ، فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ، بِقَرُوءٍ الْقُرْآنَ، وَيَتَدَارَسُونَ ۳۲ / ۱۳۱۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور عرض کیا) کہ ہمارے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھیجیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں، پس آپ نے انصار میں سے ستر آدمی ان کی طرف بھیجے، جن کو قراء کہا جاتا

تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے، یہ سب حضرات قرآن پڑھتے تھے، رات کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے میں گزارتے اور اسے سیکھتے۔ دن کو یہ لوگ پانی لاتے اور اسے مسجد میں رکھتے، لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتے اور انہیں فروخت کرتے اور اس سے اہل صفہ اور فقراء کے لئے مسلمان خوراک خریدتے تھے۔ تو ان کو نبی ﷺ نے بھیج دیا، پس ان کو لے جانے والے ان (کی جان) کے در پے ہو گئے اور انہیں منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ پس (شہادت سے پہلے) انہوں نے کہا، اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے اور حضرت انسؓ کے ماموں حضرت حرامؓ کے پاس ان کے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور نیزہ ان کو گھونپ دیا، یہاں تک کہ وہ ان کے جسم سے پار ہو گیا، پس حضرت حرامؓ نے کہا، رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے (بوقت شہادت یہ) کہا، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

(بخاری و مسلم، یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من ینکب أو یطعن فی سبیل اللہ - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشہید۔

**فوائد:** کافروں نے سازش کر کے اس طرح ستر صحابہ کو، جو قرآن کے پڑھنے پڑھانے میں ممتاز تھے، اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے علاقے میں لے جا کر انہیں شہید کر دیا، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کبھی بھی اپنے جانثار صحابہ کو نہ بھیجتے۔ پھر جب ان کو یقین ہو گیا کہ ہم نزعہ کفار میں پھنس گئے ہیں اور ہمارا زندہ بچنا مشکل ہے تو انہوں نے اللہ سے دعاء کی کہ ہمارا پیغام اپنے پیغمبر تک پہنچا دے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور بذریعہ وحی اللہ نے آپ تک ان کا پیغام پہنچا دیا، آپ نے

وحی کے ذریعے سے مطلع ہو کر صحابہ کرام کو اس واقعے کی خبر دی۔ (۲) صفحہ چوتھے یا ڈیوڑھی کو کہتے ہیں، مسجد نبوی کے چوتھے پر درس گاہ نبوی تھی، جس میں ۷۰، ۷۵ صحابہ زیر تعلیم تھے، یہ شب و روز نبی ﷺ کی صحبت میں رہ کر آپ کے ارشادات سننے اور آپ سے دین کا علم حاصل کرتے تھے، ان کی معاش کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں تھا، لنگر خانہ تھا نہ لوگوں کے گھروں میں مستقل انتظام تھا۔ صرف اللہ پر توکل و اعتماد ان کا سب سے بڑا سارا تھا۔ کبھی کبھار کوئی صدقہ یا ہدیہ آتا تو مل بانٹ کر کھاپی لیتے یا ان ہی میں سے کچھ لوگ ایندھن وغیرہ جمع کر کے بیچتے اور اپنے ساتھیوں کی خوراک کا کچھ بندوبست کر لیتے۔ (۳) دعوت و تبلیغ کی راہ بڑی کٹھن راہ ہے، اس میں اپنوں اور بیگانوں کی کڑوی کیلی باتیں بھی سنی پڑتی ہیں اور بعض دفعہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں، تاہم یہ انبیاء کا مشن ہے جسے بہر حال پورا کرنا علمائے حق کا شیوہ ہے اور ہونا چاہئے۔

۱۳۱۸ - وَعَنْهُ قَالَ: غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! غِيبْتُ عَنْ أَوْلِ قِتَالِ قَاتَلَتِ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنِ اللَّهُ أَشْهَدَنِي قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ لَيُرِينَ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعْتَدْتُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - يُعْنِي أَصْحَابَهُ - وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - يُعْنِي الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ! الْعَجَّةُ وَرَبِّ النَّضْرِ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ! قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا صَنَعَ! قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَتَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رِمِيَّةٍ بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمِثْلٌ بِهِ الْمُشْرِكُونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أَحْتَهُ بِنَبَاتِهِ. قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَرَى - أَوْ نَنْظُرُ - أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَن قَتَلَ نَجَبًا﴾ إِلَى آخِرِهَا (الأحزاب: ۲۳) متفقٌ عليه، وقد سبق

۳۳ / ۱۳۱۸ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میرے چچا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے غیر حاضر رہے تھے، انہوں نے (ایک مرتبہ) عرض کیا، یا رسول اللہ! پہلی لڑائی، جو آپ نے مشرکین سے لڑی، میں اس میں غیر حاضر رہا، اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا جو میں کروں گا۔ پس جب احد کی لڑائی کا دن آیا، مسلمان منتشر ہو گئے، تو انہوں نے کہا، اے اللہ! میں تیری طرف اس کام سے معذرت کرتا ہوں جو ان حضرات (یعنی ان کے ساتھیوں) نے کیا ہے اور تیرے سامنے اس کام سے برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ان مشرکوں نے کیا ہے۔ پھر آگے بڑھے، پس ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذ سے ہوا، تو فرمایا، اے سعد بن معاذ! نضر کے رب کی قسم، جنت! یقیناً میں احد پہاڑ کے ورے سے اس کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ تو حضرت سعد نے فرمایا، اے اللہ کے رسول! جو کچھ انہوں (نضر) نے کیا ہے، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت انس نے بیان کیا، ہم نے ان کے جسم پر اتنی سے زیادہ تلوار کی چوٹیں، یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے انہیں شہید ہونے کی حالت میں پایا اور مشرکین نے ان کا مشلہ کر کے ان کی شکل و صورت بگاڑ دی تھی، پس



انہیں ان کی بہن کے سوا کوئی پہچان نہیں سکا، انہوں نے بھی اسے انگلیوں کے پورے سے پہچانا، حضرت انسؓ نے فرمایا، ہم سمجھتے یا خیال کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت نضر اور ان جیسے آدمیوں کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ ”مومنوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے وہ عمد سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر دیا (یعنی موت یا شہادت سے ہم کنار ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو منتظر ہیں آخر آیت تک“ (سورۃ احزاب، ۲۳) (بخاری و مسلم) (یہ روایت باب الجہادہ میں گزر چکی ہے۔)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ﴾ - صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشہید.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل، رقم ۱۵ / ۱۰۹ میں گزر چکی ہے۔ وہاں امام نوویؒ نے وضاحت کی ہے کہ ”لیرین اللہ“ دو طرح سے مروی ہے۔ ایک یاء اور راء پر زبر کے ساتھ (لَيْرِينَ اللّٰهُ) اوپر ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے اور دوسرا، یا پر پیش اور راء کے نیچے زیر۔ ”لَيْرِينَ اللّٰهُ“ یعنی میں جو کچھ کروں گا، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لئے ظاہر فرمادے گا۔ اس میں انہوں نے بڑے محتاط الفاظ میں نہایت شجاعت و پامردی سے لڑنے کا عزم ظاہر کیا ہے اور کسی قسم کے ادعاء سے بھی اجتناب کیا ہے۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر انسان کے دل میں نیکی کا کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو، تو اس کی بابت لمبے چوڑے دعوے نہ کرے، بلکہ وقت آنے پر عزم و ارادہ کے مطابق اپنی پوری قوت اور طاقت سے اسے کر گزرے، اس کے کارنامے کو اللہ تعالیٰ خود لوگوں پر واضح فرما دے گا۔ لیکن اگر پہلے ہی دل میں شرت و ناموری کی بات آجائے گی تو وہ عمل ہی اکارت ہو جائے گا، کیونکہ اس میں اخلاص کی جگہ ریا و نمود کے جذبے کی شمولیت ہو گئی۔ دیگر فوائد کے لئے محولہ باب اور رقم ملاحظہ ہو۔

۱۳۱۹ - وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۴ / ۱۳۱۹ - حضرت سمرةؓ سے روایت ہے، رسول قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَأَيْتَ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَيْتَانِي، فَصَعِدَا بِي السَّجْوَةَ، فَأَذْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، لَمْ أَرْ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، قَالَا: أَمَا هَذِهِ الدَّارُ فَذَارُ الشُّهَدَاءِ» رواه البخاري وهو بعض من حديث طويل فيه أنواع العلم سيأتي في (بخاری) گھر ہے۔



بابِ تَحْرِيمِ الْكُذِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى . اور یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے، اس میں علم کی بہت سی قسمیں ہیں، یہ حدیث، اگر اللہ نے چاہا تو، بابِ تَحْرِيمِ الْكُذِبِ میں آئے گی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب رقم ۹۲۔

فوائد: یہ خواب میں آپ کو شداء کے مقام و مرتبہ کا مشاہدہ کروایا گیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔ دو آدمیوں سے مراد دو فرشتے ہیں، جبرئیل و میکائیل۔ فرشتے اللہ کے حکم اور مشیت سے انسانی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

۱۳۲۰ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ الرَّبِيعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سُرَّاقَةَ، أُنْتِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُلُوبَ يَوْمَ بَدْرٍ - فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرَتْ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ، فَقَالَ: «يَا أُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنِكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى». رواه البخاري.

۳۵ / ۱۳۲۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ام ربیع بنت البراء، جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ، کیا آپ مجھے حارثہ کی بابت خبر نہیں دیتے؟ اور یہ بدر والے دن شہید ہو گئے تھے۔ اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو میں اس پر خوب جی بھر کر روؤں۔ آپ نے فرمایا، اے ام حارثہ، جنت میں متعدد درجے ہیں اور تیرا بیٹا جنت کے اعلیٰ ترین درجے میں پہنچ گیا ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من آتاه سهم غرب فقتله.

فوائد: جنت الفردوس، جنت کا اعلیٰ ترین حصہ ہے، شداء کا اس درجے پر فائز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد اللہ کو بہت پسند ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب تم جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔

۱۳۲۱ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِيءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذُكِّلَ بِهِ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبَتْ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهَانِي قَوْمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تَطْلُعُهُ بِأَجْنِحَتِهَا» متفقٌ عليه.

۳۶ / ۱۳۲۱ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں لائے گئے جب کہ مثلہ کر کے ان کی شکل و ہیئت بگاڑ دی گئی تھی، پس ان کی لاش آپ کے سامنے رکھ دی گئی، میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا، فرشتے تیرے والد کو اپنے پروں سے برابر سایہ کرتے رہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ظل الملائكة على الشهيد - وصحیح مسلم،

کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عبدالله بن عمرو، والد جابر رضی اللہ عنہما۔  
**فوائد:** مثلہ، شکل و صورت کے بگڑ جانے کو کہتے ہیں، جیسے دشمنی میں ناک، کان وغیرہ کاٹ کر، آنکھیں نکال کر  
 شکل و صورت بگاڑ دی جائے، یا دوران جنگ اس طرح ہو جائے۔ بہت سے صحابہ کرامؓ کے ساتھ کفار و مشرکین  
 نے بغض و عناد میں اس طرح معاملہ کیا۔ لیکن اسلام نے مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ مثلہ کرنے سے منع  
 فرمایا ہے۔ بہر حال اس میں حضرت عبداللہ کی فضیلت کا بیان ہے جو شہادت کی وجہ سے انہیں حاصل ہوئی۔ یہ  
 جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔

۱۳۲۲ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۷ / ۱۳۲۲ - حضرت سهل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو سچے دل سے  
 اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعاء مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو  
 شہداء کے مرتبوں پر پہنچا دے گا، اگرچہ اسے موت  
 اپنے بستر پر ہی آئے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة.

**فوائد:** یہ روایت باب الصدق، رقم ۵۷ / ۳ میں بھی گزر چکی ہے، اس میں شہادت کی آرزو اور اس کی دعاء  
 کرنے کا استحباب ہے۔

۱۳۲۳ - وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۸ / ۱۳۲۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ طَلَبَ  
 الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ» رواه  
 کا طالب ہو تو اسے یہ مقام عطا کر دیا جاتا ہے، اگرچہ  
 شہادت اسے حاصل نہ ہو۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة.

**فوائد:** اس میں حسن نیت کا فائدہ اور صلہ بیان کیا گیا ہے، جس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ انسان کو اپنی نیت  
 صحیح اور زیادہ سے زیادہ نیکی کے کاموں کی رکھنی چاہئے، ان میں سے اگر وہ کچھ کر بھی نہیں سکے گا، تب بھی اللہ  
 تعالیٰ اسے ان کا اجر عطا فرمادے گا، اسی طرح شہادت اور اللہ کی راہ میں فداء ہو جانے کی آرزو بھی ہر مسلمان کو  
 کرنی چاہئے۔ تاکہ وہ رتبہ شہادت سے سرفراز ہو سکے۔

۱۳۲۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳۹ / ۱۳۲۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا يَجِدُ  
 الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ  
 مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ» رواه الترمذي وقال:  
 چوٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہے، جتنی تم میں سے کوئی شخص  
 حديد حسن صحیح.

(ترمذی، حسن صحیح)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرباط .  
**فوائد:** شہادت کی موت کو اللہ نے جس طرح آسان بنایا ہے، اس میں اس کا بیان ہے تاکہ لوگ شہادت سے نہ گھبرائیں۔

۳۰ / ۱۳۲۵ - حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بعض ان ایام میں جب آپ کا مقابلہ دشمن سے ہوا، آپ نے انتظار فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا، اے لوگو، دشمن سے لڑنے کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ پس جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تکواریوں کی چھاؤں میں ہے۔ پھر فرمایا، اے اللہ، کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے، دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست سے دو چار فرما اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو - وصحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب کراهیة تمني لقاء العدو .

**فوائد:** یہ روایت باب الصبر، رقم ۲۹ / ۵۳ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ کا آغاز، زوال شمس کے بعد کرنا بہتر ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے بھی اس کا اہتمام فرمایا ہے۔ (۲) لڑائی کی آرزو کرنا ممنوع ہے۔ تاہم جب لڑائی ناگزیر ہو جائے تو اس سے فرار اختیار نہ کرے بلکہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور خوب جم کر لڑے۔ (۳) صبر و استقامت کے ساتھ اللہ سے فتح و نصرت کی دعائیں بھی کی جائیں کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں اور اس کی مشیت کے بغیر فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔

۳۱ / ۱۳۲۶ - وعن سهل بن سعيد - حضرت سهل بن سعدؓ سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: «ثنتان لا تُردَّان، أو قلَّما تُردَّان: الدعاء عند النداء وعند البأس حين يلجم بعضهم بعضاً». رواه أبو داود بإسناد صحيح .  
 رن ہو۔ (ابو داؤد، بائنا صحیح)

**تخریج:** سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب الدعاء عند اللقاء .  
 ۳۲ / ۱۳۲۷ - وعن أنس رضي الله عنه - حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ

قال: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ عَضِدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحْوَلُ، وَبِكَ أَصْوَلُ، وَبِكَ أَقَاتِلُ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

رسول اللہ ﷺ جب جہاد کرتے تو یہ دعاء فرماتے، "اے اللہ! تو ہی میرا بازو اور میرا مددگار ہے، تیری مدد سے ہی میں پھرتا (اپنا دفاع کرتا) اور تیری ہی توفیق سے میں دشمن پر حملہ کرتا اور لڑتا ہوں۔ (ابو داؤد، ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

**تخریج:** سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب ما یدعی عند اللقاء - وسنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب فی الدعاء إذا غزا.

**فوائد:** ظاہری اسباب و وسائل کی فراہمی کے ساتھ اللہ سے فتح و نصرت کی دعاء بھی ضروری ہے کہ اللہ کی طرف رجوع، اس کی یاد اور اس سے استعانت مومن کے لئے بہت بڑا سہارا اور اس کی قوت کا باعث ہے۔

۱۳۲۸ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: «اللَّهُمَّ! إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ» رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب دشمن قوم سے خوف محسوس فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے، اے اللہ! ہم تجھ کو ہی ان کے مد مقابل کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ان کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ (ابو داؤد، باسناد صحیح)

**تخریج:** سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب يقول الرجل إذا خاف قوما.

**فوائد:** خوف کے وقت یہ دعاء پڑھی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دشمن سے بچانے والا ہے، اس لئے اسی سے دعاء والتجاک کی جائے۔

۱۳۲۹ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» قِيَامَتِ تِكْ كَلِّ لِي بَهْلَانِي بَانْدَهِي گئی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الخيل معقود... وصحيح مسلم، كتاب الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير الي يوم القيامة.

**فوائد:** یہ خیر انہی گھوڑوں میں ہے جو جہاد کی غرض سے ہوں۔ کیونکہ خیر سے مراد اصلاً تو اجر و ثواب ہے، تاہم غنیمت بھی اس میں شامل ہے۔ اس نقطہ نظر سے گھوڑوں کو رکھنا اور پالنا نہایت پسندیدہ ہے۔ پہلے زمانے میں جنگی اعتبار سے گھوڑوں کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔ تاہم آج بھی، جب کہ جنگ کا سارا اسلوب بدل گیا ہے اور متعدد نئے خطرناک ہتھیار تیار کر لئے گئے ہیں۔ گھوڑے جنگ میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

۱۳۳۰ - وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ ۱۳۳۰/۴۵ - حضرت عروہ باریقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،





تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرمی والحث علیہ۔  
 فوائد: اس میں مسلمانوں کو خوش خبری دی گئی ہے کہ مستقبل میں بہت سے علاقوں پر تمہیں فتح و کامرانی نصیب ہوگی اور اللہ کی خاص مدد سے تم نوازے جاؤ گے جس کی وجہ سے دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ظاہری اسباب سے تم بھی غفلت نہ برتو اور دشمن سے مقابلے کے لئے جنگی تیاری اور مشقوں (تیر اندازی وغیرہ) میں کوتاہی نہ کرو۔ آج کل تیر اندازی کی جگہ جدید جنگی مشقوں اور جدید جنگی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کرنی ضروری ہے۔

۱۳۳۵ - وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ عَلَّمَ الرَّمِيَّ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، أَوْ فَقَدَ عَصَى» رواه مسلم.  
 ۱۳۳۵/۵۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کو تیر اندازی کا فن سکھایا گیا، پھر اس نے اسے چھوڑ دیا (یعنی فراموش کر دیا) وہ ہم میں سے نہیں، یا (فرمایا) اس نے یقیناً نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرمی والحث علیہ۔  
 فوائد: اس میں بھی اس وقت کے اعتبار سے فن تیر اندازی کے سیکھنے کی ترغیب اور اس کی اہمیت و تاکید اور اسے بھلا دینے پر سخت وعید ہے۔ یہی تاکید آج کل کے جنگی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کرنے کی ہے اور تربیت حاصل کر کے بھلا دینے پر اسی وعید کا مستحق ہو گا۔ کیونکہ یہ تربیت اعلیٰ کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کے دفاع کے لئے نہایت ضروری ہے اور سیکھ کر بھلا دینے کا مطلب ہے کہ وہ ایک نہایت اہم اسلامی فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

۱۳۳۶ - وَعَنْهُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَثَبِلَهُ. وَارْمُوا وَارْكَبُوا، وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمِيَّ بَعْدَ مَا عَلَّمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ، فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا» أَوْ قَالَ: «كَفَرَهَا». رواه أبو داود.  
 ۱۳۳۶/۵۱ - سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، اس کے بنانے والے کو، جو اس کے بنانے میں بھلائی (ثواب) کی نیت رکھے، تیر انداز کو اور ترکش سے تیر نکال نکال کر دینے والے کو۔ تم تیر اندازی اور سواری کا فن سیکھو اور مجھے تمہارا تیر اندازی کا سیکھنا، تمہارے سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے اور جس نے بے رغبتی کی وجہ سے تیر اندازی کا فن سکھائے جانے کے بعد، چھوڑ دیا، تو اس نے ایک (حاصل شدہ) نعمت کو چھوڑ دیا، یا فرمایا، اس نے نعمت کی ناشکری کی۔

(ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الرمی.



فوائد: اس میں بھی دشمن سے مقابلے کی تیاری کی اہمیت اور اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ اس میں تیر کی مثال دی گئی ہے۔ اسی طرح آج کل کے جدید جنگی ہتھیار اس نیت سے بنائے کہ وہ اس کے ذریعے سے جہاد کرے گا تو اس میں جتنے لوگ بھی جس جس طریقے سے اس کی معاونت کریں گے، سب کو برابر اجر ملے گا، علاوہ ازیں آج کل تیر اندازی اور سواری وغیرہ کی جگہ جدید جنگی تربیت حاصل کرنی چاہئے اور اس کی تربیت حاصل کر کے اسے فراموش نہیں کرنا چاہئے ورنہ وہ بھی اس وعید کا مستحق قرار پائے گا۔

۱۳۳۷ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، حضرت سلمة بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسی جماعت پر سے گزر ہوا جو بطور مقابلہ تیر اندازی کر رہی تھی، آپ نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا، اے اولاد اسماعیل! تم تیر اندازی کرو، اس لئے کہ تمہارے باپ بھی تیر انداز تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب التحریص علی الرمی۔  
فوائد: عربوں کو بنو اسماعیل بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے، حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں، اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اجداد میں شمار ہوتے ہیں، کیونکہ آپ بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سلسلہ نسب سے ہیں۔

۱۳۳۸ - وَعَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبَسَةَ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، يَقُولُ: «مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لَهُ عِذْلٌ مُحَرَّرَةٌ». رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.  
(ابو داؤد، ترمذی، دونوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب العتق، باب أي الرقاب أفضل؟ - وسنن ترمذی، أبواب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ.

۱۳۳۹ - وَعَنْ أَبِي يَحْيَى خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَتَبَ لَهُ سَبْعُمِائَةَ ضِعْفٍ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن.  
حضرت ابو یحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا اللہ کتب لے سبعمائتہ ضعیف، رواہ الترمذی (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل اللہ.  
۱۳۴۰ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَا مِنْ عَبْدٍ رَمَى بِنَدَاةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَتَبَ لَهُ سَبْعُمِائَةَ ضِعْفٍ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن.  
حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو بندہ اللہ کے راستے میں

يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ  
الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا مَتَّفِقٌ  
عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے بقدر) دور کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔  
فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الصوم، رقم ۳ / ۱۳۱۸ میں گزر چکی ہے۔ ان احادیث میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور کسی طرح کی بھی مشقت برداشت کرنے کا ثواب بتایا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جہاد کی راہ میں کی گئی کوشش بیکار نہیں جاتی ہر کوشش کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

۱۳۴۱ - وَعَنْ أَبِي أُثَامَةَ، رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ  
خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» رَوَاهُ  
الترمذي وقال: حديث حسن صحيح. (ترمذی، حسن صحیح)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان، آسمان و زمین کے درمیان فاصلے کے بقدر، خندق ڈال دیتا ہے۔ (ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الصوم في سبيل الله.  
۱۳۴۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ  
مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ،  
مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنَ النَّفَاقِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس حالت میں فوت ہو کہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے نفس نے جہاد کی بات کبھی سوچا، تو اس کی موت نفاق کی ایک خصلت پر ہوگی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب ذم من مات ولم يغز. . .  
فوائد: جہاد کا موقع نہ ملنا اور بات ہے۔ لیکن کبھی دل میں اس خیال کا بھی نہ آنا کہ اگر کفار سے مقابلے کی ضرورت پیش آئی تو میں ضرور اللہ کی راہ میں لڑوں گا، یہ منافقانہ خصلت ہے، کیونکہ جہاد سے بچھے رہنا، انہی کی خصلت تھی۔ امام قرطبی نے اس کی روشنی میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کوئی عمل خیر کرنے پر قادر نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ یہ عزم کر لے کہ جب بھی مجھے اس کی قدرت حاصل ہوگی، میں اس میں کوتاہی نہیں کروں گا تاکہ اس کی نیت، فعل کے قائم مقام ہو جائے اور انسان عمل خیر کرے نہ اس کی دل میں نیت رکھے، تو یہ منافق کی شان ہے۔ بالخصوص جہاد کی بابت دل میں بھی نیت نہ رکھنے سے، انسان منافقین کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اللهم احفظنا منه

۱۳۴۳ - وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: «إِنَّ  
بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ  
۱۳۴۳ / ۵۸ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو آپ نے فرمایا، مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو

وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ. وفي رواية: «حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ». وفي رواية: «إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ» رواه البخاري من رواية أَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ من رواية جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ.

مسافت بھی طے کی اور جو وادی بھی قطع کی، وہ (اجر میں) تمہارے ساتھ رہے، (کیونکہ) انہیں مرض نے روک دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے، عذر نے انہیں روک دیا ہے اور ایک روایت میں ہے، وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک رہے۔

بخاری نے اسے حضرت انسؓ سے روایت کیا اور مسلم نے اسے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے اور الفاظ بھی مسلم کے ہیں۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من حبسه العذر عن الغزو - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب نزول النبي ﷺ الحجر.

**فوائد:** یہ روایت اس سے قبل باب الاغلاص ۴/۳ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جہاد میں جانے کی طاقت نہیں رکھتا، تو اس کی نیت صادق بنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور جان کا نذرانہ پیش کرنے سے کافی ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ اپنی اس نیت کی بدولت عند اللہ، مجاہدین کے ساتھ اجر میں شریک سمجھا جائے گا۔

۱۳۴۴ - وعن أبي موسى، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِذِكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ؟ وفي رواية: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حِمِيَةً. وفي رواية: وَيُقَاتِلُ غَضَبًا، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ لَتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعَلِيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ» متفقٌ عليه.

۵۹ / ۱۳۴۳ - حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک دہماتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ایک آدمی تو مالِ غنیمت کے لئے لڑتا ہے، ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا چرچا ہو، ایک اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام پہچانا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے، کوئی قومی و قبائلی عصبیت کے لئے لڑتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی شخص (ذاتی) غصے کے پیش نظر لڑتا ہے۔ پس ان میں کون اللہ کے راستے میں لڑنے والا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہ شخص اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا - وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل...

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ کسی دنیوی غرض سے لڑنے والا مجاہد نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والا مجاہد

صرف وہ ہے جو صرف اللہ کے دین کے لئے اللہ کی رضا کی خاطر لڑے۔

۱۳۴۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ، أَوْ سَرِيَةٍ تَغْزَوُ، فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ، إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا نُلْتِي أَجُورِهِمْ، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تُخَفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ أَجُورُهُمْ». رواه مسلم.

۶۰ / ۱۳۴۵ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو لڑنے والا گروہ یا لشکر جماد کرے، پس وہ مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح سالم واپس آجائے، تو اس نے اپنے اجر کا دو ٹکٹ (دو تہائی ۲/۳) دنیا میں جلد حاصل کر لیا اور جو گروہ یا لشکر لڑے لیکن غنیمت حاصل نہ کر سکے اور شہید یا زخمی ہو جائے تو اس کے لئے ان کا پورا اجر ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب بیان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم یغنم. فواحد: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجاہدین میدان جنگ سے صحیح سلامت واپس آجاتے اور مال غنیمت سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں، وہ اجر میں ان مجاہدین سے کم تر ہوں گے جو شہید یا زخمی ہو جاتے ہیں اور مال غنیمت بھی ان کے حصے میں نہیں آتا۔ جیسے صحابہ کرامؓ فرمایا کرتے تھے ”ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہو گئے کہ انہوں نے اپنے اجر کا کوئی حصہ دنیا میں نہیں لیا اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انہیں چن رہے ہیں۔“

۱۳۴۶ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! انْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، عَزَّ وَجَلَّ» رواه أبو داود بإسنادٍ جيّد.

۶۱ / ۱۳۴۶ - حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ، مجھے سیاحت (ترک دنیا) کی اجازت عنایت فرمائیے، تو نبی ﷺ نے فرمایا، میری امت کی سیاحت اللہ کے راستے میں جماد کرنا ہے۔ (ابو داؤد، اس کی سند عمدہ ہے)

**تخریج:** سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب النهی عن السیاحة. فواحد: سیاحت کا عام مفہوم تو زمین میں چلنا پھرنا، گھومنا اور سیر و سفر کرنا ہی لیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں سائل کا مقصد دنیا کی لذات و مآلوفات، جمعہ و جماعت اور تعلیم وغیرہ ترک کرنے کی اجازت طلب کرنا ہے تاکہ وہ اپنے نفس پر قابو پانے کے لیے آبادیوں سے دور جنگلوں اور ویرانوں میں جا کر رہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا، دنیا کی لذتوں کو ہی چھوڑنا ہے تو اس کے لیے بہترین عمل جماد ہے جس میں ہر وقت موت انسان کے تعاقب میں رہتی ہے۔ جب موت ہر وقت انسان کے سامنے رہے تو کون لذتوں میں الجھنا پسند کرتا ہے؟ گویا یہاں سیاحت سے مراد جماد ہے۔ اسی لیے امام ابو داؤد نے یہ روایت کتاب الجهاد میں ذکر کی ہے۔ اس کی سند میں قاسم راوی ہے جس پر بہت سے محدثین نے کلام کیا ہے۔ (عون المعبود)

۱۳۴۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ ۶۲ / ۱۳۴۷ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما

العاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَفْلَةُ كَعَزْوَةَ». رواه أبو داود بإسنادٍ جيدٍ. «القَفْلَةُ»: الرُّجُوعُ، والمراد: الرُّجُوعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ؛ ومعناه: أنه يَثَابُ فِي رُجُوعِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْغَزْوِ.

سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جماد سے لوٹنا، جماد کرنے کی مثل ہے۔

جید۔ «القَفْلَةُ»: الرُّجُوعُ، والمراد: الرُّجُوعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ؛ ومعناه: أنه يَثَابُ فِي رُجُوعِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْغَزْوِ.

قفلة کے معنی، لوٹنا ہیں اور مراد، جماد سے فارغ ہو کر لوٹنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جماد سے فراغت کے بعد جب مجاہد لوٹتا ہے تو اس رجوع پر بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب فضل الففل في الغزو.

فوائد: مجاہد، جب جماد سے گھر واپس آتا ہے، تو اس پر بھی اسے جماد کی طرح اجر ملتا ہے، کیونکہ گھر آکر بھی وہ فرائض ادا کرتا ہے جو اہل و عیال کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں۔ نیز واپس آکر دوبارہ جماد میں جانے کی بھرپور تیاری کرتا ہے، اس کے لئے اسلحہ اور قوت فراہم کرتا ہے، گویا مومن گھر کے اندر بھی، اپنی نیت اور تیاری کے اعتبار سے، حالت جماد میں رہتا ہے، جس پر اسے جماد والا اجر ہی دیا جائے گا۔

١٣٤٨ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، ٦٣ / ١٣٣٨ - حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوة تبوک سے واپس آئے تو لوگ آپ سے ملاقات کے لئے نکلے، پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنئیة الوداع مقام پر آپ سے ملاقات کی۔ اسے ان الفاظ کے ساتھ ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسے اس طرح روایت کیا ہے، حضرت سائب نے بیان کیا، ہم بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے جانا شروع ہوئے۔

تخریج: صحیح بخاری، اول کتاب النبی ﷺ إلى کسری و قیصر - و سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب فی التلقى.

فوائد: اس میں جنگ یا سفر سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنے کا جواز ہے۔ لیکن بغیر کسی تکلف اور فضول خرچی کے۔ آج کل استقبال کا انداز یہ ہے کہ لوگوں کو خوب ترغیب دی جاتی ہے، آرائش و چراغاں کا اہتمام کیا جاتا ہے، نیز آتش بازی، ہوائی فائرنگ اور دیگر اس قسم کی فضولیات کا اہتمام ہوتا ہے اور ان خرافات پر ملک و قوم کا خزانہ نہایت بے دردی سے برباد کیا جاتا ہے۔ یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اور ملک و قوم کے مفادات کے خلاف بھی۔ اس قسم کی فضولیات پر قومی خزانے کو لٹانے کی بجائے، اسے بہتر مصرف پر خرچ کرنا چاہئے جس میں ملک و قوم کا کوئی فائدہ ہو۔



ابواب السیر، باب ما جاء في الساعة التي يستحب فيها القتال.  
**فوائد:** اس حدیث سے آغاز جنگ کے دو وقت معلوم ہوئے کہ یا تو صبح سویرے ہی جہاد کا آغاز کر دیا جائے، ورنہ پھر زوال شمس کے بعد لڑائی شروع کی جائے۔ صبح سویرے مسلمان تازہ دم اور دشمن (بالعموم) غافل ہوتا ہے اور زوال شمس کے بعد سورج کی روشنی میں ہر قسم کی نقل و حرکت آسان ہوتی ہے، علاوہ ازیں اس وقت اللہ کی مدد بھی نازل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ دو وقت لڑائی کے لئے موزوں وقت ہیں۔

۱۳۵۲ - وعن أبي هريرة، رَضِيََ ۶۷ / ۱۳۵۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِيَّامًا، دُشْمَنٌ مِنْ لُزْنَةٍ كِي آرْزُو  
 «لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَأَسْأَلُوا اللَّهَ مَتَّ كَرُو اور اللہ سے عافیت کا سوال کیا کرو، لیکن جب  
 الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ، فَاصْبِرُوا» متفقٌ تمہارا ان سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو۔  
 علیہ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب لا تمنوا لقاء العدو - وصحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب کراهية تمنى لقاء العدو.

**فوائد:** یہ حدیث اس باب کے درمیان میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱۳۲۵۔

۱۳۵۳ - وَعَنْ جَابِرٍ، ۶۸ / ۱۳۵۳ - سابق راوی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے  
 رَضِيََ اللَّهُ عَنْهُمْ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: رَوَايَةٌ هِيَ، نَبِيٌّ مَوْلَانِيَّامًا، جَنَگِ اِيک چال ہے۔  
 «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ» متفقٌ علیہ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الحرب خدعة - وصحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب جواز الخداع في الحرب.

**فوائد:** خدعة، کا مطلب ہے ایسی چال چلنا جس سے دشمن مغالطے کا شکار ہو جائے اور اس پر اپنا مقصد یا سمت واضح نہ ہو۔ یہ اسلام میں جائز ہے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر بعض دفعہ کافروں کو شکست دینا ممکن نہیں۔ جب کہ کافروں کو شکست دینا ضروری ہے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو۔ اس لئے اس طرح کی تدبیریں اور چالیں اختیار کرنا ناگزیر ہے جن سے لڑائی میں دشمن کو ناکام بنایا جاسکتا ہو۔ بہر حال مذکورہ احادیث باب سے واضح ہے کہ اسلام میں جہاد کی کتنی اہمیت اور تاکید ہے اور اس سے اعراض و غفلت کتنا بڑا جرم۔ لیکن بد قسمتی سے اس وقت مسلمان ہر جگہ اس ترک جہاد کا مرتکب ہے۔ فالی اللہ المشتکی۔

۲۳۵ - اس جماعت کا بیان جو اخروی اجر

۲۳۵ - بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ

کے اعتبار سے شہید ہے، انہیں غسل دیا

فِي نَوَابِ

جائے گا اور ان کی نماز پڑھی جائے گی اس

شخص کے برعکس جو کافروں کے ساتھ لڑائی

بِخِلَافِ الْقِتَالِ



فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ  
میں شہید ہو جائے (اس کی نماز ہے نہ غسل)

۱۳۵۴ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱ - ۱۳۵۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْفُونُ وَالْمَبْطُونُ، وَالْعَرِيقُ، وَصَاحِبُ الْهَذْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»  
خمسے: المطفون والمبطنون، والعريق، وشاهد پانچ ہیں۔ طاعون سے مرنے والا، پیڑے سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مرنے والا اور اللہ کی  
راہ میں شہید ہونے والا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الشهادة سبع سوى القتل - وصحيح مسلم،  
کتاب الإمارة، باب بيان الشهداء.

نوٹ: شہداء، شہید کی جمع ہے یہ یا تو شہادت (گواہی) سے ہے اور شہید کو شہید اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول نے جنت کی گواہی دی ہے۔ یا یہ شہود (حاضری) سے ہے، رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں یا یہ خود معرکہ کارزار میں حاضر ہوتا اور جان کا نذرانہ بارگاہ الہی میں پیش کرتا ہے۔ مطعون، وہ ہے جو طاعون کی بیماری سے فوت ہو، مبطون وہ ہے جس کو پیٹ کی کسی بیماری کی وجہ سے موت آئے، صاحب الہدم، وہ ہے جو کسی عمارت یا چٹان کے گرنے سے اس کے نیچے دب کر مر جائے، عریق، جو پانی میں ڈوب کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یہ چاروں قسم کے افراد وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے قیامت کے روز شہیدوں کی طرح اجر عطا فرمائے گا۔ دوسری احادیث میں کچھ اور لوگوں کا تذکرہ بھی ہے جو رجبہ شہادت سے نوازے جائیں گے، ان احادیث میں تضاد نہیں۔ اس لئے کہ پہلے آپ کو پانچ شہیدوں کی بابت بتلایا گیا جسے نبی ﷺ نے بیان فرمایا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس فہرست میں کچھ اور لوگوں کو بھی شامل فرمایا، آپ نے اسے بھی بیان فرمایا اور شہید فی سبیل اللہ کا درجہ ان سب سے بلند ہے کیونکہ وہ حقیقی شہید ہے، بشرطیکہ اخلاص نیت سے اللہ کی راہ میں لڑا ہو۔

۱۳۵۵ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَاتُ الْعُرَيْقُ وَالشَّهْدَاءُ فَيَكْفَمُ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ. قَالَ: «إِنَّ شَهِدَاءَ أُمَّتِي إِذَا لَقِيتُ!» قَالُوا: فَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَالْعَرِيقُ شَهِيدٌ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۵۵ / ۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم اپنے اندر کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے۔ آپ نے فرمایا، تب تو میری امت میں شہداء کم ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا، پھر یا رسول اللہ! کون شہید ہیں؟ آپ نے فرمایا، جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے۔ جو اللہ کے راستے میں طبعی موت مر جائے، وہ شہید ہے۔ جو طاعون کی بیماری میں فوت ہو جائے، وہ شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر

مر جائے، وہ شہید ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب بیان الشهداء.

فوائد: اللہ کے راستے میں طبعی موت مرنے سے مراد یہ ہے کہ لڑتے ہوئے تلوار کے وار سے یا نیزے اور گولی وغیرہ گلتے سے موت نہ آئے، بلکہ کسی اور سبب سے موت آئے، مثلاً جہاد کے لئے جا رہا ہے تو راستے میں گھوڑے سے گر کر مر جائے، یا گاڑی کے حادثے میں موت سے ہمکنار ہو جائے، یا دل کا دورہ پڑنے سے یا اور اسی قسم کی وجہ سے مر جائے۔ یہ بھی عند اللہ شہید ہو گا۔

۱۳۵۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ ۱۳۵۶/۳ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے العاص، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ» حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے، پس وہ شہید ہے۔ متفقٌ عليه. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب من قتل دون ماله - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من أخذ مال غیره...

فوائد: دون کا لفظ، ظرف مکان ہے بمعنی تحت۔ مسموم اس کا یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا اور اس کا دفاع کرتا ہے، وہ عام طور پر یا تو اس کو اپنے پیچھے رکھتا ہے یا اپنے نیچے اور پھر لڑتا ہے۔ تاہم جو بھی صورت ہو، اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے جو شخص بھی قتل کر دیا جائے گا، اسے اللہ تعالیٰ شہید کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

۱۳۵۷ - وَعَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ، أَحَدِ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

رواهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۳۵۷/۳ - حضرت ابو الاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی ہے رضی اللہ عنہم، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے۔ جو اپنے خون (جان) کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے۔ جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے۔

(ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی قتال اللصوص - وسنن ترمذی، أبواب الديات، باب ما جاء فیمن قتل دون ماله فهو شهيد.

فوائد: وہ دس صحابہ، جنہیں دنیا میں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی، یعنی عشرہ مبشرہ۔ ان کے اسمائے گرامی ہیں۔ (۱) ابوبکر صدیق (۱) عمر بن خطاب (۳) عثمان بن عفان (۳) علی بن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبید اللہ (۶) زبیر بن عوام (۷) عبدالرحمن بن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) ابو عبیدہ بن جراح (۱۰) اور اس حدیث کے راوی سعید بن زید۔ **ترجمہ**۔ نبی ﷺ نے اور بھی بعض لوگوں کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔ لیکن ان کو اس لئے عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے کہ ان کو ایک ہی موقع پر ایک ہی حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی۔ (سنن ترمذی) اس حدیث میں مزید کچھ لوگوں کا بیان ہے جن کو شہادت کا اجر ملے گا۔

۱۳۵۸ - وعن أبي هريرة، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي؟ قَالَ: «فَلَا تُنْعِبْهُ مَالَكَ» قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: «قَاتِلْهُ» قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ: «فَأَنْتَ شَهِيدٌ» قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتَهُ؟ قَالَ: «هُوَ فِي النَّارِ» رواه مسلم.

۱۳۵۸/۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ فرمائیے، اگر کوئی آدمی (زبردستی) میرا مال لینے کی نیت سے آئے (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا، اپنا مال اسے مت دے، اس نے کہا، اگر وہ مجھ سے لڑے، آپ نے فرمایا، تو بھی اس سے لڑ۔ اس نے کہا، یہ بتلائیے، اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ تو آپ نے فرمایا، پس تو شہید ہے۔ اس نے کہا، یہ فرمائیے، اگر میں اس کو قتل کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا، وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من قصد أخذ...  
فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے، ڈاکو، چور اور لیرے کو قتل کر دیا جائے تو یہ جائز ہے اور قاتل گناہ گار نہیں ہو گا، علاوہ ازیں مقتول بھی جہنم میں جائے گا، تاہم اگر وہ مسلمان ہو گا تو اپنے ظلم و تعدی کی سزا بھگت کر جہنم سے نکل آئے گا اور اگر اپنا دفاع کرتے ہوئے خود قتل ہو گیا، تو شہادت کے مرتبے سے سرفراز ہو گا۔ لیکن اس موت اور اس قسم کی دیگر موتوں سے ہمتنا ہونے والوں کو غسل بھی دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی، کیونکہ یہ حکماً شہید ہے، جب کہ میدان جہاد میں جام شہادت نوش کرنے والے کے لئے غسل ضروری ہے نہ نماز جنازہ۔

۲۳۶ - بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ ۲۳۶ - غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کا

### بیان

قال الله تعالى: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿فَلَكَ رَقَبَةٌ﴾  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم، گھاٹی کیا ہے؟ گردن کا آزاد کرنا ہے۔ (سورہ بلد)

[البلد: ۱۱ - ۱۳].

فائدہ آیت: گردن آزاد کرنے سے مراد غلاموں، باندیوں کا آزاد کرنا ہے، اسے دشوار گزار گھائی اس لئے کہا ہے کہ یہ کام نہایت مشکل ہے اور کمال ایمان و تقویٰ کے بغیر انسان اس راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ غلامی کا یہ رواج عمد رسالت میں موجود تھا، جسے اسلام نے حکماً تو ختم نہیں کیا، کیونکہ یہ اس دور کی ایک ناگزیر معاشرتی ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں جنگوں میں بھی اس کی اس طرح ضرورت پیش آتی تھی کہ کافر قیدی مردوں اور عورتوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور وہ ان کے پاس غلام اور باندی بن کر رہتے تھے، کیونکہ اس زمانے میں جنگی قیدیوں کے باہمی تبادلے کا یا وسیع پیمانے پر جیلوں میں محبوس رکھنے کا سلسلہ نہیں تھا۔ تاہم شریعت نے ایسی ہدایات ضرور دیں جن سے موجود غلاموں کو زیادہ سے زیادہ آزادی ملے اور غلامی کی حوصلہ شکنی ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۳۵۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ مِنْهُ عَضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتَّى فَرُجَهُ بِفُرْجِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۵۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک مسلمان گردن کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جنم سے آزاد کر دے گا، یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الکفارات، باب قول الله تعالى: ﴿أَوْ تَحْرِيرَ رَقَبَةٍ﴾ - وصحیح مسلم، کتاب العتق، باب فضل العتق.

**فوائد:** اسلام کی ان ہدایات ہی کا نتیجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اپنی طاقت کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنے کرانے میں خوب حصہ لیتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متعدد غلاموں کو ان کی قیمت ان کے مالکوں کو ادا کر کے، آزاد کرایا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ۳۰ ہزار غلاموں کو اور حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار سے اوپر غلاموں کو آزاد کرایا اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی بابت آتا ہے کہ انہوں نے ایک دن میں ۸ ہزار غلام آزاد کئے۔ رضی اللہ عنہم (ابن علان، ونزہۃ المتقین)

۱۳۶۰ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، وَأَكْثَرُهَا نَمَاءً» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۶۰ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، کون سے اعمال افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا، اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا۔ کون سی گردنیں (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، جو ان کے مالکوں کے نزدیک زیادہ عمدہ اور زیادہ قیمتی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العتق، باب أي الرقاب أفضل؟ - وصحیح مسلم، کتاب

الإيمان، باب بیان کون الإيمان بالله تعالیٰ أفضل الأعمال.

فوائد: ظاہرات ہے کہ جو غلام مالکوں کی نظر میں نفیس و عمدہ بھی ہو گا اور بیش قیمت بھی، اس کو خرید کر یا اپنے طور پر آزاد کرنا بھی مشکل ہو گا۔ اس لئے اس کی فضیلت بھی دوسرے عام غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ ہو گی۔ جس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جتنی زیادہ قیمتی چیز خرچ کی جائے گی، اس کا اجر و ثواب بھی اسی حساب سے فزوں تر ہو گا۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرْحَتَىٰ تَنْفَقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ (آل عمران، ۹۲) ”جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو، نیکی کا درجہ ہرگز نہیں پاسکو گے“ بہر حال اب غلامی کا یہ سلسلہ تو ختم ہو گیا ہے۔ البتہ جہاد کی صورت میں لوٹنڈی غلام بنانے کا حکم قیامت تک باقی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی بعض اور صورتیں بھی موجود ہیں، جیسے مقروض، ضمانتی اور قیدی وغیرہ۔ ان کی مدد کر کے ان کو ان بوجھوں سے نجات دلانا بھی نہایت فضیلت والا عمل ہے اور ان صورتوں میں بھی فک رقبۃ (گردن آزاد کرنا) کا مفہوم کسی نہ کسی انداز میں پایا جاتا ہے۔ گو اس کا اصل مصداق غلام آزاد کرنا ہی ہے۔

۲۳۷۔ بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى ۲۳۷۔ غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے

الْمَمْلُوكِ كِ فِضْلِيَّتِ كَا بِيَانِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ. شَيْئًا وَالَّذِينَ إِحْسَانًا وَبِذِي الْفَرْقِ وَالْأَيْتَمَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْفَرْقِ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء: ۳۶].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے، یعنی غلاموں کے ساتھ (ان سب سے حسن سلوک کرو)۔ (سورہ نساء، ۳۶)

فائدہ آیت: آیت میں مذکور تمام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے، ان ہی میں غلام باندی بھی ہیں جنہیں قرآن نے ماملکت ایمانکم (جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے) سے تعبیر کیا ہے اور امام صاحب نے اسی مناسبت سے اس آیت کو یہاں بیان کیا ہے۔

۱۳۶۱۔ وَعَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ / ۱۳۶۱۔ حضرت معرور بن سويد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے ایک جوڑا پہنا ہوا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی جوڑا تھا، میں نے اس کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ، فَعَبَّرَهُ بِأَمْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ امْرُؤٌ فَيْكُ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ

إِخْوَانِكُمْ، وَخَوَلَّكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ؛ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيَلْبَسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تَكْلَفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ. متفق عليه.

نسبت سے عار دلائی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر (ابھی) جاہلیت (کا اثر) ہے، وہ تمہارے (انسانیت یا دین کے اعتبار سے) بھائی اور تمہارے خدمت گزار ہیں جن کو اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو اسی میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی میں سے اسے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ کاموں کا بوجھ نہ ڈالو۔ اگر تم انہیں ایسے کام سپرد کرو تو ان کی مدد کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العتق، باب قول النبی ﷺ العبيد إخوانكم - وصحيح مسلم، کتاب الإیمان، باب إطعام المملوك مما يأكل.

فوائد: اس میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی وضاحت فرمادی کہ یہ سلوک اس طرح کیا جائے کہ جو خود کھاؤ پہنو، ویسا ہی انہیں بھی کھاؤ اور پہناؤ۔ یا انہیں بھی ان کی خدمت کا اتنا معاوضہ دو کہ وہ بھی تمہاری طرح معقول خوراک اور لباس کا انتظام کر سکیں، کیونکہ یہ حیثیت انسان یا دین کے، وہ تمہارے ہی بھائی بند ہیں، ان کی انسانی ضروریات بھی تم سے مختلف نہیں۔ غلاموں کی بابت اسلام کی اس ہدایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے مجبور انسانوں کی ہمدردی پر بہت زور دیا ہے۔ اس کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ عام ملازمین اور نوکر چاکروں کے ساتھ بھی ہمدردی و اخوت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ ان کی حیثیت اگرچہ غلاموں سے مختلف ہے، تاہم مجبوری و ماتحتی میں یہ غلاموں سے ایک گونہ مشابہت رکھتے ہیں۔ (۳) ملازمین اور مزدوروں پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالا جائے جسے وہ برداشت نہ کر سکیں، اگر کبھی ایسا کوئی کام ان سے لیا جائے تو ضروری ہے کہ اس میں ان کا ہاتھ بنایا جائے۔ (۳) حسب و نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کو اس کی بنیاد پر طعن و تشنیع کا ہدف بنانا، یہ زمانہ جاہلیت کا اخلاق و کردار ہے جسے اسلام نے آکر ختم کیا۔ مسلمانوں کو اب اس جاہلیت سے بچ کر رہنا چاہئے۔ افسوس ہے کہ جاہلیت والا یہ کردار مسلمانوں نے پھر اپنا لیا ہے اور ان میں بھی نسبی غرور عام ہے اور اس کی بنیاد پر دوسروں کو حقارت و نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے فالسی اللہ المشتکی (۴) اسلام نے مذکورہ ہدایات دے کر صحیح معنوں میں انسانی مساوات کا اہتمام کیا ہے، وہ صرف مزدوروں اور کمزور طبقات کو متحد ہونے اور سرمایہ داروں کے خلاف محاذ بنانے کا داعی نہیں ہے، کیونکہ اس طرز عمل سے طبقاتی نفرت پھیلتی ہے جو معاشرے کے امن و سکون کو برباد کر دیتی ہے۔ بلکہ اسلام آجر اور اجیر، آقا و غلام اور مالک و مملوک دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی، ہمدرد اور معاون و غم گسار بننے کی تلقین کرتا اور آپس میں ایک دوسرے کے انسانی حقوق کی ادائیگی کی تلقین کر کے دونوں طبقوں کو پیار و محبت کے ساتھ رہنے کا سبق دیتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں شرف و فضل کا معیار دولت اور دنیاوی وسائل کی فراوانی نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف ایمان و



تقویٰ ہے۔ جس سے ایک غریب سے غریب آدمی بھی بہرہ ور ہو سکتا ہے اور ایک امیر سے امیر تر آدمی محروم رہ سکتا ہے۔

۱۳۶۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَسَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيَأْوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ؛ فَإِنَّهُ وَلِيُّ عِلَاجِهِ» رواه البخاري. «الْأَكْلَةُ» بِضَمِّ الهمزة: هِيَ اللُقْمَةُ.

۲ / ۱۳۶۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا (تیار کر کے) لائے، پس اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو اسے ایک یا دو لقمے ضرور دے دے (لقمہ اور اکلہ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں) اس لئے کہ اس نے اس (کے پکانے وغیرہ) کی تکلیف کو برداشت کیا ہے۔ (بخاری)

اکلہ، ہمزہ پر پیش، بمعنی لقمہ

تخریج: صحیح بخاری.

فوائد: انسانی مساوات کے اعتبار سے، کھانا تیار کر کے لانے والے خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلانا بہتر ہے۔ تاہم ایسا ممکن نہ ہو تو اس کھانے میں سے کچھ حصہ اسے ضرور دیا جائے۔ یہ نہیں کہ سارا خود ہی چٹ کر جائے، یا صرف بچ جانے کی صورت میں اسے دے۔ کاش مسلمان اپنے مذہب کی ان تعلیمات کو اپنا سکیں۔

۲۳۸ - بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي اس غلام کی فضیلت کا بیان جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی

يُؤَدِّي

حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ

۱۳۶۳ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱ / ۱۳۶۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، عنہما، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے تو اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب ثواب العبد وأجره إذا نصح لسيده.

فوائد: آقا کی خیر خواہی کا مطلب، دیانت داری سے آقا کے کام کرنے اور اس کے مال و اسباب کی حفاظت ہے اور اللہ کی عبادت سے مراد اسلام کے احکام و فرائض کی پابندی ہے۔ ایسے غلام کے لئے دوگنا اجر ہے۔

۱۳۶۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُضِلِّحِ أَجْرَانِ» وَالَّذِي نَفْسُ

۲ / ۱۳۶۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مملوک غلام کے لئے جو اپنے آقا کی خیر خواہی اور اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہے،



ابو ہریرہؓ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَوَلْنَا اَجْرَهُ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں وَالصَّحْحُ، وَبِرَّ اُمِّي، لِأَحَبِّتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں غلام مَمْلُوكٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ہونے کی حالت میں مرنے کو پسند کرتا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العتق، باب العبد إذا أحسن... - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ثواب العبد وأجره...

فوائد: مصلح، وہ غلام ہے جو آقا کا بھی خیر خواہ ہو اور رب کا بھی عبادت گزار ہو۔ انسان جب غلام ہو تو وہ اپنی مرضی سے جہاد میں حصہ لے سکتا ہے، نہ فریضہ حج ادا کر سکتا ہے اور نہ ماں باپ کی خدمت کر سکتا ہے، کیونکہ غلامی میں وہ اپنے آقا کی مرضی اور اجازت کا پابند ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا مقصد یہ ہے کہ غلامی کی وجہ سے مذکورہ اعمال کی فضیلت حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ غلام ہونے کی حالت میں مجھے موت آئے، تاکہ میں دوہرے اجر کا مستحق ہو سکتا۔

۱۳۶۵ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى ۳ / ۱۳۶۵ - حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت الْأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي عَلَيْهِ مِنْ الْحَقِّ، وَالنَّصِيحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَهُ أَجْرَانِ» رواه البخاري. ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق. فوائد: یعنی مالک کی خدمت، اطاعت اور خیر خواہی کا حق ادا کرتا ہے۔ لکن، یہ اطاعت مشروط ہے۔ رب کی عدم معصیت کے ساتھ۔ یعنی مالک کے ایسے کمکوں کی اطاعت کرتا ہے جن میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ کی نافرمانی کی صورت میں کسی بھی انسان کی اطاعت ضروری نہیں۔ بلکہ عدم اطاعت ضروری ہے۔

۱۳۶۶ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ، وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أُمَّةٌ فَأَدَّيْهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيئَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَفَرَّوَجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین آدمی ہیں جن کے لئے دوہرا اجر ہے، ایک وہ آدمی جو اہل کتاب میں سے ہے، اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور (پھر) محمد (ﷺ) پر ایمان لایا۔ (دوسرا) مملوک غلام ہے، جب وہ اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی۔ (تیسرا) وہ آدمی ہے جس کی ایک باندی ہو، پس اس نے اسے ادب سکھایا اور اس کی

خوب اچھی تربیت کی، اسے علم سکھایا اور اسے خوب اچھی تعلیم سے آراستہ کیا، پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی، پس اس کے لئے بھی دہرا اجر ہے۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل أمته وأهله - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا. . .

**فوائد:** اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اس حدیث میں ان کے لئے ترغیب ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں گے تو دہرے اجر کے مستحق ہوں گے۔ (۲) اسی طرح مخلص اور خیر خواہ غلام بھی دہرے اجر کا مستحق ہو گا، کیونکہ ایک طرف وہ اپنے آقا کی اطاعت کرتا اور اس میں جو تکلیف و مشقت ہوتی ہے، اسے برداشت کرتا ہے اور دوسری طرف اپنے رب کی بندگی کا حق بھی صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے۔ (۳) مسلمانوں کو اس امر کی بھی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے غلاموں اور خاص طور پر کنیزوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں اور انہیں آزاد کر کے شرعی طریقے پر ان سے شادی کر لیں یعنی انہیں حق مہربھی دیں اور آزاد عورتوں والے حقوق ان کے لئے تسلیم کریں۔ ان سب کے لئے دہرا اجر ہے۔

۲۳۹ - بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَجْرِ وَهُوَ  
فِتْنَةٌ أَوْ فُسَادٌ كَمَا بَيَّنَّا فِي مَقَالِنَا  
فِتْنَةٌ أَوْ فُسَادٌ كَمَا بَيَّنَّا فِي مَقَالِنَا  
کرنے کی فضیلت کا بیان

الإِخْتِلَاطُ وَالْفِتْنَةُ وَنَحْوَهُمَا  
۱۳۶۷ - عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ،  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«الْعِبَادَةُ فِي الْهَجْرِ كِهَجْرَةِ إِلَيَّ». رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ.  
حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فتنہ و فساد کے دور میں عبادت کرنا، میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔  
(مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادۃ فی الہجر۔  
**فوائد:** جب فتنے عام ہو جاتے اور بگاڑ پھیل جاتا ہے تو اللہ کی عبادت و اطاعت بڑی مشکل ہو جاتی ہے، کیونکہ ہر طرف برائی نے ڈیرے جمائے ہوئے ہوتے ہیں، اس لئے ہر شخص برائی ہی کی طرف راغب ہوتا اور دھڑلے سے اسے اختیار کر لیتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ کی عبادت کا بجالانا اور اس کے حکموں کی اطاعت کرنا، نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ اسے ہجرت مدینہ کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت ہجرت واجب تھی اور گھربار، جائیداد و کاروبار اور وطن مالوف چھوڑ کر ایک نئی جگہ پر جا کر آباد ہونا نہایت مشکل تھا، لیکن یہ عمل جتنا مشکل تھا، اتنا ہی اجر و ثواب کا باعث بھی تھا۔ یہی ثواب فتنے کے زمانے میں اللہ کی عبادت و اطاعت کرنے والے کو ملے گا۔

۲۴۰ - بَابُ فَضْلِ السَّمَاخَةِ فِي النَّبِيِّ - خَرِيدٌ وَفُرُوحٌ أَوْ رِلِينَ دِينَ فِي

نرمی اور ادائیگی اور تقاضا کرنے میں اچھا رویہ اختیار کرنے، جھکتا تو لنے اور ناپنے کی فضیلت اور کم تولنے اور ناپنے کی ممانعت اور مال دار کے تنگ دست کو مہلت دینے اور اس سے قرض کو معاف کر دینے کی

### فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جو بھی بھلائی کرو گے، یقیناً اللہ اسے جانے والا ہے۔ (سورہ بقرہ، ۲۱۵)

نیز فرمایا: اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ (سورہ ہود، ۸۵)

اور فرمایا: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں، مگر جب ناپ یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں، تو کم کر دیتے ہیں۔ کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے، جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (سورہ مطفین، ۶۱)

۱۳۶۸ / حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے تقاضا کرنے لگا اور اس نے آپ سے درشت رویہ اختیار کیا، تو صحابہ نے اسے زد و کوب کرنے کا ارادہ کیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ حق دار کو کئے کا حق ہے۔ پھر آپ نے فرمایا، اسے اتنی عمر کا جانور دے دو، جتنی عمر کا جانور اس کا تھا، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس جیسا تو ہم نہیں پاتے البتہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے۔ آپ نے فرمایا، وہی اسے دے دو، اس لئے کہ تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی

وَالشَّرَاءِ وَالِأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِي وَإِزْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ، وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ، وَفَضْلِ إِنْظَارِ الْمُوسِرِ الْمُفْسِرِ، وَالْوَضْعِ عَنْهُ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ۲۱۵] وَقَالَ تَعَالَى ﴿وَيَقْوُوا أَوْفُوا أَلْيَسْ كَيْبَالِ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾ [هود: ۸۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَبَلِّغْ لِلْمُطْفِفِينَ ﴿الَّذِينَ إِذَا أَكَلُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ﴾ ﴿وَإِذَا كَالَهُمْ أَوْ ذَرَوْهُمْ يَبْخَسُونَ﴾ ﴿أَلَا يَبْظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ﴿لِيَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾﴾ [المطففين: ۱-۶].

۱۳۶۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا آمَى النَّبِيِّ ﷺ يَتَقَاضَاةً فَأَغْلَطَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا» ثُمَّ قَالَ: «أَعْطُوهُ سِنًا مِثْلَ سِنِهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْتَلًا مِنْ سِنِهِ، قَالَ: «أَعْطُوهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.



کو مؤخر کر دے۔ دوسرے معنی ہیں اس کی تکلیف کو دور کر دے یا اس طور کہ اپنے پاس سے اسے اتنی رقم دے دے کہ جس سے وہ اپنا قرض ادا کر دے۔ یعنی یفرج عنه بہر حال یہ ہمدردانہ رویہ قیامت کے روز انسان کو قیامت کی بے چینیوں سے بچائے گا، جہاں ہر شخص بے چین اور مضطرب ہو گا۔

۱۳۷۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «كَانَ رَجُلٌ يَدَّابِنُ النَّاسَ، وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاةٍ: إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۷۱/۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازم سے کہا کرتا تھا، جب تو (رقم کی وصولی کے لئے) کسی تنگ دست کے پاس آئے تو اس سے نرمی اور درگزر کا معاملہ کیا کر، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر سے کام لے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا (یعنی مر گیا) تو اللہ نے اسے معاف فرمادیا۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من أنظر معسرا - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل إنظار المعسر.

**فوائد:** درگزر کرنے کے مفہوم میں حسن مطالبہ، مزید مہلت یا قرض کی معافی، تینوں صورتیں شامل ہیں اور تینوں ہی شرعاً مطلوب و محمود ہیں۔ یہ واقعہ سابقہ امتوں میں سے کسی آدمی کا ہے لیکن اس نے ایسا مثالی کردار پیش کیا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھی پسند فرمایا، کیونکہ آپ نے بھی اپنے قول و عمل سے اسی بات کی تلقین اپنی امت کو فرمائی ہے اور یہ عمل یقیناً اللہ کا، رضامندی کا بھی باعث ہے۔

۱۳۷۲ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ، وَكَانَ مُوسِرًا، وَكَانَ يَأْمُرُ سَلِيمَانَ بْنَ دَاوُدَ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ. قَالَ اللَّهُ: غَلَمَاتِهِ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ. نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوا (جب وہ مر گیا تو فرشتوں سے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم درگزر کرنے کے اس سے زیادہ حق دار ہیں، تم اس سے درگزر کرو۔ (یعنی اسے معاف کر دو) (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل إنظار المعسر.

**فوائد:** حساب کیا گیا، یہ قیامت کے حالات کی خبر ہے جو نبی ﷺ نے اللہ سے اطلاع پا کر تمثیل کے طور پر بیان فرمائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ حساب کتاب میں اللہ تعالیٰ غفو و درگزر کا معاملہ فرمائے گا

اس لئے کہ جزاء بھی عمل کی جنس سے ہی ہوگی۔

۱۳۷۳ - وَعَنْ حُدَيْفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «أَبَى اللَّهُ تَعَالَى، بَعْدَ مِنْ عِبَادِهِ أَنَّهُ اللَّهُ مَا لَا، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: - وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا - قَالَ: يَا رَبِّ! آتَيْتَنِي مَالَكَ، فَكُنْتُ أَبِيعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ، فَكُنْتُ أَتَيْسِرُ عَلَى الْمُوسِرِ، وَأَنْظُرُ الْمُعْسِرَ. فَقَالَ تَعَالَى: أَنَا أَحَقُّ بِدَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنِّ عِبْدِي» فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: هَكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رواه مسلم.

۱۳۷۳ / ۶ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا تھا، اللہ کے سامنے پیش کیا گیا، اللہ نے اس سے پوچھا، تو نے دنیا میں کیا کیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (جملہ معترضہ کے طور پر) قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔ اس نے جواب دیا، اے رب! تو نے اپنے پاس سے مجھے مال دیا تھا، پس میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور (اس میں) میری عادت درگزر کرنے کی تھی، پس میں خوش حال پر آسانی کرتا (اس سے عیب والی چیز بھی قبول کر لیتا) اور تنگ دست کو میں مہلت دے دیتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں اس درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں۔ میرے بندے سے درگزر کرو۔ حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ ہم نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ کے منہ سے اسی طرح سنی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: یہ روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، اس لئے کہ اس قسم کی بات اپنی رائے سے بیان نہیں کی جا سکتی۔ علاوہ ازیں دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مرفوعاً صحیح مسلم میں موجود ہے۔ یہاں امام نوویؒ نے ابو مسعود انصاری کے ساتھ، حضرت عقبہ بن عامر کی روایت کا بھی ذکر کیا ہے اور صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں بھی اسی طرح ہے۔ لیکن اسے حفاظ حدیث نے ایک راوی (خالد احمر) کا وہم قرار دیا ہے، حضرت عقبہ بن عامر سے اس موضوع پر کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ اصل میں حضرت ابو مسعود کا نام عقبہ بن عمرو ہے اور یہ روایت صرف انہی سے مروی ہے یعنی عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے۔ مذکورہ راوی کو وہم ہوا اور عقبہ بن عمرو کو عقبہ بن عامر بنا دیا اور دوسرے، حضرت ابو مسعود کو الگ ایک روایت کا راوی۔ جب کہ یہ ایک ہی راوی سے مروی ہے اور یہ دونوں حقیقت میں ایک ہی راوی ہے۔ (ابن علقم)

۱۳۷۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ

۱۳۷۴ / ۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگ دست کو مہلت

أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظْلَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ. رواه الترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔

(ترمذی، حسن صحیح)

صحیح.

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب البيوع، باب ما جاء في إنظار المعسر والرفق به.

**فوائد:** قیامت کے روز میدان محشر میں سورج بالکل قریب ہو گا اور لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے اور شدت حرارت سے نڈھال ہوں گے۔ اس وقت جن لوگوں کو عرش الہی کا سایہ نصیب ہو گا، بڑے ہی خوش نصیب ہوں گے۔ ان ہی خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص ہو گا جو تنگ دستوں کو نہ صرف قرض دیا کرتا تھا، بلکہ انہیں مہلت بھی دیتا یا پھر کچھ یا کل کا کل معاف کر دیتا۔ اس میں خوش حال لوگوں کے لئے غور و فکر اور عمل کی دعوت ہے۔ آج کل لوگ اپنے ہم حیثیت لوگوں کو تو قرض دے دیتے ہیں، لیکن کسی غریب کو قرض دینا پسند نہیں کرتے، وہ سوچتے ہیں کہ اس سے وصولی مشکل ہو گی، کیونکہ کسی تنگ دست کو معاف کر دینے کا سبق ہم نے بالکل بھلا دیا ہے۔ بہر حال کسی ضرورت مند غریب کو وسعت کے باوجود قرض دینے سے گریز کرنا ناپسندیدہ ہے اور اسے قرض دے کر اسے مہلت دینا یا معاف کر دینا نہایت پسندیدہ عمل ہے جس کی بہترین جزاء قیامت کے روز ملے گی۔ جعلنا الله منهم۔

۱۳۷۵ - وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ۸ / ۱۳۷۵ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، اشْتَرَى مِنْهُ بَعِيرًا فَوَزَنَ لَهُ، ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو اس کی قیمت جھکتی فَاذْجَحَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ہوئی تول کر دی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب البيوع، باب شراء الدواب والحمير - وصحيح مسلم، کتاب البيوع، باب من استسلف شيئا ففرضى خيرا منه.

**فوائد:** عمد رسالت اور اس کے بہت بعد تک وینار و درہم کے ذریعے سے خرید و فروخت ہوتی تھی۔ وینار سونے کا اور درہم چاندی کا ہوتا تھا، اونٹ کی جو قیمت سونے یا چاندی میں ملے ہوئی تھی، نبی ﷺ نے وہ تول کر دی اور طے شدہ وزن سے زیادہ دی۔

۱۳۷۶ - وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سُؤدِ بْنِ قَنِسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَدِيِّ بَرًّا مِنْ هَجْرًا، فَجَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ، فَسَأَوْنَا بَسْرًا وَاوَيْلًا، وَعِنْدِي وَرَّانٌ يَزَنُ بِالْأَجْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ، لِنُورَانٍ: «زَنْ وَأَرْجِحْ» رواه أبو داود، والترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صحیح.

۱۳۷۶ / ۸ - حضرت ابو صفوان سؤد بن قنيس فرماتے ہیں کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر جگہ سے کچھ کپڑا (فروخت کرنے کے لئے) لے کر آئے تو نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پانسجامہ کا بھاؤ کیا، میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے کا وزن کرتا تھا، تو نبی ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا، تول اور جھکتا ہوا تول۔ (ابو داؤد، ترمذی، امام ترمذی



نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في الرجحان - وسنن ترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في الرجحان في الوزن.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ خریدنے والا طے شدہ قیمت سے زیادہ دے اور اسی طرح بیچنے والا سودا زیادہ دے۔ یہ انصاف سے بڑھ کر احسان کی صورت ہے، جس سے معاشرے میں نہایت خوش گو اور اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک دوسرے کے حق میں کمی کرنے سے بغض و عداوت کے جذبات نشوونما پاتے ہیں جو معاشرے کے لئے نہایت مہلک ہیں۔





بِهِ خَيْرًا يَفْقَهُهُ فِي الدِّينِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا... - وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب النهی عن المسألة.

**فوائد:** دین کی سمجھ (فقاہت) سے مراد قرآن و حدیث کا فہم، دین کے احکام و مسائل کا علم اور حلال و حرام کی تیز ہے، وہ فقاہت مراد نہیں ہے جسے آج کل عام طور پر سمجھا یا سمجھایا جاتا ہے کہ ائمہ کے اقوال اور ان پر مبنی استنباطات و استخراجات کو سمجھنا فقاہت ہے اور مدونہ کتب فقہ کے ماہر کو ہی فقیہ باور کیا اور کرایا جاتا ہے اور ستم ظریفی کی انتہاء ہے کہ اسی نقطہ نظر کے مطابق ایسے لوگ محدثین کو بھی (نعوذ باللہ) فقاہت سے عاری سمجھے اور انہیں صرف عطار قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل فقیہ یہی لوگ ہیں، انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں زندگی کے تمام مسائل پر مجموعے مرتب کئے اور الگ الگ ابواب و فصول کے مطابق احادیث رسول درج کیں۔ تاہم اپنی رائے سے اجتہاب کیا، جو غایت درجہ تقویٰ اور احتیاط کی بات ہے۔ لیکن یاران سریل نے اسی احتیاط و تقویٰ کی وجہ سے انہیں فقہاء کی فہرست سے ہی خارج کر دیا اور فقہاء صرف انہیں قرار دیا جو قرآن و حدیث کی تصریحات سے صرف نظر کر کے صرف اقوال ائمہ اور ان پر مبنی تفریح در تفریح مسائل کا علم رکھتے ہوں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد  
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۱۳۷۸ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، ۲/۱۳۷۸ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا آدَمِيٌّ هَلِكْتَهُ فِي الْحَقِّ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا، وَيَعْلَمُهَا»  
آدَمِيٌّ هَلِكْتَهُ فِي الْحَقِّ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا، وَيَعْلَمُهَا»  
اس کے ساتھ (لوگوں کے معاملات کے) فیصلے کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یہاں حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس جیسی چیز کی آرزو کرے (جب کہ حسد میں یہ جذبہ کار فرما ہوتا ہے کہ فلاں کو جو فلاں نعمت حاصل ہے، وہ اس سے محروم ہو جائے)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمة - صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن و یعلمہ.

**فوائد:** یہاں حسد، غبطہ (رشک) کے معنی میں ہے، جیسا کہ خود امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وضاحت فرمائی

ہے۔ حسد کرنا ممنوع اور حرام ہے، کیونکہ اس میں حاسد کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ فلاں کو جو نعمت حاصل ہے، وہ چھن جائے۔ جب کہ رکب کرنا جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان یہ دیکھے کہ فلاں پر اللہ کا انعام و اکرام ہو رہا ہے تو یہ آرزو کرے، کاش مجھے بھی اللہ کی طرف سے یہ نعمتیں حاصل ہوں۔ وہ حاسد کی طرح جلے کرھے نہیں، بلکہ خوش ہو کر اللہ سے دعاء کرے۔ حکمت سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے، کیونکہ یہی انسان کے لئے نافع ہے اور اس کے ذریعے سے ہی لوگوں کے درمیان صحیح فیصلے کئے جاسکتے ہیں۔ اس میں مال کے ساتھ علم نافع کے حاصل کرنے کی بھی ترغیب ہے۔

۱۳۷۹ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَزْضًا؛ فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةً قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَّاءَ، وَالْمُشْبَّ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبٌ أَمَسَتْ الْمَاءَ، فَفَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ؛ فَنُشِرُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَرَزَعُوا، وَأَصَابَ طَائِفَةٌ مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قَيْعَانٌ، لَا تُمْسِكُ مَاءً، وَلَا تَنْبِتُ كَلَّاءً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَعَلَ فِي دِينِ اللَّهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَزِفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ؛ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، اس ہدایت اور علم کی مثال، جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا، اس بارش کی مانند ہے جو کسی زمین پر برسی۔ پس اس کا ایک حصہ عمدہ تھا، اس نے پانی کو اپنے اندر جذب کیا اور گھاس اور دیگر جڑی بوٹیاں اگائیں اور اس کا ایک حصہ سخت تھا (جو پانی کو فوری طور پر جذب نہیں کرتا) اس نے پانی کو اکٹھا کر لیا، تو اس کے ذریعے سے اللہ نے لوگوں کو نفع دیا، انہوں نے خود بھی پیا، جانوروں کو بھی پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا اور وہ بارش زمین کے ایک اور حصے کو بھی پختی جو چٹیل تھا (ایسا ہموار اور صاف جہاں پانی ہی نہ ٹھہرے) جس نے پانی اکٹھا کیا اور نہ کوئی گھاس اگائی۔ پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے دین میں سمجھ حاصل کی اور اس ہدایت سے اللہ نے اسے نفع پہنچایا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا، پس اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھلایا اور اس شخص کی مثال، جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا (اعراض و گریز کیا) اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الامر بالمحافظة على السنة، رقم ۷ / ۱۲۲ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے علم کی فضیلت اور ترغیب کے بیان کے لئے دوبارہ ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو قرآن و حدیث کا علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے



کسی کو کسی ایک آیت کا ہی علم ہے یعنی کسی ایک ہی حکم الہی سے وہ آگاہ ہے تو اس کی ذمے داری ہے کہ لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کرے۔ دوسرے، اس میں بنو اسرائیل سے بیان کرنے کی جو اجازت ہے، اس سے مراد صرف بعض وہ واقعات اور قصے ہیں جو نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اور وہ صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ اس کا مقصد ہر قسم کی اسرائیلی روایات بیان کرنے کی عام اجازت دینا نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر اس سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ تیسرے، نبی ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے پر سخت وعید ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ احادیث کی تحقیق اور چھان بھنگ نہایت ضروری ہے اور جو حدیث بے سند ہو یا اس کے سلسلہ سند میں قسم یا کاذب راوی ہوں یعنی شدید ضعف کی حامل ہو، تو ایسی روایت کو، حدیث رسول کے طور پر پیش کرنا، سخت جرم ہے۔ ضعف روایات کے مختلف درجے ہیں۔ لیکن ان درجات کا علم اسماء رجال اور اصول حدیث پر گہری اور وسیع نظر کے بغیر ممکن نہیں اور ایسے اصحاب علم، جو علوم حدیث پر ماہرانہ نظر رکھتے ہوں، بہت ہی قلیل ہوتے ہیں۔ اس لئے عام علماء کے لئے احوط اور اسلم (زیادہ بہتر اور محتاط) راستہ یہی ہے کہ وہ ضعیف حدیث بیان کرنے سے گریز کریں، چاہے ضعف شدید ہو یا خفیف، کیونکہ خفیف ضعف والی روایات کو اگرچہ محدثین کی اکثریت قابل عمل سمجھتی ہے، لیکن اس کی پہچان ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جس روایت پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہو، اسے بیان نہ کیا جائے۔ ہمارے اس دور میں شیخ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس میدان میں ایک بڑا واقع کام یہ کیا ہے کہ سنن اربعہ (سنن ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) میں جو ضعیف روایات تھیں، ان کو صحیح روایات سے الگ کر دیا ہے اور صحیح اور ضعیف دونوں کے الگ الگ مجموعے بنا دئے ہیں، جس سے عام علماء کے لیے ضعیف روایات کا پہچانا آسان ہو گیا ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء، ان کے اس کام میں اگرچہ یہ احتمال ہے کہ کسی صحیح روایت کو انہوں نے ضعیف اور کسی ضعیف کو صحیح قرار دے دیا ہو۔ لیکن یہ تحقیق صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو شیخ البانی ہی کی طرح علل حدیث (حدیث کی کمزوریوں) پر گہری، وسیع اور ماہرانہ نظر رکھتا ہو۔ لیکن دینائے اسلام کے عام علماء پر ان کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے علم اور مطالعے کی حد تک تحقیق کر کے سنن اربعہ کے ان مجموعوں سے، جو متداول (مروج) ہیں، ضعیف روایات کو صحیح روایات سے الگ (جدا) کر کے صحیح روایات اور ضعیف روایات کے الگ الگ مجموعے بنا دیئے ہیں، علماء کو چاہئے کہ وہ ان کتابوں کو سامنے رکھیں اور ان کے مطابق صرف صحیح روایات کو بیان کریں اور ضعیف روایات کو بیان کرنے سے گریز کریں۔ محض یہ کہہ کر کہ البانی کی رائے حرف آخر نہیں ہے، ان کی خدمات کو نظر انداز کر دینا اور اس سے استفادہ نہ کرنا غیر صحیح بات ہے۔ بلاشبہ، ان کی رائے غلط ہو سکتی ہے، ان کا فیصلہ خطا و زلل (ٹھوکر، لغزش) سے محفوظ نہیں، کیونکہ بہر حال وہ ایک انسانی کاوش ہے۔ لیکن اس امکان خطا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کی کاوش بے کار اور بے حیثیت ہے۔ اسی امکانی غلطیوں کے دعوے پر بہت سے لوگ تو صحیحین کی احادیث کی اصحیت (سب سے زیادہ صحیح ہونے) سے بھی انکار کرتے ہیں۔ کیا ان کی بات بھی صحیح مان لی جائے؟ نہیں، یقیناً نہیں۔ اسی طرح شیخ البانی کی بے نظیر خدمات سے عدم استفادہ کی بھی کوئی دلیل نہیں، جس طرح محدثین نے احادیث کی جمع و تدوین کا کام سرانجام دے کر امت پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے، اسی طرح محدثین ہی کے طرز اور اصول پر انہی کے مجموعوں کی چھان بھنگ اور نقد و تحقیق کر کے صحیح و ضعیف روایات کو

متاثر کر دینا بھی محدثین ہی کے مشن کی تکمیل ہے، جس کی توفیق اللہ نے اس دور میں شیخ ناصر الدین البانی کو عطا فرمائی ہے۔ حفظہ اللہ تعالیٰ واجزل جزاءہ وبارک فی عمرہ

بہر حال یہ بات تو ضمننا آگئی، بات یہ ہو رہی تھی کہ نبی ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب نہ کی جائے جس کی نسبت آپ کی طرف مشکوک ہو، اسی لئے ضعیف احادیث بھی بیان نہیں کرنی چاہئیں۔ لیکن بد قسمتی سے اتنی سخت وعید کے باوجود بہت سے علماء اس معاملے میں غیر محتاط ہیں، وہ ضعیف تو کجا، موضوع احادیث تک زینب داستاں اور گرمی محفل کے لئے بیان کرنے سے نہیں چوکتے۔ اللہ تعالیٰ ان علماء کو ہدایت دے جو ایسا کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر علماء کی ایک جماعت ایسی ہے جو اپنے فقہی مذہب کی حمایت میں مستند اور قوی روایات کی تو قلیط و تردید اور اس کے برعکس ضعیف و بے سرو پا روایات کی تصحیح و تثبیت (درست اور صحیح ثابت کرنے) کی مذموم سعی کرتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۱۳۸۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ۶ / ۱۳۸۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ» رواه مسلم. راستہ آسان فرمادیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل اس سے زیادہ مفصل باب قضاء حوائج المسلمین، رقم ۲ / ۲۳۵ میں گزر چکی ہے۔ یہاں علم کی فضیلت سے متعلق اس کا حصہ نقل کیا گیا ہے، علم سے مراد، دین کا یعنی قرآن و حدیث کا صحیح علم ہے جو فقہی عینک کے بغیر حاصل کیا جائے، ورنہ فقہی تعصب علم کو بھی حجاب اکبر بنا دیتا ہے۔ الا من رحمہ اللہ تعالیٰ وعصمه

۱۳۸۳ - وَعَنْهُ، أَيْضًا، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا» رواه مسلم. سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو ہدایت کی طرف بلائے گا، اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس ہدایت کی پیروی کریں گے اور یہ پیروی کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب الدلالة علی خیر، رقم ۱ / ۱۷۴ میں گزر چکی ہے۔ اس کا اگلا حصہ یہ ہے کہ ”جو گمراہی کی دعوت دے گا تو اس کو ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہو گا جو اس گمراہی کی پیروی کریں گے اور یہ ان گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔“ اس میں خیر کی دعوت دینے والوں کے لئے بڑی خوش خبری اور شرکی دعوت دینے والوں کے لئے سخت وعید ہے۔

۱۳۸۴ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ ۸ / ۱۳۸۴ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول





قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ فِي اللَّهِ ﷻ لِيُفْضِلَ عِلْمَ كَيْ جَسْتُو فِي نَفْسِهِ تَوَطَّبَ الْعِلْمَ، فَيُؤْتَى فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ» وَهُ لَوْ تَمَّتْ تَكِ اللَّهُ كِي رَاهِ فِي (شَار) هُوَ كَا۔  
رواهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب العلم، باب فضل طلب العلم۔

فوائد: اس میں طلب علم کو جمادنی سمیل اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ لیکن شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے جسے انہوں نے ”تخریج فقہ السیرة“ میں بیان کیا ہے۔ (دیکھئے ریاض الصالحین بہ تحقیق شیخ البانی حفظہ اللہ)

۱۳۸۷ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، ۱۱ / ۱۳۸۷ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَنْ يَتَّبِعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حَتَّى يَكُونَ مُتَنَهَاهُ الْجَنَّةُ» سِيرَ نَمِيں هُوَتَا، يِهَاهُ تَكِ كِه وَه اِپْنِه اَخْرَى اِنْجَامِ جَنَّتِ  
رواهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
میں پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة۔

فوائد: اس میں مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکی کے کاموں کا بڑا حریص ہوتا ہے اور ان سے اس کی طبیعت نہیں اکتاتی، حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے اور جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اسے کتاب العلم میں بیان کر کے واضح کر دیا کہ نیکی کے کاموں میں سب سے افضل کام علم دین کا سیکھنا اور سکھانا ہے، اس لئے کہ یہ علم ہی انسان کو خیر اور شر کے درمیان تمیز کرنا سکھاتا ہے۔

۱۳۸۸ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الثَّمَلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۲ / ۱۳۸۸ - حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کی مخلوق، حتیٰ کہ چبوتنی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں)، لوگوں کو بھلائی سکھانے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے) (کتاب و باب مذکور)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة۔

فوائد: عالم سے مراد قرآن و حدیث کا عالم ہے جو فرائض و سنن کی پابندی کے ساتھ تعلیم و تعلم میں مصروف رہتا ہے اور عابد سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا زیادہ وقت عبادت الہی میں گزارتا ہے۔ اس کے نوافل اور کثرت ذکر کا فائدہ چونکہ اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے، جب کہ عالم کے علم کا فیض دوسرے لوگوں تک بھی پہنچتا

ہے، اس لئے وہ عابد پر بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ صلوة کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہوتے ہیں رحمت بھیجتا، فرشتوں کی طرف ہو تو معنی ہیں، مغفرت کی دعاء کرنا اور دوسری مخلوق، انسان و حیوان کی طرف ہو تو معنی ہیں دعاء و التجا کرنا۔ گویا معلم خیر پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے، فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور دوسری مخلوق اس کے حق میں خیر کی دعائیں کرتی ہے۔ اس میں عالم کی فضیلت اور علماء کی توقیر و تکریم کا بیان ہے۔

۱۳۸۹ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنَحَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رَضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَعْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحَيَاتَانِ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَائِمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ. فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۳۸۹ / ۱۳ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان و زمین کی ہر مخلوق، حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا، اس نے (شرف و فضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ (ابو داؤد، ترمذی)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم - وسنن ترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ.

فوائد: اس میں بھی گزشتہ حدیث کی طرح علم دین حاصل کرنے کی فضیلت اور علماء کے شرف و احترام کا بیان ہے۔ فرشتوں کے پر رکھ دینے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے پروں کو بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں، جیسے علم و ذکر کی دوسری مخلوق کو وہ گھیر لیتے ہیں۔

۱۳۹۰ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَصَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَنَّا شَيْئًا، فَبَلَغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبْلَغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ

۱۳۹۰ / ۱۳ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے، پھر اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچا دے جس طرح اس نے سنا۔ اس لئے کہ بہت سے ایسے لوگ،

حسن صحیح۔ جن کو بات پہنچائی جائے، سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (ترمذی، حسن صحیح)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع. فوائد: اس میں جہاں علم کی فضیلت کا بیان ہے، وہاں دعوت و تبلیغ کی ترغیب بھی ہے۔

۱۳۹۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ۱۵ / ۱۳۹۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أَلْجَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. (ابو داؤد، ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

**تخریج:** سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب کراهية منع العلم - وسنن ترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء في كتمان العلم.

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ سائل کو دین کی صحیح بات نہ بتانا، سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر جہنم کی شدید وعید ہے۔ بد قسمتی سے فقہی جمود اور حزبی تعصب میں جہلا حضرات اور اہل علم، کتمان علم کے اس جرم عظیم کا عام ارتکاب کرتے ہیں۔ ہداهم اللہ تعالیٰ

۱۳۹۲ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُتَنَبَّى بِهِ وَجَهَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وہ علم، جس سے اللہ کی رضا مندی طلب کی جاتی ہے، اس لئے حاصل کرے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیا کا ساز و سامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

**تخریج:** سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب طلب العلم لغير الله تعالى.

**فوائد:** اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ علم دین صرف اللہ کی رضا کے لئے حاصل کیا جائے۔ اگر دنیا حاصل کرنے کا مقصد پیش نظر ہو گا، تو یہ بڑا جرم ہے کہ دین کا عالم جنت کی خوشبو تک سے محروم رہے گا۔ اعاذنا اللہ منہ۔ ہاں بغیر قصد و نیت کے دنیا مل جائے تو اور بات ہے، وہ انسان کے لئے نقصان دہ نہیں۔

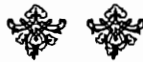
۱۳۹۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ بِيَانًا كَرِهْتُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ مَنْ يَتَعَلَّمُ عِلْمًا مِمَّا يُتَنَبَّى بِهِ وَجَهَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ العلم انتزاعاً ينتزعهُ من النَّاسِ، وَلَكِنْ اِسْتَوْصَى لِيُحْبَسَ فِي سِنِّيٍّ مِنْ عِلْمِهِمْ لِيُؤْتَى بِهِ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْهُمْ لِيُتَعَلَّمَ بِهِ عِلْمًا مِمَّا يُتَنَبَّى بِهِ وَجَهَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. (اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّىٰ إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»

کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے، پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور (یوں) خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کیف يقبض العلم؟ - وصحیح مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه.

**فوائد:** یہ قرب قیامت کی ایک علامت کا بیان ہے کہ علمائے دین ناپید ہو جائیں گے اور جاہل لوگ سردار، پیشوا اور امام بن جائیں گے، جن کو قرآن و حدیث کا علم ہی نہیں ہو گا، اس کے باوجود وہ مفتی اور مجتہد بنے ہوں گے اور اپنے فتوؤں اور خود ساختہ مسئلوں سے، اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کی بھی گمراہی کا باعث بنیں گے۔ اس میں جہاں اس امر کی ترغیب ہے کہ علمائے دین زیادہ سے زیادہ تیار کئے جائیں، وہاں اس کی بھی تاکید ہے کہ جاہلوں کو دین کا پیشوا بنانے سے اجتناب کیا جائے۔



## ۱۳۔ کِتَابُ حَمْدِ اللَّهِ تَعَالَى وَشُكْرِهِ

۲۴۲۔ باب فضل الحمد والشکر  
۲۴۳۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرنے کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا، تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (سورۃ بقرہ، ۱۵۲)

نیز فرمایا: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا (سورۃ ابراہیم، ۷)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے پیغمبر کہہ دیجئے! تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل، ۱۱۱)

نیز فرمایا: اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالہا رہے۔ (سورۃ یونس، ۱۰)

فوائد آیات: اللہ کو یاد کرنے کا مطلب، اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اسی طرح خوش حالی میں بھی اسے یاد رکھنا اور حالات کی شدتوں میں بھی کسی اور کے در پر جبہ سائی کرنے سے گریز کرنا ہے۔ اور اللہ کے یاد کرنے کا مطلب، انسان کی قدر افزائی اور اسے اپنی مغفرت و رحمت سے شاد کام فرمانا اور سختیوں میں اس کی چارہ سازی کرنا ہے۔ شکر، یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ سب کچھ دینے والا صرف ایک اللہ ہے، پھر اللہ کی نعمتوں پر زبان سے اللہ کی حمد کرنا توہی شکر ہے اور اس کے حکموں کی اطاعت کرنا عملی شکر ہے۔ اور عدم شکر، کفرانِ نعمت ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ حمد کا مطلب ہے، زبان سے تعظیم کے طور پر منعم کی ثناء و تعریف کرنا۔ اہل ایمان کی زبانوں پر جنت میں بھی اللہ کی حمد کے ترانے ہوں گے۔ جعلنا اللہ منہم۔

قال الله تعالى: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ [البقرة: ۱۵۲] قال الله تعالى: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [إبراهيم: ۷] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ [الإسراء: ۱۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَعِزُّ دَعْوَتَهُمْ أَنْ لَعْنَتُهُ لِرَبِِّ الْمُتَكَلِّمِينَ﴾ [يونس: ۱۰].

۱۳۹۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنَبَى لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ بِقَدْحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جَبْرِيلُ ﷺ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ» رواه مسلم.

۱۳۹۳ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس، جس رات آپ کو معراج کرائی گئی، شراب اور دودھ کے دو پیالے لائے گئے، پس آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور دودھ (والا پیالہ) پکڑ لیا، تو جبرئیل نے کہا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آپ کی رہنمائی فطرت کی طرف فرمائی، اگر آپ شراب (والا پیالہ) لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسرائاء برسول اللہ ﷺ.

فوائد: اسلام دین فطرت ہے جسے ہر وہ نفس قبول کر لیتا ہے جو فطرت سلیمہ پر قائم اور اس کی فہم صحیح ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ جس کو خیر اور فضل کی توفیق دے، اسے اللہ کی حمد کرنی چاہئے۔ (۳) شراب، تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اسی لئے اسے ام الجبائث کہا جاتا ہے۔ (۴) اچھی علامات سے تقاول پکڑنا مستحب ہے۔

۱۳۹۵ - وَعَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ فَهُوَ أَفْطَعُ» حديث حسن، رواه أبو داود وغيره.

۱۳۹۵ / ۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر اہم کام، جو اللہ کی حمد و ثناء سے شروع نہ کیا جائے، وہ ناقص اور بے برکت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

(ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب الہدی فی الکلام - وسنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب خطبة النکاح.

فوائد: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس اہم کام کی ابتداء بسم اللہ سے نہ کی جائے، وہ بے برکت ہے۔ شیخ البانی نے ان دونوں حدیثوں کو متن مضطرب اور سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ البتہ مرسلہ اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے۔ ارواء الغلیل، رقم ۲۱ جلد اول۔ بہر حال ہر کام کے آغاز میں اللہ کا نام لیتا یا اس کی حمد کرنا مستحب ہے۔

۱۳۹۶ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: قَبِضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبِضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمْدُكَ وَاسْتِرْجَاعُ، فَيَقُولُ اللَّهُ

۱۳۹۶ / ۳ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کسی بندے کی اولاد فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، تم نے میرے بندے کی اولاد (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں، ہاں۔ پس اللہ فرماتا ہے، تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں، ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پس میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے



تعالیٰ: ابْنُوا لِعَبْدِي يَتْنًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

ہیں، اس نے تیری حمد بیان کی اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(ترمذی، امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب فضل المصيبة إذا احتسب.

فوائد: اس میں مصیبت کے وقت صبر کرنے اور اللہ کی حمد کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ خاص طور پر اولاد کی دائمی جدائی کے صدمے پر جزع فزع اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اللہ کی رضاء و تقدیر پر صبر و شکر کرنا، بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

۱۳۹۷ - وعن أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳/ ۱۳۹۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، وَيَتَسَرَّبُ الشَّرْبَةُ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا» رواه مسلم.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھاتا ہے تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہے اور کچھ پیتا ہے تو اس پر بھی حمد کرتا ہے۔ (مسلم)

فوائد: یہ حدیث باب بیان کثرتہ طرق الخیر، رقم ۱۳۳۰/ ۱۳۰ میں گزر چکی ہے۔ اکلۃ کے معنی ہیں ایک مرتبہ کھانا، یعنی صبح یا شام یا کسی اور وقت کھانا۔ اسی طرح شربۃ کے معنی ہیں ایک مرتبہ پینا۔ مطلب ہوا، ہر کھانے اور پینے پر اللہ کی حمد کرنا، اللہ کی رضامندی کا باعث ہے چاہے کھانا پینا تھوڑا ہو یا زیادہ۔



## ۱۴۔ کِتَابُ الصَّلَاةِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

۲۴۳۔ باب فضل الصلاة على رسول ۲۴۳۔ نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت  
اللہ ﷻ کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ۵۶]. بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔ (سورۃ احزاب، ۵۶) فائدہ آیت: یہ پہلے گزر چکا ہے کہ صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہیں رحمت و کرم گستری، فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں کی طرف ہو تو دعاء کرنا۔ اس میں مسلمانوں کو صلاۃ اور سلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت آگے حدیث ۱۳۰۶ میں آئے گی۔

۱۳۹۸۔ وعن عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا» مسلم تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم) تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ. فوائد: درود پڑھنے کا مطلب اللہ صل علی محمد آخر تک پڑھنا ہے۔ یہ نبی ﷺ کے لئے رحمت اور رفیع درجات کی دعاء ہے۔ جس کی بڑی فضیلت ہے۔ اس حدیث سے بھی اس کی فضیلت واضح ہے۔

۱۳۹۹۔ وعن ابن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَوْلَى النَّاسِ بِِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً» رواه الترمذي وقال: حديث حسن. حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہو گا۔

(ترمذی، حدیث حسن ہے۔)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ.  
**فوائد:** سب سے زیادہ قریب کا مطلب، میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اس میں بھی کثرت سے درود پڑھنے کی ترغیب ہے۔

۱۴۰۰ - وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ»، فَسَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِكَيْفٍ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ قَالَ: يَقُولُ: بَلِيَّتْ - قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ». رواه أبو داود بإسنادٍ صحيح.  
 ۱۴۰۰ / ۳ - حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، پس تم اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ! آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا؟ جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہو گا؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے مبارک جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (ابو داؤد، بسناد صحیح۔)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة.  
**فوائد:** ارمت اور بلیت کے معنی بوسیدہ ہونے کے ہیں۔ جسموں کے زمین پر حرام ہونے کا مطلب ہے کہ زمین ان کو نہیں کھاتی اور ان کے جسم بوسیدہ نہیں ہوتے۔ درود پیش کئے جانے کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ تک درود پہنچاتے ہیں، جیسا کہ دوسری احادیث میں صراحت ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت آپ پر آپ کی روح بھی لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ (محمد ثین کے نزدیک رُوح والی روایت حسن درجے کی یعنی قابل قبول ہے) اس روایت کا پہلا حصہ، باب فضل یوم الجمعة، رقم ۱۱۵۹ میں بھی گزر چکا ہے۔  
 ۱۴۰۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ»، رواه الترمذی وقال: حدیث حسن.  
 ۱۴۰۱ / ۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے۔)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ...  
**فوائد:** ناک خاک آلود ہو، کنایہ ہے زلت و حقارت سے۔ یعنی ایسا شخص ذلیل و خوار ہو کہ میرا نام سنے اور پھر درود نہ پڑھے۔ جو لوگ نام سن کر صرف انگوٹھا چوم لیتے ہیں، وہ بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں، کیونکہ وہ درود نہیں پڑھتے، جب کہ حکم درود پڑھنے کا ہے اور انگوٹھا چومنے کا حکم کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں ہوا۔ بعض علماء کے نزدیک درود پڑھنے کا یہ حکم وجوب پر محمول ہے اور بعض کے نزدیک استحباب پر۔  
 ۱۴۰۲ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ۵ / ۱۴۰۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول



ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی کیفیت و نوعیت کیا ہے؟ ہمیں اس کا علم نہیں ہے نہ ہو ہی سکتا ہے۔ اس رُوح کو بھی ان کتابت میں سے سمجھنا چاہئے جن پر ایمان رکھنا تو ضروری ہے لیکن ان کی پوری حقیقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ بہر حال اس حدیث میں کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی ترغیب ہے تاکہ مسلمان نبی کریم ﷺ کے جواب سے زیادہ سے زیادہ برہ ور ہو۔ یہ یقیناً ایک بہت بڑی سعادت ہے جو ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۱۶۰۴ - وعن عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۷ / ۱۳۰۴ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْبَخِيلُ مَنْ لَمْ يَخْلُصْ مِنْهُ» الخيل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر دُكِرَتْ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ». رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ترمذی، حسن صحیح)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ رغم أنف رجل. **فوائد:** بخل، کا مطلب ہے کہ مستحق کو اس کا حق نہ دیا جائے۔ جب نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے لئے دین و دنیا کی سعادت کا ذریعہ ہیں تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان آپ کی خدمت میں درود و سلام کی سوغات بھیجتا رہے۔ بالخصوص جب کہ ایسا کرنے میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا، نہ زیادہ محنت و مشقت ہی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان آپ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا، تو یہ شخص یقیناً بخیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا اسم گرامی سن کر درود پڑھنا چاہئے اور اس کے لئے ”ﷺ“ کہہ لینا بھی کافی ہے۔ کیونکہ اس مختصر سے جملے میں درود اور سلام دونوں موجود ہیں۔

۱۶۰۵ - وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَجَلْ هَذَا» ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ - أَوْ لَغَيْرِهِ -: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَتَذَكَّرْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ، وَالْتِنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ مَا شَاءَ». رواه أبو داود و الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۳۰۵ / ۸ - حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے سنا جب کہ اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس نے جلد بازی کی ہے، پھر آپ نے اسے بلایا اور اس سے یا کسی اور شخص سے (راوی کو شک ہے) فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے (پھر اس کے بعد دعا مانگے) تو اسے چاہئے کہ پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کرے، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

(ابوداؤد، ترمذی، دونوں کے نزدیک حدیث صحیح ہے۔)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء - وسنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ادع تجب.

فوائد: فی صلاۃ (نماز میں دعاء مانگتے ہوئے) کا مطلب ہے کہ نماز کے بعد یا نماز کے آخر میں دعاء مانگتے ہوئے سنا۔ اسی طرح اذا صلی احدکم کا مطلب ہے اذا صلی و فرغ و قعد للدعاء جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے اور دعاء مانگتے لگے، یا نماز کے آخری تشہد میں بیٹھ جائے۔ کیونکہ سلام پھیرنے سے قبل تشہد درود کے بعد بھی دعاء مانگی جائز ہے بلکہ دعائیں پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔ بہر حال دعاء مانگنے سے پہلے حمد و ثناء اور درود پڑھنا ضروری ہے۔

۱۴۰۶ - وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ  
عُجْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَجَ عَلَيْنَا  
النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْنَا  
كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟  
قَالَ: «قُولُوا اللَّهُمَّ! صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ،  
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ  
إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ! بَارِكْ  
عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا  
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ  
مَجِيدٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹ / ۱۳۰۶ - حضرت ابو محمد کعب بن  
عجروہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے  
تو ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام  
پڑھنے کا طریقہ جان لیا ہے، پس ہم آپ پر درود کیسے  
بھیجیں؟ آپ نے فرمایا، یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور  
آل محمد پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے آل ابراہیم  
پر رحمت نازل کی، بے شک تو تعریف کے قابل اور  
بزرگی والا ہے۔ اے اللہ، محمد اور آل محمد پر برکت نازل  
فرما، جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے  
شک تو تعریف کے قابل اور شرف و مجد کا مالک ہے۔  
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالی ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ...﴾ الآية -  
وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

فوائد: اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جس سلام کے پڑھنے کا ذکر ہے، اس سے مراد وہ سلام ہے جو اہل ایمان میں  
السلام علیک ایہا النبی پڑھا جاتا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کی تعلیم اور حکم سے ہی صحابہ نماز میں پڑھا  
کرتے تھے۔ جب اللہ نے قرآن کریم میں اہل ایمان کو حکم فرمایا، کہ تم نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام پڑھو۔ تو  
ان کے ذہن میں آیا، سلام تو ہم پڑھ لیتے ہیں لیکن درود، کون سا پڑھیں؟ تو آپ نے اس حدیث میں اس کی  
وضاحت فرمادی۔ گویا حکم قرآنی پر نماز میں مکمل عمل ہو جاتا ہے اور ایک مسلمان نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام  
دونوں پڑھ لیتا ہے۔ اس لئے اہل بدعت کا یہ کہنا کہ ہم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! اس  
لئے پڑھتے ہیں کہ درود ابراہیمی میں صرف درود ہے، سلام نہیں ہے۔ جب کہ ہمارے خود ساختہ الفاظ میں  
دونوں چیزیں موجود ہیں اور اس کے لئے انہوں نے طریقہ اور وقت بھی خود ایجاد کیا ہے اور وہ ہے اذان سے  
قبل۔ گویا ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے ارشاد فرمودہ الفاظ بھی ناکافی ہیں اور آپ کا طریقہ بھی انہیں ناپسند  
ہے۔ جب کہ خیر برکت اور ثواب سنت نبوی کی پیروی میں ہے نہ کہ اپنی طرف سے بدعات گھڑنے میں۔ اللہ  
تعالیٰ اتباع کی توفیق دے اور ابتداع (بدعت سازی) سے محفوظ رکھے، کیونکہ بدعت کو آپ نے بدترین کام اور



مرود قرار دیا ہے۔

۱۶۰۷ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرْنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ» رواه مسلم.

۱۰/۱۳۰۷ - حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، جبکہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ سے بشیر بن سعد نے پوچھا، یا رسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے، تو ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کہ بشیر بن سعد آپ سے سوال ہی نہ کرتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے اور سلام (اسی طرح پڑھنا ہے) جیسے تم جانتے ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

نوٹ: اس میں بھی نبی ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ سلام کا طریقہ وہی ہے جو تم پہلے ہی جانتے ہو، کیونکہ وہ میرا ہی بتلایا اور سکھلایا ہوا ہے اور وہ ہے التحیات میں السلام علیک ایہا النبی۔ آل سے مراد ازواج مطہرات اور وہ اہل قرابت ہیں جو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں سے مسلمان ہوئے اور بعض کے نزدیک یہ عام ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کے تمام پیروکار شامل ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس بات کا علم نہ ہو، وہ اہل علم سے پوچھ لی جائے۔ اپنی طرف سے کوئی بات اور طریقہ نہ گھڑا جائے۔ اور اہل علم سے مراد بھی وہ اہل علم ہیں جو قرآن و حدیث کے علوم سے بہرہ ور ہوں اور وہ دین سے متعلق سوالات کا جواب قرآن و حدیث سے دیں، نہ کہ محض اپنی سمجھ یا دوسروں کے اقوال سے۔

۱۶۰۸ - وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ

۱۱/۱۳۰۸ - حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا، یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا، یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اور اولاد پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد اور آپ کی ازواج اور اولاد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کے قابل اور



حَمِيدٌ مَجِيدٌ، متفقٌ علیہ۔ بزرگی والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب یزفون: النسلان فی المشی - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی ﷺ بعد التشهد۔  
 فوائد: ازواج، زوج کی جمع ہے بمعنی جوڑا۔ اسی لئے عربی میں مذکر اور مؤنث دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ مرد، عورت کا زوج ہے اور عورت، مرد کا زوج ہے۔ بہر حال یہاں اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہیں، جن کی تعداد گیارہ ہے۔ دو کا انتقال آپ کی زندگی میں ہو گیا تھا اور آپ کی وفات کے وقت نو بیویاں زندہ تھیں۔ اسلام میں ایک مرد کے لئے بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے بیک وقت گیارہ عورتوں کو اپنے حرم کی زینت بنایا، تو یہ آپ کی امتیازی خصوصیت تھی جس کی اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی اور اس اجازت میں متعدد حکمتیں تھیں جو علمائے اسلام نے تفصیل سے بیان فرمائی ہیں (دیکھئے فتح الباری، کتاب النکاح، باب کثرة النساء میں حدیث ثالث کی شرح) اس حدیث سے ان لوگوں کی بھی واضح تردید ہو گئی جو ازواج مطہرات ﷺ کو آل میں شامل نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآنی نصوص سے بیویوں کا انسان کی آل میں سے ہونا ثابت ہے۔ نبی ﷺ کی ذریت میں آپ کی اولاد ذکور و اناث اور پھر ان کی اولاد شامل ہے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ بہر حال آپ کی ازواج اور ذریت بھی آپ کی آل میں شامل ہے۔



## ۱۵۔ کِتَابُ الْأَذْكَارِ

۲۴۴۔ بابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ ۲۴۳۔ ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا

### بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ﴾ [العنكبوت: ۴۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَأَذْكُرُوا مَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ﴾ [البقرة: ۱۵۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَذْكُرُوا فِي نَفْسِكُمْ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُؤَانَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْفُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ [الأعراف: ۲۰۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَذْكُرُوا اللهُ كَبِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ۱۰]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالذَّكْرِ إِنَّهُ أَكْبَرُ وَالذَّكْرُ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ۳۵]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللهُ ذِكْرًا كَبِيرًا ﴿۱﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ [الأحزاب: ۴۱، ۴۲] وَالآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا (افضل) ہے۔ (سورۃ عنکبوت، ۴۵)

نیز فرمایا: پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔ (سورۃ بقرہ، ۱۵۲)

اور فرمایا: اپنے رب کو اپنے جی میں صبح و شام گڑ گڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے یاد کرو، نہ کہ اونچی آواز سے، اور غافلوں سے مت ہوؤ۔ (الأعراف، ۲۰۵)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اللہ کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ جمعہ، ۱۰)

اور فرمایا: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں..... اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ، اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ احزاب، ۳۵)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ (احزاب، ۴۱، ۴۲)

اس باب میں آیات بہت ہیں اور مشہور ہیں۔

فوائد آیات: ان تمام مذکورہ آیات میں اللہ کے ذکر کی تاکید اور حکم ہے۔ ذکر سے مراد ایسے اعمال کی پابندی ہے، جن کو اللہ نے انسان کے لئے ضروری قرار دیا ہے یا جن سے اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ ذکر زبانی بھی ہے، جیسے اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کی جلالت و عظمت کا ذکر۔ یہ ذکر دل سے بھی ہوتا ہے یعنی انسان کائنات کے ذرے ذرے میں پھیلی ہوئی ان نشانیوں اور دلائل پر غور و فکر کرے جن سے اللہ کی ذات و صفات کی معرفت اور ان کا ادراک حاصل ہوتا ہے اور یہ ذکر اعضاء کے ذریعے سے بھی ہوتا ہے، جیسے انسان اللہ کی طاعت میں اپنے کو مشغول رکھے، نماز پڑھے، روزے رکھے، حج کرے، زکوٰۃ دے، صدقہ و خیرات کرے وغیرہ۔ اللہ کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنی زبان، قلب اور اعضاء و جوارح سے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتا، مشکلات میں اس کی چارہ سازی کرتا اور اس کی کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے۔

۱۴۰۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ۱ / ۱۳۰۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ» (ہیں) سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ۔ اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے متفق علیہ۔ ساتھ۔ اللہ پاک ہے، عظمتوں والا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب إذا قال: واللہ أنکلم الیوم، وکتاب الدعوات، باب فضل التسبیح - و صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء۔

فوائد: اس میں وزن اعمال کا اثبات ہے۔ قیامت والے دن جب انسان کے اعمال تولے جائیں گے، جن کو اللہ تعالیٰ جسم عطا فرمائے گا یا بقول بعض ان محفوں کو تولا جائے گا جن میں اعمال درج ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تو اجسام کے بغیر اعراض کو بھی تولے پر قادر ہے، بہر حال ان مباحث سے قطع نظر وزن اعمال کے وقت مذکورہ جملے، جن کی ادائیگی نہایت آسان ہے، بڑے وزنی ثابت ہوں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کثرت سے ان کا ورد کرتے رہنا چاہئے۔

۱۴۱۰ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ۲ / ۱۳۱۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ؛ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ» ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم) رواہ مسلم۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسیح والدعاء۔  
**فوائد:** مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات جن میں اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کی عظمت و توحید کا بیان ہے، دنیا بھر کی چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں، کیونکہ یہ باقیات صالحات میں سے ہیں، ان کا اجر و ثواب طے گا، جب کہ دنیا اپنے تمام ساز و سامان سمیت فنا سے دوچار ہو جائے گی۔ اس لئے باقی رہنے والی چیز ہی اس لائق ہے کہ انسان اس سے محبت کرے اور اس کو فانی چیزوں پر ترجیح دے۔

۱۶۱۱ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ۱۳۱۱/۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدَّةٌ عَشْرَ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِبَّتِ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِزْرًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمَسِّيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ، وَقَالَ: «مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ کلمات کہے، لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدیر، اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی۔ اور یہ کلمات اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے۔ اور (قیامت والے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہو گا، سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہو گا۔ اور (ایک اور حدیث میں) آپ نے فرمایا، جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمده، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهلیل، و باب فضل التسیح، و کتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس - و صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسیح والدعاء۔

**فوائد:** گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ نیز ان کا تعلق حقوق العباد سے بھی نہ ہو جیسا کہ پہلے کئی جگہ وضاحت کی جا چکی ہے۔

۱۶۱۲ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ ۱۳۱۲/۳ - حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، یہ کلمات کہے، لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ،

المُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ: كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، مَنْفَقٌ عَلَيْهِ. له، له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير، عشر مرات: كان كما من اعترق اربعة نفس من ولد اسماعيل، منفق عليه. ہے جس نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کئے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهلیل - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التسیب والتهلیل والدعاء.

**فوائد:** حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے غلام بطور تمثیل کے ہے، یعنی نہایت بیش قیمت غلام آزاد کرنے کا ثواب۔

۱۴۱۳ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۵ / ۱۳۱۳ - حضرت ابو ذرؓ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكَ» سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ كَلَامٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ كَلَامٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ہے، زیادہ محبوب ہے؟ بے شک اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل سبحان اللہ وبحمدہ.

۱۴۱۴ - وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ ۶ / ۱۳۱۳ - حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُنِ - أَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پاکیزگی آدھا ایمان ہے اور الحمد لله، ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ، والحمد لله، ترازو کو بھر دیتے ہیں یا (فرمایا) - اَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء.

**فوائد:** طہور (طہا پر پیش کے ساتھ) پاکیزگی یا وضوء کو کہتے ہیں اور طہور (طہا پر زہر کے ساتھ) اس پانی یا شے کو کہا جاتا ہے جس سے طہارت حاصل کی جائے۔ ایمان سے مراد بعض کے نزدیک نماز ہے۔ جیسے قرآن کریم میں بھی نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وما كان الله ليضيع إيمانكم (البقرة، ۱۳۳) ”اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان یعنی نماز کو ضائع کرنے والا نہیں ہے۔“ جب نماز، ایمان ہے تو پاکیزگی اور وضوء آدھا ایمان ہوا، کیونکہ طہارت نماز کے لئے شرط ہے، طہارت کے بغیر نماز ہی نہیں ہوگی۔ اور بعض کے نزدیک ایمان سے مراد عرفی اور شرعی ایمان ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کو دل سے ماننا، اور طہارت کے نصف ایمان ہونے کا مطلب، طہارت کا ایمان کے ارکان میں سے اہم ترین رکن ہونا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ الحج، عرفہ، حج عرفے کا نام ہے۔ یعنی عرفات میں وقوف حج کا اہم ترین رکن ہے۔ بہر حال اس



رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» متفقٌ عليه.

نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور تجھ سے بچا نہیں سکتی۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلاة - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

**فوائد:** الجِدِّ کے معنی ہیں، خوش بختی اور توکمری، یعنی دنیاوی خوش بختی اور توکمری اللہ کے ہاں انسان کے کام نہیں آئے گی بلکہ وہاں تو صرف ایمان اور عمل صالح کام آئے گا اس دعاء میں اللہ کی توحید کا خصوصی بیان ہے۔

۱۶۱۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ - ۱۳۱۸ / ۱۰ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، بعد 'جس وقت سلام پھیر دیتے، یہ پڑھا کرتے تھے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم صرف اسی ایک کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لئے نعمت، اسی کے لئے فضل اور اسی کے لئے اچھی حمد و ثناء سزاوار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اس کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرنے والے ہیں، اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے۔ حضرت ابن زبیر نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ذریعے سے ہر نماز کے بعد اللہ کی توحید و عظمت بیان فرماتے تھے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

**فوائد:** نماز کے بعد یہ ذکر مستنون ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔ نماز کے فوراً بعد صرف کلمہ طیبہ کے ورد اور



خود ساختہ صلاۃ و سلام کا اجتماعی طریقہ، غیر مسنون اور بدی طریقہ ہے جس میں کوئی ثواب نہیں۔ اس لئے کہ مسلمان اجتماع کا پابند ہے، ابتداء (دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا) اس کا حق نہیں ہے۔

۱۶۱۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالذَّرَجَاتِ الْعُلَى، وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ: يَحْجُونَ، وَيَعْتَمِرُونَ، وَيُجَاهِدُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ. فَقَالَ: «أَلَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا تَذَرُكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْفِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «تَسْبَحُونَ، وَتَحْمَدُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ» قَالَ أَبُو صَالِحٍ الرَّاوي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ، قَالَ: يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ. متفق عليه. و زاد مُسْلِمٌ فِي رِوَايَتِهِ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلَ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ». «الدُّثُورُ»: جَمْعُ دَثْرٍ، بِفَتْحِ الدَّالِ وَإِسْكَانِ الشَّاءِ الْمَثَلَّةِ، وَهُوَ الْمَالُ الْكَثِيرُ.

۱۳۱۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراءے ماجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے، وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور ان کے لئے مالوں سے حاصل ہونے والی فضیلت (زیادہ) ہے، وہ حج و عمرہ کرتے، جہاد کرتے اور صدقہ کرتے ہیں (جو ہم نہیں کر سکتے) تو آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس کے ذریعے سے تم اپنے سے پہلوں کو پا لو اور اپنے بعد آنے والوں سے آگے بڑھ جاؤ، اور (پھر) تم سے زیادہ افضل کوئی نہ ہو، مگر وہی شخص جو تمہاری ہی کی طرح کا عمل کرے؟ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا، تم ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ ابو صالح سے، جو اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرنے والے ہیں، جب اس کے پڑھنے کی کیفیت کی بابت پوچھا گیا، تو انہوں نے جواب دیا، کہ وہ کہے۔ سبحان اللہ، والحمد للہ، واللہ اکبر، یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے تینتیس مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ بیان کیا ہے۔ پس فقراءے ماجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوبارہ آئے اور عرض کیا، کہ (آپ کا بتلایا ہوا وظیفہ) ہمارے مال دار بھائیوں نے بھی سن لیا جس پر ہم نے عمل شروع کیا، پس انہوں نے بھی اسی طرح عمل کر لیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے وہ دے۔

الدُّور، دُر کی جمع ہے۔ دال پر زبر اور ثاء ساکن۔  
ہست مال۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة۔ وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة۔

**فوائد:** یہ روایت باب بیان کثرت طرق الخیر، رقم ۴/۱۲۰ میں صحیح مسلم کے حوالے سے قدرے مختلف الفاظ میں گزر چکی ہے۔ اس میں ابو صالح کی وضاحت سے بظاہر یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ تینوں کلمات کو ملا کر پڑھا جائے۔ تاہم دوسرے اہل علم نے انہیں علیحدہ علیحدہ پڑھنے کو زیادہ پسند کیا ہے۔ اصل مقصود دونوں طرح حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان میں سے ہر کلمے کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھا جائے یا کل تعداد ۳۳ کافی ہے؟ حدیث کے الفاظ کسی ایک مفہوم کے لئے واضح نہیں ہیں۔ تاہم دوسری روایات کی رو سے (جو آگے آرہی ہیں) ہر ایک کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ اس طرح کل تعداد ۹۹ مرتبہ ہو جائے گی۔ ذیل کی حدیث سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

۱۴۲۰ - وَعَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۱۲ / ۱۳۲۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول قَالَ: «مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ» رواه مسلم.

مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد لله اور پھر سو کی گنتی پوری کرتے ہوئے پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، غفرت خطاياہ وان كانت مثل زبد البحر، رواه مسلم.

جھاگ کی طرح ہوں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التسييح والتهليل.

۱۴۲۱ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مُعَقَّبَاتٌ لا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ - أَوْ فاعِلُهُنَّ - دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ: ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً» رواه مسلم.

حضرت کعب بن مالک بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ایسے ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا ان کو کرنے والا نامراد نہیں ہوتا، وہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد لله اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، کہنا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة۔

**فوائد:** معتبات کے معنی ہیں تسبیحات تفال اعقاب الصلاة، اللہ کی حمد و تسبیح کے وہ کلمات جو نماز کے بعد پڑھے جائیں۔ اس میں اللہ اکبر کو چونتیس مرتبہ پڑھنے کی صراحت ہے۔

۱۴۲۲ - وعن سعد بن أبي وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبْرَ الصَّلَاةِ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ» رواه البخاري.

۱۳ / ۱۴۲۲ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد ان کلمات کے ذریعے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من البخل، و کتاب الجہاد، باب ما يتعوذ من الجن.

**فوائد:** بعض علماء کے نزدیک ہر فرض نماز کے بعد مذکورہ تسبیحات کے ساتھ یہ دعاء بھی پڑھی جائے، جس میں کئی چیزوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مذکورہ تسبیحات تو سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جائیں اور یہ دعائے استعاذہ نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے قبل پڑھی جائے۔ نبی ﷺ کا معمول یہی تھا۔ (نزہۃ المتقین) واللہ اعلم۔

۱۴۲۳ - وعن معاذ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: «يَا مُعَاذُ! وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ» فقال: «أَوْصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي دُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: اللَّهُمَّ! أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» رواه أبو داود بإسناد صحيح.

۱۵ / ۱۴۲۳ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ اے معاذ! اللہ کی قسم، میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا، اے معاذ! میں تجھ کو وصیت (تلقین) کرتا ہوں، تو ہر نماز کے بعد ان کلمات کا کما ترک نہ کرنا۔ اے اللہ! تو اپنے ذکر، شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ (ابو داؤد، باسناد صحیح)

**تخریج:** سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب الاستغفار.

**فوائد:** اس میں ذکر و شکر اور عبادت کے لئے اللہ کی مدد حاصل کرنے کی تاکید ہے، کیونکہ اس کی مدد اور توفیق کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

۱۴۲۴ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَشَهَّدْتَ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ؛ يَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ،

۱۲ / ۱۴۲۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے، وہ کہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے جہنم کے عذاب

وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَخْيَا وَالْمَمَاتِ،  
وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسْجِ الْدَّجَالِ». رواه مسلم.

سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے اور  
مسحِ دجال کے فتنے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر الفتن.

فوائد: زندگی کے فتنے سے مراد زندگی میں پیش آنے والی آزمائشیں ہیں جن سے انسان کے دین یا جسم کو نقصان پہنچے اور موت کے فتنے سے وہ تکلیفیں مراد ہیں، جو وفات سے قبل موت کے وقت انسانوں کو پیش آتی یا آسکتی ہیں۔ مسح، مسح العین کے معنی میں ہے (بھیگی آنکھ والا) قیامت کے قریب جس دجال کا ظہور ہو گا، اس کی ایک آنکھ کلنی ہو گی، اس لئے اسے مسحِ الدجال کہا گیا ہے۔ یہ شخص الوہیت کا مدعی ہو گا اور لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ اس سے کچھ خرق عادت کام بھی کروائے گا، جس سے بہت سے لوگ فتنوں میں پڑ جائیں گے، تاہم نیک لوگ اللہ کی توفیق سے اسے پہچان لیں گے، اس لئے اس کے دام میں پھنسنے سے بچ جائیں گے، بہر حال یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہو گا، جس سے پناہ طلب کرنا ضروری ہے۔

۱۴۲۵ - وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۷ / ۱۳۲۵ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، جَبَّ نَمَازَ كَلَمْ يَكْفُرْ هُوَ تَوَشَّهَدُ  
يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ الشَّهَادَةِ وَأَوَّلِ مَا يَقُولُ فِيهَا، وَأَوَّلُ مَا يَقُولُ فِيهَا  
وَالْتَسْلِيمِ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ لَكَ وَمَا أَسْرَزْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَأَوَّلُ مَا يَقُولُ فِيهَا  
وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمَقْدَمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ»  
اور وہ بھی جو بعد میں کئے، جو چھپ کر کئے اور جو علانیہ  
کئے اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جن کو تو مجھ سے  
زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے  
کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

۱۴۲۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱۸ / ۱۳۲۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی  
قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ فِي  
رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا  
وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» متفق عليه.  
کرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ کلمات  
پڑھتے تھے، اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے رب!  
تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔  
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب التسبیح والدعاء في السجود - وصحیح  
مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع...

۱۴۲۷ - وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ۱۹ / ۱۳۲۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے،  
كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحُوحُ» بَعْدَ تَسْبِيحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَعْدَ تَسْبِيحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
قَدْ وَصَّ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، رَوَاهُ  
پڑھا کرتے تھے۔ (میرا رکوع اور سجدہ) اس ذات کے



جلالت کے پیش نظر اس سے اپنی کوتاہیوں کی مغفرت طلب فرماتے رہتے تھے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے۔ وہ پاک ہونے کے باوجود اللہ کے عذاب سے خوف زدہ تھے اور ہم سر تا پا گناہوں میں غرق ہیں لیکن اللہ کے خوف اور اس کی گرفت سے بے خوف ہیں۔

۱۴۳۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَتَحَسَّنْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاجِعٌ - أَوْ سَاجِدٌ - يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» وفي رواية: فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهَمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُخْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ» رواه مسلم .

۱۳۳۱ / ۲۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، ایک رات میں نے نبی ﷺ کو (بستر سے) گم پایا، پس میں نے تلاش کیا تو (دیکھا) کہ آپ رکوع یا سجدے کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! تو پاک ہے اپنی خوبیوں کے ساتھ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور ایک اور روایت میں ہے کہ (تلاش کرتے ہوئے) میرا ہاتھ آپ کے پیروں کے تلوؤں میں جا لگا، جب کہ آپ سجدے میں تھے، آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے، اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے اور تیری ذات کے ذریعے سے تیرے قرو غضب سے پناہ مانگتا ہوں، میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

۱۴۳۲ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَبْعِزُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَنْحَسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ!» فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَنْحَسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: «يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيَكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحِطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ» رواه مسلم . قَالَ الْحَمِيدِيُّ: كَذَا هُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ: «أَوْ يُحِطُّ» قَالَ الْبِرْقَانِيُّ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، وَأَبُو عَوَانَةَ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ مُوسَى الَّذِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهِ فَقَالُوا:

۱۳۳۲ / ۲۳ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارا ایک آدمی روزانہ ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ تو آپ کے ہم نشینوں میں ایک سائل نے پوچھا، وہ ایک ہزار نیکیاں کیسے کمائے؟ آپ نے فرمایا، سو دفعہ سبحان اللہ کی تسبیح پڑھے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ (مسلم)

امام حمیدی نے فرمایا، مسلم کی کتاب میں اسی طرح ہے ابو یحط۔ امام برقانی کہتے ہیں کہ اس کو شعبہ، ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے موسیٰ (راوی) سے جس سے امام



«وَيَحِطُّ بِغَيْرِ آفٍ»۔ مسلم نے روایت کیا ہے، بغیر الف کے و يحط بیان کیا ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلل والتسبیح والدعاء۔  
 فوائد: سومرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بدلے میں ہزار نیکیاں ملنا، یہ الحسنۃ بعشر امثالہا کے تحت کم از کم بدلہ ہے اور اویحط کے بیان میں راویوں کا اختلاف ہے، کسی نے اسے او (الف اور واؤ کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ یعنی ہزار نیکیاں ملتی ہیں یا ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں اور بعض راویوں نے اسے ویحط بیان کیا ہے۔ یعنی ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔

۱۴۳۳ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲۵ / ۱۳۳۳ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُضِيحُ عَلَى كُلِّ سَلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ. وَيُجْزِيءُ مِنْ ذَلِكَ رَكَعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى» رواه مسلم۔  
 اللہ کہتا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جائیں گی جو کوئی شخص ان کو چاشت کے وقت ادا کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی و کتاب الزکوۃ۔

فوائد: یہ روایت باب بیان کثرتہ طرق الخیر رقم ۱۱۸ / ۲ میں بھی گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے چاشت (اشراق) کی دو رکعتوں کی فضیلت واضح ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑوں کی سلامتی و عافیت کا شکر ادا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کے کلمات اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی اعضائے انسانی کا صدقہ بن جاتے ہیں۔

۱۴۳۴ - وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدَهَا بِكُرَّةٍ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: «مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟» قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَزْبَعَ»  
 حضرت ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح سویرے ہی صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے چلے گئے، جب کہ ابھی وہ اپنی جائے نماز میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر آپ چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد واپس آئے تو وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا، تم اسی حالت میں ہو جس پر میں چھوڑ کر گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تو



كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَزِنْتَهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَاءِ نَفْسِهِ، وَزِينَةِ عَرْشِهِ، وَمِدَادِ كَلِمَاتِهِ» رواه مسلم. وفي رواية له: «سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ». وفي رواية الترمذي: «أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا؟ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

نبی ﷺ نے فرمایا، میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے، اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو، تو وہ ان پر وزن میں بھاری ہوں گے۔ (اور وہ یہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزینۃ عرشہ ومداد کلماتہ (ہم اللہ کی پاکیزگی اور حمد کرتے ہیں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضا مندی کے مطابق، اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی سیاہی یا کثرت کے برابر)۔

(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت ہے۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے نفس کی رضا کے مطابق، اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے مطابق، اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت (یا سیاہی) کے برابر۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے، کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جنہیں تم پڑھتی رہو؟ اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضا کے مطابق، اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضا کے مطابق، اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضا کے مطابق۔ اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر، اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر، اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے



**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب ذکر النبی ﷺ وروایتہ عن ربہ - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ.

**فوائد:** اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی بابت یہ یقین رکھا جائے کہ وہ توبہ قبول فرماتا ہے، مغفرت فرماتا، پریشان حال لوگوں کی چارہ سازی فرماتا اور مصیبتوں سے نجات عطا فرماتا ہے۔ اس یقین کے ساتھ انسان ایسے کام بھی کرے جن سے اللہ خوش ہوتا ہے اور ان کاموں سے اجتناب کرے جن سے اس نے منع فرمایا ہے، اس کے بعد انسان اللہ سے حسن ظن اور اچھی امید رکھے۔ جس طرح ایک کاشت کار زمین میں بل چلا کر، اس میں بیج ڈالے، اسے پانی دے اور اس کی نگہداشت کرے اور اس کے بعد اچھی فصل کی امید رکھے۔ ایک شخص عالم فاضل بننا چاہے، ڈاکٹریا انجینئر بننا چاہے تو اس کے لئے پہلے ضروری ہے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق وہ کتابیں پڑھے جن سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے، ڈاکٹری یا انجینئرنگ میں وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ہر کام کے لئے پہلے انسان کو ایک بنیاد اور پھر اس کے لوازمات مہیا کرنے پڑتے ہیں، اس کے بعد ہی اس کے بار آور ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے ساتھ حسن ظن اور اچھی امید وابستہ کرنے کا مسئلہ ہے۔ انسان جب تک اس کے لئے بھی ایمان اور عمل صالح کی بنیاد فراہم نہیں کرے گا اللہ سے محض حسن ظن نادانسی ہی کا منظر ہو گا۔ ایک غلام، جو اپنے آقا کی خدمت کرنے کی بجائے، بھاگ جائے اور اسے ایذا پہنچائے، اور پھر یہ امید رکھے کہ میرا آقا تو بہت مہربان قسم کا ہے، وہ مجھے کچھ نہیں کہے گا، دنیا ایسے غلام کو بے وقوف ہی کہے گی۔ اسی طرح اللہ کا معاملہ ہے جو یقیناً ارحم الراحمین ہے، بڑا بخشنہار ہے، لیکن کن لوگوں کے لئے؟ اپنے بندوں کے لئے۔ نہ کہ شیطان کے بندوں کے لئے۔ شیطان اور اس کے بندوں کے لئے تو اس کا فرمان ہے کہ ”میں تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے جنم کو بھروں گا“۔ (سورہ ص، ۸۵)

۱۴۳۷ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ ۲۹/۱۳۳۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ» قالوا: اللّٰهُ ﷻ نے فرمایا، مفردوں سبقت لے گئے، صحابہ نے وَمَا الْمُفْرَدُونَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ» رواه اللّٰهُ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے مسلم. روي: «الْمُفْرَدُونَ» بتشديد الراء والى عورتين.

وتخفيفها، وَالْمَشْهُورُ الَّذِي قَالَهُ مفردوں، راء کی تشدید کے ساتھ اور مفردوں، راء الجنْمُورُ: التَّشْدِيْدُ. کی تخفیف کے ساتھ دونوں طرح روایت کیا گیا ہے اور مشهور راء کی تشدید کے ساتھ ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ.

**فوائد:** اس میں ایک تو کثرت سے اللہ کو یاد کرنے کی فضیلت کا بیان ہے کہ ایسے لوگ قیامت والے دن اجر و ثواب میں سب سے آگے ہوں گے۔ دوسرے، اللہ کو یاد کرنے اور اس کی اطاعت کرنے والا مرد ہو یا عورت



فوائد: اللہ کی جنت اتنی وسیع ہے کہ اس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔ اس لئے اللہ کی تسبیح و تحمید پر درختوں کا لگنا، کوئی مشکل امر نہیں۔ اس لئے اسے حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔ البتہ بعض لوگ اسے مجاز پر محمول کرتے ہوئے اس سے مراد اجر کا اثبات اور اس کی کثرت لیتے ہیں۔

۱۴۴۱ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَبْتُ إِبْرَاهِيمَ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَرَىءَ أَتَنَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَحْبَبُهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ الثَّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ؛ وَأَنَّهَا قِيَمَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۱۴۴۱ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میری ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی تو انہوں نے کہا، اے محمد (ﷺ) اپنی امت کو میری طرف سے سلام پیش کیجئے اور ان کو بتلا دیجئے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور عمدہ ہے، اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ایک چٹیل میدان ہے اور سبحان اللہ والحمد لله ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا، وہاں درخت لگاتا ہے۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے۔)

فوائد: قیطان، قلع کی جمع ہے، صاف، ہموار زمین، جس پر کوئی درخت نہ ہو۔ اللہ کی تسبیح و تحمید سے جنت کی چٹیل زمین میں درخت لگ جاتے ہیں، جو جتنا زیادہ اللہ کا ذکر کرے گا، اس کا حصہ زمین، جو اسے جنت میں ملے گا، اتنی ہی درختوں سے معمور اور شاداب ہو گا۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب غراس الجنة سبحان الله...

۱۴۴۲ - وَعَنْ أَبِي الدُّدَّاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا أُبَيِّنُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِكِكُمْ، وَأَزْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرِ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الدَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَخَيْرِ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ، وَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى». رواه الترمذي، قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: إسناده صحيح.

۱۴۴۲ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر، تمہارے آقا و مولیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا اور تمہارے لئے (اللہ کی راہ میں) سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ صحابہ نے عرض کیا، کیوں نہیں۔ (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا، وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (ترمذی، امام حاکم اور ابو عبد اللہ نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب خير الأعمال.

فوائد: اس میں بھی اللہ کے ذکر کی فضیلت کا بیان ہے، کیونکہ ہر عمل خیر کی بنیاد اللہ کا ذکر اور اس کی بارگاہ میں اغلاص و نیاز مندی کا اظہار ہے۔ اس کے بغیر بڑا سے بڑا عمل بھی بیکار ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ، ارفع اور افضل ہے۔

۱۴۴۳ - وعن سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَى - أَوْ حَصَى - تَسْبِیحُ بِهِ فَقَالَ: «أُخْبِرُكَ بِمَا أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا - أَوْ أَفْضَلُ» فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ. وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ». رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۳۵ / ۱۳۴۳ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے، اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں جس کے ساتھ وہ (شمار کر کے) اللہ کی تسبیح کر رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا، میں تجھے ایسے کلمات نہ بتلاؤں جو تیرے لئے اس سے زیادہ آسان یا افضل ہیں؟ پس آپ نے فرمایا، (یہ پڑھا کر) میں اللہ کی تسبیح کرتا ہوں، ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے آسمان میں پیدا کیں، اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے زمین میں پیدا کیں اور اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو آسمان و زمین کے مابین ہے اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو وہ (آئندہ) پیدا کرے گا۔ اور اللہ اکبر بھی اس کی مثل، الحمد للہ بھی اس کی مثل، لا الہ الا اللہ بھی اس کی مثل اور لاحول ولا قوۃ بھی اس کی مثل (پڑھنا) ہے۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب في دعاء النبي ﷺ وتعوذہ في دبر كل صلاة.

فوائد: شیخ البانی نے اس روایت کو اگرچہ ”الضعیفہ“ (ج ۱، ص ۱۱۳) میں ضعیف کہا ہے۔ لیکن ریاض الصالحین کی تعلیقات میں اس کی سند میں جہالت کی صراحت کرنے کے باوجود امام ترمذی کی تحسین کو برقرار رکھا ہے، اسی طرح ابن حبان نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے تاہم شیخ البانی نے اس کے ساتھ یہ کہا ہے کہ اصل حدیث گٹھلیوں اور کنکریوں کے ذکر کے بغیر ہے اور وہ صحیح ہے جسے امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو، ریاض الصالحین، بہ تحقیق شیخ البانی و حلیتہ علی، ”الکلم الیوب“)

۱۴۴۴ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ ﷻ ۳۶ / ۱۳۴۳ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،







تخریج: صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة.

نوآمد: اس حدیث سے ان علماء نے استدلال کیا ہے جو جنابت اور حیض کی حالت میں بھی قرآن کریم کے پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں، جس میں امام بخاری جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ”ہر حالت میں“ کا مطلب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پاک ہوتے یا حدیث اصغریا اکبر کی حالت میں ہوتے، ہر حالت میں ذکر اللہ کا اہتمام فرماتے تھے اور ذکر اللہ میں قرآن کریم بھی شامل ہے۔ اسی لئے شیخ البانی حفظہ اللہ نے امام نووی کے باب میں استثنائے مذکور (کہ جنبی اور حائض کے لئے قرآن پڑھنا جائز نہیں) پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس استثناء کے لئے کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، بلکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے مخالف ہے (دیکھئے ریاض الصالحین، بہ تحقیق شیخ مذکور) اس مسلک کے حاملین کے نزدیک ممانعت کی حدیثیں سداً ضعیف یا قابل تاویل ہیں۔ اس لئے ان سے قرأت قرآن کی ممانعت کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک وہ روایات ضعف کے باوجود استدلال کے قابل ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک ضعف شدید نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک وہ روایات حسن درجے کی ہیں۔ دلائل کے اعتبار سے پہلا مسلک قوی ہے تاہم تعظیم قرآن کے نقطہ نظر سے دوسرا مسلک بھی صحت کا متقاضی ہے۔ ان میں تطبیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ناگزیر صورتوں میں پہلے مسلک پر عمل کر لیا جائے، تاہم عام حالات میں دوسرے مسلک پر عمل کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۴۶ - وعن ابن عباس رضي الله ٢ / ۱۴۴۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَفَسَ فِيهِ نَفْسًا مِنْ نَفْسِ اللَّهِ، لَمَاتَ بِهَا نَفْسًا مِنْ نَفْسِ اللَّهِ، وَإِذَا آتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ» متفقٌ عليه .  
شروع اللہ کے نام سے۔ اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور کر دے اور (اس صحبت کے نتیجے میں) جو اولاد ہمیں عطا کرے، اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔ پس ان کے درمیان جو اولاد بھی مقدر ہوئی، اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس - وصحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع.

نوآمد: بیوی سے صحبت کرنے سے قبل مذکورہ دعاء پڑھ لینی چاہئے۔ تاکہ انسان خود بھی شیطان کے حملوں سے محفوظ رہے اور اس کی ہونے والی اولاد بھی۔

۲۴۶ - بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ ۲۴۶ - سوتے وقت کی اور بیداری کے وقت کی دعاء  
وَاسْتِيقَاطِهِ

۱۴۴۷ - عن حذيفة، وأبي ذرٍّ ١ / ۱۴۴۷ - حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے

رضی اللہ عنہما قالا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَوَيْتُ هِيَ كَمَا رَوَى اللَّهُ ﷻ جَبِ بَسْرَتِ  
إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «بِسْمِكَ اللَّهُمَّ اسْتِرَاحَتِ فَمَا هُوَ تَوِيَهُ دَعَاءُ يَزِيدُ تَحْتَهُ تَبْرَةِ نَامِ  
أَحْيَا وَأَمُوتُ» وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: «الْحَمْدُ سَعَى اللَّهِ! مِثْلُ زَنْدَةٍ هَوَاتَا أَوْرَمْتَا هُوْنَ- أَوْرَجِبِ  
لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ بَعْدَارُ هُوَتْ» تَوَفَّرَاتِ، تَمَامِ تَعْرِيفِ اسْمِ اللَّهِ كَلِمَةً لِنَعْنِي  
الْشُّورُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے اکٹھا ہونا ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب ما یقولہ إذا نام، وکتاب التوحید، باب  
السؤال بأسماء الله تعالى.

فوائد: صبح و شام کے ان وظیفوں کی پابندی کا یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ انسان ہر وقت اللہ کو یاد کرتا اور رکھتا ہے۔

۲۴۷ - بَابُ فَضْلِ حَلَقِ الذُّكْرِ وَالنَّذْبِ ۲۴۷ - ذَكَرَ كَلِمَاتٍ فِي فَضِيلَتِهَا وَأَنَّ  
إِلَى مُلَازِمَتِهَا مِثْلُ شَرِكَةِ اسْتِحْبَابِ أَوْ بَغَيْرِ عِزِّ رَكْعَةٍ فِي  
وَالنَّهْيِ عَنِ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُدْرٍ كَوَجْهِ رُؤْيَا كَوَجْهِ رُؤْيَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُمْ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ [الكهف: ۲۸].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ باندھے رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا مندی کے ارادے سے اور تیری آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں۔ (سورہ کہف: ۲۸)

فائدہ آیات: یعنی رب کی رضا مندی کے طالبوں کو نظر انداز کر کے، ان لوگوں کی طرف توجہ نہ کر جو اگرچہ صاحب حیثیت ہوں، لیکن اپنے رب کی یاد سے غافل ہوں۔

۱۴۴۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذُّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَيْنَا حَاجَتِكُمْ فَيُحْفَوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ -: مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكْبِرُونَكَ، وَيُحَمِّدُونَكَ، وَيُمَجِّدُونَكَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ ادھر آؤ، یہاں تمہاری حاجت (مطلوبہ چیز) ہے، پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان

سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، میرے بندے کیا کہتے تھے؟ آپ نے فرمایا، فرشتے جواب دیتے ہیں، وہ تیری تسبیح و تکبیر اور تیری تحمید و تمجید کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم، انہوں نے تجھے دیکھا تو نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ آپ نے فرمایا، فرشتے عرض کرتے ہیں، اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کرتے، اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور اس سے بھی زیادہ تیری پاکیزگی بیان کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے، وہ کیا مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، فرشتے جواب دیتے ہیں، وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کہتا ہے، کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ نہیں، اللہ کی قسم، اے رب! انہوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرمایا، فرشتے کہتے ہیں، اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کے لئے ان کی حرص اور طلب اور زیادہ شدید ہو جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، وہ جنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے، کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ فرمایا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں، اللہ کی قسم، انہوں نے اسے دیکھا تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرمایا، فرشتے عرض کرتے ہیں، اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ دور بھاگیں اور اس سے کہیں زیادہ ڈریں۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پس میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا، فرمایا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے۔

فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ! مَا رَأَوْكَ فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟! قَالَ: يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمَجُّدًا، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا. فَيَقُولُ: فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ. قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا. قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟! قَالَ: يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً. قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّدُونَ؟ قَالَ: يَتَعَوَّدُونَ مِنَ النَّارِ؛ قَالَ: فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ! مَا رَأَوْهَا. فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا! قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً. قَالَ فَيَقُولُ: فَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْفَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ، متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةَ سَيَّارَةً فَضَلَّأَ يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الذُّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ، قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلُؤُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ، فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَهُوَ أَعْلَمُ -: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ لَكَ فِي

ان میں فلاں آدمی جو تھا، وہ ان میں سے نہیں تھا، وہ تو صرف ایک کام کے لئے آیا تھا (کہ ان کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھ گیا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں، گھومنے پھرنے والے، اور حفاظت کرنے والے فرشتوں سے الگ، وہ ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں، جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو، تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے اور آسمان دنیا کے درمیان فاصلے کو (اپنے وجود سے) بھر دیتے ہیں۔ پس جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے، وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں، وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے، کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں اے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے، وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے، کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، نہیں۔ اللہ فرماتا ہے، اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو کیا

الأرض: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُهَلِّلُونَكَ، وَيَخَمِدُونَكَ، وَيَسْأَلُونَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا، أَيْ رَبِّ! قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي! قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ. قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ! قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟! قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ، يَقُولُونَ: قَدْ غَفَرْتُ لَهْمُ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا، وَأَجْرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا. قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبِّ فِيهِمْ فَلَانٌ عَبْدٌ خَطَاءٌ إِنَّمَا مَرَّ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ، يَقُولُونَ: وَلَهُ غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْفَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ.

حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے، وہ میں نے ان کو عطا کر دی اور جس سے پناہ طلب کر رہے تھے، اس سے میں نے ان کو پناہ دے دی۔ آپ نے فرمایا، فرشتے عرض کرتے ہیں، پروردگار! ان میں فلاں آدمی بھی تھا جو بہت گناہ گار بندہ ہے، جو صرف وہاں سے گزرتا ہوا ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے اس کو بھی بخش دیا، یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل مجالس الذکر.

**نوٹ:** ان مجالس ذکر اور حلقہ ہائے ذکر سے مراد کون سی مجلسیں اور حلقے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ان سے مراد وہ حلقہ ہائے ذکر تو نہیں ہو سکتے جو خود ساختہ ہیں اور جن میں اپنے گھرے ہوئے الفاظ یا طریقوں سے ذکر ہوتا ہے۔ جیسے اللہ ہو، یا ہو حق وغیرہ کا ورد۔ جو کسی حدیث میں بیان نہیں ہوئے۔ یا بتیاں بجھا کر اور گردنیں مار مار کر کسی مخصوص لفظ کی ضربیں لگانا وغیرہ۔ یہ طریقہ بھی نبی ﷺ یا صحابہ سے ثابت نہیں۔ اس سے مراد وہ حلقے اور مجلسیں ہیں جن میں کوئی ایجاد بندہ طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا، نہ خانہ ساز الفاظ کا ورد ہوتا ہے، بلکہ مسنون الفاظ میں یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر وغیرہ کا ورد سادہ انداز میں کیا جاتا ہے۔ جیسے نماز کے فوراً بعد تسبیح و تہلیل اور تکبیر کا حکم ہے، جسے والے دن مسجد میں بیٹھے لوگ اس طرح ذکر الہی و تلاوت قرآن وغیرہ میں مصروف ہوں، یا وعظ اور درس و تدریس کی مجلس ہو۔ اس حدیث میں ذکر الہی اور ذاکرین کی فضیلت کا بیان ہے۔ سیارۃ، یاجین (گھومنے والے) کے معنی میں ہے اور فضلاً سے مراد وہ فرشتے ہیں جو حفاظت کرنے والے فرشتوں سے زائد اور ان کے علاوہ ہیں۔

۱۴۴۹ - وعنه وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۲/ ۱۳۳۹ - سابق راوی اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا أَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَعَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ؛ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ» رواه مسلم.

روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور سکینت (اللہ کی خاص مدد) ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن

وعلى الذكر.

فوائد: اس میں بھی اللہ کے ذکر کی فضیلت اور ذکر کرنے والوں کے عند اللہ شرف و مقام کا بیان ہے۔

۱۴۵۰ - وعن أبي واقد الحارث بن عوف رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ بينما هو جالس في المسجد، والناس معه، إذ أقبل ثلاثة نفر، فأقبل اثنين إلى رسول الله ﷺ وذهب واحد، فوقف على رسول الله ﷺ. فأمّا أحدهما فرأى فرجة في الحلقه، فجلس فيها وأما الآخر، فجلس خلفهم، وأما الثالث فأدبر ذاهباً. فلما فرغ رسول الله ﷺ قال: «ألا أخبركم عن النفر الثلاثة: أما أحدهم، فأوى إلى الله، فأواه الله، وأما الآخر فاستخياً فاستحيا الله منه، وأما الآخر، فأعرض، فأعرض الله عنه، متفق عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من قعد حيث ينتهي به المجلس - وصحيح مسلم، کتاب السلام، باب من أتى مجلساً فوجد... .

فوائد: اس میں ایک تو مجالس ذکر میں شرکت کرنے کی ترغیب ہے۔ دوسرے، لوگوں کو تنگ نہ کرنے کی اور شرم و حیا کی فضیلت ہے۔ تیسرے، بغیر عذر کے علم دین اور ذکر الہی کی مجلسوں سے اعراض کی مذمت اور اس کے انجام بد کا بیان ہے۔

۱۴۵۱ - وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: خرج معاوية رضي الله عنه على حلقه في المسجد، فقال: ما أجلسكم؟ قالوا: جلسنا نذكرك الله. قال: الله ما أجلسكم إلا ذاك؟ قالوا: ما أجلسنا إلا ذاك، قال: أما إنني لم أستخلفكم نهمته لكم، وما كان أحد بمنزلي من رسول

۱۳۵۱ / ۳ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں حاضرین کے ایک حلقے پر آئے۔ اور ان سے پوچھا، تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا، اللہ کی قسم! تم اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا، میں نے تم



اللہ ﷻ أَقْلَ عَنْهُ حَدِيثًا مِثِّي: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: سے متسم سمجھتا ہوں، (یاد رکھو) کوئی شخص ایسا نہیں ہے فقال: «ما أَجْلَسَكُمْ؟» قالوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ، وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ؛ اور پھر وہ مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ بے وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا. قَالَ: «اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ» قالوا: والله! ما أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَلِكَ. قال: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَخْلِفِكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَنَا بِي جَبْرِيلَ فَأَخْبَرْتَنِي أَنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ». رواه مسلم.

ہدایت سے نوازا اور اس کے ذریعے سے ہم پر احسان فرمایا۔ آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم۔ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا، اللہ کی قسم، اسی مقصد نے ہم کو بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خبردار، میں نے تم سے قسم اس لئے نہیں اٹھوائی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متسم سمجھتا ہوں، لیکن بات یہ ہے کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذکر.

فوائد: اس میں بھی گزشتہ حدیثوں کی طرح مجالس ذکر اور ذاکرین کی فضیلت اور شرف کا بیان ہے۔

## ۲۴۸۔ بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالمَسَاءِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو، گڑگڑاتے اور ڈرتے ہوئے، نہ کہ اونچی آواز سے، صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ (سورۃ اعراف، ۲۰۵)

قال الله تعالى: ﴿وَأذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ [الأعراف: ۲۰۵] قال أهل اللغة: «الآصال»: جَمْعُ أَصِيلٍ، وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَسَبِّحْ

اہل لغت نے کہا ہے کہ آصال، اصل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔ اور فرمایا: اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ



پاکیزگی بیان کرو، سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے ﴿يَحْمَدُ رَبَّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ [طہ: ۱۳۰] وقال تعالى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِبْكَرِ﴾ [غافر: ۵۵]

نیز فرمایا: صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو۔ (سورہ غافر: ۵۵) اہل لغت نے کہا ہے کہ عشی، سورج کے زوال سے اس کے غروب ہونے تک کا درمیانی وقت ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اللہ کا نور) ایسے گھروں میں طے گا جن کی بابت اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے، وہ اس میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کاروبار اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ (سورہ نور: ۳۶-۳۷) وقال تعالى: ﴿إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُمْ يُسَبِّحْنَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِبْكَرِ﴾ [ص: ۱۸].

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک ہم نے پہاڑوں کو ان کے زیر فرمان کر دیا تھا وہ صبح و شام (حضرت داؤد کے ساتھ) اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔

فوائد: ان تمام آیات میں صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان ہے، جس سے اس امر کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کہ صبح و شام بالخصوص اللہ کا ذکر کرنا نہایت مستحب ہے۔

۱۶۵۲ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِّي: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ» رواه مسلم.

۱۳۵۲ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص صبح و شام سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھے، قیامت والے دن اس سے افضل کوئی شخص نہیں آئے گا، مگر وہ شخص جس نے اس کی مثل یا اس سے زیادہ یہ کلمات کہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التہلیل والتسبیح.

۱۶۵۳ - وعنه قال: جاء رجلٌ إلى النبي ﷺ فقال: يا رسول الله! ما لقيتُ من عَفْرَبٍ لَدَغْنِي الْبَارِحَةَ! قال: «أَمَا لَوْ قُلْتَ

۱۳۵۳ / ۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مجھے گزشتہ رات بچھو کے کاٹنے سے کس قدر

حِينَ أَمْسَيْتَ: اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ تَكْلِيفِ پَنجی (شدت تکلیف کو تعجب کے طور پر بیان کیا) آپ نے فرمایا، اگر تو شام کے وقت یہ پڑھ لیتا، من شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ. رواه مسلم.

اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق، تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء فوائد: کلمات سے مراد، اللہ کا کلام، اس کے فیعلے اور قدرت ہے، تامات سے مراد، ہر نقص اور عیب سے پاک۔ مطلب یہ ہوا۔ میں اللہ کے بے عیب کلام، فیعلے اور قدرت کے ذریعے سے ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ موسیٰ جانوروں اور انسانوں کے شر سے پناہ مانگنے کے لئے یہ بہترین دعاء ہے۔

۱۴۵۴ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ ۳ / ۱۳۵۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ كان يقول إذا أصبح: «اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ» وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: «اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ». رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن .

**تخریج:** سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى.

۱۴۵۵ - وَعَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مُرِّنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَه» قَالَ: «قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ» رواه أبو داود والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۳۵۵ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے ایسے کلمات ارشاد فرمائیے جنہیں میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا، یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپی اور ظاہر چیزوں کو جاننے والے، اور ہر چیز کے پروردگار اور مالک، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کی دعوت شرک سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، تم یہ کلمات صبح و شام اور جب اپنے بستر پر لیٹو، پڑھا کرو۔

(ابو داؤد، ترمذی، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

**تخریج:** سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب

۱۴۵۶ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: «أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ» قَالَ الرَّاوِي: أَرَاهُ قَالَ فِيهِنَّ: «لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ فِي النَّارِ، وَعَذَابِ فِي الْقَبْرِ» وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا: «أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ» رواه مسلم.

۱۳۵۶ / ۵ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب شام ہوتی تو یہ پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے شام کی اور اس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے اگلے کلمات بھی ان کے ساتھ ہی پڑھنے کے لئے ارشاد فرمائے، اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے پروردگار! میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس بھلائی کا جو اس کے بعد ہے اور میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے، اے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، بڑھاپے کی تکلیف سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس عذاب سے جو جنم کی آگ میں ہو گا اور اس عذاب سے جو قبر میں ہو گا اور جب صبح ہوتی، تب بھی آپ یہ کلمات پڑھتے (البتہ، صبح، امینا کی جگہ) اصبحنا واصبح الملك لله ہم نے صبح کی اور اس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، پڑھتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل.

فوائد: ان کلمات مذکورہ کا صبح و شام اور سوتے جاگتے وقت پڑھنا مستحب ہے تاکہ ایک تو ہر وقت اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کا تصور ذہن میں مستحضر رہے۔ دوسرے، اللہ سے خیر و عافیت کا سوال اور دنیا و آخرت میں نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی درخواست ہے، جس کی ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔

۱۴۵۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَيْبٍ ۶ / ۱۳۵۷ - حضرت عبد اللہ بن حبیب (خاء پر پیش) - بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَقْرَأْ: قُلْ فرمایا، کہ تم صبح و شام تین تین مرتبہ قل هو الله

هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ» رواه أبو داود والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔ (ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب ما یقول إذا أصبح - وسنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ۱۱۶.

فوائد: مراد ان تینوں سے سورتوں کا مکمل طور پر پڑھنا ہے۔ ہر صورت تین مرتبہ پڑھی جائے۔ کافی ہو جانے کا مطلب ہے دیگر اذکار و وظائف کی ضرورت نہیں رہے گی، علاوہ ازیں ان کی وجہ سے اللہ موذی چیزوں سے حفاظت فرمائے گا۔ دوسری روایات میں آتا ہے کہ نبی ﷺ رات کو بستر پر لیٹ جانے کے بعد یہ سورتیں پڑھتے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے، انہیں اپنے جسم پر پھیرتے۔

۱۴۵۸ - وعن عُمَرَ بْنِ عَفَانَ ۷ / ۱۳۵۸ - حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے روایت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءٍ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ» رواه أبو داود والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو بندہ ہر روز کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ دعاء پڑھے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العلیم، تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب ما یقول إذا أصبح - وسنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى.

فوائد: اس دعاء کا مطلب ہے۔ میں اس اللہ کے نام کے ذریعے سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ذریعے سے ہی ہر چیز کی برائی سے بچا جاتا ہے، وہ کوئی جانور ہو یا انسان، جن ہو یا شیطان۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک کے احوال سے واقف بھی ہے اور ہر ایک کی فریاد سننے پر قادر بھی۔ جو اس کی پناہ میں آجائے، اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، الایہ کہ اسی کی تقدیر و مشیت ہو۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ صبح و شام کے ان وظیفوں کو اپنا معمول بنائے جو اس باب میں مذکور ہوئے۔ انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے وظیفوں اور طریقوں سے یہ ہر لحاظ سے بہتر، باہرکت اور عافیت و نجات کا باعث ہیں۔

۲۳۹ - سونے کے وقت پڑھنے کی دعاؤں کا

بیان

۲۴۹ - بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بے شک آسمانوں اور زمین کی

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ

پیدائش میں اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں، عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں، وہ جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (پہلوؤں پر) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران، ۱۹۰، ۱۹۱)۔

۱۴۵۹ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَانًا وَأَمُوتُ» رواه البخاري.

۱۳۵۹ / ۱ - حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرما ہو جاتے تو پڑھتے تھے، تیرے نام سے اے اللہ! میں زندہ ہوتا اور مرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب ما یقولہ عند نومہ رقم ۱ / ۱۳۴ میں گزری ہے۔ انسان ہر رات کو سوتا اور صبح کو بیدار ہوتا ہے، سونا ایک طرح سے موت ہے اور بیدار ہونا، زندہ ہونا ہے اور زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس دعاء میں اسی تصور کو راجح کیا گیا ہے اور ہر رات کو انسان جب اس کا استغفار کرتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات ہر وقت تازہ رہتی ہے کہ یہ زندگی اللہ ہی کی ہے، اسی کی مشیت سے میں جی رہا ہوں، وہ جب چاہے گا میرا چراغ زندگی گل ہو جائے گا۔ اس لئے مجھے زندگی مستعار کے یہ ایام اللہ کی رضا کے مطابق گزارنے چاہئیں اور اس کی نافرمانی میں بسر نہیں کرنے چاہئیں۔

۱۴۶۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ وَفَلِاطِمَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَيَّ فِرَاشِكُمَا - أَوْ: إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَأَحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ» وَفِي رِوَايَةٍ: «التَّسْبِيحُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ. وَفِي رِوَايَةٍ: «التَّكْبِيرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۶۰ / ۲ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ، تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس مرتبہ الحمد لله کہو۔ اور ایک روایت میں سبحان اللہ چونتیس مرتبہ اور ایک روایت میں اللہ اکبر چونتیس مرتبہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب عمل المرأة في بيت زوجها، وكتاب الدعوات، باب التكبير والتسبيح عند المنام - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح اول النهار وعند النوم.

فوائد: روایات کے اختلاف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ کلمات کی تعداد سو پوری کرنی ہے، اس کے لئے ایک کلمہ ایک مرتبہ زیادہ پڑھنا چاہئے۔ وہ ایک مرتبہ زائد سبحان اللہ یا الحمد لله یا اللہ اکبر پڑھ لیا جائے تو ہر ایک کا پڑھنا جائز ہے، کیونکہ روایات میں ہر ایک کے لئے چونتیس مرتبہ کا لفظ آیا ہے، جیسے دو روایات کا ذکر تو

امام صاحب نے فرمایا ہے اور التحمید اربعاً وثلاثین۔ کے الفاظ نسائی میں آتے ہیں۔ یہ تسبیح و تحمید اور تکبیر اتنی ہی تعداد میں ہر فرض نماز کے بعد بھی پڑھنے کا حکم ہے اور سونے سے قبل بستر پینے کے بعد بھی۔

۱۴۶۱ - وعن أبي هريرة، رَضِيَ ۳ / ۱۳۶۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
 اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا  
 أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ  
 بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَذْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ،  
 ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتَ جَنِّي،  
 وَبِكَ أَرْفَعُهُ؛ إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَازْحَمْنَاهَا،  
 وَإِنْ أَرْسَلْتَنَاهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ  
 عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ» متفقٌ عليه.

کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا، اگر تو نے میری روح (اسی دوران) قبض کر لی تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے (قبض نہ کرے) تو اس کی اس طریقے سے حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ والقراءة عند المنام - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عند النوم وأخذ المضجع.

فوائد: اس میں ایک بڑی اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ رات کو بستر پینے سے قبل چادر یا گدے وغیرہ کو جھاڑ لینا چاہئے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں وہاں کسی موذی جانور نے بسیرا کر لیا ہو اور سونے کے بعد وہ نقصان پہنچا دے اور اس کے ساتھ ہی دعاء پڑھے، تاکہ وہ اللہ کی حفاظت میں آجائے۔

۱۴۶۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ ۴ / ۱۳۶۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،  
 عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ إِذَا أَخَذَ  
 مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ  
 وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. متفقٌ عليه. وفي  
 رواية لهما: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ إِذَا أَوَى  
 إِلَى فِرَاشِهِ كُلِّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ  
 فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَقُلْ  
 أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ،  
 ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ  
 بِهِمَا عُلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ہر رات کو جب اپنے بستر کی طرف قرار پکڑتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، پھر ان میں پھونکتے اور ان میں یہ سورتیں پڑھتے قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ پھر حسب طاقت ان ہتھیلیوں کو جسم



جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. مُتَّفَقٌ. پر پھیر لیتے، اپنے سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے، ایسا تین مرتبہ کرتے۔  
عَلَيْهِ. قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ: «النَّفْثُ»: نَفْثٌ لَطِيفٌ بِالرَّيْقِ.

(بخاری و مسلم)

اہل لغت نے کہا ہے۔ نفث، بغیر تھوک کے

لطیف انداز سے پھونک مارنے کو کہتے ہیں۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ والقراءة عند المنام، وکتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذتین - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث.

**فوائد:** معوذات (پناہ دینے والی سورتیں) مذکورہ تینوں سورتوں کو کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ کی درخواست کی جاتی ہے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو مُعَوِّذَتَيْنِ (دو پناہ دینے والی سورتیں) کہا جاتا ہے۔ بہر حال سوتے وقت ان سورتوں کو پڑھنا چاہئے تاکہ ایک طرف سنت پر عمل ہو جائے اور دوسری طرف انسان کو اللہ کی پناہ حاصل ہو جائے۔

۱۶۶۳ - وَعَنِ الْبِرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، ۵ / ۱۳۶۳ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا آتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَنَاتِ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغَبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْنِي آخِرَ مَا تَقُولُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔ پس اگر تو (یہ کلمات پڑھ کر) فوت ہوا تو فطرت (اسلام) پر تیری وفات ہوگی اور ان کلمات کو (سوتے وقت) اپنی گفتگو کا آخری حصہ بنا۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری و صحیح مسلم.

**فوائد:** یہ حدیث اس سے قبل باب الیقین والتوکل، رقم ۷ / ۸۰ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوتے



وقت وضوء کرنا مستحب ہے، اسی طرح پسندیدہ ہے کہ یہ دعاء پڑھنے کے بعد کوئی گفتگو نہ کی جائے۔

۱۴۶۴ - وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۶ / ۱۳۶۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا؛ وَكَفَانَا وَأَوَانَا، فَكُم مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤَوِّيَ» اور ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانہ دیا، پس کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کا کوئی کفایت کرنے والا اور ٹھکانا دینے والا نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عند النوم وأخذ المضجع.  
فوائد: اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کے لئے کافی ہے، یعنی وہی لوگوں سے بچانے والا اور روزی دینے والا ہے اور وہی مووی یعنی رہنے سنے کی سہولتیں مہیا کرنے والا ہے۔

۱۴۶۵ - وَعَنْ حُدَيْفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۷ / ۱۳۶۵ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْتَفِدَ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا؛ وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. اور کما یہ حسن ہے۔ ابو داؤد نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے، کہ یہ کلمات آپ تین مرتبہ پڑھتے۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب من الأدعية عند النوم - وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول عند النوم.  
فوائد: اس میں تشبیہ ہے کہ انسان کو اللہ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے اس سے پناہ مانگتا رہے اور ایسے کام بھی کرتا رہے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، تاکہ روز قیامت عذاب الہی سے محفوظ رہے۔



## ۱۶۔ کِتَابُ الدَّعَوَاتِ

۲۵۰۔ باب فضل الدعاء

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ  
ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ۶۰].  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً  
إِنَّهُ لَا يُّحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ [الأعراف: ۵۵]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا  
سَأَلْتَكِ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ  
دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [الآية  
[البقرة: ۱۸۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَمَّنْ  
يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾  
[الآية [النمل: ۶۲].

۲۵۰۔ دعاء کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تمہارے رب نے کہا، مجھے  
پکارو، میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا۔ (سورہ غافر، ۶۰)  
اور فرمایا: تم اپنے رب کو گڑ گڑاتے ہوئے اور  
پوشیدہ طریقے سے پکارو، بے شک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے  
والوں کو پسند نہیں فرماتا (اعراف، ۵۵)  
نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جب تجھ سے میرے بندے  
میری بابت پوچھیں (تو بتلا دے کہ) میں قریب ہوں،  
میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ  
مجھے پکارے۔ (سورہ بقرہ ۱۸۶)  
اور فرمایا: اور کون ہے، جو لاچار کی پکار کو، جب وہ  
پکارے، قبول کرتا اور برائی کو دور کرتا ہے؟ (سورہ  
نمل، ۶۲)

فوائد آیات: دعاء بھی عبادت کی ایک قسم بلکہ اس کی روح اور مغز ہے، اس لئے دعاء بھی صرف اللہ ہی سے کی  
جائے۔ مذکورہ آیات میں اسی امر کی تاکید کی گئی ہے کہ دعائیں قبول کرنے والا صرف ایک اللہ ہے، تم اسی سے  
دعائیں کرو۔ کسی اور سے دعاء کرو گے تو یہ گویا اس کی عبادت ہو گی، جو شرک ہے، علاوہ ازیں وہ بت یا فوت  
شدہ بزرگ کسی کی فریاد سننے پر بھی قادر نہیں، وہ بھلا مدد کیا کریں گے؟ اس لئے عبادت کی یہ قسم --- دعا --- بھی  
صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

۱۴۶۶ - وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، ۱/ ۱۳۶۶ - حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،



جامع دعاء ہے۔ حج و عمرے میں طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔ لوگ طواف کے ہر چکر میں خود ساختہ الگ الگ دعائیں پڑھتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ نبی ﷺ سے صرف رینا اتنا فی الدنیا حسنة کا مذکورہ طریق سے پڑھنا ثابت ہے۔ اس لئے اس کے علاوہ بناوٹی دعائیں نہ پڑھی جائیں۔ البتہ اپنی حاجات کے مطابق اپنی زبان میں اللہ سے دعائیں کریں بالخصوص ملتزم سے چٹ کر خوب دعائیں کریں۔

۱۴۶۹ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، ۴ / ۱۳۶۹ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: نَبِيٌّ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے، اے اللہ! میں تجھ سے «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى، وَالْتَقَى، هِدَايَتِ كَا» پر ہیزگاری کا، پاک دامنی اور تو نگری (بے وَالْعَفَافَ، وَالغِنَى» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. نیازی) کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل.

فوائد: ہدایت سے مراد، خیر کی طرف رہنمائی ہے، جس کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ علاوہ ازیں خیر کی توفیق اور اس پر استقامت بھی ہدایت کے مفہوم میں شامل ہے۔ اللہ کے حکموں کو بجالانا اور اس کی منع کردہ باتوں سے بچنا، تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی ضرورت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ عفاف، گناہوں سے بچنے کو بھی کہتے ہیں اور لوگوں سے سوال نہ کرنے کو بھی اور غناء (تو نگری) کا مطلب ہے لوگوں سے بے نیاز ہو جانا اور ساری امیدیں صرف ایک اللہ سے وابستہ کرنا۔ اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے۔

۱۴۷۰ - وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمٍ، ۵ / ۱۳۷۰ - حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آدمی جب اسلام قبول کرتا تو نبی ﷺ اسے نماز سکھاتے تھے پھر اسے حکم دیتے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعاء کرے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت عطا کر اور مجھے روزی دے۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جب کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! جس وقت میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا، یہ پڑھا کر۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور روزی عطا فرما، یقیناً

یہ کلمات تیری دنیا اور آخرت دونوں کو تیرے لئے جمع کرنے والے ہیں۔ (یعنی دونوں کے مقاصد کو جامع ہیں)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء بـ ﴿اللهم ربنا آتنا فی الدنيا حسنة﴾.

۱۴۷۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ ۶/ ۱۳۷۱ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے العاص، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ مُصْرِفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ اللهُ ﷻ: اللہ! دلوں کے پھیرنے والے، ہمارے دلوں کو اپنی قلوبنا علی طاعتك رواہ مسلم. طاعت کی طرف پھیر دے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب القدر، باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء۔  
**فوائد:** یہ دعاء بڑی اہم ہے، کیونکہ اس میں نیکی پر استقامت کی دعاء ہے۔ انسان کا دل موج حواض کی زد میں رہتا ہے اور اس کے تھپڑے اس کو ادھر ادھر پھیرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ کی توفیق اور اس کی مدد شامل حال نہ ہو تو بہت سے موقعوں پر انسان کا دل کج ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس میں اللہ سے دعاء کی گئی ہے کہ دلوں کو کجی سے اور برائی کی طرف پھرنے سے محفوظ رکھے اور اسے صرف اپنی طرف پھیرے رکھے کہ دلوں کے پھیرنے کی ساری طاقت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

۱۴۷۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ۷/ ۱۳۷۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم محنت کی مشقت سے، بدبختی کے آئینے سے، برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگو۔ (بخاری و مسلم)

وفی رواية: قَالَ سُفْيَانُ: أَشْكُ أَنِّي زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا. ایک اور روایت میں ہے، حضرت سفیان نے کہا، مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں سے ایک بات زیادہ بیان کی ہے (کہ وہ کون سی ہے؟)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب القدر، باب من تعوذ بالله من درك الشقاء... و صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء.

**فوائد:** انسان کو ایسی تکلیف و مشقت پہنچے، جو انسان کے لئے ناقابل برداشت ہو اور وہ اسے ٹالنے پر بھی قادر نہ ہو، وہ جد البلاء ہے۔ بعض لوگوں نے قلت مال اور کثرت عیال کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ جد البلاء کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ شقاء، سعادت کی ضد ہے۔ یعنی بدبختی کے لاحق ہونے سے پناہ۔ اللہ کا تو کوئی فیصلہ برا نہیں ہوتا۔ تاہم بعض فیصلوں سے انسان کو نقصان اور بعض سے نفع پہنچتا ہے، گویا انسانوں کے اعتبار سے اللہ کے فیصلوں میں حسن اور برائی کا پہلو آجاتا ہے۔ مطلب یہ ہو گا، اپنے ایسے فیصلوں سے محفوظ رکھ جن میں ہمارے لیے نقصان کے پہلو ہوں۔ شہادت، دشمن کے خوش ہونے

کو کہتے ہیں، یعنی ہمیں ایسے الم ناک حوادث سے دوچار نہ فرمانا کہ جن سے ہمارے دشمن خوشی محسوس کریں۔ کیونکہ مصیبت آئے تو دشمن اس پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اس میں ایک جملہ راوی حضرت سفیان کا اضافہ ہے اور آخری عمر میں انہیں یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون سا ہے؟ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ آخری جملہ شمساتۃ الاعداء ہی ہے۔ (ابن علان) اس میں راویان حدیث کی امانت و دیانت کا بھی بیان ہے کہ حدیث میں ایک دعائیہ جملہ اپنی طرف سے بڑھا دیا تو اس کی بھی وضاحت کر دی۔ بعض لوگوں نے اسے ثقہ راوی کی زیادت قرار دیا ہے جو مقبول ہے۔ لیکن یہ زیادت ثقہ والا مسئلہ نہیں ہے، اس میں جو زیادت ہوتی ہے وہ تو قول رسول ہی ہوتا ہے جسے ایک راوی بیان کرتا ہے اور دوسرا بیان نہیں کرتا۔ لیکن یہاں تو راوی خود اقرار کر رہا ہے کہ یہ اضافہ اس کا اپنا ہے، اسے اور اج اور اضافہ شدہ الفاظ کو درج کہا جاتا ہے۔

۱۴۷۳ - وَعَنْهُ قَالَ: كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةٌ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸ / ۱۳۷۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے، اے اللہ! میرے دین کی درستی فرما دے جو میرے معاملات زندگی کے تحفظ کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کی اصلاح فرما دے جس میں میں نے اپنی زندگی کے ایام گزارنے ہیں اور میری آخرت سنوار دے جس میں دنیا کے بعد میرا دائمی ٹھکانہ ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی کی زیادتی کا ذریعہ بنا دے اور موت کو میرے لئے ہر شر سے آرام کا سبب بنا دے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے جس میں دین، دنیا اور آخرت تینوں کے لئے اصلاح کی دعاء ہے۔

۱۴۷۴ - وَعَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۹ / ۱۳۷۴ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کر۔ اے اہل دین، وسدذنی، وفی روایۃ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى، وَالسَّدَادَةَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایک اور روایت میں ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور استقامت و میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔

(مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: سدا کے معنی، درستی کے ہیں، یعنی ہر عمل درست طریقے یعنی سنت کے مطابق کرنے کی توفیق دے اور

شارحین حدیث نے اس کے معنی استقامت اور قصد (میانہ روی) کے کئے ہیں۔ دونوں ہی معنی اپنے مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

۱۴۷۵ - وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ». وَفِي رَوَايَةٍ: «وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلَبَةِ الرَّجَالِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۷۵ / ۱۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے پناہ طلب کرتا ہوں (خیر کے کاموں میں) عاجز رہ جانے سے، طاقت کے باوجود سستی سے، بزدلی، زیادہ بڑھاپے اور بخل سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ (میں پناہ مانگتا ہوں)

قرض کے بوجھ اور مردوں کے ظلم سے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من العجز والکسل.

۱۴۷۶ - وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: عَلَّمَنِي دُعَاءَ أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ: «قُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفْوُ الرَّحِيمُ» مَتَّقْ عَلَيْهِ. وَفِي رَوَايَةٍ: «وَفِي بَيْتِي» وَرُوِيَ: «ظُلْمًا كَثِيرًا» وَرُوِيَ «كَبِيرًا» بِالشَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، فَيَنْبَغِي أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَيُقَالُ: كَثِيرًا كَبِيرًا.

۱۳۷۶ // - حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعاء بتلائیں جو میں اپنی نماز میں مانگتا رہوں۔ آپ نے فرمایا، یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کا تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں، پس تو اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے، کہ یہ دعاء میں اپنے گھر میں مانگا کروں اور ظلم کثیراً (ماء کے ساتھ) کی جگہ ظلم کبیراً (باء کے ساتھ) بھی روایت کیا گیا ہے۔ (امام نووی فرماتے ہیں) پس بہتر ہے کہ دونوں کو جمع کر لیا جائے اور اس طرح کہا جائے، ظلمت نفسی ظلما

کثیرا کبیرا

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء فی الصلاة - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الدعاء قبل السلام.

نوٹ: یہ دعاء نماز میں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے سے قبل پڑھی جائے۔ علاوہ ازیں دیگر اوقات کی





«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفَجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخِطِكَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔  
(مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء...

فوائد: یہ دعاء بھی بڑی جامع ہے۔ ہر انسان کو اللہ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان نعمتوں کا صحیح احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے جب وہ کسی نعمت سے محروم ہو جائے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ قدر نعمت بعد زوال۔ آنکھ، کان، زبان، صحت، مال، اولاد اور اس طرح کی ان گنت نعمتیں۔ دعاء کی جا رہی ہے، یا اللہ جتنی بھی نعمتیں تو نے دی ہیں، کسی سے محروم نہ کرنا۔ عافیت کا مطلب ہے، انسان بیماری، غم و حزن اور مصیبتوں سے بچا رہے، اس عافیت سے پھر جانے یا محروم ہو جانے کا مطلب ہے کہ انسان تکلیفوں اور آزمائشوں میں گھر جائے، یہ تحول عافیت ہے جس سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔

۱۶۸۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكَّهَا أَنْتَ خَيْرٌ مِنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يَسْتَجَابُ لَهَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۸۰/۱۵ - حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، عاجزی سے، سستی سے، بخل سے، بڑھاپے سے اور عذاب قبر سے، اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز اور اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو نہ ڈرے، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ کی جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل...

فوائد: اس میں دراصل تقویٰ، صحیح علم یعنی قرآن و حدیث کے علم اور صبر و قناعت کی دعاء ہے۔

۱۶۸۱ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنْبَتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَزْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ،

۱۳۸۱/۱۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے، اے اللہ! میں نے اپنے کو تیرے سپرد کر دیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ ہی پر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا، تیری مدد کے ساتھ ہی میں (تیرے دشمنوں سے) لڑا اور تیری ہی طرف میں فیصلے کے لئے آیا، پس تو میرے وہ گناہ

أَنْتَ الْمُقَدَّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: «وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. نِيسِ-

معاف کر دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے، جو چھپ کر کئے اور جو ظاہری طور پر کئے، تو ہی بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

بعض راویوں نے یہ زیادہ بیان کیا۔ گناہ سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔  
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التہجد، و کتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع.

فوائد: اس میں اللہ کی طرف مکمل رجوع اور ہر معاملے میں اس کی رضا اور مکملوں کو سامنے رکھنے اور اسی کی وجہ سے لوگوں سے دوستی اور دشمنی رکھنے کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس دعاء اور اعلان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

۱۴۸۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ.

۱۳۸۲ / ۱۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے اور تو تگری اور غربت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (ابو داؤد، ترمذی، امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ الفاظ ابو داؤد کے ہیں)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب الاستعاذة من عذاب القبر والدجال.

فوائد: تو تگری کا شر ہے کہ انسان اس کی وجہ سے مال کی ایسی محبت اور حرص میں مبتلا ہو جائے کہ مال حاصل کرنے کی جدوجہد میں حلال و حرام کے درمیان تمیز نہ کرے یا مال کی وجہ سے اس میں تکبر اور رعونت پیدا ہو جائے اور غربت (فقر) کا شر ہے کہ انسان اللہ کے فضل و کرم سے مایوس ہو جائے، یا اللہ کی رضاء و تقدیر پر ناراضی کا اظہار کرے یا امانت و دیانت سے انحراف کرے۔

۱۴۸۳ - وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ، وَهُوَ قُطَيْبَةُ بْنُ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مَنكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ». خَوَاشَاتُ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۳ / ۱۸ - حضرت زیاد بن علاقہ، اپنے چچا قطیبہ بن وهو قُطَيْبَةُ بْنُ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مَنكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ». خَوَاشَاتُ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب من دعاء داود علیه السلام.

فوائد: اس میں جب برے اخلاق و اعمال سے بچنے کی استدعاء کی جا رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ اخلاق کریمہ اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی دعاء ہے۔

۱۶۸۴ - وَعَنْ شَكْلِ بْنِ حُمَيْدٍ، ۱۹ / ۱۳۸۳ - حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں  
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَمْ فِي عَرَضِ كَيْفَا، يَا رَسُولَ اللهِ! كَمْ فِي كَوْنِي دَعَاءَ  
عَلَّمَنِي دَعَاءً. قَالَ: «قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي،  
وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَا تَلَمَّأْتُ بِهِ». وَمِنْ شَرِّ مَا تَلَمَّأْتُ بِهِ.  
مَنْبِي» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.  
(ابو داؤد، ترمذی اور کما، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب الاستعاذة - وسنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب الاستعاذة من شر السمع...

فوائد: کانوں سے، جھوٹ، بتان غیبت اور دیگر حرام کردہ باتوں (ساز و موسیقی وغیرہ) کا سننا یا حق بات کا نہ سننا، کان کا شر ہے۔ آنکھوں سے لوگوں کے عیبوں کو، نا محرم عورتوں کو اور دیگر محرمات کو دیکھنا یا کانٹات میں بکھرے ہوئے دلائل قدرت کا مشاہدہ نہ کرنا، آنکھوں کا شر ہے، دل کو اللہ کے سوا کسی اور کی محبت میں مشغول کرنا، دل کا شر ہے۔ منی، وہ لیس دار رطوبت ہے جو شہوت پوری کرنے کے بعد مرد کے ذکر سے نکلتی ہے۔ یہاں مراد شرم گاہ ہے۔ اور شرم گاہ کا شر یہ ہے کہ اس کا استعمال غلط جگہ پر کیا جائے۔ مطلب یہ ہوا کہ کانوں، آنکھوں، زبان، دل اور شرم گاہ تمام اعضاء کی اس طرح حفاظت کی جائے کہ ان کا استعمال اللہ کی رضاء کے مطابق ہو۔ کیونکہ ان کا غلط استعمال انسان کو عند اللہ مجرم بنا دیتا ہے۔ قیامت والے دن اس سے ان چیزوں کی باز پرس ہوگی۔

۱۶۸۵ - وَعَنْ أَنَسِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ۲۰ / ۱۳۸۵ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجَذَامِ،  
وَسَيِّئِ الْأَنْفَامِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.  
(ابو داؤد، صحیح سند کے ساتھ)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الصلاة، باب الاستعاذة.  
فوائد: برص، جلد پر سفید داغ کو کہتے ہیں۔ جذام، کوڑھ کی بیماری کو کہتے ہیں جس سے انسانی اعضاء ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ جنون، فطرت عقل اور خلل دماغ کا نام ہے۔ یہ تمام بیماریاں نہایت خطرناک ہیں۔ یہ اور اس قسم کی دیگر بیماریوں جیسے فالج، لقوہ، شوگر، کینسر اور اندھا پن وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

۱۶۸۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ۲۱ / ۱۳۸۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْدَأُ بِدَعَاءِ مَا نَكُتُ كَرْتَةً تَحْتَهُ. اے اللہ! میں «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بَشَسَ الضَّجِيعِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بَشَسَتِ الْبِطَانَةَ». رواه أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

(ابو داؤد، کتاب و باب مذکور)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة.

۱۴۸۷ - وَعَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ مُكَاتَبًا جَاءَهُ، فَقَالَ: إِنِّي عَجِزْتُ عَنْ كِتَابَتِي. فَأَعْنِي. قَالَ: أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دِينًا أَدَاَهُ اللَّهُ عَنْكَ؟ قُلْ: «اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ». رواه الترمذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۷ / ۲۲ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور کہا کہ میں کتابت (کی رقم ادا کرنے) سے عاجز آ گیا ہوں، آپ میری مدد کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے، اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو تو (ان کی برکت سے) اللہ تعالیٰ وہ بھی تیری طرف سے ادا کر دے گا، یہ پڑھا کر۔ اے اللہ! اپنے حرام سے، اپنے حلال کے ذریعے سے میری کفایت فرما اور تو اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے مجھے بے نیاز کر دے۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ۱۱۱، رقم الحدیث ۳۵۶۳.

فَوَاعِدُ: مکاتب، وہ غلام ہوتا تھا جو اپنے مالک سے معاہدہ کر لیتا تھا کہ میں اتنی رقم ادا کروں گا تو آزاد ہو جاؤں گا۔ چنانچہ طے شدہ معاہدے کے مطابق رقم کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہو جاتا تھا۔ ترمذی میں پہاڑ کا نام بھی مذکور ہے، ثمیر پہاڑ۔ ہر حال قرض کی ادائیگی اور لوگوں سے بے نیازی حاصل کرنے کے لئے یہ ایک بہترین دعاء ہے۔

۱۴۸۸ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، رَوَيْتُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، عَلَّمَ أَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بِهِمَا: «اللَّهُمَّ أَلْهِنِّي رُشْدِي، وَأَعِزَّنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۸ / ۲۳ - حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے ان کے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہما کو دو کلمے سکھائے تھے جن کے ساتھ وہ دعا کرتے تھے، اے اللہ! میری ہدایت میرے دل میں ڈال دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے پناہ میں رکھ۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ۷۰، رقم الحدیث ۳۴۸۳.

فَوَاعِدُ: ہدایت سے مراد اعمال خیر کی توفیق اور ہر موقع پر صحیح راستے کی نشاندہی ہے۔ اور نفس کی شرارت سے

محفوظ رکھنے کا مطلب ہے کہ نفسانی خواہشات سے بچا، جو دین و دنیا کی ہلاکت کا باعث ہے

۱۴۸۹ - وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ  
 الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمَنِي شَيْئًا  
 أَسْأَلُهُ اللَّهَ تَعَالَى، قَالَ: «سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ»  
 فَمَكَّنْتُ إِيمَانًا، ثُمَّ جَنَّتْ فُقُلْتُ:  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمَنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهَ  
 تَعَالَى، قَالَ لِي: «يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ! سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا  
 وَالْآخِرَةِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ  
 حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب  
 ﷺ سے روایت ہے، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول!  
 مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کا میں اللہ سے سوال  
 کروں۔ آپ نے فرمایا، اللہ سے عافیت کا سوال کرو۔ پس  
 میں چند دن ٹھہر کر پھر حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول  
 اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتلائیں جو میں اللہ سے مانگوں،  
 آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اے عباس! اے رسول اللہ  
 کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو۔  
 (ترمذی، حسن صحیح)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب أَيْ الدعاء أفضل؟.

**فوائد:** عافیت کی دعاء میں دین و دنیا کی سلامتی شامل ہے۔ اس اعتبار سے یہ بھی نہایت ہی جامع دعاء ہے۔

۱۴۹۰ - وَعَنْ شَهْرَبْنِ حَوْشَبِ  
 قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:  
 يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! مَا كَانَ أَكْثَرَ دُعَاءِ  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِذَا كَانَ عِنْدِكَ؟ قَالَتْ:  
 كَانَ أَكْثَرَ دُعَائِهِ: «يَا مَقْلَبَ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ  
 قَلْبِي عَلَى دِينِكَ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ  
 حَدِيثٌ حَسَنٌ.

حضرت شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ  
 میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، اے ام  
 المؤمنین! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے تو  
 ان کی اکثر دعاء کون سی ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب دیا،  
 آپ کی اکثر دعاء یہ ہوتی تھی۔ اے دلوں کے پھیرنے  
 والے، میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔  
 (ترمذی، حسن)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب يَا مَقْلَبَ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قَلْبِي.

**فوائد:** دین پر ثابت قدمی، اولوالعزم لوگوں کا کام ہے جو اللہ کی توفیق خاص کے بغیر ممکن نہیں۔ زندگی میں بہت  
 سے موڑ آتے ہیں کہ انسان دین کے معاملے میں تسال، غفلت یا اعراض و انحراف کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے  
 لوگوں کے لئے تو یہ دعائے استقامت بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے، اور بڑی کثرت سے یہ دعاء ان کو کرنی چاہئے  
 بلکہ کرتے رہنا چاہئے۔

۱۴۹۱ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ،  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 «كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ ﷺ: اللَّهُمَّ إِنِّي  
 أَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ  
 الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ  
 جُزْءًا مِنْ دُعَائِي» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حضرت داؤد کی دعاؤں میں  
 سے ایک دعاء یہ تھی۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری  
 محبت کا اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ  
 سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو



أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، وَأَهْلِي، وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. تیری محبت تک پہنچا دے، اے اللہ! اپنی محبت کو میرے بارے میں، اور تیرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بہتر ہے۔

بھی زیادہ محبوب بنا دے، (ترمذی، حسن)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب من دعاء داود عليه السلام.

فوائد: اس میں اللہ کی محبت کی ترغیب کے علاوہ اہل اللہ اور اعمال صالحہ کی محبت کی اہمیت کا بھی بیان ہے، کیونکہ ان کے ذریعے سے بھی انسان کو اللہ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

١٤٩٢ - وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ٢٤ / ١٣٩٢ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْطَّوَالُ وَالْإِكْرَامُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِيُّ، قَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ. «الطَّوَالُ» بِكسر اللام وتشديد الظاء المعجمة مَعْنَاهُ: الزَّمُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ وَأَكثِرُوا مِنْهَا. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یا ذالجلال والاکرام کا خوب اہتمام کرو۔ (ترمذی، اور نسائی نے اسے ربیعہ بن عامر صحابی سے روایت کیا ہے، امام حاکم نے کہا، یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔)

الطَّوَالُ (لام پر زیر اور ظاء مشدود) اس کے معنی ہیں، اس پکار کا خوب التزام و اہتمام کرو۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات باب ٩٢، رقم ٣٥٢٥.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اپنی دعاؤں میں یا ذالجلال والاکرام کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ کیونکہ ان میں اللہ کی ثناء اور اس کی صفات کمال کا بیان ہے۔

١٤٩٣ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ، لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئاً؛ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئاً؛ فَقَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ؛ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ؛ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دعائیں کی ہیں جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں، ہم نے ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں رکھا۔ تو آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتلا دوں جو ان سب کو جامع ہو۔ تم یہ کہا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے پیغمبر محمد ﷺ نے کیا اور اس شر سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے پیغمبر محمد ﷺ نے پناہ طلب کی۔ تو ہی وہ ذات ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور تو ہی فریاد کو پہنچنے والا ہے، گناہ سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (ترمذی، حسن)



تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب اللهم إنا نسئلك بما سألك به نبيك.

فوائد: جن کو زیادہ دعائیں یاد نہیں یا یاد نہیں کر سکتے، ان کے لئے یہ دعاء یقیناً بڑی جامع ہے۔

۱۴۹۴ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، ۲۹ / ۱۳۹۳ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعاء یہ بھی تھی اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کو واجب کر دینے والی چیزوں کا اور ایسے عملوں کا جن سے تیری مغفرت ہمیں حاصل ہو جائے، اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور ہر نیکی کے حصے کا اور جنت (کے حصول میں) کامیابی کا اور آگ سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔ (اس کو امام حاکم ابو عبد اللہ نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے)

تخریج: المستدرک للحاکم، ج ۱/ ۵۲۵.

فوائد: شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے ریاض الصالحین بہ تحقیق البانی، و ضعیف الجامع الصغیر رقم ۱۱۸۳، طبع جدید۔ تاہم بطور دعاء کے ان الفاظ کے ساتھ دعاء کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس میں بھی رحمت و مغفرت کو واجب کر دینے والے اعمال اختیار کرنے کی، جنت کے حصول میں کامیابی کی اور جہنم سے بچنے کی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۲۵۱ - بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ۲۵۱ - پیٹھ پیچھے دعاء کرنے کی فضیلت کا

### بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (سورہ حشر، ۱۰)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے۔ (سورہ محمد، ۱۹)

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا (یعنی ان کی دعاء بیان فرمائی) اے ہمارے رب! مجھے بخش دے، میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو، جس دن حساب قائم ہوگا۔ (سورہ ابراہیم، ۳۱)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ [الحشر: ۱۰].  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَسْتَغْفِرُ لِدُنْيَاكَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ۱۹]. وَقَالَ تَعَالَى إِخْبَارًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَالْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ [إبراهيم: ۴۱].

فوائد: ان تمام آیات میں پیٹھ پیچھے دوسروں کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کا بیان ہے، جس سے اس کی فضیلت واضح ہے۔

۱۴۹۵ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلِ» رواه مسلم.

۱/ ۱۳۹۵ - حضرت ابو الدرداء رضي الله عنه بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھے پیچھے دعاء کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب۔  
فوائد: اس سے واضح ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ طور پر دعاء کرنے سے انسان کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کے حق میں فرشتے اللہ سے سفارش کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کو بھی وہ کچھ عطا کر جو یہ کسی دوسرے کے لئے تیری بارگاہ میں درخواست کر رہا ہے۔

۱۴۹۶ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ كَانَ يَقُولُ: «دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِه: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلِ» رواه مسلم.

۲/ ۱۳۹۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان مرد کی اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعاء قبول ہوتی ہے، اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے، وہ جب بھی اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعاء کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے، آمین (یعنی اے اللہ! اس کی دعاء قبول فرما) اور تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب۔

## ۲۵۲ - بَابُ فِي مَسَائِلَ مِنَ الدَّعَاءِ ۲۵۳ - دَعَاءُ كَبَعْضِ مَسَائِلَ كَابِيَانِ

۱۴۹۷ - عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ، فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ». رواه الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱/ ۱۳۹۷ - حضرت اسامہ بن زید رضي الله عنهما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کے ساتھ کوئی نیک برتاؤ کیا گیا اور اس نے نیکی کرنے والے کے لئے کہا جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ. رواه الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

تقریظ کی۔ (ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب جاء في المتشعب بما لم يعطه.  
فوائد: اگر انسان احسان کے بدلے میں احسان نہ کر سکے تو جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا کہنا چاہئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو تیرے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا، اللہ تعالیٰ ہی تجھے اس کا حسن صلہ عطا کرے۔ ظاہر بات ہے

جس کو اللہ بدلہ دے، اسے اور کیا چاہئے۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا، یہ دعائیہ جملہ محسن کی کمال درجے کی تعریف ہے۔

۱۴۹۸ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۳۹۸ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَدْعُوا عَلَى اللَّهِ ﷻ لِيَسْتَجِيبَ لَكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ، فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ» رواه مسلم.

اللہ ساعۃً یسأل فیہا عطاءً، فیسْتَجِیبُ لکم» رواہ مسلم۔  
 اولاد کے لئے بددعاء کرو اور نہ اپنے مالوں کے لئے بددعاء کرو۔ (کیس ایسا نہ ہو) تم اللہ کی طرف اس گھڑی کو پالو، جس میں اس سے جو بھی مانگا جائے وہ تمہارے لئے قبول کر لے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الزهد والرفاق، باب حدیث جابر الطویل وقصۃ ابی الیسر۔

فوائد: اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر وقت ہر کسی کی فریاد سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس نے ایسے بھی مقرر کئے ہیں کہ ان میں کی گئی دعائیں زیادہ قبول فرماتا ہے۔ اس لئے انسان کو کسی وقت بھی اپنے یا اپنے بچوں یا کاروبار وغیرہ کے لئے بددعاء نہیں کرنی چاہئے، کیس ایسا نہ ہو کہ اس کی بددعاء وقت اجابت کو پالے اور بعد میں وہ کف افسوس لے۔

۱۴۹۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۳۹۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَاتَّكِرُوا الدُّعَاءَ» رواه مسلم.

عنه أن رسول الله ﷺ قال: «أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد، فاتتكروا الدعاء» رواه مسلم۔  
 زیادہ قریب، سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، پس (اس حالت میں) خوب دعاء کرو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود۔

فوائد: علماء نے کہا ہے کہ نقلی نماز میں حالت سجدہ میں دعائیں کی جائیں۔ یا نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں دعاء کی جائے۔

۱۵۰۰ - وَعَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي، فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي» متفق عليه. وفي رواية لمسلم: «لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِسْمِ، أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجَلْ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الِاسْتَعْجَالُ؟ قَالَ: «يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرِ يَسْتَجِيبْ لِي،

۱۵۰۰ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی کی دعاء اسی وقت قبول کی جاتی ہے، جب تک وہ جلد بازی نہ کرے (مثلاً) کہے، میں نے تو اپنے رب سے دعاء کی، لیکن قبول ہی نہیں کی گئی۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعاء نہ کرے، اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے، بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے، پوچھا گیا، یا

رسول اللہ! جلد بازی کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: بندہ کہتا ہے، میں نے دعاء کی، پھر دعاء کی، لیکن مجھے تو قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ پس وہ اس وقت تھک ہار کر بیٹھ جائے اور دعاء کرنا چھوڑ دے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب يستجاب للعبيد ما لم يعجل - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب بيان انه يستجاب للداعي ما لم يعجل.

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ انسان مسلسل دعاء کرتا رہے، یہ کبھی نہ سوچے کہ مجھے دعاء کرتے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے، کچھ بھی نہیں ہوا۔ اللہ کے در سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اگر اس میں تاخیر ہو رہی ہے تو یقیناً اس میں کچھ مصلحت ہے جس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، بندے کو نہیں۔ اس لئے دعاء قبول ہو یا نہ ہو، دعاء کرنا ترک نہ کرے، اس میں انسان کا بہر صورت فائدہ ہی فائدہ ہے۔

۱۵۰۱ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۵ / ۱۵۰۱ - حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الدُّعَاءِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سے پوچھا گیا، کون سی دعاء زیادہ قبول اَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَزَفَ اللَّيْلَ الْآخِرَ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ» رواه الترمذي فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے) وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب العزم في المسألة، باب ۷۹، رقم الحديث ۳۴۹۹.

**فوائد:** جوف اللیل الاخر، جوف، ظریفیت کی بنا پر منصوب ہے یعنی فی جوف اللیل۔ یا پھر مبتدا محذوف کی بنا پر مرفوع ہے۔ اسی دعاء جوف اللیل اسم۔ الاخر جوف کی صفت ہے معنی ہوں گے رات کے پچھلے پہر میں۔ یا جوف بمعنی وسط ہے یعنی رات کے نصف آخر کے درمیان میں (تحفة الاحوزی، ج ۳ ص ۲۵۸) مطلب یہ ہے کہ رات کو اگر دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو رات کے دوسرے نصف حصے کا درمیانی وقت۔ دونوں صورتوں میں یہ رات کا وہ وقت ہے جسے دوسری روایات میں رات کا آخری تہائی حصہ بتلایا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دینا پر نزول فرماتا ہے۔ قبولیت دعاء کا دوسرا وقت فرض نمازوں کے بعد ہے۔ اس سے مراد بعض علماء کے نزدیک آخری تشہد میں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے سے قبل کا وقت ہے۔ اور اکثر علماء کے نزدیک سلام پھیرنے کے بعد کا وقت ہے جو زیادہ متبادر ہے۔ اس وقت انفرادی طور پر ہر بندہ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق دعاء کر سکتا ہے۔ تاہم اس سے فرض نمازوں کے بعد مروجہ اجتماعی دعاء کے استحباب پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ لہذا فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعاء کا التزام و اہتمام جائز نہیں۔

۱۵۰۲ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ۶ / ۱۵۰۲ - حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «هِيَ» رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ زمین پر جو مسلمان بھی «مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللَّهَ تَعَالَى اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ يَدْعُو اللَّهَ تَعَالَى» کوئی دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ

عطا کر دیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی برائی بدعوۃً إِلَّا أَنَاهُ اللَّهُ إِنَاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ الشُّوْرِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَذُغْ بِأَنْفِهِ، أَوْ قَطِيعَةً رَحِمَ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِذَا نُكْثِرُ قَالَ: «اللَّهُ أَكْثَرُ». رواه الترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رَوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ، وَرَوَاهُ فِيهِ: «أَوْ يَذْخِرُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهَا». ترمذی اور کما یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور امام حاکم نے اسے ابو سعید سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا ہے۔ یا اس کے لئے اس کی مثل اجر کا ذخیرہ کر دیتا ہے (جو اسے آخرت میں ملے گا)۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب استجابة الدعاء في غير قطيعة رحم - والمستدرک، ج ۱ ص ۴۹۳.

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ دعاء میں فائدہ ہی فائدہ ہے، یا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز دے دیتا ہے جو ایک مسلمان اس سے مانگتا ہے اور اگر اللہ کی مشیت اس کی قبولیت کی نہیں ہوتی تو وہ دعاء کی مثل مستقبل میں پہنچنے والی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتا ہے یا پھر آخرت میں دعاء کی مثل اللہ تعالیٰ اجر عطا فرما دے گا۔ (۲) انسان کو اللہ سے مانگتے ہوئے کوئی حجاب نہیں کرنا چاہئے، خوب مانگے، بار بار مانگے، کیونکہ اس کے خزانوں کی تو کوئی حد و نہایت ہی نہیں ہے۔

۱۵۰۳ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ، وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ» متفقٌ عليه.

۱۵۰۳ / ۷ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ مصیبت اور بے چینی کے وقت فرمایا کرتے تھے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عظمتوں والا، بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آسمانوں اور زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب دعاء الكرب.

فوائد: ابتلاء و آزمائش کے وقت اللہ کے ذکر، اس کی توحید و عظمت کے تصور اور ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد صرف اسی ایک پر اعتماد و توکل کے اظہار سے انسان کو بڑا حوصلہ ملتا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ بھی ایسے موقعوں پر اللہ ہی کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے، کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کچھ نہیں۔

## ۲۵۳۔ بابُ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ وَفَضْلِهِمْ ۲۵۳۔ اولیاء کی کرامات اور ان کے شرف و فضل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خبردار، اللہ کے ولی، ان پر خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (ولی کون ہیں؟) وہ جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے، ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوش خبری ہے، اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں، یہ ہے بڑی کامیابی۔

سورۃ یونس، ۶۳-۶۴

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اے مریم!) اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی، پس کھا اور پی۔ (سورۃ مریم، ۲۵-۲۶) نیز فرمایا: جب بھی زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے حجرے میں آتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے۔ انہوں نے پوچھا، اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آئیں؟ انہوں نے کہا، اللہ کے پاس سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ (سورۃ آل عمران، ۳۷)

نیز فرمایا: جب تم ان کافروں اور ان کے ان معبودوں سے الگ ہو گئے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، تو (اب) غار کی طرف ٹھکانہ پکڑو، تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا، تو دیکھے گا سورج کو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف کو ہو کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو ان سے کترا کر نکل جاتا ہے (یعنی طلوع و غروب دونوں اوقات میں سورج کی حدت سے وہ محفوظ رہتے ہیں)۔ (سورۃ کف، ۱۶-۱۷)

فائدہ آیات: قرآن کریم کی پہلی آیت میں اولیاء اللہ کی پہچان بتلائی گئی ہے کہ ایمان و تقویٰ سے آراستہ لوگ اللہ کے ولی ہیں، جب یہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو ان پر خوف و حزن کے آثار نہیں ہوں گے، کیونکہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الْآيَاتِ الْأُولَى﴾  
 اللَّهُ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٦٦﴾  
 الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٦٧﴾ لَهُمُ  
 الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا يَبْدِلُ  
 لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٦٨﴾  
 [یونس: ۶۲-۶۴].

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَهَزَيْتُمُنِي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ﴾  
 التَّخَلُّفَ سَنُوقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَبِينًا ﴿١٦٩﴾ فَكُلِي  
 وَأَشْرَبِي ﴿١٧٠﴾ [مریم: ۲۵، ۲۶] وقال تعالى:  
 ﴿كَلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا  
 رِزْقًا قَالَ يَنْصَرِمُ أَنْ لَئِن لَّدِي هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ  
 اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ رَزَقُكَ مِنْ يَشَاءَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٧١﴾ [آل  
 عمران: ۳۷]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ  
 اخْتَارْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوَّااَ إِلَى  
 الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ. وَيَهَيِّئْ لَكُمْ  
 مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ﴿١٧٢﴾ وَتَرَى السَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ  
 تَرَوُّهُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ  
 تَقَرُّبُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ﴿١٧٣﴾ [الكهف: ۱۶، ۱۷].

ایمان و تقویٰ کا زاد راہ ان کے پاس موجود ہو گا جو قیامت والے دن انسانوں کی نجات کا ذریعہ ہو گا۔ دوسری آیات میں اولیاء اللہ کی بعض کرامات کا بیان ہے۔ کرامت، خرق عادت واقعے کو کہتے ہیں یعنی عام عادی اسباب سے ہٹ کر کسی واقعے کا ظہور پذیر ہونا۔ جیسے آگ کا کام جلانا ہے، لیکن وہ نہ جلانے، سوکھے درخت یا غیر موسم میں پھل نہیں ہوتے، لیکن ان میں پھل پیدا ہو جائے۔ یہ کرامت ہے۔ یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں، کہ جب کوئی ولی اللہ چاہے، اس کا اظہار کر دے۔ بلکہ یہ کلیہً اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جب چاہے اپنے کسی بندے کے ہاتھ سے اسے ظاہر کروا دیتا ہے۔ کرامات، انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی طرح برحق ہیں، لیکن یہ کسی کی ولایت کی دلیل یا معیار نہیں، جیسا کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔ ایک متقی اور مومن کامل یقیناً اللہ کا ولی ہے، اس کی ولایت کسی کرامت کی محتاج نہیں ہے۔ کرامت، ایک الگ شرف و فضل ہے، اگر اللہ چاہے تو اس سے بھی اسے سرفراز فرمادے، لیکن یہ ولایت کے اثبات کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اب اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

۱۵۰۴ - وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عِنْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرِ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أَنَا سَاءَ فُقَرَاءَ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ، فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةٍ، فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ، أَوْ كَمَا قَالَ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، وَأَنْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْشَرَةٍ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ، فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ. قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ؟ قَالَ: أَوْ مَا عَشِيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ وَقَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا، فَاحْتَبَأْتُ، فَقَالَ: يَا غَشْرُ! فَجَدَعٌ وَسَبٌّ، وَقَالَ: كُلُوا لَا هَيْبَتًا، وَاللَّهِ! لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا، قَالَ: وَإِنَّمِ اللَّهُ! مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ،

۱۵۰۳ / حضرت ابو محمد عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ، غریب لوگ تھے اور نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا، جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو، وہ تیسرے آدمی کو (اپنے ساتھ) لے جائے۔ جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو، وہ پانچویں، چھٹے آدمی کو لے جائے (یا جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا) چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے گئے اور خود نبی ﷺ دس آدمیوں کو لے گئے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی ﷺ کے ساتھ کھایا، پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر گھر لوٹے، پس جب گھر آئے تو رات کا کچھ حصہ، جتنا اللہ نے چاہا، گزر چکا تھا، تو ان کی بیوی نے کہا، آپ کو اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع سے کس چیز نے روک رکھا؟ انہوں نے کہا، کیا تو نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا، انہوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا، ورنہ گھر والوں نے تو ان کو کھانا پیش کر دیا تھا (بعض روایات میں عرضنا ہے، ہم نے پیش کر دیا تھا) حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جلدی سے چھپ گیا، تو آپ نے فرمایا، اوانادان، اور مجھے بددعاء دی



اور برا بھلا کہا اور (مہمانوں سے) فرمایا، کھاؤ، تمہارے لئے خوش گوار نہ ہو (یہ انہوں نے برہمی کے طور پر کہا، کیونکہ گھر والوں کے کہنے سے انہوں نے کھانا نہیں کھایا، بعض کے نزدیک، یہ گھر والوں سے کہا) اللہ کی قسم، میں تو یہ کبھی نہیں چکھوں گا، راوی حدیث عبدالرحمن کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم، ہم جو بھی لقمہ لیتے تھے تو بیچے سے اس سے کئی گنا کھانا بڑھ جاتا تھا، یہاں تک کہ مہمان سیر ہو گئے اور کھانا اس سے کہیں زیادہ ہو گیا جتنا پہلے تھا، پس ابوبکرؓ نے کھانے کے برتن کی طرف دیکھا اور اپنی بیوی سے کہا، اے بنی فراس کی بہن، یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم (یہ غیر اللہ کی قسم حرام ہونے سے قبل کا واقعہ ہے) یہ کھانا اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں سے کچھ ابوبکرؓ نے کھایا اور فرمایا، کہ ان کی قسم شیطان کی طرف سے تھی، پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا، پھر اسے نبی ﷺ کے پاس لے گئے۔ پس وہ کھانا صبح تک آپ کے پاس رہا اور (اس زمانے میں) ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا، پس اس کی مدت ختم ہو چکی تھی اور ہم بارہ آدمی (بطور نگران) ادھر ادھر گئے ہوئے تھے، ہر آدمی کے ساتھ کچھ لوگ تھے، ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے، یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ ان سب نے وہ کھانا کھایا (جو ایک پیالے میں نبی ﷺ کے پاس آیا تھا)۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس ابوبکرؓ نے قسم کھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور بیوی نے بھی نہ کھانے کی قسم کھالی، پس مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھائے گا یا نہیں کھائیں گے، جب تک کہ ابوبکرؓ ان کے ساتھ نہ کھائیں۔ پس ابوبکرؓ نے کہا۔ یہ (قسم) شیطان کی طرف

فَنظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتِ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هَذَا؟ قَالَتْ: لَا وَقُرَّةَ عَيْنِي لَهَايَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ! فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي يَمِينَهُ. ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لِقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِ عَهْدٍ، فَغَضَى الْأَجَلَ، فَتَفَرَّقْنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَعَ كُلِّ رَجُلٍ أَنْاسٌ، اللَّهُ أَعْلَمُكُمْ كَمَ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَطْعَمُهُ، فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ— أَوْ الْأَضْيَافُ— أَنْ لَا يَطْعَمَهُ، أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ! فَدَعَا بِالطَّعَامِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا، فَجَعَلُوا لَا يَزْفَعُونَ لِقْمَةً إِلَّا رَبَّتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ: يَا أُخْتِ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةَ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لِأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ، فَأَكَلُوا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا. وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: ذُو نَكَ أَضْيَافِكَ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَافْرُغْ مِنْ فِرَاهِمِ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ، فَأَنْطَلِقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَأَنَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: اطْعَمُوا؛ فَقَالُوا: أَيْنَ رَبِّ مَنَزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوا. قَالُوا: مَا نَحْنُ بِأَكْلِينَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنَزِلِنَا، قَالَ: أَقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ، فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا، لِنَلْقَيْنَ مِنْهُ فَأَبُوا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: يَا عَبْدُ

سے ہے اور کھانا منگوا یا اور کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ پس وہ جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے تو نیچے سے وہ کئی حصے بڑھ جاتا تھا۔ تو انہوں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا، اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے کہا، میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم، یہ اب یقیناً ہمارے کھانے سے قبل جتنا تھا، اس سے بہت زیادہ ہے۔ پس انہوں نے کھایا، اور اسے انہوں نے نبی ﷺ کو بھی بھیجا اور راوی نے بیان کیا کہ آپ نے بھی اس میں سے کھایا۔

اور ایک اور روایت میں ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے (بیٹے) عبدالرحمنؓ سے کہا، تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو، میں نبی ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ تم میرے آنے تک ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جانا۔ پس عبدالرحمنؓ (اندر گئے، اور جو کچھ تھا، مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دیا اور عرض کیا، کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا، ہمارے گھر والے کہاں ہیں؟ عبدالرحمنؓ نے کہا، آپ لوگ ہماری طرف سے اپنی مہمان نوازی قبول کریں، اس لئے کہ اگر وہ (گھر والے، ابو بکرؓ) آگئے جب کہ آپ لوگوں نے کھانا نہیں کھایا ہو گا، تو ہمیں ان کا عتاب سہنا پڑے گا۔ لیکن انہوں نے (کھانے سے) انکار کر دیا۔ پس میں نے جان لیا کہ وہ (والد صاحب) مجھ پر ناراض ہوں گے۔ پس جب وہ تشریف لائے تو میں (ڈرتے ہوئے) ان سے ایک طرف ہو گیا۔ آپ نے پوچھا، تم لوگوں نے کیا کیا؟ تو انہوں نے بتلایا، پس انہوں نے آواز دی، اے عبدالرحمن! میں خاموش رہا۔ انہوں نے پھر آواز دی، اے عبدالرحمن! میں پھر بھی خاموش رہا۔ انہوں نے کہا، اے نادان بچے! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو چلا آ۔ چنانچہ میں نکل کر آیا اور کہا، آپ اپنے مہمانوں سے

الرَّحْمَنِ! فَسَكَتُ، ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ! فَسَكَتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ أَفَسَمْتِ عَلَيَّكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لِمَا جِئْتُ! فَخَرَجْتُ، فَقُلْتُ: سَلِ أَضْيَافَكَ، فَقَالُوا: صَدَقَ، أَنَا نَا بِهِ. فَقَالَ: إِنَّمَا أَنْتَظِرُ تَمُونِي وَاللَّهِ! لَا أُطْعِمُهُ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ الْآخَرُونَ: وَاللَّهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ، فَقَالَ: وَيَلَكُمْ مَا لَكُمْ لَا تَقْبَلُونَ عَنَّا فِرَاحَهُمْ؟ هَاتِ طَعَامَكَ، فَجَاءَ بِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ. الْأُولَى مِنَ الشَّيْطَانِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. قَوْلُهُ: «غُنْثَرُ» بَغِينٍ مَعْجَمَةٌ مَضْمُومَةٌ، ثُمَّ نُونٌ سَاكِنَةٌ، ثُمَّ ثَاءٌ مِثْلِيَّةٌ وَهِيَ: الْغَيْبِيُّ الْجَاهِلُ، وَقَوْلُهُ: «فَجَدَعٌ» أَي: شَتْمُهُ، وَالْجَدَعُ: الْقَطْعُ. قَوْلُهُ: «يَجِدُّ عَلِيٌّ» هُوَ بَكْسَرُ الْجِيمِ أَي: يَغْضَبُ.

پوچھ لیں (کہ ہم نے کوئی کوتاہی نہیں کی) انہوں نے کہا، 'عبدالرحمن نے سچ کہا ہے، یہ ہمارے پاس (کھانا) لایا تھا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، تو تم میرے انتظار میں رہے۔ اللہ کی قسم! میں آج کی رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پس دوسروں نے بھی کہا، اللہ کی قسم! ہم بھی، جب تک آپ نہیں کھائیں گے، ہم نہیں کھائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا، افسوس ہے تم پر، تمہیں کیا ہے تم ہماری مہمان نوازی قبول نہیں کرتے؟ لاؤ اپنا کھانا، پس عبدالرحمنؓ کھانا لایا۔ پس آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر فرمایا، پہلی حالت (جس میں غصے سے قسم کھائی) شیطان کی طرف سے تھی۔ پس آپ نے بھی کھایا اور باقی سب نے بھی کھانا کھایا۔ (بخاری و مسلم)

غنشر، عین پر پیش، نون ساکن پھر ثاء، کم سمجھ نادان۔ فجدع کے معنی ہیں، برا بھلا کہا۔ جدع کاٹنے کو کہتے ہیں۔ یجد علی، جیم کے نیچے زیر۔ معنی ہیں، برہم ہوں گے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب السمر مع الأهل، و کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام - و صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب إكرام الضيف و فضل إثاره.

فوائد: ریاض الصالحین کے نسخوں میں فتفرقنا اثنی عشر رجلا۔ لیکن صحیح مسلم میں ففرقا ہے، یعنی تفریق سے۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو الگ الگ گروہوں میں بانٹ دیا تھا۔ اور صحیح بخاری میں فرقا ہے تعریف سے، عریف بنا۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو عریف بنا دیا تھا۔ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں دونوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ عریف کے معنی ہیں، لشکروں کی نگرانی اور خبرداری کے لئے قائد لشکر اور کمانڈر کے علاوہ کسی شخص کو مقرر کرنا۔ مطلب یہ ہوا کہ بارہ آدمیوں کو عریف مقرر کر دیا گیا تھا جن میں ہر عریف کے ساتھ اس کی معاونت کے لئے کچھ کچھ لوگ بھی تھے۔ اس اعتبار سے فتفرقنا میں ثاء کا اضافہ ناخین کا سو ہے۔ اس سے حسب ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) مدارس دینیہ اور علوم اسلامیہ کے طلباء کو اس طرح اپنے اپنے گھروں میں ساتھ لے جا کر کھانا کھانا جائز ہے۔ جیسے پہلے بعض علاقوں اور حلقوں میں اس کا رواج تھا اور شاید اب بھی کہیں ہو۔ (۲) عورت کا اذن خصوصی کے بغیر مہمان کی خاطر داری کرنا اور اسے کھانا پلانا جائز ہے۔ (۳) باپ کا تادیب کے طور پر اولاد کے لئے سب و شتم

کرنا جائز ہے۔ (۳) مباح چیز کے ترک پر قسم کھانا جائز ہے۔ (۵) بہتر صورت سامنے آجائے تو قسم توڑ کر اسے اختیار کیا جائے۔ تاہم قسم کا کفارہ زینا ضروری ہو گا۔ (۶) اس میں کرامت کا اثبات ہے، کہ تھوڑے سے کھانے میں اللہ نے اتنی برکت ڈال دی کہ اہل خانہ، مہمانوں اور نبی کریم ﷺ کے علاوہ بارہ عرفیوں نے بھی اپنے اپنے رفقاء سمیت اسے کھایا۔ (ملخصاً۔ از فتح الباری، کتاب المناقب، باب مذکور)

۱۰۰۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَّمِ نَاسٌ مُّحَدَّثُونَ فَإِنَّ بَيْتِي فِي أُمَّتِي أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ» رواه البخاري. ورواه مسلم من رواية عائشة، وفي روايتهما: قال ابن وهب: «مُحَدَّثُونَ» أي: مُلْهَمُونَ.

۱۵۰۵ / ۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے جو امتیں ہوئیں، ان میں کچھ لوگ مُحَدَّث ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی مُحَدَّث ہوا تو وہ عمر ہے (بخاری) اور مسلم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے اور ان دونوں روایتوں میں ہے کہ ابن وهب نے کہا، مُحَدَّثُونَ کے معنی ہیں الہام یافتہ۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ۔  
 فوائد: ملہمون (الہام یافتہ) کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں باتیں ڈال دی جاتی ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ اگر اندیشہ محسوس ہو تو موسیٰ کو سمندر میں ڈال دیں۔ حضرت مریم کو القا ہوتا رہا۔ یہ بھی کرامت کی ایک صورت ہے۔ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں واضح ہے۔

۱۰۰۶ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَكَأَ أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا، يَعْني: ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَّوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ بَصُلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ! إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تَصَلِّي، فَقَالَ: أَمَا أَنَا وَاللَّهِ! فَإِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَا أَخْرِمُ عَنْهَا أَصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأَوَّلِينَ وَأُحْفُ فِي الْآخِرِينَ، قَالَ: ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ! وَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا - أَوْ رَجُلَيْنِ -

۱۵۰۶ / ۳ - حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے انہیں (کوفے کی گورنری سے) معزول کر دیا اور ان پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر فرما دیا۔ اہل کوفہ نے حضرت سعدؓ کی شکایت میں یہاں تک بیان کیا کہ یہ تو نماز بھی صحیح طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ پس حضرت عمرؓ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور کہا، اے ابو اسحاق! (حضرت سعد کی کنیت) یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ تم نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا، میں تو اللہ کی قسم، ان کو رسول اللہ ﷺ جیسی نماز

پڑھاتا تھا، میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا۔ میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی رکعتوں میں مختصر۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے ابواسحاق! تمہارے متعلق یہی گمان تھا اور ان کے ساتھ ایک آدمی۔ یا چند آدمی۔ کوفے بھیجے، تاکہ وہ حضرت سعد کی بابت اہل کوفہ کی رائے معلوم کریں۔ پس انہوں نے کوفے کی ہر مسجد میں جا کر ان کی بابت پوچھا، سب نے ان کی تعریف کی۔ حتیٰ کہ وہ بنو عس کی مسجد میں آئے، تو وہاں کے نمازیوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا، اسے اسامہ بن قنہ کہا جاتا تھا اور کنیت ابو سعہ تھی۔ اس نے کہا، جب آپ نے ہم سے پوچھ ہی لیا ہے تو عرض یہ ہے کہ سعد لشکر کے ساتھ (جہاد کے لئے) نہیں جاتے، تقسیم میں برابری نہیں کرتے اور فیصلہ کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیتے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا۔ میں بھی تین باتوں کی دعا ضرور کروں گا۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریا کاری اور شہرت کی خاطر کھڑا ہوا ہے، تو اس کی عمر لمبی کر، اس کی غربت و ناداری میں اضافہ کر اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس کے بعد جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا، بہت بوڑھا اور فتنوں میں مبتلا ہوں، مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کرنے والے راوی عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں اسے دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں پلکیں اس کی آنکھوں پر گر پڑی تھیں اور وہ راستوں میں لڑکیوں سے تعرض کرتا اور انہیں اشارے کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

إِلَى الْكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ، فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ، وَثُنُونَ مَعْرُوفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَنَسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يَكْتُمِي أَبَا سَعْدَةَ، فَقَالَ: أَمَا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ، قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللَّهِ! لَأَدْعُوَنَّ بِنَالِثٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً، وَسُمْعَةً، فَأَطَّلْ عُمُرَهُ، وَأَطَّلْ فِقْرَهُ، وَعَرَضْهُ لِلْفِتَنِ. وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ. قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ الرَّاوي عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلجَوَارِي فِي الطَّرِيقِ فَيَغْمِزُهُنَّ. متفقٌ عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام - وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر.

فوائد: اس میں ایک تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ دوسرے کسی کی بابت تحقیق و تفتیش کرنی ہو تو اہل خیر و اہل صلاح سے پوچھا جائے، جیسے کوئی کسی کی مسجد میں جا کر نمازیوں سے تحقیق کی گئی۔ تیسرے، عمال حکومت کو مصلحتاً بدل دینا بھی جائز ہے۔ جیسے حضرت سعدؓ کو معزول کر دیا گیا حالانکہ ان کے خلاف شکایات جھوٹ پر مبنی تھیں، پھر بھی حضرت عمرؓ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ ان کی جگہ نیا حاکم مقرر کر دیا جائے۔ چوتھے، اس میں کرامت کا اثبات ہے کہ حضرت سعدؓ کی تیوں بد دعائیں قبول ہوئیں۔

۱۵۰۷ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَاصَمْتَهُ أَرْوَى بِنْتُ أَوْسٍ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ. وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ أَخْذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: مَاذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، طُوقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ» فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: اللَّهُمَّ! إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً، فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا، قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَأَاهَا عَمِيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدْرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنهَا مَرَّتْ عَلَى بَيْتِ فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمْتَهُ فِيهَا، فَوَقَعَتْ فِيهَا، فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

۱۵۰۷ - حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم (والی مدینہ) تک اپنی شکایت پہنچائی اور اس نے دعویٰ کیا کہ زید نے اس کی کچھ زمین غصب کر لی ہے۔ حضرت سعیدؓ نے کہا، کیا میں رسول اللہ ﷺ سے (وعید سننے کے بعد اس کی زمین کا کچھ حصہ غصب کر لیتا؟ حضرت مروانؓ نے پوچھا۔ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا (وعید سنی ہے؟ انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے ناجائز طریقے سے کسی کی ایک باشت زمین بھی ہتھیالی تو اسے (قیامت والے دن) سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت مروانؓ نے ان سے کہا، اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا۔ پس حضرت سعیدؓ نے اس عورت کے لئے بددعاء فرمائی۔ اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دے اور اس کو اس کی زمین ہی میں موت دے۔ حضرت عروہؓ بیان فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی بینائی چلی گئی اور ایک وقت وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر گئی اور اس میں مر گئی۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت جو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی منقول ہے، اس میں ہے کہ محمد بن زید (راوی حدیث) نے اس عورت کو تانینا اور

دیواریں ٹٹولتے ہوئے دیکھا، وہ کہتی تھی، مجھے حضرت سعیدؓ کی بددعاء لگ گئی ہے اور وہ ایک کنویں پر سے گزری جو زمین کے اسی احاطے میں تھا جس کے بارے میں اس نے جھگڑا کھڑا کیا تھا، پس وہ اس میں گر کر مر گئی اور وہی حصہ زمین اس کی قبر بنا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في سبع أرضين - وصحيح مسلم، کتاب المسافاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض.

فوائد: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت مروان بن حکم، صفار صحابہ میں سے ہیں جیسے حضرت حسن و حضرت حسین وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینے کے گورنر تھے اور اسی دور کا یہ واقعہ ہے جو روایت میں مذکور ہوا۔ یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید کے بعد یہ چند مہینے خلیفہ بھی رہے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس میں حضرت سعید بن زید کی فضیلت اور استجاب دعا سے ان کی کرامت واضح ہے۔ (۲) نیک لوگوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہئے تاکہ انسان ان کی بددعاء سے محفوظ رہے، کیونکہ مظلوم کی بددعاء اللہ تعالیٰ بعض دفعہ فوراً قبول فرما لیتا ہے۔

۱۵۰۸ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَحَدُ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا أَرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنِّي لَا أَنْزُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاصْبَحْنَا، فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ؛ وَدَفَنْتُ مَعَهُ آخَرَ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ لَمْ تَطْبُ نَفْسِي أَنْ أَنْزُكُهُ مَعَ آخَرَ. فَاسْتَخَرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا هُوَ كَيَوْمٍ وَضَعْتُهُ غَيْرَ أُذُنِهِ، فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرِ عَلِيٍّ حِدَّةٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۰۸ / ۵ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب احد کی جنگ برپا ہوئی تو میرے والد (حضرت عبد اللہ) نے رات کے وقت مجھے بلایا اور فرمایا، مجھے یوں لگتا ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو پہلے شہید ہوں گے، میں بھی انہی میں سے ہوں گا اور میں اپنے بعد، رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ، ایسا شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں جو مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہو۔ اور یاد رکھنا کہ میرے ذمے قرض ہے، اسے ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا، پس جب ہم نے صبح کی تو پہلے شہید ہونے والے وہی تھے اور میں نے ان کے ساتھ ایک اور شخص کو ان کی قبر میں دفن کر دیا، پھر میرا نفس اس بات پر مطمئن نہیں ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ ہی رہنے دوں، چنانچہ میں نے چھ مہینے کے بعد ان کو (قبر سے) نکال لیا، پس وہ کانوں کے سوا، اسی طرح تھے جیسے قبر میں رکھے جانے والے دن تھے۔ پھر میں نے ان کو ایک علیحدہ قبر میں رکھا۔



(بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر؟

فوائد: اس میں ایک تو صحابہ کرام کی اس محبت و تعلق خاطر کا بیان ہے جو انہیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، جو دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ تھا۔ دوسرے ان کے دل شوق شہادت سے معمور تھے۔ تیسرے، حضرت جابرؓ کے والد کو اپنی شہادت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ چوتھے، ان کی کرامت کا بیان ہے کہ چھ مہینے کے بعد بھی ان کی لاش صحیح اور سالم تھی۔ ﷺ - پنجم، اس سے بوقت ضرورت قبر سے لاش نکالنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا ہو اور یہ ظن غالب ہو کہ لاش ابھی محفوظ ہی ہو گی۔

۱۵۰۹ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا، صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ طَرِيقٍ؛ وَفِي بَعْضِهَا أَنَّ الرَّجُلَيْنِ أُسْنِدُ بَنِ حَضِيرٍ؛ وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

۶ / ۱۵۰۹ - حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ایک اندھیری رات میں نبی ﷺ کے پاس سے نکلے اور ان دونوں کے ساتھ ان کے آگے آگے چراغ جیسی کوئی چیز تھی۔ پس جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ تھا، یہاں تک کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر پہنچ گیا۔

(بخاری نے اسے کئی سندوں سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے بعض میں ہے کہ یہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشرؓ تھے۔)

میں سے بعض میں ہے کہ یہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشرؓ تھے۔)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب ۷۹ وهو قبل باب الخوخة والممر في المسجد، وكتاب مناقب الأنصار، باب منقبة أسيد بن حضير وعباد بن بشر.

فوائد: چراغ کی مثل یہ کیا چیز تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ ان کی لاشی تھی جو چراغ کی طرح چمکتی تھی جس سے اندھیری رات میں انہیں راستے کی نشاندہی ہو جاتی تھی اور راستے کے نشیب و فراز واضح ہو جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نور نبوت تھا، گویا یہ ان صحابہؓ کی کرامت تھی تو نبی کریم ﷺ کا مجرہ بھی تھا۔

۱۵۱۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً، وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَاظْلَمُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَاةِ، بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ؛ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَذِيلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو

۷ / ۱۵۱۰ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا ایک لشکر جاسوس بنا کر بھیجا اور ان پر عاصم بن ثابت انصاریؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ پس یہ چلے رہے، یہاں تک کہ جب عسفان اور مکہ کے درمیان واقع ہدآة جگہ پر پہنچے تو ہڈیل کے ایک قبیلے کو، جس کو بنو لیحیان کہا جاتا تھا، اس لشکر کی

اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ وہ فوراً سو کے قریب تیر اندازوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل آئے اور ان کے نشانات قدم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ پس جب عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک جگہ پر پناہ پکڑی۔ پس بنو لحيان کے افراد نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے کو ہمارے حوالے کر دو، ہم تم سے عمد و میثاق کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ تو عاصم بن ثابت نے کہا۔ لوگو! میں تو سہر حال کسی کافر کے عمد پر نیچے نہیں اتروں گا، اے اللہ! تو ہماری بابت اپنے پیغمبر کو اطلاع کر دے۔ پس دشمن نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور تین آدمی ان کے عمد و میثاق پر نیچے آئے۔ ان میں سے ایک خمیب، دوسرے زید بن دشنہ اور ایک اور آدمی تھا، پس جب انہوں نے ان پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے ان کو باندھ دیا۔ تیسرے آدمی نے کہا، یہ پہلی بد عمدی ہے، اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میرے لئے ان مقتولین کا نمونہ ہے۔ پس دشمن نے ان کو کھینچا اور ان سے لڑے، لیکن انہوں نے پھر بھی ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا، چنانچہ دشمن نے ان کو بھی مار دیا اور حضرت خمیب اور زید بن دشنہ کو لے کر چلے، حتیٰ کہ انہوں نے جنگ بدر کے واقعے کے بعد ان دونوں کو مکے میں بیچ دیا۔ پس خمیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خمیب وہ شخص تھے جنہوں نے جنگ بدر والے دن حارث کو قتل کیا تھا۔ پس خمیب ان کے پاس قیدی کے طور پر رہے، یہاں تک کہ انہوں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پس (اسی قید کے دوران) ایک روز خمیب نے حارث کی کسی

لِحْيَان، فَفَرُّوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ، فَافْتَضُوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ، لَجَجُوا إِلَى مَوْضِعٍ، فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا انزِلُوا، فَأَعْطُوا بَأْيَدِيكُمْ وَلكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِمٌ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ! أَمَا أَنَا، فَلَا أَنْزِلُ عَلَى ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَفَقَتَلُوا عَاصِمًا، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةٌ نَفَرٌ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّنِيَّةِ وَرَجُلٌ آخَرٌ. فَلَمَّا اسْتَمْتَكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أوثَارَ قَسِيهِمْ، فَرَبَطُوهُمْ بِهَا. قَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللَّهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ إِلَّا لِي بِهِؤْلَاءِ أَسْوَةٍ، يُرِيدُ الْقَتْلَى، فَجَرُّوهُ وَعَالِجُوهُ، فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَفَقَتَلُوهُ، وَأَنْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ، وَزَيْدِ بْنِ الدَّنِيَّةِ، حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ؛ فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنْفٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مَوْسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بَنِي لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ، فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمَوْسَى بِيَدِهِ، فَفَرَعَتْ فَرْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ، فَقَالَ: أَنْتَ خُبَيْبٌ أَنْ أَقْتُلُكَ مَا كُنْتُ لَأَفْعَلَ ذَلِكَ! قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، فَوَاللَّهِ! لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قَطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لِمَوْتٌ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ:

بٹی سے زیر ناف کے بال مونڈھنے کے لئے استراناگا، تو اس نے وہ انہیں دے دیا۔ اس کا ایک بچہ، جب کہ وہ عافل تھی، حضرت خبیب کے پاس چلا گیا، پس اس نے بچے کو خبیب کی ران پر بیٹھے ہوئے پایا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا۔ تو وہ لڑکی گھبرا اٹھی، جسے حضرت خبیب نے بھی پہچان لیا، پس انہوں نے کہا، کیا تو اس بات سے ڈرتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ میں ایسا کام کرنے والا نہیں ہوں۔ اس لڑکی نے کہا۔ اللہ کی قسم، میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ پس اللہ کی قسم، ایک دن میں نے انہیں انگوروں کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا، جب کہ یہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں کے میں کوئی پھل نہیں تھا اور وہ کہتی تھی کہ یہ ایسا رزق ہے جو خبیب کو اللہ نے دیا ہے۔ پس جب وہ دشمن ان کو حرم سے لے کر نکلے تاکہ انہیں حل میں لے جا کر قتل کریں تو ان سے خبیب نے کہا، مجھے چھوڑ دو، میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر فرمایا، اللہ کی قسم، اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ مجھے موت کے خوف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا ہے، تو میں اور زیادہ نماز پڑھتا۔ (پھر دعاء فرمائی) اے اللہ، ان کی تعداد گن لے، ان کو ککڑے ککڑے کر کے مار اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ اور یہ شعر پڑھا۔ جب میں اسلام کی حالت میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ کس پیلوپر، اللہ کے لئے، میری موت واقع ہوگی۔ اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے، وہ اگر چاہے تو کٹے ہوئے جسم کے اعضاء میں برکت ڈال دے۔ اور حضرت خبیب وہ شخص ہیں، جنہوں نے ہر اس مسلمان کے لئے جس کو باندھ، جکڑ کر مارا جائے، نماز کا طریقہ جاری کیا اور نبی ﷺ نے

إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَصْلِي رَكَعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ، فَرَكِعَ رَكَعَتَيْنِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَوْلَا أَنْ تَخَسَّبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بِدَدَا، وَلَا تُبْنِ مِنْهُمْ أَحَدًا، وَقَالَ:

فَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَىِّ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ يُبَارِكُ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَرَّعٍ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ، وَأَخْبَرَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - أَصْحَابَهُ يَوْمَ أَصِيبُوا خَبْرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ حَدَّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُزْتَوَى بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عَظَمَائِهِمْ، فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظَّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَنَهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقَطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. قَوْلُهُ: الْهَذَاةُ: مَوْضِعٌ وَالظَّلَاةُ: السَّحَابُ. وَالِدَّبْرُ: النَّخْلُ. وَقَوْلُهُ: «اقْتُلْهُمْ بِدَدَا» بِكسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا، فَمَنْ كَسَرَ، قَالَ: هُوَ جَمْعُ بَدَّةٍ بِكسْرِ الْبَاءِ، وَهِيَ النَّصِيبُ، وَمَعْنَاهُ: اقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْفَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ، وَمَنْ فَتَحَ، قَالَ: مَعْنَاهُ: مُتَّفَرِّقِينَ

في القَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِنَ التَّبْدِيدِ. وفي الباب أحاديثٌ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ سَبَقَتْ فِي مَوَاضِعِهَا مِنْ هَذَا الْكِتَابِ، مِنْهَا حَدِيثُ الْعَلَّامِ الَّذِي كَانَ يَأْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ، وَمِنْهَا حَدِيثُ جُرَيْجٍ، وَحَدِيثُ أَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِينَ أَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيثُ الرَّجُلِ الَّذِي سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، وَغَيْرَ ذَلِكَ وَالذَّلَائِلُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ.

اپنے صحابہ کو ان کی خبر اسی روز دی جس روز ان کو شہید کیا گیا اور قریش نے کچھ لوگوں کو عاصم بن ثابت کی طرف بھیجا، جب ان کو بتلایا گیا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں، کہ وہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ لے کر آئیں جن سے ان کی شناخت کی جاسکے (کیونکہ) انہوں نے قریش کے بڑوں میں سے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے عاصم کی حفاظت کے لئے بھڑوں (یا شہد کی مکھیوں) کی ایک جماعت کو بادل کے سائے کی طرح بھیج دیا، پس انہوں نے قریش کے ان فرستادوں سے انہیں بچلایا اور وہ اس بات پر قادر ہی نہیں ہو سکے کہ وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کٹ لیں۔ (بخاری)

الهداة (یا حداة) قضاة کے وزن پر) ایک جگہ کا نام ہے۔ ظلہ، بادل، در، شہد کی مکھی۔ بددا، باء کے نیچے زیر اور زبر۔ جو کہتے ہیں زیر ہے، ان کے نزدیک یہ بدء (باء کے کسرے کے ساتھ) کی جمع ہے۔ اس کے معنی حصے کے ہیں۔ یعنی یا اللہ ان کو حصوں میں تقسیم کر کے مار، ہر ایک کے لئے اس میں سے حصہ ہو۔ اور جو کہتے ہیں زبر ہے، اس کے معنی ہیں۔ ان کو یکے بعد دیگرے الگ الگ کر کے مار، یہ تبدیل سے مشتق ہو گا۔

اور اس باب (اثبات کرامت کے بیان) میں بہت سی صحیح حدیثیں ہیں جو اس کتاب (ریاض الصالحین) میں مختلف جگہوں اور بابوں میں گزر چکی ہیں۔ ان میں سے اس لڑکے کا واقعہ ہے جو پادری اور جادوگر دونوں کے پاس جایا کرتا تھا۔ (دیکھئے باب الصبر) جرتج کا قصہ ہے (جو باب الاخلاص میں ہے) ان غار والوں کا واقعہ ہے جس کا دہانہ چٹان نے بند کر دیا تھا (باب الاخلاص) اور اس آدمی کا واقعہ ہے جس نے بادلوں میں سے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں باغ کو سیراب کر (باب الکریم والوجود) ان کے علاوہ دیگر واقعات اور اس کے دلائل بھی کثرت سے ہیں اور مشہور ہیں۔ وباللہ التوفیق

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع، وکتاب الجهاد، باب هل يستأمر الرجل؟

فوائد: رخص، ایک جماعت کو کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ چھ افراد پر مشتمل جماعت تھی۔ عاصم بن ثابت، مُرثد بن ابی مرثد، خبیب بن عدی، زید بن دشنہ، عبداللہ بن طارق اور خالد بن بکیر اور بعض کے نزدیک یہ دس افراد تھے۔ واللہ اعلم۔

اس واقعے میں ان کی کئی کرامات کا اثبات ہے۔ مثلاً، ان کی دعاء کے مطابق ان کی شہادت کی خبر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے اسی دن اپنے پیغمبر کو پہنچا دی جس دن وہ عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ دوسرے، حالت قید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب کو بے موسیٰ پھل عطا فرمائے۔ تیسرے، عاصم کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو مقرر فرمایا۔ چوتھے، انہوں نے ان ظالم قاتلوں کے لئے جو بددعاء کی، ان کی بددعاء کے مطابق وہ اسی انجام بد سے دو چار ہوئے جس طرح بددعاء کی گئی تھی۔

اس میں ایک تو اس امر کی اجازت ہے کہ دشمن اگر سختی کا مظاہرہ کرے تو اس کی امان قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے چاہے اس کے نتیجے میں اس کو مار ہی دیا جائے۔ البتہ جہاں نرمی کا امکان ہو، وہاں امن طلب کر کے جان بچانے کی سعی کرنے کی ضرورت ہے۔ (۲) صحابہ کرام کی بے مثال استقامت اور مشرکوں کی ایذاؤں پر صبر کرنے کا بیان ہے۔ (۳) سخت سے سخت حالات میں بھی صحابہ نے حسن اخلاق و کردار کا ثبوت پیش کیا اور جان کے دشمن کے بچنے کو بھی پار کیا، اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ (۴) شہادت کے وقت دشمن سے مہلت حاصل کر کے دو رکعت نماز پڑھ لی جاتی، کیونکہ حضرت خبیب کے اس طرز عمل کو رسول اللہ ﷺ نے برقرار رکھا اور اس پر تکمیل نہیں فرمائی۔ (۵) مشرکین اور ظالم دشمنوں کے لئے بددعاء کرنا جائز ہے۔ (۶) مشرکین بھی حرمت والے مہینوں اور حرم کی تعظیم کرتے تھے۔ (فتح الباری)

۱۵۱۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَطُّ: إِنِّي لَا أَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۱۱ / ۸ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی حضرت عمرؓ سے کسی معاملے کی بابت یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا اس کی بابت یہ گمان (خیال) ہے تو وہ ان کے گمان کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوتا۔

(بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب إسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ.

فوائد: اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور کرامت کا اثبات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زکاوت و نطانت سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں اگر کوئی مُحَمَّدٌ (مہم) ہوا تو وہ عمر ہوگا۔



## ۱۷۔ کِتَابُ الْأُمُورِ الْمَنْهِيَّ عَنْهَا

### ۱۔ اللہ کے منع کردہ کاموں کی کتاب

۲۵۴۔ غیبت کے حرام ہونے اور زبان کی حفاظت کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مراد بھائی کا گوشت کھائے، تم تو اسے ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ (الحجرات: ۱۲)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں، بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب ہی سے باز پرس ہوگی۔ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۶)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے، تو اس کے پاس ہی ایک گمران تیار ہے۔ (سورۃ ق: ۱۸)

امام نوویؒ فرماتے ہیں: معلوم ہونا چاہئے کہ ہر مکلف انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی زبان کی ہر قسم کی گفتگو سے حفاظت کرے، صرف وہ گفتگو کرے جس میں مصلحت واضح ہو اور جہاں مصلحت کے اعتبار سے بولنا اور خاموش رہنا دونوں برابر ہوں تو پھر خاموش رہنا سنت ہے، اس لئے کہ بعض دفعہ جائز گفتگو بھی

۲۵۴۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْغَيْبَةِ وَالْأَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَتَّبِعْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾ [الحجرات: ۱۲]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْفُوحًا﴾ [الإسراء: ۳۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۱۸].

إِعْلَمُ أَنَّهُ يَنْتَبِي لِكُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنِ جَمِيعِ الْكَلَامِ إِلَّا كَلَامًا ظَهَرَ فِيهِ الْمَصْلَحَةُ، وَمَتَى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَزَكَّاهُ فِي الْمَصْلَحَةِ، فَالْسُّنَةُ الْإِمْسَاكُ عَنْهُ، لِأَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مَكْرُوهٍ؛ وَذَلِكَ كَثِيرٌ فِي الْعَادَةِ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَغْدِلُهَا شَيْءٌ.

حرام یا مکروہ تک پہنچا دیتی ہے اور ایسا عام طور پر ہوتا ہے اور سلامتی کے برابر کوئی چیز نہیں۔

۱۵۱۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا، أَوْ لِيَضْمُتْ» متفقٌ عليه. وهذا الحديث صريحٌ في أنه ينبغي أن لا يتكلمَ إلا إذا كان الكلامَ خَيْرًا، وهو الذي ظَهَرَتْ مَضْلَحَتُهُ، وَمَتَى شَكَّ فِي ظُهُورِ الْمَضْلَحَةِ؛ فَلَا يَتَكَلَّمُ.

۱۵۱۲ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ یا تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے واضح ہے کہ گفتگو اسی وقت مناسب ہے جب اس میں کوئی بھلائی ہو اور یہ وہی بات ہے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب مصلحت کے ظہور میں (یقین کی بجائے) شک ہو تو پھر گفتگو ہی نہ کرے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، و کتاب الرقاق - وصحیح مسلم، کتاب اللقطة، باب الضیافة ونحوہ.

۱۵۱۳ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَكُنْ يَتَّقِ اللَّهَ، لَمْ يَكُنْ يَتَّقِ النَّاسَ، وَكُلُّ مَنْ يَتَّقِ النَّاسَ، يَتَّقِ اللَّهَ» متفقٌ عليه.

۱۵۱۳ / ۲ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب أي الإسلام أفضل؟ و کتاب الرقاق - وصحیح مسلم، باب بیان تفاضل الإسلام.

۱۵۱۴ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنَ لَهُ الْجَنَّةَ» متفقٌ عليه.

۱۵۱۴ / ۳ - حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص مجھے دو جہڑوں کے درمیان چیز (زبان) کی اور دو پیروں کے درمیان چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے، تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان. مسلم میں یہ روایت نہیں ملی۔

فوائد: دو جہڑوں کے درمیان زبان ہوتی ہے اور دو پیروں کے درمیان شرم گاہ۔ ان دونوں کی حفاظت پر جنت کی بشارت ہے۔ حفاظت کا مطلب ہے کہ ان کا استعمال صرف جائز جگہوں پر کیا جائے اور ناجائز استعمال سے ان کی حفاظت کی جائے۔

۱۵۱۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۵۱۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ



انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ ایک بات کرتا ہے، اس میں غور و فکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔

عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَبِينُ فِيهَا يَزُولُ بِهَا إِلَى النَّارِ أَبَعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ» متفقٌ عليه. ومعنى: «يَتَبَيَّنُ» يَتَفَكَّرُ أَتَاهَا خَيْرٌ أَمْ لَا.

(بخاری و مسلم)

یتبیین کے معنی ہیں، غور و فکر کرنا کہ وہ بہتر ہے یا نہیں؟

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان - وصحیح مسلم، کتاب الزهد، باب حفظ اللسان.

**نوٹ:** اس میں زبان کی بے اعتدالی کے نقصانات کو واضح کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر بات کرنے سے پہلے، اسے تولے اور پھر بولے۔

۱۵۱۶ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يُلْقِي لَهَا بِالْأَلْفِ يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بِالْأَلْفِ يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ» رواه البخاري.

۱۵۱۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بندہ اللہ کی رضامندی کی بات کرتا ہے، اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جاگرتا ہے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

۱۵۱۷ - ۶ / ۱۵۱۷ - ابو عبد الرحمن بلال بن حارث مزی بنی سلمیہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے، اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گی، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی (بعض دفعہ) اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے، اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔ (اسے امام مالک نے "موطا" میں اور ترمذی نے روایت کیا ہے،

۱۵۱۷ - وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا كَانَ يَطْنُ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ تَعَالَى مَا كَانَ يَطْنُ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ». رواه مالك في «الموطأ» والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

اور کمایہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

تخریج: مؤطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ما يؤمر به من التحفظ في الكلام - وسنن ترمذی، أبواب الزهد، باب قلة الكلام.

فوائد: اس حدیث میں بھی ایک ایسی حقیقت کا بیان ہے جس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ بعض دفعہ آدمی زبان سے ایسا کلمہ خیر ادا کرتا ہے جس سے کسی کا دل خوش ہو جاتا ہے، یا اس کی اصلاح ہو جاتی ہے یا وہ ظلم و معصیت کے ارادے سے باز آجاتا ہے تو یقیناً یہ کلمہ خیر عند اللہ بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے اور اسی طرح بعض دفعہ انسان کی زبان سے ایسا کلمہ شر ادا ہو جاتا ہے کہ اس کو اس کی تباہ کاری و حشر سامانی کا اندازہ نہیں، لیکن اس کا کلمہ کسی کی دل آزاری، یا گمراہی یا ظلم و معصیت کا باعث بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ زبان کی حفاظت اور اس کا صحیح استعمال نہایت ضروری ہے، ورنہ یہ انسان کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دے گی۔

۱۵۱۸ - وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَدَّثَنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ: «قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَخَوْفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: «هَذَا» رواه الترمذی وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے ایسی بات بتلائیے، جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا، تم کو، میرا رب اللہ ہے، پھر اس پر جم جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ خطرے والی چیز، جس کا آپ کو مجھ سے اندیشہ ہو، کیا ہے؟ پس آپ نے اپنی زبان پکڑی، پھر فرمایا، یہ زبان۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان. (ترمذی)

شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، دیکھئے الضعیف، رقم ۹۲۰، و رقم ۹۰۸، ج: ۲/ ۲۲۱ اور ۳۰۹۔  
فوائد: اللہ تعالیٰ اور اس کی ربوبیت پر ایمان یہ تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے، اس کے بغیر کسی عمل کی عند اللہ کوئی اہمیت نہیں۔ اور اس پر استقامت کا مطلب ہے کہ اس کی رضا اور عدم رضا کو ہر وقت سامنے رکھا جائے، اس کے اوامر کو بجالایا جائے تاکہ وہ راضی ہو جائے اور نواہی سے بچا جائے تاکہ وہ ناراض نہ ہو۔ زبان کی حفاظت کی تاکید بھی اسی لئے ہے کہ زبان کی بے احتیاطی سے انسان غضب الہی کا مورد نہ بن جائے۔

۱۵۱۹ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ! وَإِنَّ أْبَعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي» رواه الترمذی.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے ذکر کے علاوہ اور باتیں زیادہ نہ کرو، اس لئے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ اور زیادہ باتیں، دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل (والا آدمی) ہے۔

(ترمذی)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب أبعده الناس من الله القلب القاسی

**فوائد:** دل کے سخت ہونے کا مطلب ہے کہ حالات و واقعات سے وہ عبرت و موعظت نہ پکڑے اور عجز و نصیحت سے کوئی اثر قبول نہ کرے۔ اللہ کے ذکر کی بجائے فضول باتوں سے قلوب انسانی سخت ہو جاتے ہیں جو نہایت بد بختی کی علامت ہے۔ اس لئے انسان کو اللہ کا ذکر ہی کثرت سے کرنا چاہئے۔

۱۵۲۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرًّا مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرًّا مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. ۹ / ۱۵۲۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کو اللہ نے اس زبان کے شر سے بچالیا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس شرم گاہ کے شر سے بچالیا جو اس کے دو پیروں کے درمیان ہے، تو وہ جنت میں جائے گا۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے۔)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

۱۵۲۱ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: «أَمْسَكَ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَتَبَسَّخْتَ بِبَيْنِكَ، وَابْنِكَ عَلَى خَطِيئَتِكَ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. ۱۰ / ۱۵۲۱ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! نجات کس طرح ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا، اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سمالے (یعنی تمہارا فارغ وقت گھر کے اندر ہی گزرے) اور اپنی غلطیوں پر خوب

روؤ۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے۔)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

**فوائد:** لوگوں سے زیادہ میل جول اور ان سے گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت خطرات لاحق رہتے ہیں۔ اس لئے زیادہ اختلاط کی بجائے گھر میں اللہ کی اطاعت اور ذکر و فکر اور تلاوت وغیرہ میں اپنے فارغ اوقات کو صرف کرنا بہت بہتر ہے۔ اسی طرح تمہاریوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ کو بہت پسندیدہ ہے، اس حدیث میں زبان کی حفاظت کے علاوہ ان دو باتوں کی بھی تاکید ہے۔

۱۵۲۲ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَضْبَحَ ابْنُ آدَمَ، فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكْفَرُ اللِّسَانَ، تَقُولُ: اتَّقِ اللَّهَ فِينَا، فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَإِنِ اسْتَقَمَّتْ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجَتْ اعْوَجَجْنَا» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. معنی «تکفروں اللسان، تقول: اتق اللہ فینا، فانما نحن بک: فان استقامت استقمنا وان اعوججت اعوججتنا» حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء اس سے نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں، کہتے ہیں، تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اس لئے کہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے، اگر تو نے کجی اختیار کی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

(ترمذی)

اللِّسَانَ: أَي تَذَلُّ وَتَخَضَعُ لَهُ.

تکفر اللسان کے معنی ہیں، زبان کے سامنے عاجزی اور خشوع خضوع سے عرض کرتے ہیں۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

نوٹ: اس سے واضح ہے کہ زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کرنا کتنا ضروری ہے کہ زبان کی ذرا سی بے اعتدالی کی سزا پورے جسم انسانی کو بھگتی پڑتی ہے۔ لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں تو مار جسم ہی کو برداشت کرنی پڑتی ہے، بعض دفعہ جسم کو ہمیشہ کی نیند تک سلا دیا جاتا ہے۔ ٹیڑھے ہونے کا مطلب یہی ہے کہ زبان کے ٹیڑھے پن کی زد پورے جسم پر پڑتی ہے۔ اور سیدھے رہنے کا مطلب ابتلاء و آزمائش سے محفوظ رہنا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں دل کو تمام جسم انسانی کی اصلاح یا فساد کا باعث بتلایا گیا ہے، جب کہ اس حدیث سے زبان کا یہ مقام واضح ہوتا ہے۔ تو ان میں باہم کوئی تعارض نہیں۔ اس لئے کہ زبان دل کی جانشین اور اس کی ترجمان ہے اور انسان زبان اور دل دونوں کے مجموعے سے عبارت ہے اور آدمیت انہی دونوں چھوٹی چیزوں کا نام ہے۔ ایک عربی مفکر نے کیا خوب کہا ہے۔ لسان الفتی نصف ونصف فوادہ۔ آدمی کی زبان نصف ہے اور اس کا دل دوسرا نصف ہے۔

۱۲ / ۱۵۲۳ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلائیے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے مجھے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا، تو نے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے، لیکن یہ اس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان فرما دے (یعنی توفیق عمل دے دے) تو اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر، اگر اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے۔ پھر فرمایا، کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتلاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو بھادیتا (یعنی اس کے اثر کو دور کر دیتا) ہے جیسے پانی آگ کو بھادیتا ہے اور آدمی کا رات کے پچھلے پہر (درمیان) میں نماز پڑھنا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”ان کے پہلو، بستر سے

۱۵۲۳ - وَعَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيْسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسِّرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ النَّبِيَّةَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جَنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ تَلَا: ﴿ نَسْتَجِفِّي جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَصَاحِبِ ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ يَمْلِكُونَ ﴾ [السجدة: ۱۶-۱۷]. ثُمَّ قَالَ: «أَلَا

دور رہتے ہیں" یہاں تک کہ یہاں تک کہ عملوں تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا، کیا میں تجھے دین کا سر، اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتاؤں؟ میں نے کہا، کیوں نہیں، اللہ کے رسول۔ (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا، دین کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر فرمایا، کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں، جس پر ان سب کا دار و مدار ہے؟ میں نے کہا، کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا۔ اس کو روک کے رکھ۔ میں نے عرض کیا، کیا ہم زبان کے ذریعے سے جو گفتگو کرتے ہیں، اس پر بھی ہماری گرفت ہوگی؟ آپ نے فرمایا، تیری ماں تجھے گم پائے (یہ بدعواء نہیں، عربی محاورہ ہے) جنم میں لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کی شرح اس سے ماقبل میں گزری ہے۔

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب الإیمان، باب ما جاء في حرمة الصلاة.

امام نووی نے ماقبل باب کی طرف جو اشارہ کیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے، یہ روایت اس سے قبل نہیں گزری۔  
**فوائد:** اس میں ہر رکن اسلام کی اہمیت کے علاوہ زبان کے خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اگر زبان کی حفاظت نہ کی گئی تو سارے اعمال برباد ہو سکتے ہیں اور انسان جنت میں جانے کی بجائے، جنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔

اللهم اعذنا من عذاب النار

۱۳ / ۱۵۲۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو، غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا میں ذکر کروں؟ آپ نے فرمایا، اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جس کا ذکر تو کرے، تو یقیناً تو نے اس کی غیبت بیان کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے جو تو اس کی بابت بیان کرے، تو

۱۵۲۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «اتَذَرُونَ مَا الْعِيبَةُ؟» قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيلَ: «أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحْيٍ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِن لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ» رواه مسلم.

پھر تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الغیبة۔

فوائد: اس میں غیبت اور بہتان دونوں کے مفہوم کو بھی اور ان کی شاعت و قباحت کو بھی بیان کر دیا گیا ہے اور یہ بھی یقیناً زبان کی آفات ہی میں سے ہیں۔ اللھم احفظنا منها

۱۵۲۵ - وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّخْرِ بِمِنَى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ» متفقٌ عليه۔

۱۳ / ۱۵۲۵ - حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع (آخری حج) کے موقع پر عید الاضحیٰ کے دن منیٰ (جگہ) میں اپنے خطبے میں فرمایا، بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں، تمہارے اس شہر میں۔ سنو، کیا میں نے اللہ کے احکام پہنچا نہیں دیئے؟ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العلم، باب لیبلغ منکم الشاهد، وکتاب الحج، باب الخطبة آیام منی، وفی غیرہما - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فوائد: یعنی جس طرح دس ذوالحجہ (عید الاضحیٰ) کا دن، ذوالحجہ کا مہینہ اور شہر مکہ حرمت والے ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کا خون، مال اور اس کی عزت و آبرو قابل احترام ہیں۔ یعنی کوئی مسلمان ناجائز طریقے سے کسی مسلمان کو قتل کرے، نہ اس کا مال لے اور نہ اس کی بے عزتی کرے، اور غیبت بھی ایک ظلم و زیادتی کا ارتکاب ہی ہے کہ اس سے ایک مسلمان کی عزت پر حرف آتا ہے۔

۱۵۲۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِي قَصِيرَةَ، فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مَرَجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ!» قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا فَقَالَ: «مَا أَحَبُّ إِلَيَّ حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنَّ لِي كَذَا وَكَذَا» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۵ / ۱۵۲۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (ان کی دوسری بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بابت) عرض کیا، آپ کے لئے صفیہ کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہے۔ تو آپ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے فرمایا، تو نے ایسی بات کہی ہے اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں چاہے اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا مال ملے۔

(ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)

ومعنى: «مَرْجَنَةٌ» خَالَطَتْهُ مَخَالَطَةٌ  
 يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهُ، أَوْ رِيحُهُ لِشِدَّةِ نَتْنِهَا  
 وَقُبْحِهَا، وَهَذَا مِنْ أَبْلَغِ الزَّوْجِرِ عَنِ  
 الْغِيْبَةِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَطِّقُ عَيْنَ  
 الْمَوْتَى﴾ ۞ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۞ .  
 مزجحتہ کے معنی ہیں، پانی کے ساتھ ایسے مل جانا  
 کہ اس کی سخت بدبو اور قباحت سے پانی کا ذائقہ یا اس کی  
 بو بدل جائے اور یہ تشبیہ غیبت کی ممانعت میں نہایت بلیغ  
 اور موثر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ہمارا پیغمبر) خواہش نفس  
 سے نہیں بولتا، وہ جو کچھ بولتا ہے، وہ وحی ہی ہوتی ہے جو  
 اس کی طرف کی جاتی ہے۔

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الغیبة - وسنن ترمذی، ابواب صفة القيامة،  
 باب تحريم الغيبة.

فوائد: عربی میں محاکاۃ کا اکثر استعمال کسی کی برائی یا جسمانی عیب کی نقل اتارنے کے لئے ہوتا ہے، مثلاً وہ  
 لنگڑا کے چلنا ہے، یا کبڑوں کی طرح سر جھکائے رکھتا ہے، وغیرہ۔ ایسی نقل بھی غیبت میں شامل ہے۔ اسی لئے نبی  
 ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے اس کلمے کی بابت کہ حفصہ تو کو تاتاہ قامت ہے، آپ نے مذکورہ تشبیہ بیان فرمائی۔ اور  
 امام نوویؒ نے قرآن کریم کی آیت وما یسطق..... الا یہ بیان فرما کر اشارہ کر دیا کہ یہ تشبیہ بھی وحی الہی  
 ہے۔ یعنی گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اس سے واضح ہے کہ ایک دوسرے کی بابت ایسی گفتگو کرنا، جو کسی کے لئے ناگوار ہو یا بطور تحقیر جسمانی  
 عیب کی نقل اتارنا یا تنقیص کے لئے اسے بیان کرنا، بہت سخت گناہ ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

۱۵۲۷ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ  
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا عَرَجَ بِي  
 مَرَزْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَطْفَاءٌ مِنْ نَحَاسٍ  
 يَخْمِسُونَ وَجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ:  
 مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ  
 يَأْكُلُونَ لَحْمَ النَّاسِ، وَيَعْمُونَ فِي  
 أَعْرَاضِهِمْ!» رواه أبو داود.  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر  
 کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانے  
 کے تھے، وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ  
 رہے تھے، تو میں نے پوچھا، جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟  
 آپ نے فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے  
 ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے  
 ہیں۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الغیبة.

فوائد: لوگوں کا گوشت کھانا، یہ کنایہ ہے غیبت کرنے سے۔ عزتیں پامال کرنے سے مراد، لوگوں کے سامنے برائی  
 بیان کر کے ان کی ساکھ اور وقار کو مجروح کرنا، یہ سب باتیں حرام اور سخت ممنوع ہیں۔ مذکورہ سزا سے اس جرم  
 کی قباحت واضح ہے۔

۱۵۲۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ  
 عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ الْمُسْلِمِ  
 حُرِّمٌ عَلَى الْمُسْلِمِ»  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر مسلمان کا خون، اس کی



عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَعِزُّهُ وَمَالُهُ، آبرو اور اس کا مال ہر دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔  
رواہ مسلم۔  
(مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم۔

فوائد: اس سے بھی واضح ہے کہ اسلام میں خون، عزت اور مال ان سب کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بھی مسلمان کی عزت و آبرو پر حملہ کرے یا اس کا مال ہتھیائے یا اسے ناحق قتل کرے۔ اسے باب الغیبۃ میں لانے کا مطلب یہ ہے کہ غیبت سے بھی انسان کی عزت مجروح ہوتی ہے، اس لئے یہ بھی حرام ہے۔

۲۵۵۔ کسی کی غیبت سننے کے حرام ہونے کا

بیان

اور اس بات کا حکم کہ غیبت محرمہ سے تو اس کی تردید اور بیان کرنے والے کو منع کرے اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے تو ممکن ہو تو اس مجلس سے علیحدگی اختیار کر لے

۲۵۵۔ بَابُ تَحْرِيمِ سَمَاعِ الْغَيْبَةِ وَأَمْرٍ  
مَنْ سَمِعَ غَيْبَةً مُحَرَّمَةً بَرَدَهَا، وَالْإِنْكَارَ  
عَلَى قَاتِلِهَا فَإِنْ عَجَزَ، أَوْ لَمْ يَقْبَلْ  
مِنْهُ، فَارْتَقِ ذَلِكَ الْمَجْلِسَ إِنْ أَمَكَنَّه

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں۔ (سورہ قصص، ۵۵) اور فرمایا: مومن بے ہودہ (سب و شتم، لایعنی جھوٹ اور بے حیائی پر مبنی) باتوں سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ (مومنون، ۳)

نیز فرمایا: بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب سے باز پرس ہوگی۔ (سورہ بنی اسرائیل، ۳۶)

نیز فرمایا: جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہمارے حکموں میں طعن و تشنیع کر رہے ہوں تو ان سے اعراض کر لے (یعنی ان کی مجلس سے علیحدگی اختیار کر لے) یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ۔

(سورہ انعام، ۶۸)

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ [القصص: ۵۵]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ [المؤمنون: ۳]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ۳۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُبْسِتُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ [الأنعام: ۶۸].



وَحُكْمِيَّ ضَمُّهَا، وَبَعْدَهَا تَاءٌ مِثْلُ تَاءِ مَنْ فَوْقَ،  
ثُمَّ بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ. وَاللُّدْخَشْمُ بِضَمِّ الدَّالِ،  
وَإِسْكَانِ الْخَاءِ وَضَمِّ الشَّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ.  
عتبان، مشہور قول کے مطابق، عین کے نیچے زیر  
ہے، اور اس پر پیش بھی منقول ہے اور اس کے بعد تاء  
(ساکن) اور پھر باء ہے اللدخشم دال پر پیش، خاء  
ساکن اور شین پر پیش۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب المساجد فی البيوت - وصحيح مسلم،  
کتاب المساجد، باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة لعذر.

**فوائد:** تفصیل کے لیے دیکھئے، باب الرجاء رقم ۳۱۷۷۔ مومن پر جہنم کی آگ حرام ہونے کا مطلب ہے، علی  
سبیل الخلود یعنی مومن کا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا حرام ہے، ورنہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن، اگر اللہ  
نے اسے معاف نہیں کیا، تو بطور سزا جہنم میں جائے گا اور جب تک اللہ چاہے گا، جہنم کی سزا بھگتے گا، تاہم بعد  
میں اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ مسلمان کی غیبت کرنا حرام اور ممنوع  
ہے۔

۱۵۳۱ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ  
تَوْبَتِهِ وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ التَّوْبَةِ. قَالَ: قَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بَبُوكَ: «مَا  
فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ  
بَنِي سَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَبَسَهُ بُزْدَاهُ،  
وَالنَّظْرُ فِي عِطْفِيهِ. فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِنَسَمٍ مَا قُلْتَ، وَاللَّهِ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا،  
فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
«عِطْفَاهُ»: جَانِبَاهُ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى إِعْجَابِهِ  
بِنَفْسِهِ.

۱۵۳۱ / ۳ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اس طویل  
حدیث میں، جس میں ان کی اپنی توبہ کا قصہ ہے، اور جو  
باب التوبة میں گزر چکی ہے۔ بیان فرماتے ہیں کہ نبی  
کریم ﷺ نے جب کہ آپ تبوک میں لوگوں کے  
درمیان تشریف فرما تھے، فرمایا۔ کعب بن مالک نے کیا  
کیا؟ تو بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ  
اس کو اس کی دونوں چادروں اور اس کے دونوں  
کناروں پر نظر کرنے (یعنی خود پسندی) نے روک لیا۔ تو  
اس شخص سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو  
نے بری بات کہی۔ اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول، ہم  
تو اس کے اندر خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ پس رسول  
اللہ ﷺ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

عطفاه، اس کے دونوں کنارے۔ اور یہ اشارہ  
ہے ان کی خود پسندی کی طرف۔

**تخریج:** صحیح بخاری، وصحيح مسلم.

**فوائد:** یہ حدیث پوری تفصیل سے باب التوبہ، رقم ۲۱/۹ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کے لانے سے مقصود یہ  
ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب ایک شخص نے حضرت کعب بن مالک کی بابت اس بدگمانی کا اظہار کیا کہ  
اس کو تو اس کی خوش پوشاکی اور خود پسندی نے اس کا راز حرب و ضرب میں نہیں آنے دیا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ

نے حضرت کعبؓ کا دفاع فرمایا اور اس قسم کی بدگمانی کو بے جواز قرار دیا۔ نبی ﷺ نے اس پر سکوت فرما کر حضرت معاذؓ کے طرز عمل کے تصویب فرمادی۔ جس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ مجلس میں اس طرح کسی کی غیبت اور تنقیص و توہین کی جارہی ہو، تو دوسرے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ متعلقہ شخص کی عزت و آبرو کی حفاظت اور اس کا دفاع کریں۔

## ۲۵۶۔ بَابُ بَيَانِ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغَيْبَةِ ۲۵۶۔ غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان

إِعْلَمَنَّ أَنَّ الْغَيْبَةَ تُبَاحُ لِعَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَا يُمَكِّنُ الْوُصُولُ إِلَيْهِ إِلَّا بِهَا، وَهُوَ سِتَّةُ أَسْبَابٍ:

معلوم ہونا چاہئے کہ کسی صحیح شرعی مقصد کے لئے غیبت کرنا جائز ہے جب کہ اس کے بغیر اس تک پہنچنا ممکن نہ ہو اور اس کے چھ اسباب ہیں۔

- ۱۔ دست درازی کا ہونا۔ پس مظلوم کے لئے جائز ہے کہ وہ بادشاہ اور قاضی (یا ایسے مجاز افسر وغیرہ) کی طرف اپنا معاملہ لے جائے جن کے پاس حکمرانی کا اختیار یا ظالم کو سزا دے کر انصاف کرنے کی طاقت ہو، پس وہ جا کر کہے کہ مجھ پر فلاں شخص نے اس طرح زیادتی کی ہے۔
- ۲۔ خلاف شرع کاموں کے روکنے اور برائی کے مرتکب کو راہ راست پر لانے کے لئے مدد حاصل کرنا۔ پس وہ ایسے شخص سے، جس کی بابت اسے امید ہو کہ اسے خلاف شرع کاموں کے روکنے کی قوت ہے، یہ کہے کہ فلاں شخص یہ برائی کر رہا ہے، وہ اس کو اس سے روکے، یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہے اور مقصود اس کا صرف یہی ہو کہ اس برائی کا ازالہ ہو جائے۔ اگر یہ مقصود نہیں ہو گا تو ایسی شکایت حرام ہوگی۔
- ۳۔ فتویٰ طلب کرنا۔ پس وہ مفتی سے جا کر کہے، مجھ پر میرے باپ نے بھائی نے یا میرے خاوند نے یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے، کیا اسے اس کا حق حاصل ہے؟ (اگر نہیں ہے) تو اس سے خلاصی پانے اور ظلم کے ٹالنے اور اپنا حق وصول کرنے کا میرے لئے کیا طریقہ ہے؟ اور اس طرح کی کوئی بات کرے، تو یہ بوقت ضرورت جائز ہے۔ لیکن اس میں بھی زیادہ محتاط

الْأَوَّلُ: التَّظَلُّمُ، فَيَجُوزُ لِلْمَظْلُومِ أَنْ يَتَّظَلَّمَ إِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وِلَايَةٌ، أَوْ قُدْرَةٌ عَلَى إِنْصَافِهِ مِنْ ظَالِمِهِ، فَيَقُولُ: ظَلَمَنِي فُلَانٌ بَكَذَا. الثَّانِي: الْاسْتِعَانَةُ عَلَى تَغْيِيرِ الْمُتَكَبِّرِ، وَرَدُّ الْعَاصِي إِلَى الصَّوَابِ، فَيَقُولُ لِمَنْ يَرْجُو قُدْرَتَهُ عَلَى إِزَالَةِ الْمُتَكَبِّرِ: فُلَانٌ يَعْمَلُ كَذَا، فَارْجُهُ عَنْهُ وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَيَكُونُ مَقْصُودُهُ التَّوَصُّلَ إِلَى إِزَالَةِ الْمُتَكَبِّرِ، فَإِنْ لَمْ يَقْضِ ذَلِكَ كَانَ حَرَامًا. الثَّلَاثُ: الْاسْتِفْتَاءُ، فَيَقُولُ لِلْمُفْتِي: ظَلَمَنِي أَبِي، أَوْ أُخِي، أَوْ زَوْجِي، أَوْ فُلَانٌ بَكَذَا، فَهَلْ لَهُ ذَلِكَ؟ وَمَا طَرِيقِي فِي الْخِلَاصِ مِنْهُ، وَتَخْصِيلِ حَقِّي، وَدَفْعِ الظُّلْمِ؟ وَنَحْوِ ذَلِكَ، فَهَذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ، وَلَكِنَّ الْأَحْوَطَ وَالْأَفْضَلَ أَنْ يَقُولَ: مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَوْ شَخْصٍ، أَوْ زَوْجٍ، كَانَ مِنْ أَمْرِهِ كَذَا؟ فَإِنَّهُ يَحْصُلُ بِهِ الْغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَغْيِينٍ وَمَعَ ذَلِكَ، فَالْتَّعْيِينُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِي حَدِيثِ هِنْدِ

اور افضل طریقہ یہ ہے کہ وہ اس طرح سوال کرے کہ ایسے آدمی یا شخص یا خاوند کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس کا معاملہ اور رویہ اس طرح ہے؟ اس طرح نام لئے اور متعین کئے بغیر بھی مقصد حاصل ہو جائے گا۔ تاہم اس کے باوجود تعین (نام لینا) بھی جائز ہے، جیسا کہ ہم اس کی بابت ہند کی حدیث بیان کریں گے۔

۴۔ مسلمانوں کو برائی سے ڈرانا اور ان کی خیر خواہی کرنا۔ اور اس کے متعدد طریقے ہیں۔ مثلاً حدیث کے سلسلہ سند کے مجروح راویوں اور (واقعی کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے) گواہوں پر جرح کرنا۔ یہ مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ بہ وقت ضرورت واجب ہے۔ یا جیسے کسی سے شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنے یا کاروبار میں شرکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھوانے یا کوئی اور معاملہ کرنے یا اس کے پڑوسی ہونے کے بارے میں ایک دوسرے سے مشورہ کرنا ہے۔ تو جس شخص سے مشورہ کیا جائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی بات نہ چھپائے، بلکہ خیر خواہی کی نیت سے وہ تمام برائیاں بیان کر دے جو اس میں ہوں۔ (تا کہ انسان غلط جگہ رشتہ نہ کرے، بددیانت کے پاس امانت نہ رکھوائے نہ کاروبار میں اشتراک کرے اور نہ اس کا پڑوسی بنے وغیرہ) اسی طرح جب ایک شخص کسی طالب علم کو دیکھے کہ وہ شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے اور وہ یہ اندیشہ محسوس کرے کہ طالب علم کو اس بدعتی یا فاسق سے نقصان پہنچے گا، پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کا حال بیان کر کے اس کی خیر خواہی کرے، بشرطیکہ مقصد صرف خیر خواہی ہی ہو۔ اور یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس میں عام طور پر غلطیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، کبھی تو

إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى. الرَّابِعُ: تَحْذِيرُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيحَتُهُمْ، وَذَلِكَ مِنْ وُجُوهِ: مِنْهَا جَرْحُ الْمَجْرُوحِينَ مِنَ الرِّوَاةِ وَالشُّهُودِ، وَذَلِكَ جَائِزٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ. وَمِنْهَا الْمُشَاوَرَةُ فِي مُصَاهَرَةِ إِنْسَانٍ، أَوْ مُشَارَكَتِهِ، أَوْ إِيدَاعِهِ، أَوْ مُعَامَلَتِهِ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، أَوْ مُجَاوَرَتِهِ، وَيَجِبُ عَلَى الْمُشَاوِرِ أَنْ لَا يُخْفِيَ حَالَهُ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِيءَ الَّتِي فِيهِ بِنَيْتِ النَّصِيحَةِ. وَمِنْهَا إِذَا رَأَى مُتَّفَقًا يَتَرَدَّدُ إِلَى مُتَّبَعٍ، أَوْ فَاسِقٍ يَأْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمَ، وَخَافَ أَنْ يَتَضَرَّرَ الْمُتَّفَقُ بِذَلِكَ، فَعَلَيْهِ نَصِيحَتُهُ بَيَانِ حَالِهِ، بِشَرْطِ أَنْ يَقْصِدَ النَّصِيحَةَ، وَهَذَا مِمَّا يُغْلَطُ فِيهِ. وَقَدْ يَحْتَمِلُ الْمُتَكَلِّمُ بِذَلِكَ الْحَسَدَ، وَيُلَبِّسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذَلِكَ، وَيُخَيِّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ نَصِيحَةٌ فَلْيَتَّقِ لِدَلِكِ. وَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ لَهُ وِلَايَةٌ لَا يَقُومُ بِهَا عَلَى وَجْهِهَا: إِمَّا بَأَنْ لَا يَكُونَ صَالِحًا لَهَا، وَإِمَّا بَأَنْ يَكُونَ فَاسِقًا، أَوْ مُغْفَلًا، وَنَحْوَ ذَلِكَ فَيَجِبُ ذِكْرُ ذَلِكَ لِمَنْ لَهُ عَلَيْهِ وِلَايَةٌ عَامَّةٌ لِيُزِيلَهُ، وَيُوَلِّيَ مَنْ يَضِلُّ، أَوْ يَعْلَمَ ذَلِكَ مِنْهُ لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضَى حَالِهِ، وَلَا يَغْتَرَّ بِهِ، وَأَنْ يَسْمَعَ فِي أَنْ يَحْتَهُ عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ أَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهِ. الْخَامِسُ: أَنْ يَكُونَ مُجَاهِرًا يَفْسُقُهُ أَوْ يَدْعِيهِ كَالْمُجَاهِرِ بِشَرْبِ الْخَمْرِ، وَمُضَادَرَةِ النَّاسِ، وَأَخْذِ الْمَكْسِ؛ وَجَبَايَةِ الْأَمْوَالِ ظُلْمًا، وَتَوَلِّيِ الْأُمُورِ الْبَاطِلَةِ، فَيَجُوزُ ذِكْرُهُ بِمَا يُجَاهِرُ بِهِ؛ وَيَحْرُمُ ذِكْرُهُ

بَغْيِهِ مِنَ الْعُيُوبِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَجَوَازِهِ سَبَبٌ آخَرُ مِمَّا ذَكَرْنَا. السَّادِسُ: التَّعْرِيفُ، فَإِذَا كَانَ الْإِنْسَانُ مَعْرُوفًا بَلَقَبَ؛ كَالْأَعْمَشِ وَالْأَعْرَجِ وَالْأَصَمِّ، وَالْأَعْمَى وَالْأَحْوَلَ، وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيفُهُمْ بِذَلِكَ؛ وَيَحْزَمُ إِطْلَاقَهُ عَلَى جَهَةِ التَّنْقِصِ؛ وَلَوْ أَمَكَنَ تَعْرِيفَهُ بِغَيْرِ ذَلِكَ كَانَ أَوْلَى.

فَهَذِهِ سَبَبَاتُ ذِكْرِهَا الْعُلَمَاءُ وَأَكْثَرُهَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ؛ وَدَلَّالَتُهَا مِنَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مَشْهُورَةٌ. فَمَنْ ذَلِكَ:

یا کوئی افسر اعلیٰ اور حاکم ہو، لیکن ولایت کا صحیح حق ادا نہ کر رہا ہو، یا تو اس لئے کہ اس کے اندر حکمرانی کی اہلیت ہی نہیں ہے، یا فاسق ہے، یا کم عقل وغیرہ ہے، تو ضروری ہے کہ اس کی حقیقت مقتدر اعلیٰ تک پہنچائی جائے جس کو اس پر غلبہ و تفوق حاصل ہو تاکہ وہ اس کو ہٹا دے اور اس کی جگہ ایسے شخص کو حاکم اور افسر مجاز بنائے جو معاملات کی اصلاح کرے یا کم از کم اس کی اصل حقیقت اس کے علم میں آجائے گی تاکہ وہ اس کے حال کے مطابق اس سے معاملہ کرے اور اس سے دھوکہ نہ کھائے اور یہ کہ وہ کوشش کرے کہ اسے سیدھے راستے پر قائم رہنے کی ترغیب دے یا پھر اسے بدل دے۔

۵۔ یا کوئی کھلم کھلا اپنے فسق یا بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو، جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کرے، لوگوں کا مال لے، چنگی وصول کرے، یا ظلماً ٹیکس لے اور باطل کاموں کی سرپرستی کرے۔ پس وہ جو بھی غلط کام کھلم کھلا کرے، اس کا بیان کرنا جائز ہے (تاکہ اس کا ازالہ ممکن ہو سکے) اس کے علاوہ اس کے دوسرے عیبوں کا (جو مخفی ہوں) بیان کرنا حرام ہے، الا یہ کہ اس کے جواز کا بھی کوئی ایسا ہی دوسرا سبب ہو جو ہم نے ذکر کیا۔

۶۔ معروف نام سے پکارنا۔ جب انسان کسی لقب کے ساتھ معروف ہو، جیسے اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) ہبرا، اندھا اور بھینگا وغیرہ تو اس کے لئے تعارفی نام یا لقب کا



استعمال جائز ہے۔ تاہم توہین و تنقیص کی نیت سے ان الفاظ کا استعمال حرام ہے اور اگر مذکورہ معروف القاب کے بغیر اس کا تعارف ممکن ہو، تو زیادہ بہتر ہے۔

پس یہ چھ اسباب ہیں جو علماء نے بیان کئے ہیں (جن کی وجہ سے دوسروں کے عیبوں کا بیان کرنا جائز ہے) اور ان میں سے اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور اس کے دلائل احادیث صحیحہ سے مشہور ہیں۔ ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

۱/ ۱۵۳۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، تو آپ نے فرمایا، اس کو اجازت دے دو، یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔ (بخاری و مسلم) امام بخاری نے اس حدیث سے اہل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت بیان کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے (تاکہ لوگ ان سے بچ کر رہیں)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما يجوز من اغتياہ اهل الفساد - وصحيح مسلم، کتاب البر، باب مداراة من يتقى فحشه.

**فوائد:** امام بخاری کے استدلال کی وجہ ظاہر ہے کہ لوگ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھائیں۔ گویا جو شخص برے کردار کا حامل ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر لوگوں کو اس کے کردار سے آگاہ نہ کیا گیا تو بہت سے لوگ اس کے دام تزیور میں پھنس جائیں گے جس سے ان کے دین یا دنیا یا دونوں کا نقصان ہو گا، تو ایسے شخص کی غیبت کرنا جائز ہے۔

۱۵۳۳ - وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِن دِينِنَا شَيْئًا» رواه البخاري. قَالَ آدَمِي هَمَارَةَ دِينَ كِي كَسِي بَات كُو نَمِي جَانَتِي (بخاری) اللَّيْتُ بِنُ سَعْدٍ أَحَدُ رُوَاةِ هَذَا الْحَدِيثِ: اس حدیث کے ایک راوی یسٹ بن سعد فرماتے ہیں کہ یہ هَذَانِ الرَّجُلَانِ كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِينَ. دونوں آدمی منافقین میں سے تھے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما يكون من الظن.

**فوائد:** منافقین بھی اہل فساد اور مشتبہ کردار ہی کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی حقیقت سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا نہ صرف جائز، بلکہ ضروری ہے، تاکہ لوگ ان سے بچ کر رہیں اور ان کا دین یا دنیا خراب نہ ہو۔



۱۵۳۴ / ۳ - حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ابو جہم اور معاویہ، ان دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ (میں کیا کروں؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ معاویہ، تو مفلس آدمی ہے، اس کے پاس مال ہی نہیں ہے۔ اور ابو جہم جو ہے، وہ اپنی لاشی ہی اپنے کندھے سے نہیں رکھتا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے، لیکن ابو جہم تو عورتوں کو بہت مارنے والا ہے اور یہ تفسیر ہے پچھلی روایت کے الفاظ کی کہ وہ تو اپنی لاشی ہی اپنے کندھے سے نہیں اتارتا۔ اور بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں، کثرت سے سفر کرنے والا۔

۱۵۳۴ - وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطْبَانِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ، فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلم: «وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَضَّرَابٌ لِلنِّسَاءِ» وَهُوَ تَفْسِيرٌ لِرَوَايَةِ: «لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ» وقيل: معناه: كثير الأسفار.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے کی خواہش رکھنے والے فریقین کو ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ کرنا اور ان میں موجود خرابیوں کو بیان کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ واقعی مقصد خیر خواہی ہی ہو۔ یہ غیبت محرمہ میں شامل نہیں ہوگا۔

۱۵۳۵ / ۳ - حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گئے، اس میں لوگوں کو بہت سختی پہنچی تو عبد اللہ بن ابی نے کہا، تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر اپنا مال مت خرچ کرو، تاکہ وہ خود ہی منتشر ہو جائیں اور اس نے کہا، کہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو یقیناً ہم میں سے زیادہ عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال دے گا، (حضرت زید فرماتے ہیں) میں یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی بات بتلائی، پس آپ نے عبد اللہ بن ابی کو پیغام بھیج کر بلوایا، تو اس نے پختہ قسم اٹھا کر کہا کہ اس نے ایسا نہیں کہا۔ تو لوگوں نے کہا، زید نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کہا، پس میرے دل میں لوگوں کی بات سے سخت رنج ہوا، یہاں تک کہ اللہ

۱۵۳۵ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي: لَا تَنْفَقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَنْفَضُوا وَقَالَ: لَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ: مَا فَعَلَ، فَقَالُوا: كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْدِيقِي: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُتَنَفِقُونَ﴾ ثُمَّ دَعَاهُمْ النَّبِيُّ ﷺ، لِيَسْتَعْفِرَ لَهُمْ فَلَوْوَا زُؤُوسَهُمْ.

تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ سورت نازل فرمادی۔ اذا  
متفقٌ علیہ۔

جاء كُ المنافقون (جس میں آگے چل کر  
عبداللہ منافق کا وہی قول نقل کیا گیا ہے) پس نبی ﷺ  
نے ان (منافقین) کو بلایا تاکہ آپ ان کے لئے استغفار  
کریں۔ لیکن انہوں نے (استغفار سے اعراض کرتے  
ہوئے) اپنے سروں کو پھیر لیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة المنافقون - وصحیح مسلم، أوائل کتاب  
صفات المنافقین۔

فوائد: عبداللہ بن ابی مدینے میں منافقین کا سردار تھا۔ اس نے مذکورہ سفر میں جو غزوہ بنی المصطلق کے لئے ہوا  
تھا، صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بدزبانی کا اظہار کیا تھا، جسے حضرت زید بن ارقمؓ نے سن لیا اور  
انہوں نے اسے بارگاہ رسالت میں پہنچا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ منافقین کی سازشوں اور چالوں کو بے نقاب  
کرنا، غیبت میں شامل نہیں ہے، بلکہ ان سے لوگوں کو آگاہ کرنا اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے ضروری  
ہے۔

۱۵۳۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدُ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ  
لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ  
وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا  
مَا أَخَذْتُ مِنْهُ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ؟ قَالَ:  
«أَخْذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ بِالْمَعْرُوفِ»  
۱۵۳۶ / ۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے نبی  
ﷺ سے عرض کیا کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہیں، وہ  
مجھے اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے کہ مجھے اور میرے بچوں کو  
کافی ہو جائے، مگر یہ کہ میں خود ان کے علم کے بغیر ان  
کے مال میں سے کچھ لے لوں۔ آپ نے فرمایا، تم دستور  
کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے  
بچوں کو کافی ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب نفقة المرأة إذا غاب زوجها - وصحیح  
مسلم، کتاب الأفضیة، باب قضیة ہند۔

فوائد: ہند، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔ یہ فتح مکہ کے موقع پر اپنے خاوند حضرت ابو سفیان کے  
ساتھ ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ اس سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ حکم شریعت معلوم کرنے کے لئے میاں  
بیوی مفتی کے سامنے ایک دوسرے کی غیبت کر سکتے ہیں۔ دوسرا، یہ کہ خاوند اگر دستور کے مطابق گھریلو  
اخراجات کے لئے رقم نہ دے تو بیوی کو اجازت ہے کہ وہ اس کے علم کے بغیر دستور کے مطابق اس کے مال  
میں سے کچھ رقم لے لیا کرے۔ لیکن اس سے مقصد گھر کے ضروری اخراجات پورے کرنے ہوں نہ کہ  
فضولیات پر خرچ کرنا یا خاوند کے مال کو اجاڑنا۔

۲۵۷۔ بابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ  
نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جِهَةٍ  
أَوْرِيهِ فِسادُ دَلَانِي كِي نِيَت سِي اِيك كِي بات  
الْإِفْسَادِ  
چغلی كے حرام ہونے كے بيان  
دوسرے كو پہنچانے كا نام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿ هَتَاذِ مَقْلَمٌ بِنَمِيمٍ ﴾  
[القلم: ۱۱]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ  
إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ [ق: ۱۸].  
الله تعالیٰ نے فرمایا: بہت عیب جو یا غیبت کرنے  
والے اور چغلی کے ذریعے سے فساد برپا کرنے والے کی  
(بات نہ مان)۔ (سورۃ نون - ۱۱)

نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس  
ہی نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورۃ ق، ۱۸)

۱۵۳۷۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ  
نَمَامٌ» متفقٌ عليه.  
۱۵۳۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چغل خور جنت میں نہیں  
جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ من النمیمۃ۔ و صحیح مسلم، کتاب  
الإیمان، باب غلظت تحريم النمیمۃ.

فوائد: چغلی کا مفہوم امام نوویؒ نے عنوان باب میں ہی بیان کر دیا ہے۔ جو شخص چغلی کو حلال سمجھتے ہوئے چغلی  
کرتا اور لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے دراصل حالیکہ اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسا شخص یقیناً  
کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ ہاں وہ شخص جو اس کو حرام ہی جانتا ہے لیکن بشری کمزوری کی وجہ سے اس سے  
چغل خوری کا گناہ صادر ہو جاتا ہے تو اگر اللہ نے اس کا یہ گناہ معاف نہیں کیا تو وہ پہلے اس کی سزا جہنم میں بھگتے  
گا اور اس کے بعد جنت میں جائے گا۔ یعنی ایسا گناہگار مسلمان پہلے مرطے میں جنت میں نہیں جائے گا، الا یہ کہ  
اللہ معاف کر دے۔

۱۵۳۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا  
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: مَرَّ بِقَبْرَيْنِ  
فَقَالَ: «إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ!  
بَلَى إِنَّهُ كَبِيرٌ: أَمَّا أَحَدُهُمَا، فَكَانَ يَمِشِي  
بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ  
بَوْلِهِ». متفقٌ عليه، وهذا لفظ إحدى  
روايات البخاري. قَالَ الْعَلَمَاءُ: مَعْنَى:  
«وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ» أَي: كَبِيرٍ فِي  
رَعْمِهِمَا وَقِيلَ: كَبِيرٌ تَرَكَهُ عَلَيْهِمَا.  
۱۵۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
کہ نبی ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا، تو فرمایا،  
ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور ان کو یہ عذاب کسی  
بڑی (یا زیادہ مشکل) بات پر نہیں ہو رہا۔ (پھر فرمایا) کیوں  
نہیں، وہ بڑی بات ہی ہے۔ ان میں سے ایک تو چغلی  
کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا  
تھا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ بخاری کی روایات میں سے  
ایک روایت کے الفاظ ہیں۔  
علماء نے کہا ہے، ان کو کسی بڑی بات میں عذاب

نہیں ہو رہا ہے، کا مطلب ہے، ان کے خیال میں وہ کوئی بڑی بات نہیں تھی (ورنہ شریعت کی نظر میں تو وہ بڑی بات تھی) اور بعض نے کہا، کبیر سے مراد ہے کہ ان کا ترک کرنا زیادہ مشکل بات نہ تھی (وہ چاہتے تو آسانی سے اس گناہ سے بچ سکتے تھے)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب رقم ۵۷ - وصحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الدلیل علی نجاسة البول...

فوائد: لا یستتر من بولہ، کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ پیشاب کرتے وقت وہ لوگوں سے اوجھل نہیں ہوتا تھا، بلکہ بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظروں کے سامنے ہی پیشاب کرنے بیٹھ جاتا۔ ظاہر بات ہے یہ بے شرمی بھی گناہ ہے۔ برحال اس سے معلوم ہوا کہ چغل خوری، پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا یا پردے کا اہتمام نہ کرنا، یہ سب کبیرہ گناہ ہیں جن پر گرفت ہو سکتی ہے۔ (۲) اس سے عذاب قبر کا بھی اثبات ہوتا ہے جس کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔

۱۵۳۹ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُبَيِّنُكُمْ مَا الْعَضَّةُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ، الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ» رواه مسلم.

۱۵۳۹ / ۳ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ عَضَّة کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے، لوگوں کے درمیان (کسی کی) بات کرنا۔ (مسلم)

«الْعَضَّةُ»: بفتح العين المَهْمَلَةِ، وَإِسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، وبالهاءِ على وزنِ الوجهِ، وَرُوي: «الْعَضَّةُ» بِكسْرِ العَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلَى وَزَنِ العِدَّةِ، وَهِيَ: الكَذِبُ والبُهْتَانُ، وعلى الرواية الأولى: العَضَّةُ مصدرٌ، يقال: عَضَّهُ عَضًّا؛ أي: رماه بالعضة.

العضه، عین پر زبر، ضاد ساکن اور ہاء، بروزن وجہ۔ اور یہ عَضَّة بھی مروی ہے یعنی عین کے نیچے زیر، ضاد پر زبر، بروزن عِدَّة، یہ جھوٹ اور بہتان کو کہتے ہیں اور پہلی روایت کے مطابق العَضَّة، مصدر ہے، کہا جاتا ہے عَضَّهُ عَضًّا یعنی اسے جھوٹ کے ساتھ شتم کیا یا اس پر بہتان باندھا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحريم النمیمة.

فوائد: اس سے بھی معلوم ہوا کہ چغل خوری، کذب بیانی اور بہتان تراشی وغیرہ یہ سب کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ ان سے معاشرے میں فساد پھیلتا اور لوگوں کے درمیان تفرقہ برپا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کا دامن کردار ان تمام عیبوں سے پاک ہونا چاہئے۔

۲۵۸ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ نَقْلِ الْحَدِيثِ ۲۵۸ - لوگوں کی گفتگو اور باتیں بلا

ضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت کا  
بیان تاہم بگاڑ یا کوئی نقصان وغیرہ کا اندیشہ ہو  
تو جائز ہے

وَكَلَامِ النَّاسِ  
إِلَىٰ وَلاَةِ الْأُمُورِ إِذَا لَمْ تَدْعُ حَاجَةً  
كَخَوْفٍ  
مَفْسَدَةٍ وَنَحْوِهَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے  
سے تعاون مت کرو۔ (سورہ مائدہ - ۲)  
اور اس باب میں بھی وہی حدیثیں ہیں جو اس سے  
ما قبل باب میں گزریں۔ (ایک اور حدیث ملاحظہ ہو)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ  
وَالْعَدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]. وفي الباب  
الأحاديث السابقة في الباب قبله.

۱۵۴۰ - وعن ابن مسعود رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَلْغَنِي  
أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئاً، فَإِنِّي  
أُحِبُّ أَنْ أُخْرَجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ»  
رواهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.  
۱ / ۱۵۴۰ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے صحابہ میں سے کوئی  
شخص کسی کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچائے۔ اس لئے کہ  
میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان  
اس حال میں نکلوں کہ میرا سینہ (ہر ایک کی بابت)  
صاف ہو۔ (ابو داؤد، ترمذی)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب رفع الحديث من المجلس - وسنن ترمذی،  
أبواب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ.

فوائد: بات سے مراد ایسی بات جو آپ کے لئے ناپسندیدہ ہو یا متعلقہ بندے کے لئے نقصان دہ ہو۔ اس میں پردہ  
پوشی کی تاکید اور بلا ضرورت لوگوں کی ناپسندیدہ باتیں حکام بالا تک پہنچانے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ امام نووی  
نے باب باندھا ہے۔

۲۵۹ - دورخے شخص کی مذمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ  
سے نہیں چھپتے، حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب  
وہ راتوں کو ایسی باتوں میں مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کو  
ناپسند ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے عملوں کا احاطہ کرنے والا  
ہے۔ (سورہ نساء، ۱۰۸-۱۰۹)

۲۵۹ - باب دَمَّ ذِي النُّوجَيْنِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَسْتَخْفُونَ مِنْ  
النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنْ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذَا  
يُكَيِّسُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا  
يَعْمَلُونَ مُحِيطًا﴾ [النساء: ۱۰۸]

۱۵۴۱ - وعن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَجِدُونَ

پاؤں گے۔ ان میں جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے، اسلام میں بھی بہتر ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ اور اس حکمرانی کے معاملے میں تم ان لوگوں کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں گے اور تم لوگوں میں سب سے بدتر دورنے شخص کو پاؤ گے جو ان کے پاس ایک رخ (چہرہ) لے کر جائے اور ان کے پاس دوسرا رخ۔ (بخاری و مسلم)

النَّاسَ مَعَادِنَ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا، وَتَجِدُونَ خِيَارَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّانِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً، وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَوْلًا بِوَجْهِهِ، وَهُوَ لَاحِظٌ بِوَجْهِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: صحیح بخاری، أوائل كتاب المناقب - وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب خيار الناس.

نوٹ: کانوں کی طرح، کا مطلب ہے کہ ان کی بھی کوئی اصل ہوگی جس کی طرف وہ منسوب ہوں گے اور جو ان کے لئے ذریعہ افتخار ہوگی۔ اچھی اصل یعنی شرف و مجد رکھنے والے قبیلے، جس طرح زمانہ جاہلیت میں ممتاز تھے، اسلام چونکہ خود بھی شرافت و کرامت کا حامل مذہب ہے، اس لئے قبول اسلام کے بعد بھی ممتاز قبیلوں کے لوگ شرف و فضل میں نمایاں ہی رہیں گے، ان کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہیں ہوگی، بشرطیکہ وہ دین کی صحیح سمجھ حاصل کر لیں اور اس کی پابندی کو اپنا شعار بنا لیں۔ (۲) جو لوگ عمدہ و منصب کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ وہ اس کی ذمہ داریوں سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں، ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں اگر اختیار و اقتدار آجائے تو یہ عوام کے لئے بہتر ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ وہ اس کی ذمہ داریوں اور تقاضوں کو پوری دیانت داری سے ادا کرتے ہیں، وہ اپنے مفادات کو نہیں دیکھتے، ملک و قوم کے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی حدوں کو توڑتے نہیں، بلکہ ان کو قائم کرتے ہیں۔ (۳) دو رخے شخص سے مراد ایسا آدمی ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے تو اسے باور کرائے کہ وہ اس کا خیر خواہ اور ساتھی ہے اور دوسرے کا مخالف۔ لیکن جب دوسرے گروہ کے پاس جائے تو وہاں بھی یہی تاثر دے۔ یہ بدترین آدمی ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ شخص سب سے بہتر ہے کہ وہ ہر گروہ کے پاس جائے اور اپنی طاقت کے مطابق ہر ایک کی اصلاح کی کوشش کرے۔

۱۵۴۲ - وعن محمد بن زَيْدٍ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. رواه البخاري.

۲/ ۱۵۴۲ - حضرت محمد بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا عبد اللہ بن عمرؓ سے عرض کیا، ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ہم ایسے رویے کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، كتاب الأحكام، باب ما يكره من ثناء السلطان.







خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصَلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَتْ فِيهِ خَصَلَةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أَوْثِمَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبًا، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ» متفقٌ عليه. وقد سبق بيانه مع حديث أبي هريرة بنحوه في «باب الوفاء بالعهد».

کے اندر ان میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑے تو خوب جھگڑے، جھوٹی قسمیں کھائے اور بدزبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

اور اس کی تفصیل، اسی طرح کی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں باب الوفاء بالعہد کے تحت میں گزر چکی ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب لا يدخل الجنة إلا المؤمنون.

نوٹ: دیکھئے باب الوفاء بالعہد، رقم ۲/۶۸۹، ۶۹۰۔ آج کل اعتقادی نفاق تو نہیں ہے، لیکن مسلمانوں میں عملی نفاق عام ہے، اسی لئے ان کی اکثریت ان منافقانہ خصلتوں سے متصف ہے۔ اعاذنا اللہ منها۔ البتہ کیونٹ اور سیکولر قسم کے بت سے لوگ اعتقادی منافقین میں آسکتے ہیں۔

۱۵۴۵ - وعن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: «مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كُلَّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صَبَّ فِي أذُنَيْهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةَ عَذْبٍ، وَكُلَّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» رواه البخاري. «تَحَلَّمَ» أَي: قَالَ إِنَّهُ حَلَمَ فِي نَوْمِهِ وَرَأَى كَذَا وَكَذَا؛ وَهُوَ كاذِبٌ. وَ«الْأَنْكُ» بِالْمَدِّ وَضَمِّ النُّونِ وَتَخْفِيفِ الْكَافِ: وَهُوَ الرَّصَاصُ الْمَذَابُ.

۱۵۴۵ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، «مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كُلَّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صَبَّ فِي أذُنَيْهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةَ عَذْبٍ، وَكُلَّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» رواه البخاري. «تَحَلَّمَ» أَي: قَالَ إِنَّهُ حَلَمَ فِي نَوْمِهِ وَرَأَى كَذَا وَكَذَا؛ وَهُوَ كاذِبٌ. وَ«الْأَنْكُ» بِالْمَدِّ وَضَمِّ النُّونِ وَتَخْفِيفِ الْكَافِ: وَهُوَ الرَّصَاصُ الْمَذَابُ.

تحلم کے معنی ہیں۔ وہ بیان کرے کہ اس نے خواب میں اس اس طرح دیکھا، حالانکہ وہ جھوٹا ہو۔

الانک مد اور نون پر پیش اور کاف بغیر شد کے۔ پگھلا

ہوا سیسہ

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التعبير، باب من کذب فی حُلمه.

فوائد: حُلم، برے خواب کو کہتے ہیں، لیکن یہاں مراد مطلق خواب ہے، چاہے اچھا ہو یا برا۔ اس میں اپنی طرف سے گھڑ کر جھوٹے خواب بیان کرنے کی شدید وعید ہے۔ یہ بیماری عام طور پر ایسے لوگوں میں ہوتی ہے جو شرت و ناموری کے بھوکے ہوتے یا اپنی پاکبازی کا پروپیگنڈہ کرنا چاہتے ہوں۔ جیسے چند سال قبل ہمارے ملک میں ایک عرب زبان مقرر اور قائد بننے کے خطب میں جلا شخص نے بڑے بڑے عجیب و غریب خواب دیکھنے کے دعوے کئے تھے۔ وہ چونکہ سب بناوٹی تھے، اس لئے بہت جلد بھانڈا پھوٹ گیا، اور کسی نے بھی اس پر اعتبار نہیں کیا۔ (۲) اس میں ٹوہ میں رہنے یا ٹوہ لگانے کی بھی مذمت ہے۔ (۳) تصویر سازی پر سخت وعید ہے، چاہے یہ تصویر ہاتھ کی بنی ہوئی ہو، یا کیمرے کی کھینچی ہوئی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تصویر، برحال تصویر ہے حتیٰ کہ مووی تصاویر کی بھی یہی سزا ہوگی۔ جس کو بہت سے لوگ تصویر ہی نہیں سمجھتے۔ اللھم احفظنا منها

۱۵۴۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۳ / ۱۵۳۶ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْرَى الْفِرَى أَنْ كَرِمَ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَرَى الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا». رواه البخاري. ومعناه: يقول: رأيت، فيما لم دیکھی۔ (بخاری) يَرَهُ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التعبير، باب من کذب فی حُلمه.

فوائد: اس میں بھی دروغ گوئی کی مذمت ہے، ایسا دعویٰ خواب کے بارے میں ہو یا حالت بیداری میں۔ دونوں صورتوں میں بڑا جھوٹ ہے۔

۱۵۴۷ - وَعَنِ سُمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِمَّا يَخْتَرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟» فَيَقْضُ عَلَيْهِ مِنْ شَاءِ اللَّهِ أَنْ يَقْضَ، وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ: «إِنَّهُ أَنَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ، وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ، فَيَنْبُغُ رَأْسُهُ، فَيَنْدَهُدُهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا،

۱۵۴۷ - حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے صحابہ سے دریافت فرماتے تھے، کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس آپ کے سامنے کوئی شخص، جو اللہ چاہتا، بیان کرتا۔ اور ایک دن صبح کے وقت آپ نے ہمارے سامنے بیان فرمایا، کہ رات کو (خواب میں) میرے پاس دو آنے والے آئے، ان دونوں نے مجھ سے کہا، چلئے، میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ (چلتے چلتے) ہمارا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو لیٹا ہوا تھا، اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا آدمی، اس کے اوپر پتھر لئے کھڑا

ہے، وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے اور اس کے سر کو پاش پاش کر دیتا ہے، پس وہ پتھر وہاں سے لڑھک کر دور جاگرتا ہے، تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے پکڑ لاتا ہے، اس کے دوبارہ واپس آنے تک اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا ہے، وہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے اور وہی کچھ کرتا ہے جو اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، میں نے ان دو آدمیوں سے پوچھا، سبحان اللہ، یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا، چلے، چلے۔ پس ہم چل پڑے اور ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جو گدی کے بل (چت) لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ہی ایک دوسرا شخص لوہے کا زنبور لئے اس کے اوپر کھڑا ہے، وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا ہے اور اس کے جبرے کو اس کی گدی تک چیر دیتا ہے، اس کے نتھنے کو اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے چہرے کی دوسری جانب آتا ہے اور وہی عمل کرتا ہے جو اس نے پہلی جانب میں کیا تھا۔ پس وہ اس ایک جانب سے فارغ نہیں ہو پاتا کہ دوسری جانب پہلے کی طرح صحیح ہو جاتی ہے۔ وہ پھر اس کی طرف آتا ہے اور وہی کچھ کرتا ہے جو پہلی مرتبہ میں کیا تھا۔

آپ نے فرمایا، میں نے پوچھا، سبحان اللہ، یہ دو آدمی کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا، چلے، چلے۔ پس ہم چلے تو ہم شور جیسے گڑھے پر آئے (راوی کا بیان ہے) کہ میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس میں بہت شور تھا اور آوازیں تھیں، پس ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں، اس کے نیچے سے آگ کا شعلہ اٹھتا ہے اور جب وہ ان کو لگتا ہے تو وہ چیخیں مارتے ہیں، میں نے کہا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا، چلے، چلے۔ پس ہم پھر چلے اور ایک نمر

فَيَبْعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ، فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصْبَحَ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى، قَالَ: «قُلْتُ لِهِمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَاَنْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخِرُ فَاَنْمَ عَلَيْهِ بِكَلْبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقِّي وَجْهِهِ فَيَسْرِشُرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرَ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَنْقُرُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصْبَحَ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى» قَالَ: «قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَاَنْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ الثَّوْرِ» فَأَحْسَبُ أَنَّهُ قَالَ: «فَإِذَا فِيهِ لَعَطٌ، وَأَصْوَاتٌ، فَاَطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ، فَإِذَا آتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضُوا. قُلْتُ: مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَاَنْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةٌ كَثِيرَةٌ، وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ، فَيَفْعَرُّهُ فَا، فَيَلْقِيهِمْ حَجْرًا، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ، فَعَرَّ لَهُ فَا، فَالْقَمَّةُ

پر آئے۔ راوی کا بیان ہے، میرا گمان ہے کہ آپ فرماتے تھے، وہ خون کی طرح سرخ تھی۔ اس میں ایک تیراک تیر رہا ہے اور نمر کے کنارے پر ایک آدمی ہے جس نے اپنے پاس بست سے پتھر جمع کر رکھے ہیں۔ یہ تیرنے والا جب تک تیرتا ہے تیرتا ہے، پھر اس شخص کے پاس آتا ہے جس نے اپنے پاس پتھر جمع کئے ہوئے ہیں، وہ اس کے سامنے آکر اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ ڈال دیتا ہے۔ وہ پھر جا کر تیرنے لگتا ہے اور پھر اس کی طرف لوٹ آتا ہے، جب بھی اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے، اس کے سامنے اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ پتھر کا لقمہ اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ یہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا۔ چلے، چلے۔ ہم پھر چلے، پس ہم ایک بست ہی بد منظر آدمی کے پاس آئے یا (فرمایا) سب سے زیادہ بد صورت آدمی کی طرف، جو تم نے دیکھا ہو، اس کے پاس آئے۔ اس کے پاس آگ ہے جسے وہ دھکاتا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے۔ میں نے دونوں ساتھیوں سے پوچھا، یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے مجھے کہا، چلے، چلے۔ پس ہم چلے اور ایک ایسے باغ میں آئے جس میں کثرت سے درخت لگے ہوئے تھے اور اس میں بہار کے (موسم کی طرح) ہر قسم کے پھول تھے اور اس باغ کے درمیان میں ایک لمبا ترنگا آدمی تھا، مجھے لمبائی کی وجہ سے اس کا سر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس آدمی کے ارد گرد زیادہ بچے ہیں، ایسے بچے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں؟ انہوں نے کہا۔ چلے، چلے۔ پس ہم چلے اور ایک بست بڑے درخت پر آئے۔ اس سے زیادہ بڑا اور اس سے زیادہ اچھا درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں ساتھیوں نے مجھے کہا، اس پر چڑھے، پس ہم اس پر

حَجَرًا. قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِهِ الْمَرْأَةُ، أَوْ كَاكْرَهُهُ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ رَجُلًا مَرَأَى، فَبِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَبَأٌ يَحْتَشِبُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا. قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُتَمَتَّةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرِي الرُّوضَةَ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وَلَدَانِ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ، قُلْتُ: مَا هَذَا؟ وَمَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا إِلَى دَوْحَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرِ دَوْحَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا، وَلَا أَحْسَنَ! قَالَا لِي: ازِقْ فِيهَا، فَارْتَقِينَا فِيهَا إِلَى مَدِينَةٍ مَنِينَةٍ بَلْبَنَ ذَهَبٍ وَلَبَنَ فِضَّةٍ، فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا، فَفَتَحَ لَنَا، فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا رَجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْفِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ! وَشَطْرٌ مِنْهُمْ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ! قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوا فَمَقْعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ، وَإِذَا هُوَ نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبِيضِ، فَذَهَبُوا فَوْقَعُوا فِيهِ. ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ. قَالَ: قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةٌ عَدْنٌ، وَهَذَاكَ مَنْرَلُكَ، فَسَمَّا بَصْرِي صُغْدًا، فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبِيضَاءِ. قَالَا لِي: هَذَاكَ مَنْرَلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمْ، فَذَرَانِي فَادْخُلْهُ. قَالَا: أَمَا الْآنَ فَلَ، وَأَنْتَ دَاخِلُهُ. قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلِ عَجَبًا؟ فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَا لِي: أَمَا إِنَّا سَنُحْبِرُكَ: أَمَا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُتْلَعُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ، فَإِنَّهُ

چڑھے تو ایک ایسا شر ہمیں نظر آیا جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا، پس ہم اس شر کے دروازے پر آئے اور اسے کھولنے کا مطالبہ کیا، پس وہ دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہو گئے۔ پس ہمیں بہت سے آدمی ملے، ان کا آدھا جسم تو اس خوبصورت ترین آدمی کی طرح ہے جو تم نے دیکھا ہو اور آدھا جسم اس بدترین آدمی کی طرح ہے جو تم نے دیکھا ہو۔ دونوں ساتھیوں نے ان آدمیوں سے کہا۔ جاؤ اور اس شر میں کود جاؤ۔ وہاں عرضاً ایک نر بہرہ رہی تھی، اس کا پانی سفیدی میں گویا دودھ تھا، پس وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے۔ پھر وہ ہماری طرف واپس آئے تو ان کے آدھے جسم کی بد صورتی دور ہو چکی تھی اور بہترین صورت والے ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا، ان دونوں نے مجھے کہا۔ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کا مقام ہے۔ میری نگاہ جو اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل نظر آیا۔ دونوں ساتھیوں نے مجھے کہا، یہ ہے آپ کا مقام۔ میں نے ان سے کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے، تم مجھے چھوڑو، میں اندر جاؤں۔ انہوں نے کہا، لیکن ابھی نہیں۔ البتہ آپ ہی اس میں داخل ہوں گے۔ (نہ کہ کوئی اور) میں نے ان سے عرض کیا۔ میں نے رات کو عجیب چیزیں دیکھی ہیں، میں نے جو کچھ دیکھا ہے یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا، گھبراہٹیں نہیں، ہم ابھی آپ کو بتلائے دیتے ہیں۔ وہ پہلا آدمی، جس کے پاس سے آپ گزرے اور اس کا سر پتھر سے پکلا جا رہا تھا، وہ شخص ہے جو قرآن حاصل کرے اور پھر اسے چھوڑ دے (حفظ کر کے بھول جائے، یا قرآن کا علم حاصل کر کے بے عمل ہو جائے) اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جائے۔ اور لیکن وہ آدمی، جس کے پاس سے آپ گزرے جس کے جڑے کو، اس کے تنھنے کو اور اس

الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ. وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشْرَسِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاةٍ، وَمَنْخَرُهُ إِلَى قَفَاةٍ، وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاةٍ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ. وَأَمَّا الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ هُمْ فِي مِثْلِ بِنَاءِ الثُّورِ، فَإِنَّهُمْ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي. وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبُحُ فِي النَّهْرِ، وَيُلْقِمُ الْحِجَارَةَ، فَإِنَّهُ أَكَلِ الرَّبَا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكِرِيهُ الْمَرَاةَ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْمَعُ حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنٌ جَهَنَّمَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرُّؤْيَةِ، فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ، وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ، فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَفِي رِوَايَةِ الْبِرْقَانِيِّ: «وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ» فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ، وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنًا، وَشَطْرًا مِنْهُمْ قَبِيحًا، فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: «رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيْتَنِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، ثُمَّ ذَكَرَهُ وَقَالَ: «فَانطَلَقْنَا إِلَى نَقْبٍ مِثْلِ الثُّورِ، أَعْلَاهُ ضَبَقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَإِذَا انْتَفَعَتْ انْتَفَعُوا حَتَّى كَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا، وَإِذَا خَمَدَتْ فِيهَا، رَجَعُوا فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ»، وَفِيهَا: «حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ - وَلَمْ يَشُكَّ - فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسْطِ النَّهْرِ، وَعَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَاقْبَلِ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ، فَإِذَا



کی آنکھ کو اس کی گدی تک چیرا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹ بولتا جو (دنیا کے) کناروں تک پھیل جاتا۔ لیکن وہ برہنہ مرد اور عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھیں، وہ بدکار مرد اور بدکار عورتیں تھیں۔ لیکن وہ آدمی، جس کے پاس آپؐ آئے، وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ دیا جاتا تھا، وہ سود خور شخص تھا۔ لیکن وہ نہایت بد منظر آدمی جو آگ کے پاس تھا، اسے دہکاتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا، وہ داروغہ جنم، مالک ہے اور وہ دراز قد آدمی، جو بلغ میں تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور وہ بچے جو ان کے ارد گرد تھے، یہ تمام وہ بچے تھے جو فطرت (صحیح دین) پر فوت ہوئے۔ اور برقانی کی روایت میں ہے، وہ بچے ہیں جو فطرت پر پیدا ہوئے۔ مسلمانوں میں سے ایک نے سوال کیا، یا رسول اللہ! اور مشرکین کے بچے (بھی وہیں تھے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مشرکین کے بچے بھی۔ لیکن وہ لوگ، جن کا آدھا جسم خوب صورت اور آدھا جسم بد صورت تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کئے، کچھ عمل نیک کئے اور دوسرے کچھ برے بھی، اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔ (بخاری)

اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے پاک سرزمین کی طرف لے گئے، پھر وہی واقعہ بیان فرمایا (جو ابھی گزرا) اور فرمایا، کہ ہم چلتے چلتے ایک گڑھے پر پہنچے جو تنور کی مثل تھا، اس کا بالائی حصہ تنگ اور نچلا حصہ کشادہ تھا، اس کے نیچے آگ فروزاں تھی، جب وہ آگ اوپر کو اٹھتی تو (اس میں موجود لوگ بھی) اوپر کو اٹھتے، حتیٰ کہ وہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو وہ بھی اس میں واپس چلے جاتے۔ اور

أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَوَدَّهَ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِي فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ. وَفِيهَا: «فَصَعِدَ أَبِي الشَّجَرَةَ، فَأَدْخَلَنِي دَارًا لَمْ أَرَقُطُ أَحْسَنَ مِنْهَا، فِيهَا رَجَالٌ شَبِهُوا وَشَبَابًا». وَفِيهَا: «الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَدُّ شِدْقَهُ فَكَذَّابٌ، يُحَدِّثُ بِالْكَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْأَفَاقَ، فَيُضْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» وَفِيهَا: «الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَدُّ رَأْسَهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، فَيُعْمَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالِدَارُ الْأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارًا عَائِمَةَ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جَنْبِرِيلُ، وَهَذَا مِيكَائِيلُ، فَارْفَعْ رَأْسَكَ، فَارْفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالَا: ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قُلْتُ: دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي، قَالَا: إِنَّهُ بَيْتِي لَكَ عَمْرُ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهُ، آتَيْتَ مَنْزِلَكَ» رواه البخاري. قوله: «يَبْلُغُ رَأْسَهُ» هُوَ بِالثَّلَاثِ الْمُثَلَّثَةِ وَالغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، أَي: يَشَدُّهُ وَيَشْقُهُ. قوله: «يَتَدَهَّدَهُ» أَي: يَتَدَحْرَجُ. وَ«الْكَلْبُوبُ» بفتح الكاف، وضم اللام المشددة، وهو معروف. قوله: «فَيَسْرُسِرُ» أَي: يَقْطَعُ. قوله: «ضَوْضُوا» وهو بضادين معجمتين، أَي: صاحوا. قوله: «فَيَفْعَرُ» هُوَ بِالْفَاءِ وَالغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، أَي: يفتح. قوله: «المرأة» هو بفتح الميم، أَي المنظر. قوله: «يَحْشُهَا» هو بفتح الباء وضم الحاء المهملة والشين المعجمة، أَي: يوقدها. قوله: «رَوْضَةٌ

اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہم خون کی ایک نسر پر آئے۔ اس میں راوی نے شک نہیں کیا (جیسے پہلی روایت میں راوی کو شک تھا) اس میں ایک آدمی نسر کے درمیان میں کھڑا ہے اور نسر کے کنارے پر ایک آدمی ہے، جس کے سامنے پتھر ہے، پس نسر میں کھڑا آدمی آگے بڑھتا ہے اور جب باہر نکلنا چاہتا ہے تو کنارے والا آدمی اس کے منہ میں پتھر پھینک دیتا ہے اور اس کو وہیں لوٹا دیتا ہے جہاں وہ تھا۔ پس یہ (بر لب نسر آدمی) (اسی کام پر لگا ہے) جب بھی یہ باہر نکلنے کے لئے آتا ہے، وہ اس کے منہ میں پتھر پھینک دیتا ہے، پس وہ لوٹ جاتا ہے جیسے پہلے تھا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ دونوں مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور مجھے ایسے گھر میں داخل کیا جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا، اس میں کچھ مرد تھے، بوڑھے اور جوان۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے، وہ شخص جس کو میں نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے، پس وہ بست جھوٹا آدمی ہے جو جھوٹی بات زبان سے نکالتا ہے، وہ اس سے نقل کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ (دنیا کے) کناروں تک پہنچ جاتی ہے۔ پس اس کے ساتھ قیامت کے دن تک وہ معاملہ کیا جاتا رہے گا جو آپ نے دیکھا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کوٹا جا رہا تھا، وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کے علم سے نوازا، لیکن یہ قرآن کو چھوڑ کر رات کو سویا رہا اور دن کو بھی اس پر عمل نہیں کیا، پس اس کے ساتھ بھی وہ سلوک قیامت کے دن تک کیا جاتا رہے گا۔ اور وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے، عام مومنوں کا گھر ہے اور لیکن یہ گھر، شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے، پس اپنا سر اٹھائیں، میں نے اپنا سر

مُعْتَمَةً، هُوَ بَضْمِ الْمِيمِ وَإِسْكَانِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ النَّاءِ وَتَشْدِيدِ الْمِيمِ، أَي: وَافِيَةِ النَّبَاتِ طَوِيلَتِهِ. قَوْلُهُ: «دَوْحَةٌ» وَهِيَ بَفَتْحِ الدَّالِ، وَإِسْكَانِ الْوَاوِ وَبِالْحَاءِ الْمَهْمَلَةِ: وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ. قَوْلُهُ: «الْمَحْضُ» هُوَ بَفَتْحِ الْمِيمِ وَإِسْكَانِ الْحَاءِ الْمَهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمَعْجَمَةِ: وَهُوَ اللَّيْنُ. قَوْلُهُ: «فَسَمًا بَصْرِي» أَي: اِزْتَفَعَ. وَ«صُعْدَاءُ»: بَضْمِ الصَّادِ وَالْعَيْنِ، أَي مُرْتَفِعًا. «وَالرَّيَابَةُ». بَفَتْحِ الرَّاءِ وَبِالْبَاءِ الْمَوْحَدَةِ مُكْرَرَةً، وَهِيَ السَّحَابَةُ.



اٹھایا تو میرے اوپر بادل کی مثل (کوئی چیز) ہے۔ ان دونوں نے کہا، یہ آپ کا ٹھکانا ہے۔ میں نے کہا، مجھے چھوڑو میں اپنے ٹھکانے میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا، ابھی آپ کی کچھ عمر باقی ہے جس کی آپ نے تکمیل نہیں کی۔ پس اگر آپ اس کی تکمیل کر لیں گے تو پھر اپنے ٹھکانے میں تشریف لے آئیں گے۔ (بخاری)

یشلغ راسہ (ہاء اور غین کے ساتھ) سر کو کوٹنا اور چیرتا تھا۔ یتدھدہ کے معنی، لڑھکتا ہے۔ کلوب، کاف پر زیر لام مشدود پر پیش، اس کے معنی مشہور ہیں (یعنی آنکڑا جس پر گوشت لٹکایا جاتا ہے) یشرشش، کانٹا کچلا جاتا ہے۔ ضوضوا دو ضادوں کے ساتھ، وہ چیخے۔ یفغر۔ فاء اور غین کے ساتھ۔ کھولتا ہے۔ المراه، میم پر زیر، منظر۔ یحشہا یاء پر زیر، ہاء اور شین پر پیش، جلاتا اور بھڑکاتا ہے۔ روضہ معتمہ، میم پر پیش، عین ساکن، تاء پر زیر اور میم پر شد۔ لباء اور زیادہ درختوں والا بلغ۔ دوحہ، وال پر زیر، واؤ ساکن اور پھر ہاء، بوا درخت۔ المحض، میم پر زیر، ہاء ساکن پھر ضاد، دودھ۔ سما بصری، میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صعدا، صاد اور عین پر پیش۔ بلند ہونے والا (یعنی بمعنی صاعد۔ اور یہ حال ہے) الربابہ، راء پر زیر اور باء مکرر (دو مرتبہ) بادل۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التعمیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاة الصبح۔

فوائد: اس میں خواب کے ذریعے سے بہت سی بد عملیوں کی سزائیں دکھائی گئی ہیں۔ مثلاً قرآن یاد کر کے اسے بھلا دینا، یا اس پر عمل نہ کرنا، اسی طرح قرآن کا علم سیکھ کر بے عملی اور بد عملی اختیار کئے رکھنا۔ فرض نمازوں میں سستی کرنا، جھوٹ بولنا، بدکاری اور سود خوری وغیرہ ان سب پر سخت وعیدیں ہیں جس کے نمونے اس حدیث میں گزرے۔ اعازنا اللہ منھا۔ علاوہ ازیں اس میں نبی ﷺ کے مقام و مرتبہ اور شہداء کا مرتبہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب کے لئے اللہ نے جنم اور نعمتوں کے لئے جنت بنائی ہے اور ان میں سے متعدد چیزوں کا مشاہدہ اللہ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کرایا ہے۔

۲۶۱۔ بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوزُ مِنَ الْكُذِبِ ۲۶۱۔ جھوٹ کی بعض جائز صورتوں کا بیان

معلوم ہونا چاہئے کہ جھوٹ اصل میں تو یقیناً حرام ہے، تاہم بعض صورتوں میں چند شرطوں کے ساتھ جھوٹ بولنا جائز ہو جاتا ہے، جنہیں میں نے کتاب الاذکار (باب النہی عن الکذب و بیان اقسامہ) میں واضح کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بات چیت، مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصود جو پسندیدہ ہے اور اسے بغیر جھوٹ کے حاصل کرنا ممکن ہے، اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ بولے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس مقصود کا حاصل کرنا اگر مباح (جائز) ہے تو جھوٹ بولنا بھی صرف مباح ہی ہو گا اور اگر مقصود واجب ہے تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہو گا۔ (جیسے) کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اسے مارنا یا اس کا مال لینا چاہتا ہے اور اپنا مال بھی چھپالے۔ اب کسی شخص سے اس کی بابت پوچھا جائے تو اس کے معاملے کو چھپائے رکھنے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہے اور کوئی ظالم اسے لینے کا ارادہ کرے تو اسے چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ تور یہ اختیار کیا جائے۔ تور یہیے کا مطلب یہ ہے کہ جو معنی گفتگو کرے جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی گفتگو سے صحیح مقصود کی نیت کرے اور اس کی طرف نسبت کرنے میں وہ جھوٹا نہ ہو، اگرچہ ظاہری الفاظ میں اور اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جسے مخاطب سمجھے، وہ جھوٹا ہو اور اگر تور یہیے کی بجائے صاف جھوٹ ہی بولے، تب بھی اس قسم کی حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہیں ہے۔

إِغْلَمَ أَنَّ الْكُذِبَ، وَإِنْ كَانَ أَصْلُهُ مَحْرَمًا، فَيَجُوزُ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ بِشُرُوطٍ قَدْ أَوْضَحْتَهَا فِي كِتَابِ: «الْأَذْكَارِ»، وَمُخْتَصَرًا ذَلِكَ: أَنَّ الْكَلَامَ وَسِيلَةً إِلَى الْمَقَاصِدِ، فَكُلُّ مَقْصُودٍ مَحْمُودٍ يُمَكِّنُ تَخْصِيلَهُ بِغَيْرِ الْكُذِبِ يَحْرُمُ الْكُذِبَ فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يُمْكِنِ تَخْصِيلُهُ إِلَّا بِالْكَذِبِ، جَازَ الْكُذِبُ. ثُمَّ إِنْ كَانَ تَخْصِيلُ ذَلِكَ الْمَقْصُودِ مُبَاحًا كَانَ الْكُذِبُ مُبَاحًا، وَإِنْ كَانَ وَاجِبًا، كَانَ الْكُذِبُ وَاجِبًا. فَلِذَا اخْتَفَى مُسْلِمٌ مِنْ ظَالِمٍ يَرِيدُ قَتْلَهُ، أَوْ أَخَذَ مَالَهُ، وَأَخْفَى مَالَهُ، وَسُئِلَ إِنْسَانٌ عَنْهُ، وَجَبَ الْكُذِبُ بِإِخْفَانِهِ، وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيعَةٌ، وَأَرَادَ ظَالِمٌ أَخْذَهَا، وَجَبَ الْكُذِبُ بِإِخْفَانِهَا. وَالْأَحْوِطُ فِي هَذَا كُلِّهِ أَنْ يُؤَرِّيَ، وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ: أَنْ يَقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُودًا صَحِيحًا لَيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي ظَاهِرِ اللَّفْظِ، وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا يَفْهَمُهُ الْمُخَاطَبُ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَأَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكُذِبِ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِي هَذَا الْحَالِ. وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ لِجَوَازِ الْكُذِبِ فِي هَذَا الْحَالِ بِحَدِيثٍ: (أَمْ كُلُّوْهُمُ الْآتِيْنَ)

۱۵۴۸ - عن أم كلثوم رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ الكَذَابُ الَّذِي يُصَلِّحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا، متفقٌ عليه. زاد مسلم في رواية: قَالَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ: وَلَمْ أَسْمَعُهُ يَرْحُصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ؛ تَعْنِي: الْحَرْبَ، وَالْإِضْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثَ الرَّجُلِ امرأته، وَحَدِيثَ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا.

۱۵۴۸ / ۶ - اس قسم کے حالات میں جھوٹ بولنے کے جواز میں علماء نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں وہ بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے، پس وہ بھلائی کی بات (دوسروں تک) پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے ایک روایت میں یہ زیادہ بیان کیا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سوائے تین موقعوں کے، لوگوں کی گفتگو سے متعلق رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا۔ تین موقعوں سے وہ مراد لیتی تھیں، جنگ کا، لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے گفتگو کرنے کا موقع۔

فوائد: رخصت سے مراد، جھوٹ بولنے کی رخصت ہے۔ ینمی خیراً، بھلائی کی چغلی کھاتا یا بھلائی کی بات پہنچاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو لڑے ہوئے شخصوں کو قریب لانے اور ان کے دلوں سے باہمی بغض و عناد دور کرنے کے لئے، اپنی طرف سے ایسی جھوٹی باتیں بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ جس سے بغض و عناد کی برف پگھل جائے اور ان کی دوریاں قربت میں بدل جائیں۔ تو عند اللہ یہ شخص جھوٹا یا چغلی خور شمار نہیں ہوگا۔ اسی طرح جنگ کے موقع پر بھی عند الضرورت خلاف واقعہ بات کرنا جائز ہے، ورنہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے، تیسرا موقعہ میاں بیوی کی باہمی گفتگو کا ہے، معاشرتی زندگی میں بھی بہت سے موڑ ایسے آتے ہیں کہ ازدواجی تعلق کو برقرار رکھنے یا انہیں خوشگوار رکھنے کے لئے خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کچھ باتیں چھپانی پڑ جاتی ہیں۔ ایسے خاص موقعوں اور ضرورتوں پر انہوائے حال کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ تاہم اس رخصت کا مطلب مطلقاً جھوٹ کی اجازت نہیں ہے کہ میاں بیوی آپس میں ہر وقت جھوٹ ہی بولتے رہیں، جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے جو کبیرہ گناہ ہے، معاشرتی زندگی بھی سچائی ہی پر مبنی ہونی چاہئے۔ دونوں کا کردار ایک دوسرے کے لئے ایک آئینے کی طرح صاف شفاف ہونا چاہئے، اسی میں مسرت اور خوش گواری کا راز مضمر ہے۔ جھوٹ اور انہوائے حال ایک کو دوسرے سے متفرق اور دور کر سکتا ہے۔ اس لئے عند الضرورت ہی جھوٹ کا استعمال مفید اور خوش گواری اثرات کا حامل ہو سکتا ہے اور یہ اسلام کے دین فطرت ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ

اس نے اس واقعی ضرورت کا احساس کیا اور اس کے لئے رخصت عنایت فرمادی، اس لئے اس کا فائدہ بھی بقدر ضرورت استعمال میں ہی ہے، بلا ضرورت استعمال میں نقصان ہی نقصان ہے، دین کا بھی اور دنیا کا بھی۔

۲۶۲۔ بابُ النِّحْتِ عَلَى النَّشْبَةِ فِيمَا ۲۶۲۔ اس بات کی ترغیب کا بیان کہ انسان بَقَوْلِهِ وَيَخْكِيهِ جو کہے اور نقل کرے، اس کی تحقیق کر لے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا بَيْنَ لَكَ بِوَعْدِهِ﴾ [الإسراء: ۳۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَبِيدٌ﴾ [ق: ۱۸].  
 اللهُ تَعَالَى نے فرمایا، اور اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ (سورہ بنی اسرائیل، ۳۶)  
 نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورہ ق، ۱۸)

۱۵۴۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ / ۱۵۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ قَالَ: «كُفِيَ بِالْمَرْءِ كَذِبًا كَرِيمٌ ﷺ نے فرمایا، آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے، اسے (بغیر تحقیق کئے) بیان کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، المقدمة، باب النهی عن الحدیث بكل ما سمع.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہر سنی ہوئی بات کو، اس کی تحقیق کئے بغیر، آگے بیان کرنا یا اسے صحیح سمجھ لینا درست نہیں۔ عین ممکن ہے کہ وہ جھوٹی ہو اور یہ بھی اسے بیان کر کے اپنے کو جھوٹوں میں شامل کر لے۔ اس لئے پہلے ہر بات کی تحقیق ضروری ہے۔

۱۵۵۰۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۲ / ۱۵۵۰۔ حضرت سرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ» کوئی بات بیان کرے، وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے، پس وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، المقدمة، باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذابين.

فوائد: بعض روایات میں کاذبین، تشنیہ کا لفظ ہے۔ یعنی دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ ایک رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ گھڑنے والا اور دوسرا آگے بیان کرنے والا۔ اس میں ان علماء وواعظین کے لئے سخت وعید ہے جو جھوٹی حدیثیں بیان کرنے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔

۱۵۵۱۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۳ / ۱۵۵۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ أَنْ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي صَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمُتَشَبِعُ» (پرا) یہ ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے خوب مل

رہا ہے جب کہ مجھے وہ چیزیں نہیں دیتا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ جو چیز اس کو نہیں دی گئی، اس کا جھوٹ موٹ اظہار کرنے والا، جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم)

المتشبع، وہ شخص ہے جو سیر ہونے کا اظہار کرتا ہے حالانکہ وہ سیر نہیں ہوتا، یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے (علم، منصب یا مال کے اعتبار سے) خاص مقام حاصل ہے جب کہ وہ حاصل نہ ہو۔ اور ثوبی زور، اصل میں ثوبی ذی زور (مضاف مقدر) ہے (جھوٹے کے دو کپڑے) اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو جال میں پھانسنے کے لئے خلاف واقعہ تاثر دیتا ہے پس طور کہ وہ زاہدوں والا، یا اہل علم والا یا اہل ثروت والا لباس پہنتا اور ان کی سی ہیئت بناتا ہے تاکہ لوگ اس کے فریب میں آسکیں، در آں حالیکہ اس کے اندر وہ خوبی نہ ہو (جس کا وہ اظہار کر رہا ہے)۔ بعض نے اس کے اور معنی بھی بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبِي زُورٍ، متفقٌ عليه .  
الْمُتَشَبِعُ هُوَ الَّذِي يُظْهِرُ الشَّبَحَ وَلَيْسَ بِشَبَعَانَ، ومعناه هنا: أَنَّهُ يُظْهِرُ أَنَّهُ حَصَلَ لَهُ فَضِيلَةٌ وَلَيْسَتْ حَاصِلَةً. وَلَا بَسُ ثَوْبِي زُورٍ أَي: ذِي زُورٍ، وهو الَّذِي يَزُورُ عَلَى النَّاسِ بَأَن يَتَزَيَّ بِزِيِّ أَهْلِ الزُّهْدِ أَوْ الْعِلْمِ أَوْ الثَّرْوَةِ؛ لِيَعْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصَّفَةِ. وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب المتشبع بما لم ينل - وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النهی عن التزویر فی اللباس.

فوائد: بعض لوگ زاہدوں والا روپ دھار کر اپنے زہد و عبادت کا نقش قائم کرتے ہیں، بعض اہل علم کی سی ہیئت اختیار کر کے اپنی عالمانہ شان منواتا چاہتے ہیں اور بعض اہل ثروت میں اپنے کو شمار کرانے کے لئے خوش لباسی کو اپنا شیوہ بنا لیتے ہیں۔ اگر یہ سب جھوٹ اور فریب پر مبنی ہے تو سخت گناہ ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ جیسا کچھ ہے، وہ ویسا ہی بن کر رہے، اس سے بڑھ کر اپنے کو شمار کرانے کی سعی نہ کرے۔ اسی طرح سوکینیں بھی اپنی باہت ایک دوسرے کو غلط تاثر دینے کے لئے خلاف واقعہ باتیں نہ کریں اور محض دوسری بیویوں کو جلانے اور آتش حد بھڑکانے کے لئے خاوند سے خصوصی قرب و محبت اور اس کی داد و دہش کا اظہار یا دعویٰ نہ کریں جب کہ ایسا نہ ہو۔ بلکہ اگر ایسا ہو بھی تو خاوند کی اس کوتاہی کی پردہ پوشی کریں تاکہ دوسری بیویوں کا آئینہ جذبات پاش پاش نہ ہو۔

۲۶۳ - بابُ بَيَانِ غِلَظِ تَخْرِيمِ شَهَادَةِ ۲۶۳ - جھوٹی گواہی کی شدید حرمت کا بیان  
الرُّوْرِ  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جھوٹی بات سے بچو۔ (سورۃ

حج، ۳۰

نیز فرمایا: اس چیز کے پیچھے مت پڑو، جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ (سورہ بنی اسرائیل، ۳۶)

اور فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورہ ق، ۱۸)

نیز فرمایا: تیرا رب یقیناً گھات میں ہے۔ (سورہ فجر، ۱۳) یعنی عملوں کو دیکھ رہا ہے۔

نیز فرمایا: (اہل ایمان) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ (سورہ فرقان، ۷۲)

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَأَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ [الحج: ۳۰]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ۳۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۱۸]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّا رَبُّكَ لِالْمُرْصَادُ﴾ [الفجر: ۱۴]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ [الفرقان: ۷۲].

۱/ ۱۵۵۲ - حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا، کیوں نہیں، یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور آپ نیک لگائے ہوئے تھے، کہ بیٹھ گئے اور فرمایا، سنو۔ اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ پس آپ برابر یہ بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے کہا، کاش آپ خاموشی اختیار فرمائیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۵۲ - وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟» قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ» وَكَانَ مُكْتَسِمًا فَجَلَسَ فَقَالَ: «أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ!» فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب ما قبل فی شہادۃ الزور - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الکبائر وأکبرها.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ جھوٹی گواہی کتنا بڑا جرم ہے۔ لیکن بد قسمتی سے نام نہاد مسلمانوں میں دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح اس کا ارتکاب بھی عام ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۲۶۴ - کسی متعین شخص یا جانور پر لعنت کرنے کے حرام ہونے کا بیان

۲۶۴ - بَابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ إِنْسَانٍ بِعَيْنِهِ أَوْ دَابَّةٍ

۱/ ۱۵۵۳ - حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ، جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے، تو وہ اس طرح ہی ہے جیسے اس نے کہا۔ اور

۱۵۵۳ - عَنْ أَبِي زَيْدِ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْتَةِ الرِّضْوَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمَلَةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ،



وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ، عُدَّتْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، متفقٌ عليه .  
جس شخص نے کسی چیز کے ساتھ خود کشی کی تو قیامت والے دن اسی چیز کے ساتھ اس کو عذاب دیا جائے گا اور آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے اور مومن پر لعنت کرنا، اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه .

**فوائد:** کسی اور دین کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مثلاً اس طرح کہے، اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں یہودی یا عیسائی۔ اس سے اس کی نیت اگر واقعتاً یہودیت یا عیسائیت کا اختیار کرنا ہے تو وہ فی الفور کافر (یہودی یا عیسائی) ہو جائے گا، کیونکہ عزم کفر بھی کفر ہے۔ اور اگر مقصد اس سے دوسرے دینوں کے اختیار کرنے کی نفی کرنا ہے اور اس کا عزم ہے کہ وہ کبھی بھی دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار نہیں کرے گا، تو اس انداز کی قسم بہر حال ناپسندیدہ اور معصیت ہے جس سے استغفار لازمی ہے۔ اس حدیث کے آخری فقرے سے واضح ہے کہ کسی مومن پر لعنت کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ قتل کے برابر جرم ہے

۱۵۵۴ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه ۲ / ۱۵۵۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَلْعَنَ لِعْنًا» رواه مسلم .  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی راست باز (مومن) کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدواب وغيرها .

**فوائد:** لعن اور سب و شتم، کمال ایمان و کمال صدق کے منافی ہے۔

۱۵۵۵ - وعن أبي الدرداء رضي الله ۳ / ۱۵۵۵ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَكُونُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْعَنُ طِعْنَ كَرْنِ وَالِي» قِيَامَتِ وَالِي دُنْ سَفَارَشِي هُولُ كِے اور نہ گواہ۔  
رواه مسلم .

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدواب وغيرها .

**فوائد:** یعنی لعن طعن کی عادت انسان کو فاسق بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے شخص کا کوئی مقام نہیں ہوگا۔

۱۵۵۶ - وعن سمرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن صحيح .  
۳ / ۱۵۵۶ - حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت، اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔ (ابو داؤد، ترمذی، حسن صحیح)



**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في اللعن - وسنن ترمذي، أبواب البر، باب ما جاء في اللعنة.

**فوائد:** اس کا مطلب ہے کہ آپس میں اس طرح بددعا نہ کرو، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو، یا اللہ کا غضب نازل ہو یا تو جہنم کی آگ میں جلتے وغیرہ۔

۱۵۵۷ - وعن ابن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۵/ ۱۵۵۷ - حضرت ابن مسعود رضي الله عنه سے روایت ہے 'عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَدِيّ» رواه الترمذي فضول گوئی و زبان درازی کرنے والا۔  
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.  
(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

**تخریج:** سنن ترمذي، أبواب البر، باب ما جاء في اللعنة.

**فوائد:** یہ مومن کمال کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ طعنہ زنی سے مراد حسب و نسب کے حوالے سے یا غیبت و بدگوئی کے ذریعے سے تنقیص و تحقیر کرنا۔ لعان، ہر وقت لعنت ملامت اور سب و شتم کرنے والا، جیسے بعض لوگوں کی عادت ہو جاتی ہے کہ گالی کے بغیر کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ فاحش سے مراد، قول و فعل سے بے حیائی کا ارتکاب کرنے والا اور بڑی، چرب زبان اور زبان دراز قسم کا آدمی، اور بے وقوف اور فضول گو بھی اس میں شامل ہے۔

۱۵۵۸ - وعن أبي الدرداء رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶/ ۱۵۵۸ - حضرت ابو الدرداء رضي الله عنه سے روایت ہے 'عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا، صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَعْلَقُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ، فَتَعْلَقُ أَبْوَابَهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لَعَنَ، فَإِنْ كَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا» رواه أبو داود.

کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، لیکن اس کے ورے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے ورے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر دائیں اور بائیں سمت اختیار کرتی ہے، پھر جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے۔ پس اگر وہ چیز اس لعنت کی مستحق ہوتی ہے (تو اسی پر پڑتی ہے) ورنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (ابو داؤد)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في الطعن.

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ کسی پر لعنت کرنا (یعنی اسے اللہ کی رحمت سے محرومی یا اس کے عتاب و غضب کی بددعا دینا) یہ ایسا فعل ہے کہ انسان خود اس کا مورد اور ہدف بن سکتا ہے۔ اس لئے اس سے حتی الامکان

اقتباس ہی کرنا چاہئے۔

۱۵۵۹ - وعنِ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ، فَضَجَرَتْ، فَلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوهَا؛ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ» قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ. رواه مسلم.

۷ / ۱۵۵۹ - حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک وقت رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر پر تھے اور ایک انصاری عورت اونٹنی پر سوار (اونٹنی سے) تنگ دل ہو گئی تو اس نے اس پر لعنت کی، رسول اللہ ﷺ نے اسے سنا تو فرمایا، اس اونٹنی پر جو سامان لدا ہوا ہے، وہ اتار لو اور اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ پس گویا میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں، وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے، کوئی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدواب وغیرھا۔

**نوٹ:** اس سے معلوم ہوا کہ تنگ دل ہو کر انسانوں کو تو کجا، جانوروں کو بھی بددعاء دینا اور ان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

۸ / ۱۵۶۰ - حضرت ابو بزرہ فضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک دفعہ ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی، اس پر لوگوں کا کچھ سلمان تھا، اچانک اس نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا اور لوگوں پر پہاڑ تنگ ہو گیا (غالباً دشوار گزار راستہ ہونے کی وجہ سے) اس لڑکی نے کہا حل (اونٹ کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے کلمہ زجر) اے اللہ! اس پر لعنت فرما۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہ رہے جس پر لعنت ہو۔ (مسلم)

۱۵۶۰ - وعن أبي بزرّة نضلة بن عبید الأسلمی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلَى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ، إِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَتَضَايَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ، فَقَالَتْ: حَلِّ، اللَّهُمَّ الْعَنْهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ» رواه مسلم. قَوْلُهُ: «حَلِّ»: بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَإِسْكَانِ اللَّامِ، وَهِيَ كَلِمَةٌ لِيُزَجَرَ الْإِبِلَ. وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ، وَلَا إِشْكَالَ فِيهِ، بَلِ الْمُرَادُ التَّهْيُ أَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ، وَلَيْسَ فِيهِ تَهْيٌ عَنِ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوبِهَا فِي غَيْرِ صُحْبَةٍ النَّبِيِّ ﷺ، بَلِ كُلُّ ذَلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لَا مَنَعَ مِنْهُ، إِلَّا مِنْ مَصَاحِبَتِهِ ﷺ بِهَا، لِأَنَّ هَذِهِ التَّصَرُّفَاتِ كُلَّهَا

حل، حاء پر زبر اور لام ساکن۔ یہ لفظ اونٹ کے ڈانٹنے کے لئے ہے (تاکہ وہ تیزی سے چلے) جانا چاہئے کہ اس حدیث کے مفہوم میں اشکال پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، بلکہ مراد اس امر کی ممانعت ہے کہ یہ اونٹنی ان کے ساتھ رہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ نبی ﷺ کی صحبت

کے علاوہ اس کا بیچنا، زنج کرنا اور اس پر سوار ہونا منع ہے۔ بلکہ یہ تمام کام اور ان کے سوا دیگر تصرفات جائز ہیں، کوئی ممانعت نہیں ہے، صرف اس کی مصاحبت نبی ﷺ کے ساتھ جائز نہیں۔ کیونکہ یہ سارے تصرفات جائز ہیں، ان میں سے بعض کی ممانعت کر دی گئی، پس باقی صورتیں جائز رہیں گی جیسا کہ پہلے تھیں۔ واللہ اعلم

كَانَتْ جَائِزَةً فَمَنْعَ بَعْضٍ مِنْهَا، فَبَقِيَ الْبَاقِي عَلَى مَا كَانَ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدواب وغیرھا۔

فوائد: اس میں بعض لوگوں کو اشکال یہ پیش آیا کہ اونٹنی کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا، اس کو باپرداری کے کام میں لایا گیا اور نہ سواری کے۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام وقف شدہ جانوروں کے ساتھ کیا جاتا تھا، جسے سائبہ کہا جاتا تھا، حالانکہ اس میں اشکال کی کوئی وجہ نہیں، کیونکہ اسے سائبہ کی طرح مطلقاً آزاد نہیں چھوڑا گیا، بلکہ صرف لعنت کی وجہ سے اسے اس چیز کا مستحق نہیں سمجھا گیا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں رہے۔ اس صحبت نبوی علیٰ صامحہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اس پر ہر قسم کے تصرفات کی اجازت تھی۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اہل بدعت و اہل فسق و فجور کی صحبت و ہم نشینی جائز نہیں، اس لئے کہ وہ محل لعنت ہیں۔ جب ایسے جانور کو ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے جس پر لعنت کی گئی ہو تو لعنتی کام کرنے والوں کی صحبت اور دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

۲۶۵۔ معین نام لئے بغیر معاصی کے  
مرتبکیں پر لعنت کرنے کے جائز ہونے کا  
بیان

۲۶۵۔ بَابُ جَوَازِ لَعْنِ بَعْضِ أَصْحَابِ  
الْمَعَاصِي  
غَيْرِ الْمُعْتَبِينَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خبردار، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (سورۃ ہود، ۱۸)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [هود: ۱۸]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِنَّ مَوْذَنًا بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [الأعراف: ۴۴].

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: پس ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (الأعراف، ۴۴)

اور صحیح حدیث میں ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان عورتوں پر لعنت ہے جو دوسروں کے بال اپنے بالوں کے ساتھ ملائے اور اس پر جو کسی دوسرے عورت سے بال ملوائے، (جروائے) اور آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سود خور پر لعنت فرمائے۔ نیز آپ نے تصویر

وَبَيَّنَتْ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَعْنَةُ اللَّهِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ» وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعْنَةُ اللَّهِ اكْمَلَ الرَّبَا» وَأَنَّهُ لَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ؛ وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ» أَي: حُدُودَهَا؛ وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعْنَةُ اللَّهِ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ» وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ» وَ«لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ»

وَأَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَحَدَثَ فِيهَا حَدَثًا، أَوْ آوَى مُحَدِّثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ» وَأَنَّهُ قَالَ: «اللَّهُمَّ الْعَن رِغْلًا، وَذُكْوَانَ وَعُصْبَةً؛ عَصُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَهَذِهِ ثَلَاثُ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ». وَأَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ». وَجَمِيعُ هَذِهِ الْأَلْفَافِ فِي الصَّحِيحِ، بَعْضُهَا فِي صَحِيحِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، وَبَعْضُهَا فِي أَحَدِهِمَا، وَإِنَّمَا قَصَدْتُ الْاِخْتِصَارَ بِالِإِشَارَةِ إِلَيْهَا، وَسَأَذْكَرُ مُعْظَمَهَا فِي أَبُوَابِهَا مِنْ هَذَا الْكِتَابِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔ اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو زمین کی حدوں میں رد و بدل کرے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے جو انڈے کی چوری کرتا ہے۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے ماں باپ پر لعن طعن کرے۔ اور۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے جانور ذبح کرے۔ اور فرمایا: جو مدینے میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے، پس اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور فرمایا: اے اللہ رعل، ذکوان اور حصیہ قبیلوں پر لعنت فرما، انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ یہ تینوں عرب کے قبیلے ہیں اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ اور آپ نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

یہ تمام الفاظ (جو مذکور ہوئے) صحیح احادیث میں ہیں، ان میں سے بعض تو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں ہیں اور بعض ان میں سے کسی ایک میں۔ میں نے ان کی طرف اشارہ کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور ان احادیث کا بیشتر حصہ میں اس کتاب کے مختلف ابواب میں ذکر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ

نوائد: امام نوویؒ کی نقل کردہ آیات و احادیث سے واضح ہے کہ اس طرح لعنت کرنا تو جائز ہے، ظلم کرنے والوں، جھوٹ بولنے والوں، قطع رحمی کرنے والوں پر لعنت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کسی ایک شخص کا نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں ہے، چاہے وہ بظاہر ظالم ہو، جھوٹا ہو، طالع رحم ہو، قاتل ہو۔ کیونکہ کسی کو یہ پتہ نہیں کہ جس شخص پر وہ اس کے ظلم یا جھوٹ یا کسی اور گناہ کی وجہ سے لعنت کر رہا ہے، اس نے اپنے اس گناہ سے توبہ کر لی ہو اور عند اللہ وہ ظالم یا جھوٹا وغیرہ شمار نہ ہو۔ اس لئے کسی بھی گناہ گار مسلمان کے لئے، چاہے وہ کتنا بھی

بڑا گناہ گار ہو، اس پر۔ اس کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد۔ لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے مرنے سے پہلے اس نے خاص توبہ کر لی ہو اور اللہ نے اسے معاف کر دیا ہو۔ صرف یہ کہنا جائز ہے، جھوٹوں پر ظالموں پر یا فلاں فلاں کام کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

## ۲۶۶۔ بَابُ تَعْرِيمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقِّ

### ناحق مسلمان پر سب و شتم کرنے کے حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانَكُمْ وَإِنَّمَا تُبِيحَاتُ﴾ [الأحزاب: ۵۸].  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۸)

۱۵۶۱۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ / ۱ / ۱۵۶۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ» متفقٌ عليه. کی حکم عدولی ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن - وصحيح مسلم، کتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق.

فوائد: مومن کے قتل کو کفر کہنے کا مطلب ہے، گناہ اور حرمت میں کفر کی طرح ہے۔ جس سے اس جرم کی شدت واضح ہے، بعض کے نزدیک قتل سے مراد لڑائی جھگڑا ہے۔ بہر حال اس میں مسلمان کو سب و شتم یا اسے قتل یا اس سے جھگڑا کرنے کی ممانعت ہے۔

۱۵۶۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ / ۲ / ۱۵۶۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَزِمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ أَوْ الْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ» رواه البخاري. لگائے، کیونکہ اگر وہ ایسا نہ ہو تو یہ تہمت اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص، کسی مسلمان کی بابت یہ کہے کہ وہ تو فاسق یا کافر ہے درآں حالیکہ وہ فاسق یا کافر نہیں ہے، تو خود کہنے والا عند اللہ فاسق یا کافر قرار پائے گا۔ اس لئے اس قسم کے دعوؤں سے بچنا چاہئے۔

۱۵۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ / ۳ / ۱۵۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْمُسَابَبَانِ» رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپس میں گالی دینے والے دو

مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا حَتَّى يَنْتَدِي فَخُصَّ، جو کچھ ایک دوسرے کو کہیں گے، اس کا گناہ المَظْلُومُ، رواہ مسلم۔  
ابتداء کرنے والے کو ہو گا، یہاں تک کہ مظلوم زیادتی کا ارتکاب کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن السباب.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان نے گالی دی، اور دیگر ناجائز باتیں کیں۔ تو دوسرے مسلمان نے بھی جواب میں اسی طرح کی گالی دی اور دیگر ناجائز باتیں کیں۔ اس نے اس کی باتوں سے تجاوز نہیں کیا، تو اس صورت میں سب و شتم کا سارا گناہ ابتداء کرنے والے کو ہو گا۔ ہاں اگر دوسرا (مظلوم) شخص بدلہ لینے میں حد سے تجاوز کر گیا تو پھر اپنی زیادتی کے حساب سے وہ بھی گناہ گار ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے، لیکن بدلہ لیتے وقت عام طور پر انسان حد سے تجاوز کر جاتا ہے اور مظلوم کی جگہ ظالم بن جاتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ انسان بدلہ لینے کی بجائے معاف کر دے اور صبر اور عفو (درگزر) کو اپنا شعار بنائے۔

۱۵۶۴ - وَعَنْهُ قَالَ: أُنْبِي النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: «اضْرِبُوهُ» قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثُوبِهِ. فَلَمَّا انصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللَّهُ، قَالَ: «لَا تَقُولُوا هَذَا، لَا تَعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ» رواه البخاري.

۱۵۶۳ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شرابی آدمی لایا گیا۔ آپ نے فرمایا، اسے مارو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے، کہ پس ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے، کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے مارتا تھا، جب وہ مارا کھا کر جانے لگا، تو لوگوں میں سے کسی نے کہا، اللہ تجھے رسوا کرے۔ آپ نے فرمایا، اس طرح مت کہو، اس کے

خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر.

فوائد: گناہگار کو بددعا دینے سے شیطان کی مدد ہوتی ہے، کیونکہ شیطان کا مقصد بھی مسلمان کو عند اللہ ذلیل و خوار کرنا ہی ہے، تو جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر لعنت کرتا یا اسے زلت و رسوائی کی بددعا دیتا ہے تو گویا وہ شیطان کے مشن ہی کی تکمیل کرتا ہے۔ اس لئے گناہگار کو بددعا نہیں دینی چاہئے، اس کے لئے ہدایت کی دعاء کی جائے۔ (۲) اس میں شرابی کو صرف زد و کوب کرنے کا ذکر ہے۔ یہ حد کے مقرر ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ بعد میں نبی ﷺ نے شراب پینے والے پر چالیس کوڑوں کی حد نافذ فرمائی۔ اس لئے راجح مسلک یہی ہے کہ شراب نوشی کی سزا، بطور تعزیر نہیں، بطور حد ہے اور وہ ہے چالیس کوڑے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حد کو نافذ کیا۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب شراب نوشی کا رواج کچھ زیادہ ہو گیا، تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کے مشورے سے چالیس کے بجائے اسی کوڑے اس کی سزا کر دی۔ علمائے محققین نے کہا ہے کہ حد تو چالیس کوڑے ہی ہے، البتہ بطور تعزیر چالیس کوڑوں یا اس سے کم و بیش کا حق امام وقت اور قاضی کو حاصل ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ اضافہ بھی بطور تعزیر ہی ہے۔ ورنہ حد میں کسی کو بھی کمی بیشی کرنے کا حق حاصل نہیں



ہے۔

۱۵۶۵ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزُّنَى يُعَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ» متفقٌ عليه.

۱۵۶۵ / ۵ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص اپنے مملوک (غلام، باندی) پر بدکاری کی تہمت لگائے تو قیامت والے دن اس (مالک) پر حد قائم کی جائے گی، مگر یہ کہ وہ (مملوک) ایسا ہی ہو جیسے اس نے کہا (پھر مالک پر حد نہیں ہوگی)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب قذف العیید - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکہ بالزنی.

فوائد: مالک پر قیامت والے دن حد قذف (زنا کی تہمت لگانے کی سزا) اس لئے قائم کی جائے گی کہ دنیا میں مالک اپنے مملوکین پر ہر طرح کا ظلم کر لیتے ہیں اور ان کی داد رسی نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جب بے لاگ انصاف فرمائے گا، تو اس مظلوم طبقے کے ساتھ بھی انصاف کا اہتمام ہو گا اور جو مالک دنیا میں سزا سے بچ رہے ہوں گے، انہیں قیامت والے دن سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس میں ان لوگوں کے لئے تہیب ہے جو اپنے مالکانہ اختیارات کے گھمنڈ میں اپنے غلاموں اور نوکروں چاکروں پر ظلم کرتے ہیں۔

۲۶۷ - بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ

۲۶۷ - فوت شدہ لوگوں پر ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر سب و شتم کرنا حرام

ہے

وَمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

وَهُوَ التَّحْذِيرُ مِنَ الْاِفْتِدَاءِ بِهِ فِي بَدْعَتِهِ، وَفَسْقِهِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ؛ وَفِيهِ الْآيَةُ وَالْاَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اور مصلحت شرعی یہ ہے کہ کسی بدعتی اور فاسق وغیرہ کی بدعت اور فسق وغیرہ میں پیروی کرنے سے لوگوں کو بچانا اور اس میں وہی آیت اور احادیث ہیں جو ماقبل کے باب میں گزریں۔

فائدہ باب: مطلب امام نوویؒ کا یہ ہے۔ کہ فوت شدہ شخص بدعت اور فسق و فجور وغیرہ میں مبتلا رہا ہو، تو ایسے شخص کے ایسے کردار سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے، تاکہ لوگ اس کی بدعت اور اس کے سے فسق و فجور سے بچیں۔ یہ مرہ کی بدگوئی اور سب و شتم نہیں ہے جس کی ممانعت ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت واضح کرنے میں مصلحت شرعی موجود ہے، اس لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

۱۵۶۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱ / ۱۵۶۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتِ؛ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا» اس لئے کہ انہوں نے (اچھے یا برے) جو عمل آگے



رواہ البخاری۔ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینہی عن سب الاموات، و کتاب الرقاق، باب سكرات الموت۔

بھیجے، وہ اس کو پہنچ گئے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینہی عن سب الاموات، و کتاب الرقاق، باب سكرات الموت۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ دنیا میں انہوں نے اچھے یا برے جو عمل بھی کئے، اس کے مطابق وہ جزاء یا سزا کے مستحق ہوں گے۔ ہمیں اب انہیں برا کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی ہے۔ اس لئے کسی بھی فوت شدہ پر سب و شتم نہ کی جائے، بالخصوص کسی کا نام لے کر۔ سوائے اس مصلحت شرعی کے جس کا ذکر عنوان باب اور اس کے فوائد کے تحت میں گزرا۔

۲۶۸ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِيذَاءِ ۲۶۸ - تَكْلِيفُ پَهْنِچَانِي سِي مَمَانَعَتِ كَابِيَانِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا مَا أَكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِنَّمَا طَائِفَةٌ خَالِفَةٌ فِيهَا﴾ [الأحزاب: ۵۸]۔  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو بغیر کسی قصور کے، مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۃ احزاب، ۵۸)

۱۵۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ» متفقٌ عليه۔  
حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب المسلم من سلم المسلمون - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان تفاضل الإسلام۔

فوائد: کہنے کو تو ہر وہ شخص مسلمان ہے جس نے کلمہ شہادت پڑھ کر توحید و رسالت محمدیہ کا اقرار کر لیا۔ لیکن کامل مسلمان وہ ہے جس کا کردار اتنا بلند ہو کہ اس کی زبان یا ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اسی طرح مہاجر تو اصل میں وہ ہے جو اللہ کے لئے اپنے وطن اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ آسانی سے اللہ کے دن پر عمل کر سکے۔ لیکن وہ شخص بھی مہاجر ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق نافرمانی والے کاموں کو ترک کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ ہجرت کے معنی ترک کرنے کے ہیں، وطن کو ترک کر دے یا محاصی کو ترک کر دے۔

۱۵۶۸ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ ۲ / ۱۵۶۸ - سَابِقِ رَاوِي هِي سِي رَاوِيْتِ هِي، رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزْحَرَ عَنِ اللهِ ﷻ لِيُحْرَجَ عَنْ النَّارِ، وَيَدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَبِيَّتُهُ وَهُوَ»  
سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو



تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما ینہی عن التحاسد - وصحیح مسلم، کتاب البر، باب النہی عن التحاسد.

فوائد: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، کا مطلب ہے کہ ایسا کام یا بات نہ کرو جس سے دلوں میں کدورت اور بغض پیدا ہو۔ حسد نہ کرو، یعنی کسی مسلمان کو کوئی نعمت اور شرف و فضل حاصل ہو تو اس کے زوال کی آرزو مت کرو۔ ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ، یعنی ایک دوسرے سے آنا سامنا ہو، تو سلام کرنے کی بجائے، ایک دوسرے سے اعراض کرتے ہوئے کئی کترا کر مت نکلو۔ یہ تمام چیزیں ممنوع ہیں، کیونکہ ان سے افتراق اور انتشار پیدا ہوتا ہے، اسی لئے تین دن سے زیادہ ترک تعلق اور بول چال بند رکھنا جائز نہیں ہے۔

۱۵۷۰ - وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «تفتح أبواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس، فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله شيئاً، إلا رجلاً كانت بينه وبين أخيه شحناء فيقال: أنظروا هذين حتى يصطلحا! أنظروا هذين حتى يصطلحا!» رواه مسلم. وفي رواية له: «تعرض الأعمال في كل يوم خميس واثنين» وذكّر نحوه.

۱۵۷۰ / ۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے (کسی مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے، ان دونوں کو مہلت دی جائے یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں، ان دونوں کو صلح کرنے تک مہلت دی جائے۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، ہر جمعرات اور سوموار کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اور آگے اسی طرح روایت بیان کی۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب ما ینہی عن الفحشاء والتهاجر.

فوائد: اس میں بھی باہم دشمنی اور بغض و عناد کو جنت سے محرومی کا سبب بتلایا گیا ہے۔

۲۷۰ - بَابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ ۲۷۰ - حسد کے حرام ہونے کا بیان وَهُوَ تَمَنَّى زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ أَوْ رِيهِ كَيْسِي صَاحِبِ نِعْمَةٍ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِ كَيْ صَاحِبِهَا: سَوَاءٌ كَانَتْ نِعْمَةً أَرَزُو كَرْنِ كَانَامِ هَيْ، وَه نِعْمَتِ دِينِي هُوِيَا دِينِ أَوْ دُنْيَا

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء: ۵۴]. ہیں اس نعمت پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی۔

(سورۃ نساء، ۵۴)

وَفِيهِ حَدِيثُ أَنَسِ السَّابِقِ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ. اور اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو ما قبل کے باب میں گزری۔ (ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں)

۱۵۷۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ؛ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَوْ قَالَ: الْعُشْبَ» رواه أبو داود.

۱ / ۱۵۷۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حسد سے بچو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یا فرمایا، خشک گھاس کو کھا جاتی ہے۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الحسد.

فوائد: حسد بھی کبیرہ گناہ ہے جو نہایت تیزی سے نیکیوں کو مٹا دیتا ہے، جیسے آگ لکڑی اور خشک گھاس کو جلا کر فوراً بھسم کر دیتی ہے۔

۲۷۱ - ثُوهُ لُكَانَے اور دوسرے کے ناپسند

کرنے کے باوجود اس کی بات سننے کی

ممانعت کا بیان

۲۷۱ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ

وَالسَّمْعِ لِكَلَامٍ مِّنْ بَيْتِهِ اسْتِمَاعَهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُوهُ مت لگاؤ (یعنی مسلمانوں کے عیبوں اور کمزوریوں کو تلاش مت کرو)۔ (سورہ حجرات، ۱۳)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور وہ لوگ جو بغیر قصور کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، پس انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورہ احزاب، ۵۸)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ [الحجرات: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ أَحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا﴾ [الاحزاب: ۵۸].

۱ / ۱۵۷۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو اور نہ دوسرے کا حق غصب کرنے کی حرص اور اس کے لئے کوشش کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ باہم بغض رکھو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی

۱۵۷۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمْ. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ،

بھائی ہو جاؤ، جیسے اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کو حقیر سمجھے۔ تقویٰ تو یہاں ہے، تقویٰ تو یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے۔ آدی کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، ۲۱، کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کو، وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ ایک دوسرے سے حد نہ کرو، باہم بغض نہ رکھو۔ جاسوسی نہ کرو، عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ، محض دھوکہ دینے کے لئے بولی بڑھا کر مت لگاؤ، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے، ایک دوسرے سے بول چال بند مت کرو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ یہ ساری روایات مسلم نے بیان کی ہیں اور ان میں سے اکثر باتیں امام بخاری نے بھی روایت کی ہیں۔

تخریج: صحیح بخاری، و کتاب النکاح، و کتاب الوصایا، و کتاب الإکراه، و کتاب المظالم - و صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم وخذله.

فوائد: بدگمانی سے مراد کسی مسلمان کی بابت ایسا گمان ہے جس کا کوئی ظاہری سبب نہ ہو، اسی طرح وہ خیال ہے جو بغیر کسی دلیل کے دل میں پیدا ہو۔ نجش کا مطلب ہے، کسی سودے کی بولی میں اس لئے اضافہ کرنا تاکہ دوسرے لوگ دھوکہ کھا جائیں، اس کا مقصد خریدنا نہ ہو۔ اس حدیث میں جو ہدایات دی گئی ہیں، ان کا مقصد مسلمان کی عزت کا تحفظ ہے، بلاوجہ بدگمانی، عیبوں اور کمزوریوں کی تلاش، مسلمان کی عزت کے منافی ہے، اس لئے ان سے روک دیا گیا۔ دوسرا مقصد، اخوت اسلامیہ کی پاسداری ہے، اسی لئے ظلم کرنے سے، دست گیری کے وقت بے یار و مددگار چھوڑ دینے سے، حقیر سمجھنے سے اور تکبر کرنے سے روک دیا گیا ہے اور مسلمان کی جان، مال اور عزت کو دوسرے مسلمان پر حرام کر دیا گیا ہے، بولی میں اضافہ اور سودے پر سودا کرنے کی ممانعت بھی اسی لئے ہے کہ ان سے بھی بغض و نفرت پیدا ہوتی ہے۔

وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هُنَا، التَّقْوَى هُنَا، وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ «بِحَسَبِ امْرِيءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَعِرْضُهُ، وَمَالُهُ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُورِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ». وَفِي رَوَايَةٍ: «لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا». وَفِي رَوَايَةٍ: «لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَّابِرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا». وَفِي رَوَايَةٍ: «لَا تَهَاجِرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ أَكْثَرَهَا.

۱۵۷۳ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۵۷۳ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكَ مِثْلُ نَارٍ تَلْقَى مَنْ يَلْقَاهَا فَيَسْفِسُهَا أَوْ تَلْقَى مَنْ يَلْقَاهَا فَيُغَيِّرُهَا» رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرماتے تھے، 'اگر تو مسلمان کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو تو ان کے اندر بگاڑ پیدا کرے گا یا قریب ہے کہ تو ان کے اندر فساد پیدا کر دے۔ (یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب النهي عن التجسس.

**فوائد:** جب ایک شخص دوسروں کے عیوب کی تلاش میں اور ان کی کمزوریوں کے تعاقب میں لگا رہے گا تو پھر دوسرے لوگ بھی اس کی بابت یہی انداز اختیار کریں گے، اس سے معاشرے میں جو فساد پیدا ہو گا وہ ظاہر ہے، اس لئے شریعت نے اس سے منع کر دیا ہے۔

۱۵۷۴ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۵۷۴ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ فلاں آدمی ہے جس کی داڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا، ہمیں ٹوہ لگا کر عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے، البتہ اگر کوئی کمزوری ہمارے سامنے آئے گی تو ہم اس پر اس کی گرفت کریں گے، یہ حدیث حسن ہے۔ (اسے ابو داؤد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب النهي عن التجسس.

**فوائد:** اس میں صحابہ کرام کے اس عمل کا ایک نمونہ ہے جس کی ہدایت اسلام نے دی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یقیناً اسلام کے اوامرو نواہی کے پابند تھے۔ (۳) محض شہرے پر حد یا تعزیر عائد نہیں ہوگی، اس کے لئے واقعی ثبوت ضروری ہے۔

۲۷۲ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ سُوءِ الظَّنِّ ۲۷۲ - بلا ضرورت مسلمانوں سے بدگمانی کرنے کی ممانعت کا بیان

بِالْمُسْلِمِينَ  
مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّكُم بِبَعْضِ الظَّنِّ إِتْمَاءٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو، اس لئے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔

(سورۃ حجرات، ۱۲)

[الحجرات: ۱۲].

۱۵۷۵۔ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «إياكم والظن؛ فإن الظن أكذب الحديث» متفق عليه.

۱۵۷۵ / ۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم بدگمانی سے بچو، اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

فوائد: یہ روایت اس سے ما قبل کے باب میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے ۱۵۷۲ / ۱۔ اس میں بھی بدگمانی سے، خاص طور پر اہل خیر و صلاح کے بارے میں، بدگمانی سے بچنے کی تاکید ہے، اس لئے کہ یہ جھوٹ کی بدترین قسم ہے۔ علاوہ ازیں شرعی احکام اور سزائیں یقین پر نافذ ہوتی ہیں، محض ظن و تخمین پر نہیں۔ (۲) عام حالات میں ہر مسلمان کی بابت اچھا خیال رکھنا ضروری ہے، إلا یہ کہ کوئی واضح ثبوت اس کے برعکس موجود ہو۔

۲۷۳۔ بابُ تَحْرِيمِ اخْتِقَارِ الْمُسْلِمِينَ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرَكُم مِّن قَوْمٍ عَصَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْكُمْ وَلَا يَسَاءُ مِنْ نِسَاءِ عَصَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْكُمْ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَلْمِزَةُ أَفْسَوْا بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَنْبَأْ فَاُولَئِكَ هُم الظَّالِمُونَ﴾

[الحجرات: ۱۱]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [الهمزة: ۱].

۲۷۳۔ مسلمانوں کو حقیر جاننا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، کوئی قوم کسی قوم سے استہزاء نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، دوسری عورتوں سے استہزاء کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے مومن بھائیوں کو عیب مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) اللہ کی حکم عدولی ہے، اور جو توبہ نہ کریں، پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۃ حجرات، ۱۱)

نیز فرمایا: ہر اس شخص کے لئے خرابی ہے جو طعنہ زنی کرنے والا، عیب جو اور چغل خور ہے۔

۱۵۷۶۔ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم».

۱۵۷۶ / ۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (مسلم) اور یہ روایت پوری تفصیل سے قریب ہی گزری ہے۔

تخریج: صحیح مسلم۔



فوائد: یہ روایت باب النهی عن التحسس میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/ ۱۵۷۲۔ حدیث کا مفہوم واضح ہے۔

۱۵۷۷ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ» فَقَالَ رَجُلٌ: «إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَتَعْلَمُهُ حَسَنَةً، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطْرُ الْحَقِّ، وَغَمَطُ النَّاسِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَمَعْنَى «بَطْرُ الْحَقِّ»: دَفَعُهُ، وَ«غَمَطُهُمْ»: اخْتِزَامُهُمْ، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ بِأَوْضَحِّ مِنْ هَذَا فِي بَابِ الْكِبْرِ.

۲/ ۱۵۷۷ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی کبر ہو گا، تو ایک آدمی نے عرض کیا، ایک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی کبر ہے؟) تو آپ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے، خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ کبر، حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم)

بطر الحق کے معنی ہیں، حق سے گریز کرنا۔ غمطہم کا مطلب ہے لوگوں کو حقیر سمجھنا، اس کا بیان اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ باب الکبر میں گزر چکا ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تحريم الكبر وبيانه.

فوائد: یہ روایت باب تحريم الكبر والا عجب میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے، رقم ۱/ ۱۱۳۔ امام نووی نے بطر الحق کے معنی دفع الحق کئے ہیں۔ یعنی حق بات کو ٹال دینا اور کہنے والے پر لوٹا دینا، مطلب وہی گریز کرنا ہے۔ گویا اچھا لباس پہن لینا کبر نہیں ہے، جس کو عام طور پر لوگ کبر سمجھتے ہیں۔ بلکہ کبر اصل میں وہ ہے جس کی نشاندہی حدیث میں کی گئی ہے۔

۱۵۷۸ - وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ! لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ! إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَأَخْبَطْتُ عَمَلَكَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳/ ۱۵۷۸ - حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا، کما! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا، تو اللہ عز و جل نے فرمایا، کون ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا؟ بے شک میں نے اس کو بخش دیا، اور تیرے عمل میں نے برباد کر دیئے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن تقنيط الإنسان من رحمة الله.

فوائد: بعض لوگوں کو اپنی عبادت اور زہد و تقویٰ پر گھمنڈ ہو جاتا ہے جو انہیں دوسروں کی بابت بدگمانی میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ بڑے یقین سے اس بات کا اظہار کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص کو تو اللہ نے کبھی معاف نہیں کرنا۔

حالانکہ یہ اللہ کی شان میں بے ادبی کا مظاہرہ اور اپنی بابت حد سے زیادہ خوش گمانی کا نتیجہ ہے۔ یہ رویہ اللہ کو پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اس عابد و زاہد و متقی کے سارے عمل برباد کر کے اسے جہنم میں پھینک دے اور اس گناہ گار کو معاف کر کے جنت میں بھیج دے جس کی بابت یہ قسم کھا کر کہتا تھا کہ اسے اللہ معاف نہیں کرے گا۔ اس لئے انسان کو اپنی عبادت پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے اور دوسروں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔

۲۷۴ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ ۲۷۴ - مسلمان کی تکلیف پر خوشی کا اظہار  
بِالْمُسْلِمِ  
کرنے کی ممانعت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ۱۰]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفِتْنَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ [النور: ۱۹].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، 'مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ (الحجرات، ۱۰) نیز فرمایا: بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی کے پھیلائے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (النور، ۱۹)

۱۵۷۹ - وَعَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْنَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ، فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ وَيَتَلَبَّسَ» رواه الترمذی وقال: حديث حسن.

۱۵۷۹/۱ - حضرت وائلہ بن اسنع رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے (مسلمان) بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو (کیس ایسا نہ ہو) کہ اللہ تعالیٰ اس پر ترحم فرمادے اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب لا تظهر الشماتة لأخيك فيعافيه الله ويتلبس.

فوائد: مومن تو دوسرے مومن کی تکلیف پر خوشی اور اس کی خوشی پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ نہ کہ کسی مومن کی تکلیف پر مسرت و شادمانی۔ یہ رویہ تو مومنانہ کردار ہی کے منافی ہے۔ اسی لئے اللہ کو یہ سخت ناپسند ہے اور ممکن ہے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس طرح دے دے کہ اس معیبت زدہ کو تو معیبت سے نجات دے دے اور خوشی منانے والے کو معیبت میں ڈال دے۔

وفي الباب حديث أبي هريرة السابق في باب التجسس: «كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ» الحديث.

امام نووی فرماتے ہیں اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث بھی ہے جو اس سے پہلے باب الجسس میں گزر چکی ہے، کہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

۲۷۵۔ شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا حرام ہے

۲۷۵۔ بَابُ تَخْرِيمِ الطَّعْنِ فِي  
الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ  
فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ  
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا  
فَقَدْ أَحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا﴾  
[الأحزاب: ۵۸].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف دیتے ہیں، یقیناً انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۸)

۱۵۸۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْتَانِ فِي  
النَّاسِ هَمًا بِهِمْ كُفْرًا: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ،  
وَالنَّبَاحَةُ عَلَى الْعَيْتِ» رواه مسلم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں، نسب میں طعن کرنا اور فوت شدہ پر مین کرنا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن . . . . .

فوائد: یہ دونوں گناہ ایسے ہیں کہ اگر انسان انہیں حلال سمجھ کر ان کا ارتکاب کرے گا، تو وہ کافر ہو جائے گا، تاہم بشری کمزوری کی وجہ سے ان کا صدور سخت کبیرہ گناہ ہے۔ نسب میں طعنہ زنی کا مطلب ہے کہ کسی شخص کو اس کی تحقیر و توہین کی نیت سے کہا جائے کہ تیرا باپ تو فلان کام کرتا ہے، تیری ماں تو ایسی ویسی ہے، یا تو جولاہا، لوہار، دھوبی اور موچی وغیرہ ہے۔ پیشوں کی وجہ سے بھی کسی خاندان یا شخص کو حقیر سمجھنا طعن فی النسب ہی کی ایک صورت ہے۔ (۲) نوحہ و ماتم (مین کرنے) کا مطلب، مردہ کے اوصاف بیان کر کے رونا پینا اور زور زور سے چیخنا اور وایلا کرنا ہے۔

۲۷۶۔ جعل سازی اور دھوکہ دہی کی

ممانعت کا بیان

۲۷۶۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ وَالْخِدَاعِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ  
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا  
فَقَدْ أَحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا﴾  
[الأحزاب: ۵۸].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف دیتے ہیں، انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۸)

۱۵۸۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ  
عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ  
(مسلمانوں) میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ و فریب

مِنَّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ . وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا لَهُمْ فِي مَسْجِدِهِمْ وَأَمَّا فِي رَوَايَةِ مُسْلِمٍ فِيهِ، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» قَالَ: «أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا».

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ کا غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزر ہوا، پس آپ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ کی اگلیوں نے تری محسوس کی۔ آپ نے پوچھا، اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اسے بارش پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو تو نے اس (بھیجے ہوئے حصے) کو غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا، تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں (یاد رکھ) جس نے ہم سے دھوکہ کیا، پس وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب من حمل علينا السلاح، وباب من غشنا فليس منا.

فوائد: تمہارا اٹھانے سے مراد مسلمانوں کی جماعت کے خلاف خروج و بغاوت کرنا۔ یا بغیر کسی وجہ کے کسی مسلمان پر تلوار، بندوق، موزر اور کلاشکوف وغیرہ اٹھانا اور اسے مار دینا ہے، جیسے آج کل بد قسمتی سے یہ دہشت گردی عام ہے۔ (۲) جعل سازی اور دھوکہ دہی کی مختلف صورتیں ہیں، ایک معنوی ہے جیسے باطل پر حق کا غلاف چڑھا دینا اور دوسری مادی اور ظاہری ہیں۔ جیسے سووے میں کوئی عیب ہو تو اسے ظاہر نہ کرنا، اچھے مال میں ردی اور گھٹیا مال کی آمیزش کر دینا، سووے میں کسی اور چیز کی ملاوٹ کر دینا تاکہ اس کا وزن زیادہ ہو جائے، اس طرح کی اور متعدد صورتیں۔ (۳) ہم میں سے نہیں کا مطلب ہے، مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔ اس کا یہ کردار مومنانہ نہیں، غیر مومنانہ ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو ہر قسم کی دھوکہ دہی سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۱۵۸۲ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خریداری کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب البیوع، وکتاب الشروط - وصحیح مسلم، کتاب البیوع وکتاب البر.

فوائد: یہ روایت رقم ۱/۱۵۷۲ میں گزر چکی ہے۔ انسان کی نیت خریدنے کی نہ ہو، پھر بھی قیمت بڑھا کر بولی لگائے تو ظاہر بات ہے کہ اس سے دوسرا خریدار دھوکہ کھا جائے گا اور اسے اصل قیمت سے کہیں زیادہ قیمت پر وہ چیز خریدنی پڑے گی۔ گویا یہ بھی دھوکہ دہی کی ایک صورت ہے۔

۱۵۸۳ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، خریداری کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو۔

متفقٌ علیہ۔ سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب النجش - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهی عن النجش۔

فوائد: اس میں بھی نرخ پر نرخ بڑھانے سے منع فرمایا گیا ہے، جب کہ مقصد خریدنا نہ ہو، بلکہ صرف دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا ہو۔

۱۵۸۴ - وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَايَعْتَ، فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» متفقٌ علیہ. «الْخِلَابَةُ» بَخَاءٌ معجمةٌ مكسورة، وباءٌ موحدة: وهي الخديعةُ. الخِلايةُ "خاء" کے نیچے زیر اور باء (مفتوحہ) دھوکہ و فریب۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما یکرہ من الخداع - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب من یخدع فی البیع۔

فوائد: مذکورہ الفاظ کہنے سے مقصد ثبوت خیار کا تحقق ہے۔ یعنی اگر سودے میں کوئی دھوکہ اور فریب ہوا تو خریدار کو سودا واپس کرنے کا حق ہو گا۔ بیچنے والوں کو بھی اس حق کا احترام کرنا پڑے گا۔

۱۵۸۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ خَبَبَ زَوْجَةَ امْرِيءٍ، أَوْ مَمْلُوكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا» رواه أبو داود. «خبب» بَخَاءٌ معجمة، ثُمَّ بَاءٌ موحدة مكررة: أَيْ: أَفْسَدَهُ وَخَدَعَهُ. تخریج: سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب من خبب مملوكا علی مولاہ۔

فوائد: کسی کی بیوی یا غلام کو ورغلا کر خاوند اور مالک کے خلاف کر دینا، ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے سے متفرک کرنا، بڑا جرم ہے۔ مومن کی شان تو اصلاح بین الناس ہے نہ کہ افساد بین الناس (لوگوں کے درمیان فساد ڈالنا)۔

۲۷۷ - بَابُ تَحْرِيمِ الْقَدْرِ - بد عہدی کے حرام ہونے کا بیان  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَتَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [المائدة: ۱]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَاتِبٌ﴾  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو۔ (سورۃ مائدہ ۱)  
نیز فرمایا: عہد کو پورا کرو، اس لئے کہ عہد کی بابت

مَتَشَوَّلًا ﴿[الإسراء: ۲۴]۔ پوچھا جائے گا۔ (سورۃ بنی اسرائیل، ۳۴)

فائدہ آیات: ایک عہد تو وہ ہے جو انسان آپس میں کرتے ہیں۔ اور ایک عہد وہ ہے جو اللہ نے انسانوں سے لیا ہے کہ وہ اس کی توحید و ربوبیت کا اقرار کریں اور اس کے احکام و ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں۔ ان دونوں قسم کے عہدوں کی پاسداری ضروری ہے اور ان میں کوتاہی پر قیامت والے دن باز پرس ہوگی۔

۱۵۸۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ، كَانَ مُنَافِقًا هِيَ: خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ» متفقٌ عليه.

۱۵۸۶ / ۱ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چار خصلتیں ہیں جن میں وہ ہوں گی وہ خالص منافق ہو گا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو خوب لڑے اور بدزبانی کرے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری - وصحیح مسلم۔

فوائد: یہ روایت اس سے قبل گزر چکی ہے، دیکھیے رقم ۱۵۴۴ / ۲۔ یہ منافقانہ خصلتیں ہیں، ایک مومن کو ان تمام خصلتوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اخلاق فائدہ کا ایمان سے گمراہ تعلق ہے، جہاں ایمان ہو گا وہاں حسن اخلاق کی بھی جلوہ گری ہوگی اور جہاں ایمان نہیں ہو گا، اخلاق کا بھی فقدان ہو گا۔

۱۵۸۷ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ» متفقٌ عليه.

۱۵۸۷ / ۲ - حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت والے دن ہر عہد توڑنے والے کے لئے ایک جھنڈا ہو گا، کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی کا نشان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب إثم الغادر - وصحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحريم الغدر.

فوائد: غدر سے مراد عہد توڑ دینا اور اس کی پروا نہ کرنا ہے، قیامت والے دن تمام لوگوں کے سامنے ایسے عہد شکن کو ایک جھنڈا دیا جائے گا جو اس کی بدعہدی کا ایک نشان ہو گا۔

۱۵۸۸ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۳ / ۱۵۸۸ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر عہد شکن کے لئے



غَادِرٍ لَوَاءٍ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَزْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ، أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ أَمِيرٍ عَائِمَةٍ رواه مسلم.

قیامت والے دن، اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہو گا، اسے اس کی بد عمدی کے تناسب سے بلند کیا جائے گا، سنو! عام لوگوں کے امیر و حاکم کے عمد کو توڑنے والے سے بڑا عمد شکن کوئی نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر.

فوائد: عامۃ المسلمین کے امیر سے مراد حاکم وقت (خلیفہ، بادشاہ اور حکمران) یا اس کا نائب ہے۔ اس کے عمد کو توڑنے سے مراد اس کے عمد اطاعت اور بیعت کا توڑنا اور اس کے خلاف خروج و بغاوت ہے۔ اسلام نے حکمرانوں پر تنقید کرنے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی اصلاح کرنے کی تو تاکید کی ہے اور اس کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ لیکن ان کے فسق و فجور یا ان کے ظلم کی وجہ سے ان کے عمد اطاعت کو توڑ دینے اور ان کے خلاف خروج و بغاوت کی اجازت نہیں دی ہے۔ کیونکہ اس طرح ملک میں فساد اور بد امنی پیدا ہوتی ہے جس سے حالات مزید خراب ہی ہوتے ہیں، اصلاح پذیر نہیں ہوتے۔ خلفاء و سلاطین کے خلاف خروج و بغاوت کی تاریخ کا جائزہ لینے سے بھی اس حکم کی افادیت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ تاریخ میں خروج و بغاوت کے جتنے بھی واقعات ہیں، ان میں سے کسی سے بھی امت مسلمہ یا اسلام کو فائدہ نہیں ہوا، بلکہ نقصان ہی ہوا ہے۔ اسی طرح آج کل کی جمہوریت میں بھی، جس میں حکومت وقت کے خلاف مظاہرے جمہوریت کا ایک حصہ بلکہ اس کی جان سمجھے جاتے ہیں، یہ ایک بے ثمر عمل ہے، جس سے نہ حکمرانوں کی اصلاح ہوتی ہے، نہ ملک و قوم کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے، البتہ توڑ پھوڑ سے لوگوں کی املاک اور قومی املاک کو نقصان پہنچتا ہے اور بعض دفعہ انسانی جانوں کا بھی ضیاع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سیاسی مظاہرے بھی شرعاً محل نظر ہیں۔ اس حدیث میں حکمرانوں کے خلاف اس قسم کے اقدامات پر سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں حکومت وقت اور حکمرانوں کی اصلاح کے لئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے لئے کوئی اور مناسب طریق کار وضع اور اختیار کرنا چاہئے، جس میں محض تنقید برائے تنقید نہ ہو، بلکہ صحیح معنوں میں خیر خواہی اور ملک و قوم کے مفادات کا جذبہ کار فرما ہو۔ یہ احتجاجی ہڑتالیں اور سیاسی مظاہرے شرعی لحاظ سے بھی غلط ہیں اور تجربات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ ان سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۲) عربوں میں رواج تھا کہ وہ بد عمدی کرنے والوں کے لئے بازاروں میں جھنڈے گاڑ دیا کرتے تھے تاکہ وہ بدنام اور ذلیل ہوں۔ اسی رواج کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کی اخروی سزا کا تذکرہ فرمایا، تاکہ اس جرم اور اس کی سزا کی نوعیت لوگ سمجھ سکیں۔

۱۵۸۹ - وعن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أُعْطِيَ بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ،

۱۵۸۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی ہیں جن سے قیامت والے دن میں خود جھگڑوں گا، ایک وہ آدمی جس نے میرے نام سے عمد کیا، پھر اسے



وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَاسْتَوَىٰ مِنْهُ، وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ، رواه البخاري.

توڑ دیا، دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ آدمی جس نے اجرت پر ایک مزدور حاصل کیا، پس اس سے اپنا کام تو پورا لیا، لیکن اسے اس کی اجرت نہیں دی۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب إثم من باع حُرًّا.

فوائد: اس میں عمداً کو پورا کرنے، آزاد شخص کو فروخت نہ کرنے اور مزدور کو اس کی مزدوری دینے کی ترغیب ہے۔

۲۷۸ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

۲۷۸ - عطیہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتانے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا يُبْتَغُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ [البقرة: ۲۶۴]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَأْنَفَقُوا مَنَّا وَلَا أَذَىٰ﴾ [البقرة: ۲۶۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف دے کر اپنے صدقے ضائع مت کرو۔ (سورہ بقرہ ۱۶۳)

اور فرمایا: وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (سورہ بقرہ ۲۶۲)

۱/ ۱۵۹۰ - وعن أبي ذرٍّ رضي الله عنه

عن النبي ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يَرْكَبُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ» قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْمُسْبِلُ، وَالْمَثَانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتُهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ» رواه مسلم. وفي رواية له: «المسبيل إزاره، يعني: المسبيل إزاره وتؤبه أسفل من الكعبين للخيل».

مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ اپنی ازار کو نیچے لٹکانے والا۔ یعنی اپنی شلوار، پاجامے اور کپڑے کو

تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب غلظ تحريم إسيال الإزار والمن.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ شلوار، پاجامہ، پتلون اور تہ بند وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے۔ یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کے لئے اس کے برعکس ٹخنے، بلکہ پیر تک بھی ڈھکنے ضروری ہیں۔ (۲) جھوٹی قسم کھانا مطلقاً حرام ہے لیکن سودا بیچنے کے لئے گاہک کو دھوکہ دینے کی نیت سے جھوٹی قسم کھانا تو اور زیادہ بڑا جرم ہے، کہ اس میں دو جرم اکٹھے ہو جاتے ہیں، جھوٹی قسم اور دھوکہ دہی۔

۲۷۹ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ ۲۷۹ - فخر کرنے اور ظلم و زیادتی کے

ارتکاب سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تُرْكُوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ [النجم: ۲۳]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُوتِيَكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [الشورى: ۴۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم اپنی بابت پاکیزگی کا دعویٰ مت کرو، تم میں سے جو پرہیزگار ہیں ان کو وہ خوب جانتا ہے۔ (سورہ نجم، ۳۲)

نیز فرمایا: بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورہ شوریٰ، ۴۲)

۱۰۹۱ - وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ» رواه مسلم.

۱۵۹۱ - حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی وحی فرمائی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ کوئی کسی دوسرے کے مقابلے میں فخر کرے۔ (مسلم)

قَالَ: أَهْلُ اللُّغَةِ: الْبَغْيُ: التَّعَدِي وَالِاسْتِطْلَاقُ.

اہل لغت نے کہا ہے کہ بغی کا مطلب، ظلم و زیادتی اور دست درازی کرنا ہے۔ (جس سے روکا گیا ہے)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة.

فوائد: اللہ نے کسی کو مال و دولت اور جاہ و منصب یا حسن و جمال یا علم و فضل عطا کیا ہو، تو یہ اس پر اللہ کا احسان ہے، اس کو اللہ کے حکم کے مطابق تواضع اور عاجزی اختیار کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ان خدا داد نعمتوں سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے نہ کہ فخر و غرور کا اظہار کر کے اللہ کی ناشکری اور لوگوں پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے۔

۱۵۹۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ» رواه مسلم. الرَّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ: «أَهْلُكُهُمْ» وَاللَّاهِبُ - (مسلم)

امام نووی فرماتے ہیں، مشہور روایت اہلکھم برقع الکاف، وروی بتصبها. وهذا النهی لمن قال ذلك عجباً بنفسه، وتصاغراً للناس، وازتفاعاً عليهم، فهذا هو الحرام وأما من قاله لما يرى في الناس من نقص في أمر دينهم، وقاله تحزناً عليهم، وعلى الدين، فلا بأس به هكذا فسره العلماء وفصلوه، وممن قاله من الأئمة الأعلام: مالك بن أنس والخطابي والحميدي وآخرون، وقد أوضحته في كتاب الأذكار.

امام نووی فرماتے ہیں، مشہور روایت اہلکھم برقع الکاف، وروی بتصبها. وهذا النهی لمن قال ذلك عجباً بنفسه، وتصاغراً للناس، وازتفاعاً عليهم، فهذا هو الحرام وأما من قاله لما يرى في الناس من نقص في أمر دينهم، وقاله تحزناً عليهم، وعلى الدين، فلا بأس به هكذا فسره العلماء وفصلوه، وممن قاله من الأئمة الأعلام: مالك بن أنس والخطابي والحميدي وآخرون، وقد أوضحته في كتاب الأذكار.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر والصلوة، باب النهی عن قول هلك الناس. فوائد: اس میں اپنے کو اچھا سمجھنے اور دوسروں کو حقیر گردانے کی ممانعت ہے۔

۲۸۰ - بَابُ تَخْرِيمِ الْهَجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ، أَوْ تَطَاهَرٍ بِفِسْقٍ، أَوْ نَحْوِ هَوْنِ كَابِيَانٍ، أَلْبَتَّةَ بَدْعِي شَخْصٍ سِوَا عِلَّانِيَةِ ذَلِكَ

۲۸۰ - تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے آپس میں بول چال بند رکھنے کے حرام

فسق و فجور کے مرتکب وغیرہ سے ترک تعلق جائز ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۰].  
 وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِنْتِزَاعِ وَالْمُؤَدِّينَ﴾ [المائدة: ۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومن تو بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو (لڑے ہوئے) بھائیوں میں صلح کرا دو۔ (سورہ حجرات ۱۰)  
 نیز فرمایا: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (سورہ مائدہ ۲)

فائدة آیات: لڑائی اور ترک تعلق، متعصنائے اخوت کے خلاف ہے، اس لئے مسلمانوں کو، باہم لڑے ہوئے مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ مومنانہ اخوت برقرار رہے۔  
 (۳) بغیر کسی سبب شرعی کے بول چال بند رکھنا بھی گناہ اور زیادتی ہے، اس لئے اس کی حوصلہ افزائی بھی گناہ پر تعاون ہے، جس سے مسلمانوں کو روک دیا گیا ہے۔ بلکہ ایسے موقعوں پر ضروری ہے کہ صلح کرا دی جائے۔

۱۵۹۳ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا. وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ» متفق عليه.

۱۵۹۳ / ۱ - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو، نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو، (پٹھہ دکھاؤ) نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ آپس میں حسد کرو، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابير، وباب الهجرة - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهي عن التحاسد.

فوائد: ہجران کا مطلب تعلق منقطع کر لینا اور بول چال بند رکھنا ہے۔ حدیث میں مذکور تمام باتیں ممنوع ہیں، اس لئے کہ یہ سب اخوت کے منافی ہیں، جب کہ مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اخوت اسلامیہ کو برقرار رکھیں۔

۱۵۹۴ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ» متفق عليه.

۱۵۹۴ / ۲ - حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق منقطع رکھے، دونوں کا آمناسامنا ہو تو یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الهجرة، و کتاب الاستئذان - وصحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الحجر فوق ثلاث.

**فوائد:** اسلام چونکہ دین فطرت ہے، اس لئے اس میں فطری امور و معاملات کی مناسب حد تک رعایت رکھی گئی ہے۔ جب دو مسلمانوں میں کسی وجہ سے لڑائی بھگڑا ہو جائے تو طبیعت میں انقباض و تکدر کا پیدا ہو جانا فطری امر ہے جس کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے سے بولنا اور تعلق قائم رکھنا پسند نہیں کرتے۔ شریعت نے اس فطری انقباض کو تسلیم کیا اور تین دن تک بول چال بند رکھنے کی اجازت دے دی لیکن زیادہ دنوں تک ترک تعلق، شدید بغض و عداوت کا باعث بنتا ہے، جس سے معاشرتی فساد میں اضافہ، رشتے داریوں میں مستقل رخسہ اور دوستانہ تعلقات میں شدید خلل پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عارضی تلخی و کشیدگی کو تین دن سے زیادہ برقرار رکھنے سے روک دیا گیا۔

(۲) سلام میں پہل کرنے کی فضیلت بیان کر کے دوبارہ تعلقات استوار کرنے کا ایک آسان طریقہ بھی تجویز فرمایا، کیونکہ سلام سے محبت میں اضافہ اور بات چیت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

۱۵۹۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ، فَيَغْفِرُ اللَّهُ لِكُلِّ امْرِيءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا امْرَأًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءٌ، فَيَقُولُ: انزُكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا» رواه مسلم.

۱۵۹۵ / ۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر سوموار اور جمعرات کو (بارگاہ الہی میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کے (صغیرہ) گناہ معاف فرماتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ سوائے اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی اور کینہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان دونوں کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النهی عن الشحناء والتهاجر.

**فوائد:** بغیر کسی سبب شرعی کے، آپس میں دشمنی رکھنا، مغفرت الہی سے محرومی کا باعث ہے۔ اعازنا اللہ منہ

۱۵۹۶ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ آسَسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلِّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ» رواه مسلم. «التَّحْرِيشُ»: الْإِفْسَادُ وَتَغْيِيرُ قُلُوبِهِمْ وَتَقَاطُعُهُمْ.

۱۵۹۶ / ۳ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ شیطان یقیناً اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ نمازی جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے، البتہ وہ ان کے درمیان فساد ڈالنے میں (کامیاب رہے گا)۔ (مسلم)

التحريش، فساد ڈالنا، دلوں کو بدل دینا اور آپس میں تعلق قطع کر لینا۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فوائد: یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی کہ مسلمان آپس میں لڑیں گے، جھگڑیں گے اور باہم تعلقات منقطع کر لیں گے اور یہ کام شیطان کی شرارت، اس کی ایگنٹ اور وسوسہ اندازی کی وجہ سے ہو گا۔ (۲) نمازیوں سے مراد مسلمان ہیں۔

۱۵۹۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

۵ / ۱۵۹۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ پس جو شخص تین دن سے اوپر تعلق منقطع کئے رکھے گا اور اسی حالت میں اسے موت آگئی تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (اسے ابو داؤد نے شرط بخاری کی سند پر روایت کیا ہے)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب فیمن ینہجر أخاه المسلم.

فوائد: جہنم میں یہ دخول بطور سزا کے ہو گا، سزا بھگتنے کے بعد اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ہمیشہ جہنم میں رہنا، صرف کافروں کے لئے ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مسلمان جو چاہے کر لے، وہ بطور سزا بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ ایسا سمجھنا غلط ہے۔

۱۵۹۸ - وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدَرِدِ بْنِ أَبِي حَدَرِدِ الْأَنْسَلَمِيِّ، وَيُقَالُ السُّلَمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفَكِ دَمِهِ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۶ / ۱۵۹۸ - حضرت ابو خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی اور بعض کے نزدیک سلمی، صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع رکھے گا تو اس کا یہ عمل، اس کا خون بہانے کے برابر ہے)

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الأدب، باب من ہجر أخاه سنة.

فوائد: ترک تعلق بھی ایک طرح سے معنوی قتل ہے جس سے دوسرے مسلمان کو سخت ذہنی اذیت سے گزرنا پڑتا ہے، اس لئے اسے قتل کے مترادف قرار دیا۔

۱۵۹۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ، فَلْيَلْقُهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَكََا فِي

۷ / ۱۵۹۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے اوپر تعلق منقطع کئے رکھے، پس اگر اسی حالت میں تین دن گزر جائیں تو چاہئے کہ اس سے ملاقات کر کے اسے سلام

الأَجْر، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَقَدْ بَاءَ بِالْإِنْفِ، وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهَجْرَةِ، رواه أبو داود بإسناد حسن. قال أبو داود: إذا كَانَتِ الْهَجْرَةُ لِلَّهِ تَعَالَى، فَلَيْسَ مِنْ هَذَا فِي شَيْءٍ.

کے، پس اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا، تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر اس نے (کشیدگی کو برقرار رکھتے ہوئے) سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ اسے ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا، اگر ترک تعلق اللہ کے لئے ہو تو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم. فوائد: یعنی بول چال یا ترک تعلق صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو، مثلاً کوئی شخص بدعتی ہے، یا کھلم کھلا فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہو، سمجھانے کے باوجود وہ اپنی بدعت یا فسق و فجور سے باز نہ آئے تو ایسے شخص سے صرف اللہ کے لئے بول چال بند کر دینا اور تعلق منقطع کر لینا جائز بلکہ مستحب ہے تاکہ اسے عبرت و نصیحت ہو اور اس طرح شاید وہ باز آجائے۔ لیکن محض دنیوی رنجشوں کی وجہ سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(۲) تین دن کے بعد سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے، لیکن اگر دوسرے نے جواب نہیں دیا اور اپنے دل میں رنجش اور عداوت کو پالے رکھا، تو گناہ گار یہ ہو گا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے پاک ہو جائے گا۔

۲۸۱ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَنَاجِيِ اثْنَيْنِ دُونَ الثَّلَاثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا لِحَاجَةٍ، وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهُمَا، وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَ اثْنَانِ بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهُ

۲۸۱ - تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر، دو آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا منع ہے۔ مگر بوقت ضرورت ایسے رازدارانہ انداز میں باتیں کرنا کہ وہ ان کی باتیں نہ سن سکے، یہ جائز ہے اور اسی مفہوم میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی ایسی زبان میں گفتگو کریں کہ وہ اسے نہ سمجھ سکے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا التَّجْوِي مِّنَ الشَّيْطَانِ﴾ [المجادلة: ۱۰].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، سرگوشی کرنا تو شیطان کی طرف سے ہے۔ (سورۃ مجادلہ، ۱۰)

فائدہ آیت: یعنی چند افراد ایک ساتھ ہوں یا ہم سفر ہوں، تو ایسے مقام اور موقع پر دوسروں کو چھوڑ کر، صرف دو شخصوں کا باہم رازدارانہ انداز میں گفتگو کرنا نجوی (سرگوشی) ہے، جس کی ممانعت ہے، کیونکہ اس سے دوسروں



کی دل آزاری ہوتی ہے یا وہ بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۱۶۰۰ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّلَاثِ» متفقٌ عليه.

۱۶۰۰ / حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تین آدمی ہوں، تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری و مسلم)

رواہ ابو داود وَزَادَ: قَالَ أَبُو صَالِحٍ: قُلْتُ لَابْنِ عُمَرَ: فَازْبَعَةَ؟ قَالَ: لَا يَصْرُكُ. وَرَوَاهُ مَالِكٌ فِي «الْمَوْطَأِ»: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ جَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ النَّبِيِّ فِي الشُّوقِ، فَجَاءَ رُجْلٌ يُزِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي، فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَزْبَعَةَ، فَقَالَ لِي وَاللَّجْلِ الثَّلَاثِ الَّذِي دَعَا: اسْتَخْرَا شَيْئًا، فَبَأْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ».

اسے ابو داؤد نے بھی روایت کیا اور اس میں ابو صالح (راوی) نے یہ زیادہ بیان کیا، کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، اگر چار آدمی ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا، اس میں تیسرے لئے کوئی حرج نہیں اور اسے امام مالک نے موطا میں عبد اللہ بن دینار سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا، میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خالد بن عقبہ کے اس مکان کے پاس تھے جو بازار میں ہے۔ پس ایک آدمی آیا جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سرگوشی کرنا چاہتا تھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ میرے سوا کوئی نہ تھا۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے آدمی کو بلایا، یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے، تو انہوں نے مجھ سے اور اس تیسرے آدمی سے، جس کو انہوں نے بلایا تھا، فرمایا۔ تھوڑا پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، ایک کو چھوڑ کر دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب لا يتناجى اثنان دون الثالث - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم مناجاة الاثنتين دون الثالث - وسنن أبي داود، كتاب الادب، باب التناجى، وموطأ مالك، كتاب الكلام، باب ما جاء في مناجاة اثنتين.

نوٹ: اس میں بعض آداب مجلس کا بیان ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک چوتھے آدمی کو اس لئے بلایا تاکہ آپ اس شخص کی بات سن لیں جو آپ سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ آپ نے دو آدمیوں کو تھوڑا پیچھے کر دیا تاکہ سرگوشی کرنے والے کی کوئی بات وہ نہ سن سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ آدمیوں کی موجودگی میں دو آدمی آپس میں سرگوشی کر سکتے ہیں۔ البتہ چار آدمی ہوں تو تین سرگوشی کریں اور چوتھے کو الگ رکھیں، یہ ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں یہ ممانعت جائز باتوں میں ہے۔ ورنہ شرکی باتوں میں تو سرے سے سرگوشی کی اجازت ہی نہیں ہے، چاہے تیسرا آدمی نہ بھی ہو۔ قرآن کریم میں ہے۔ اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی

کرو تو گناہ اور زیادتی کے کاموں اور رسول کی نافرمانی میں سرگوشی نہ کرو! (الجمالدہ)

۱۶۰۱ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۱۶۰۱ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَجَّحِي اثْنَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ؛ مِنْ أَجْلِ أَنْ ذَلِكَ يُخْزِنُهُ» متفقٌ عليه.  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم تین آدمی ہو، تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ تم لوگوں میں مل جل جاؤ۔ اس لئے کہ ایسا کرنا اس (تیسرے آدمی) کو غمگین کر دے گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب إذا كانوا أكثر من ثلاثة فلا بأس - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم مناجاة الاثنین دون الثالث.  
فوائد: اس میں ممنوعہ سرگوشی کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے ایک مومن کو تکلیف ہوتی ہے اور مومن کو ایذا پہنچانا سخت گناہ ہے۔ اس بنا پر یہ سرگوشی حرام کے درجے میں ممنوع ہے۔ البتہ جب تینوں افراد لوگوں میں مل جل جائیں تو پھر دو شخص آپس میں جس طرح چاہیں گفتگو کر سکتے ہیں۔

۲۸۲ - بغیر شرعی عذر کے یا حد ادب سے زیادہ غلام، جانور، بیوی اور اولاد کو سزا دینا ممنوع ہے

۲۸۲ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ وَالذَّابِيَةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ لِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ أَوْ زَانِدٍ عَلَى قَدْرِ الْأَدَبِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار (یا قریب کے) پڑوسی اور دور کے پڑوسی، ہم نشین ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو تمہارے غلام ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (سورہ نساء، ۳۶)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِحْسَنًا وَبِذَى الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ [النساء: ۳۶].

فائدہ آیت: ان تمام قسم کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے، جس کا مطلب ہے کہ کسی کے ساتھ بھی ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جو حسن سلوک کے منافی ہو۔ اور بغیر کسی شرعی عذر کے کسی کو سزا دینا یا ادب سکھانے کے لئے مارنے کی ضرورت پیش آجائے، تو ضرورت سے زیادہ مارنا، بھی اسی لئے ممنوع ہے کہ یہ حسن سلوک کے منافی ہے۔

۱۶۰۲ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۱ / ۱۶۰۲ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول  
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «عَذَبَتْ اِشْرَآءُ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا  
عذاب دیا گیا، اس نے اسے قید کر دیا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئی، پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے

وَسَقَتَهَا، إِذْ حَبَسْتَهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «خَشَاشُ الْأَرْضِ» بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ، وَبِالْشِينِ الْمُعْجَمَةِ الْمَكْرُورَةُ: وَهِيَ هَوَائِهَا وَحَشْرَاتُهَا.

اسے کھلایا پلایا جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا اور نہ اسے اس نے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے کوڑے کھالیتی۔ (بخاری و مسلم)

خَشَاشِ الْأَرْضِ، خاء پر زبر اور شین دو مرتبہ۔ زمین کے موذی جانور اور کیڑے کوڑے۔

تخریج: صحیح بخاری، اواخر کتاب الانبیاء - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الہرة.

فوائد: حیوانات کے ساتھ بھی نرمی اور حسن سلوک ضروری ہے سنگ دلی کا مظاہرہ حرام ہے۔ (۲) جانوروں کو قید کر کے بچرے وغیرہ میں رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ ان کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

۱۶۰۳ - وَعَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِفَتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَزْمُونَهُ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلِّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عَمَرَ تَفَرَّقُوا، فَقَالَ ابْنُ عَمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۰۳ / ۲ - سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کا گزر قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے ہوا جو ایک پرندے کو نشانہ بنائے اسے تیر مار رہے تھے اور پرندے کے مالک سے یہ طے کیا تھا کہ ہرچوک جانے والا تیر اس کا ہے۔ پس جب انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ پس حضرت ابن عمر نے فرمایا، ایسا کام کس نے کیا ہے؟ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے ایسا کام کیا ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو نشانہ بنائے۔ (بخاری و مسلم)

الغرض، نین اور راء پر زبر۔ یہ وہ نشانہ یا چیز ہے جس کی طرف تیر پھینکے جائیں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الذبائح، باب ما یکرہ من المثلثة - وصحیح مسلم، کتاب الصيد، باب النہی عن صبر البہائم.

فوائد: کسی جاندار چیز کو تختہ مشق بنا کر اسے تیروں وغیرہ کا نشانہ بنانا کبیرہ گناہ ہے، اس کا مرتکب ملعون ہے۔

۱۶۰۴ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَمَعْنَاهُ: تُحْبَسَ لِلْقَتْلِ.

۱۶۰۴ / ۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قتل یا نشانے کے لئے) جانوروں کو باندھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس کا مطلب ہے کہ قتل کرنے کے لئے اسے قید کر دیا جائے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الذبائح، باب ما یکره من المثلة - وصحیح مسلم، کتاب الصيد، باب النهی عن صبر البهائم.

فوائد: باندھ یا قید کر کے مارنے کا مطلب ہے کہ اسے باندھ کر پھر تیروں یا گولیوں وغیرہ سے اسے نشانہ بنایا جائے حتیٰ کہ وہ مر جائے۔ بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قابو کر کے اس کے گلے پر تیز چھری پھیری جائے تاکہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

۴ / ۲۰۵ - حضرت ابو علی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مقرن کے سات (بیٹوں) میں سے ساتواں تھا (یعنی ہم سات بھائی تھے) ہماری ایک ہی کنیز تھی، اسے ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے طمانچہ مارا تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔ (مسلم) اور ایک اور روایت میں ہے، میں اپنے بھائیوں کا ساتواں تھا۔

۱۶۰۵ - وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مَقْرِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مَقْرِنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةً لَطَمَهَا أَضْعَرْنَا فَأَمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا. رواه مسلم. وفي رواية: «سَابِعَ إِخْوَةَ لِي».

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب صحبة الممالک...

فوائد: مملوک (غلام اور نوکر چاکر) کو بلا وجہ مارنا پیٹنا اور اس پر زیادتی کرنا سخت جرم ہے اور اس کا کفارہ ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔ یا پھر کسی دوسرے طریقے سے اسے راضی کیا جائے، ورنہ عند اللہ زیادتی کرنے والا مجرم ہو گا۔ یہ ساتوں بھائی صحابی اور مہاجر تھے، رضی اللہ عنہم۔

۵ / ۱۲۰۶ - حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی، خبردار، اے ابو مسعود! مگر میں غصے کی حالت میں ہونے کی وجہ سے آواز کو نہیں سمجھ سکا، پس جب (آواز دینے والا) میرے قریب ہوا تو دیکھا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ فرما رہے تھے، خبردار، اے ابو مسعود! اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے کہیں زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر ہے۔ تو میں نے کہا، اس کے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

۱۶۰۶ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غَلَامًا لِي بِالسُّوْطِ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي: «اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ» فَلَمْ أَفْهَمْ الصَّوْتِ مِنَ الْغَضَبِ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغَلَامِ» فَقُلْتُ: لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا. وفي رواية: فَسَقَطَ السُّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ. وفي رواية: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هُوَ حُرٌّ لَوْجِهِ اللَّهِ تَعَالَى، فَقَالَ: «أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ، لَلْفَتْحَتِكَ النَّارُ، أَوْ لَمَسْتِكَ

ایک اور روایت میں ہے، کہ آپ کی بیعت سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔



الانباط۔ سے مراد، عجم کے کاشت کار (کھیتی باڑی کرنے والے) ہیں۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب البر، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق۔  
**فوائد:** خراج، اس ٹیکس کو کہتے ہیں جو اس زمین کی پیداوار پر عائد کیا جاتا ہے جو کسی اسلامی مملکت میں غیر مسلمانوں کے قبضہ و تصرف میں ہو اور مسلمانوں کی زمینوں کی پیداوار سے جو مالیہ وصول کیا جاتا ہے، اسے عشر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جزیرہ، وہ سالانہ رقم ہے جو اسلامی مملکت میں رہنے والے ذمیوں سے ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے عوض وصول کی جاتی ہے۔ مسلمان، سالانہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور غیر مسلم اہل ذمہ جزیرہ۔ (۲) عذاب سے مراد، وہ مخصوص قسم کی سخت سزا ہے جو اللہ تعالیٰ جہنم میں جنیموں کو دے گا، دنیا میں کوئی ایسی سزا کسی کو دے گا تو اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے اور وہ قیامت والے دن ایسی سزا دینے والے کو سزا دے گا۔ چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کرنا اور سردوں پر تیل ڈالنا بھی، جہنم ہی کی سزاؤں میں سے ہے۔ اس لئے صحابی رسول نے حدیث رسول بیان فرما کر اس پر گورنر کو متنبہ فرمایا اور انہوں نے یہ سزا موقوف کر دی۔ (۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ (۴) ظالموں کو ان کے ظلم سے ڈرایا جائے، تاکہ وہ ظلم کے ارتکاب سے باز آجائیں۔

۱۶۰۹ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُومَ الْوَجْهِ، فَأَنكَرَ ذَلِكَ. فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَسْمُهُ إِلَّا أَفْصَى شَيْءٍ مِنَ الْوَجْهِ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ، فَكُوِيَ فِي جَاعِرَتَيْهِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كُوِيَ الْجَاعِرَتَيْنِ. رواه مسلم.  
 «الْجَاعِرَتَانِ» نَاحِيَتَا الْوَرَكَيْنِ حَوْلَ الدُّبْرِ.  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا، جس کا چہرہ (علامت کے لئے) داغا ہوا تھا تو آپ نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔ پس حضرت ابن عباس نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں اس کو داغوں گا مگر کسی ایسے حصے کو جو چہرے سے سب سے زیادہ دور ہو۔ پھر آپ نے اس گدھے کی بابت حکم دیا تو اس کے سرینوں کے کناروں کو داغا گیا۔ پس یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کولہوں کے کناروں کو داغا۔ (مسلم)

الجاعرتان۔ مقعد کے اردگرد سرینوں کے کنارے۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه۔

**فوائد:** علامت اور امتیاز کے لئے جانور کو داغنا ہو تو چہرے کو نہ داغا جائے، کسی اور حصے کو داغا جائے۔

۱۶۱۰ - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وَسِمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَمَهُ» رواه مسلم. وفي رواية  
 ۱۶۱۰ / ۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ کا ایک گدھے پر سے گزر ہوا، جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص پر

لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔ (مسلم)  
اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے چرے پر مارنے اور چرے کو داغنے  
سے منع فرمایا ہے۔

لِمُسْلِمٍ أَيْضًا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ  
الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ، وَعَنِ الْوَسْمِ فِي  
الْوَجْهِ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه  
فيه.

فوائد: چہ چونکہ نہایت ہی لطیف اور حساس چیز ہے۔ اس لئے انسان ہو یا جانور، اس کے چہرے پر مارنا، یا اسے  
داغنا یا کوئی اور ایسا عمل کرنا جو اس کی نزاکت کے خلاف ہو، ممنوع ہے۔ اسی لئے بیوی، اولاد اور خادم وغیرہ کو  
اگرچہ بطور تادیب مارنے کی اجازت ہے، لیکن یہ تاکید کی گئی ہے کہ اس مار سے چہرہ محفوظ رہے۔

۲۸۳ - ہر جاندار، حتیٰ کہ چیونٹی وغیرہ کو  
بھی آگ میں جلانے کی سزا دینا منع ہے

۲۸۳ - بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ فِي  
كُلِّ حَيَّوَانٍ  
حَتَّى النَّمْلَةِ وَنَحْوَهَا

۱ / ۱۶۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ فرمایا، تو  
فرمایا۔ اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ، قریش کے دو آدمیوں کا  
آپ نے نام لیا۔ تو ان کو آگ میں جلا دو، جب ہم نکلنے  
لگے تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا۔ میں نے تمہیں حکم  
دیا تھا کہ تم فلاں فلاں شخص کو جلا دینا۔ لیکن آگ کا  
عذاب تو صرف اللہ ہی دے گا، اس لئے اگر تم ان کو پاؤ  
تو انہیں قتل کر دینا۔ (بخاری)

۱۶۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْثٍ  
فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا لِرَجُلَيْنِ  
مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا «فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ» ثُمَّ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: «إِنِّي  
كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَحْرِقُوا فَلَانًا وَفَلَانًا، وَإِنَّ  
النَّارَ لَا يَعْذِبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ، فَإِنْ  
وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا» رواه البخاري.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب لا يُعَذَّبُ بعذاب الله.  
فوائد: نبی ﷺ نے اپنے دوسرے حکم میں واضح فرمایا کہ آگ میں جلانے کی سزا کسی کو نہیں دینی چاہئے حتیٰ  
کہ اپنے دشمن کو بھی نہیں۔

۲ / ۱۶۱۲ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ  
ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ  
اپنی بشری حاجت کے لئے تشریف لے گئے، ہم نے (چڑیا  
کی طرح کا) ایک سرخ پرندہ دیکھا، اس کے ساتھ اس  
کے دو بچے تھے، ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ

۱۶۱۲ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ،  
فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمْرَةً مَعَهَا  
فَرْخَانِ، فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمْرَةُ  
فَجَعَلَتْ تَعْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ



فَجَعَلَ هَذِهِ بَوْلِدَهَا! رُذِّمُوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا، وَرَأَى قَرْيَةً نَمَلٌ قَدْ حَرَّقَتْهَا، فَقَالَ: «مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَبْنَعِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ». رواه أبو داود بإسناد صحيح. قوله: «قَرْيَةٌ نَمَلٌ» مَعْنَاهُ: مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

ان کے گرد منڈلانے لگا، اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا، اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا، تو آپ نے پوچھا، یہ بستی کس نے جلائی ہے؟ ہم نے جواب دیا، ہم نے (جلائی ہے)۔ آپ نے فرمایا، آگ کا عذاب دینا تو آگ کے رب کو ہی سزاوار ہے۔ (ابو داؤد، بند صحیح)

قريّة نمل، کا مطلب ہے چیونٹیوں کا ایسا مسکن، جس میں چیونٹیاں موجود ہوں (نہ کہ چیونٹیوں کے بغیر خالی مسکن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب كراهية حرق العدو بالنار

فواؤد: پرندوں کے بچوں کو پکڑ کر پرندوں کو ایذا پہنچانا، چیونٹیوں اور دیگر حشرات الارض کے مسکنوں کو کیڑے کھوڑوں سمیت جلانا منع ہے۔ البتہ خالی مسکنوں کو جلانا ممنوع نہیں ہے۔ (۲) اگر کسی نے کسی کو آگ میں جلا کر مار دیا، تو آگ کی سزا دینا تو جائز نہیں ہے، تاہم قصاص میں ایسا کیا جا سکتا ہے اگر مقتول کے وارث قاتل کو بھی اس طرح ہی مارنا چاہتے ہوں، ورنہ تلوار سے اس کی گردن اڑا کر قصاص لے لیا جائے گا۔

۲۸۴ - بَابُ تَخْرِيمِ مَظِلِّ الْغَنِيِّ بِحَقِّهِ ۲۸۳ - حَقُّ دَارِ كَاإِنِّهِ حَقٌّ كَمَا مَطَالِبُهُ كَرْنِي  
طَلَبَةُ صَاحِبُهُ  
پر مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا حرام ہے

ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸].  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ آمَنَ بِبَعْضِكُمْ بَعْضًا فَلَْيُوَدِّ الَّذِي أَوْفَىٰ بِأَمَانَتِهِ﴾ [البقرة: ۲۸۳].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کو ادا کرو۔ (سورہ نساء، ۵۸)  
نیز فرمایا: پس اگر تمہارا بعض بعض پر اعتبار کرے تو چاہئے کہ جس کے پاس امانت رکھوائی گئی ہے، وہ امانت واپس کر دے۔ (سورہ بقرہ، ۲۸۳)

فائدة آیات: امانتوں سے مراد، حقوق ہیں، حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد۔ مطلب یہ ہے کہ تمام حقوق ادا کرو، اللہ کے بھی اور بندوں کے بھی، کسی کا حق مت رکھو، اگر کسی کا حق رکھو گے تو یہ ادائے امانت کے منافی ہے۔ دوسری آیت کا مطلب ہے کہ گردی رکھے بغیر اور کسی کو گواہ بنائے بغیر اگر ایک شخص نے دوسرے پر اعتبار کیا

ہے تو صاحب امانت کو اس کی امانت واپس کر دی جائے۔ اسی سے امام صاحب نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صاحب حق کو اس کا حق لوٹانے میں بلاوجہ ٹال مٹول کرنا بھی حرام ہے، کیونکہ یہ رویہ بھی ادائے امانت کے حکم کے منافی ہے۔

۱ / ۱۲۱۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو (قرض کی ادائیگی کے لئے) کسی مال دار کے سپرد کیا جائے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے پیچھے لگ جائے (یعنی اسی سے اپنا قرض طلب کرے)۔ بخاری و مسلم

اتباع کے معنی ہیں، سپرد کر دیا جائے۔

۱۶۱۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ» متفقٌ عليه. مَعْنَى «أُتْبِعَ» أَحِيلَ.

تخریج: صحیح بخاری، أوائل کتاب الحوالة - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم مطل الغنی.

فوائد: ٹال مٹول کا مطلب ہے، کہ قرض خواہ کی رقم ادا کرنے کی استطاعت موجود ہونے کے باوجود نہ دینا اور بلا وجہ ٹال مٹول سے کام لینا یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (۲) اگر جھگڑا ختم کرنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ کو کسی مال دار آدمی کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس سے اپنی رقم وصول کر لے، تو قرض خواہ کو یہ فیصلہ قبول کر لینا چاہئے۔ اس میں گویا حسن معاملہ کی ترغیب ہے۔

۲۸۵ - ایسا ہبہ واپس لینے کی کراہت جو سپرد نہ کیا ہو اور وہ ہبہ بھی جو اپنی اولاد کو دیا ہو، سپرد کیا ہو یا نہ کیا ہو اور صدقے کی چیز ایسے شخص سے خریدنے کی کراہت جسے صدقہ دیا ہو یا اسے بطور زکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ کے نکالا ہو۔ البتہ کسی دوسرے شخص سے، جس کی طرف وہ چیز منتقل ہو گئی ہو، خریدنے میں کوئی حرج نہیں

۲۸۵ - بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا، وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ، أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ، أَوْ كَفَّارَةٍ وَنَحْوِهَا، وَلَا بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ شَخْصٍ آخَرَ قَدْ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

۱۶۱۴ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي يَعُودُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ» وَفِي رَوَايَةٍ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے بچے کو واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو تے کر کے اپنی تے

کو چاہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے، اس شخص کی مثال جو اپنا صدقہ واپس لیتا ہے، اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے، پھر اپنی قے میں لوٹتا اور اسے چاہتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے، اپنے بے کو واپس لینے والا، اپنی قے میں لوٹنے والے کی طرح ہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الہبة - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم الرجوع فی الصدقة والہبة.

**فوائد:** اس کی شاعت و قباحت اس سے واضح ہے کہ ایک تو ایسے شخص کو، جو بہہ واپس لیتا ہے، کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور دوسرے، موہوب چیز کو قے سے تعبیر کیا، جس سے انسان سخت کراہت محسوس کرتا ہے۔ تاہم علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم اجنبی آدمی کے لئے ہے۔ اگر انسان اپنی اولاد یا پوتوں پر پوتوں کو کوئی چیز بہہ کرے تو اسے واپس لینے کا یہ حکم نہیں ہے، اس کا واپس لینا اس کے لئے جائز ہے۔

۱۶۱۵ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَصَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدَرَاهِمٍ، فَإِنَّ الْعَانِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَانِدِ فِي قَتْنِهِ» متفقٌ عليه. قوله: «حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِينَ.

۱۶۱۵ / ۲ - حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ایک گھوڑا دے دیا پس جس کے پاس وہ تھا، اس نے اسے ضائع کر دیا (یعنی اس کی دیکھ بھال نہیں کی) چنانچہ میں نے اسے اس سے خریدنے کا ارادہ کیا اور میرا خیال تھا کہ وہ اسے معمولی سی قیمت پر بیچ دے گا۔ تو میں نے نبی ﷺ سے (اس کی بابت) پوچھا، تو آپ نے فرمایا، اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو، اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں دے دے، اس لئے کہ اپنا صدقہ واپس لینے والا، اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حملتُ کے معنی ہیں، میں نے اسے کسی مجاہد کو

بطور صدقہ دے دیا۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب هل یشتري صدقته؟ - وصحیح مسلم،

کتاب الہبات، باب کراہة شراء الإنسان ما تصدق به...

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ اپنی صدقہ کی ہوئی چیز کو قیتاً خرید کر بھی واپس لینا جائز نہیں۔

۲۸۶ - بَابُ تَأْكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ ۲۸۶ - مال یتیم کی حرمت کی تاکید کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ جو ناجائز طریقے سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں تو وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ ڈال رہے ہیں، اور عنقریب وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ (سورہ نساء، ۱۰)

نیز فرمایا: یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، مگر ایسے طریقے سے جو بہتر ہو۔ (سورہ انعام، ۱۵۲)

اور فرمایا: یہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، ان سے کہہ دے، ان کی اصلاح کرنی بہتر ہے اور اگر تم ان کو (خرچ میں) اپنے ساتھ ملا لو، تو وہ تمہارے ہی بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون؟ (سورہ بقرہ، ۲۲۰)

۱ / ۱۶۱۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جاو کرنا، ناحق کسی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، کافروں سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور بھولی بھالی، پاک دامن ایماندار عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

الموبقات، کے معنی ہیں، ہلاک کر دینے والی چیزیں۔  
تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب قوله تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالِ الْيَتَامَىٰ...﴾ - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان اکبر الکبائر۔

فوائد: یہ سارے کبیرہ گناہ ہیں۔ تاہم ان میں شرک سب سے بڑا ہے۔ کیونکہ وہ کبھی معاف نہیں ہو گا اور شرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے برعکس دوسرے کبیرہ گناہ، اگر اللہ چاہے گا تو معاف فرما دے گا، بصورت دیگر اس کے مرتکب کو جہنم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ لیکن اس سزا کے بعد اسے جہنم سے نکال کر جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، اگر وہ مومن ہو گا۔

۲۸۷ - بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الرِّبَا ۲۸۷ - سود کی سخت حرمت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالِ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ۱۰].  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الأنعام: ۱۵۲]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتِيمِ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَاطَبُوا فِي خَوَانِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُنْفِيسَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ [البقرة: ۲۲۰].

۱۶۱۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ!» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشُّرْكَ بِإِلَهِ، وَالسُّخْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّزْحِ، وَقَذْفُ الْمُخَضَّنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» متفقٌ عليه. «المؤبقات» المهلكات.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، وہ (قیامت والے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے، جس کو شیطان نے چھو کر بے حواس کر دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا، کہ سود تو کاروبار ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے کاروبار کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام، (پھر دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟) پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی، اور وہ (سود خوری سے) باز آگیا، تو اسی کے لئے ہے جو (زمانہ جاہلیت میں) پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو (اس حکم کے باوجود) دوبارہ سودی معاملہ کرے گا، تو یہی لوگ ہیں دوزخ والے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے۔ اللہ کے اس قول تک۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور پچھلا سود چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو۔ (سورہ بقرہ، ۲۷۵-۲۷۸)۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحُو اللهُ الرِّبَا وَيُرِيهِ الصَّدَقَاتِ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ يَأْمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ [البقرة: ۲۷۵-۲۷۸].

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ مَشْهُورَةٌ، مِنْهَا حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقِ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اس سے متعلق ”صحیح“ میں بکثرت حدیثیں ہیں اور مشہور ہیں، ان ہی میں سے حضرت ابو ہریرہؓ کی وہ حدیث بھی ہے جو ما قبل کے باب میں گزری۔

۱/ ۱۱۱۷ - حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ نے یہ زیادہ روایت کیا، سودی لین دین کے دونوں گواہوں اور اس کے کاتب پر، (بھی لعنت فرمائی)۔

۱۶۱۷ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ» رواه مسلم. زاد الترمذی وغيره: «وَشَاهِدِيهِ، وَكَاتِبَتَهُ».

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب لعن آكل الربا - وسنن ترمذی، أبواب البيوع، باب ما جاء في آكل الربا.

فوائد: کھانے، کھلانے والے سے مراد، لینے اور دینے والے ہیں۔ اس حدیث سے سود کی شدت حرمت واضح ہے کہ لینے اور دینے والے کے علاوہ اس کے گواہوں اور معاہدہ لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے، حالانکہ ان ثانی الذکر دونوں حضرات کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، لیکن صرف ایک گونہ تعاون کی وجہ سے ہی ان کو بھی ملعون قرار دے دیا گیا۔ گویا سودی معاملے میں کسی قسم کا تعاون بھی لعنت اور غضب الہی کا باعث ہے۔ اس شدت

کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایسا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد اخوت، ہمدردی، ایثار و قربانی پر ہو، کسی کو مال کی ضرورت ہو، تو اصحاب اموال ضرورت مندوں کی ضرورت فی سبیل اللہ، اللہ کی رضا کے لئے پوری کر دیں یا پھر قرض حسن کے طور پر۔ جب کہ سود کی بنیاد اس کے برعکس خود غرضی، دوسروں کے استحصال اور ظلم پر ہے۔ اس میں اصحاب ثروت کسی ضرورت مند سے اللہ کی رضا کے لئے تعاون پر آمادہ نہیں ہوتے۔ انہیں صرف اپنے مفاد سے غرض ہوتی ہے۔ غریب کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لینے کے باوجود ان کی حرص و آرزوں کی نہیں ہوتی۔ اسی لئے شریعت نے ہر قسم کے سود کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے، چاہے وہ ذاتی ضرورت پوری کرنے کے لئے دیئے گئے قرض پر وصول کیا جائے یا تجارتی مقاصد کے لئے حاصل کردہ رقم پر۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں تجارتی مقاصد کے لئے قرض لینے اور دینے کا رواج ہی نہیں تھا، صرف ذاتی ضروریات کے لئے ہی قرض لینے دینے کا معمول تھا۔ اس لئے جو سود حرام کیا گیا ہے، وہ صرف مافی الذکر قسم کا سود ہے نہ کہ اول الذکر سود۔ کیونکہ پہلی قسم کے سود کا تو وہاں رواج ہی نہیں تھا۔ اس بنا پر وہ صنعت و کاروبار کے لئے ہوئے قرض پر سود کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس کو وہ تجارتی سود سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی بابت کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے، اس سے تو لوگ کاروبار کر کے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں، اگر وہ اس فائدے میں سے تھوڑا سا فائدہ صاحب مال کو ایک سالانہ شرح کے حساب سے لوٹادیں، تو یہ کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے، یہ تو صاحب مال کا وہ حق ہے جو اپنے مال کی وجہ سے اسے ملنا چاہئے۔ لیکن اول تو یہ دعویٰ ہی صحیح نہیں ہے کہ عرب میں تجارتی قرض کا رواج نہیں تھا، عربوں میں تجارتی مقاصد کے لئے بھی قرض لینے دینے کا رواج تھا۔ علاوہ ازیں صنعت و تجارت میں گئے ہوئے سرمائے کی بابت کوئی شخص یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ بہر صورت نفع ہی دے گا، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ ڈوب جاتا ہے۔ لیکن بنگ یا ساہوکار کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی، وہ ہر صورت میں اپنے دیئے ہوئے قرض پر سالانہ شرح سے سود وصول کرنا ضروری سمجھتا اور وصول کرتا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ خود غرضی نہیں؟ استحصال نہیں؟ اور اگر نقصان نہ ہو تو یہ سودی قرض گرانی کا باعث بنتا ہے۔ ایک صنعت کار، جتنا سود ادا کرتا ہے، اسے وہ پیداواری لاگت میں شامل کر کے اپنی تیار کردہ اشیاء کی قیمت مقرر کرتا ہے، جس سے عوام کو وہ چیز نسبتاً مہنگے داموں خریدنی پڑتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ہر قسم کے سود کو حرام کر کے ظلم و استحصال اور گرانی کے ایک بہت بڑے ذریعے اور سرچشمے کو بند کر دیا ہے۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں بھی مغرب کی نقالی میں معیشت کی ساری بنیاد سودی نظام پر قائم ہے اور اس سے بچنے کی کوئی سچی و کاوش اسلامی ملکوں کے مغرب زدہ حکمرانوں کی طرف سے نہیں ہو رہی ہے۔ اسی طرح مسلمان عوام میں بھی اب سود سے بچنے کا کوئی جذبہ نہیں رہا اور ان کی اکثریت بنگ کے سود کو وصول کرتی اور کھاتی ہے اور سودی کھاتوں میں شریک ہوتی ہے۔ فالسی اللہ المشتکی

بہر حال جو مسلمان سود کی واپائے عام سے بچ کر اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرنا چاہتے ہوں، ان کے لئے ذیل میں اس کی بابت چند بنیادی باتیں درج کی جاتی ہیں جن سے سودی معاملات کا سمجھنا آسان اور ان سے ان کے لئے بچنا ممکن ہو سکتا ہے۔

سو کے لئے قرآن کریم میں ربو کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جس کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں اور شرعاً اس زیادتی کو کہتے ہیں جو بیچ میں ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے میں کسی ایک چیز میں ہو۔ یا قرض کی واپسی کے وقت اصل چیز یا رقم میں ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ربا الفضل۔ ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے کے وقت ایک چیز کے عوض میں زیادہ لینا (۲) ربا النسیئہ۔ ایک جیسی دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کا زیادہ معاوضہ لینا، مگر ایک مقررہ مدت کے بعد۔

اسی طرح مال کی قسموں کا جاننا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ہر مال کا ایک وصف عام ہوتا ہے، اس اعتبار سے اسے جنس کہا جاتا ہے اور ایک وصف خاص ہوتا ہے، جسے صنف (قسم) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے غلہ جات ہیں، یہ اپنے وصف عام (کہ ان کو کھلایا جاتا ہے) کے اعتبار سے ایک جنس ہیں۔ یعنی کھانے والی جنس۔ لیکن وصف خاص کے اعتبار سے غلہ جات کی کئی صنفیں (قسمیں) ہیں۔ جیسے چاول، جو، گندم، مکی، جوار وغیرہ۔ یہ سب وصف عام کے اعتبار سے ایک جنس ہیں، جنس مطعومات۔ لیکن اپنے اپنے خاص اوصاف کے اعتبار سے یہ الگ الگ قسمیں ہیں، چاول ایک قسم ہے، گندم ایک قسم۔ جوار ایک، مکی ایک، منقی ایک، نمک ایک، وغیرہ۔ ہر کھانے والی چیز کو اس پر قیاس کر کے اس میں شامل کیا جاسکتا ہے چاہے وہ ماپ کر فروخت ہوتی ہو یا تول کر۔ ایک مال کی قسم وہ ہے جسے ثمن کہا جاتا ہے۔ جیسے سونا، چاندی ہے اور اسی پر آج کل قیاس کیا جاسکتا ہے، سکے، کرنسی نوٹ، چیک اور کمپنیوں کے شیئرز (حصے) وغیرہ کو۔

حدیث میں ان دونوں جنسوں کی بابت احکام وارد ہیں۔ حدیث میں جن چھ چیزوں کا ذکر ہے وہ ان دونوں جنسوں کو حاوی ہیں۔ سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک۔ بعض ائمہ نے سودی معاملات کو صرف ان چھ چیزوں تک محدود رکھا ہے، باقی دیگر چیزوں میں وہ کمی بیشی کو سود قرار نہیں دیتے۔ جب کہ اکثر ائمہ و فقہاء نے قیاس کر کے دوسری چیزوں کو بھی ان میں شامل کیا ہے، مثلاً جو کھانے والی چیزیں ہیں چاہے (ماپی جانے والی) ہوں یا وزنی۔ یا جن میں (سونے چاندی کی طرح) ثمنیت پائی جاتی ہے، یا بعض کے نزدیک جن کو ذخیرہ کیا جاسکتا ہو۔ اس حساب سے ایک جنس وزنی چیزوں کی ہے یعنی جنہیں تول کر بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ دوسری جنس کیلی چیزوں کی ہے جنہیں پیمانوں سے ماپ کر بیچا جاتا ہے اور ایک جنس ان چیزوں کی ہے جنہیں ذخیرہ کیا جاسکتا ہو اور ایک جنس وہ ہے جو ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہے، جیسے سونا، چاندی، سکے، کرنسی نوٹ وغیرہ۔ ان اموال میں سودی اور غیر سودی صورتیں حسب ذیل ہوں گی۔ ۱۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس اور قسم کے اعتبار سے ایک ہوں گی۔ مثلاً گندم کا گندم سے، چاول کا چاول سے تبادلہ ہو، تو اس میں کمی بیشی بھی حرام ہوگی اور ادھار بھی۔ ان کا برابر ہونا بھی ضروری ہے اور مجلس عقد میں قبضہ بھی ضروری۔ ۲۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے ایک ہوں، البتہ قسم کے اعتبار سے مختلف ہوں، تو ان میں کمی بیشی جائز ہوگی تاہم ادھار ناجائز۔ جیسے ایک کلو چاندی کا تبادلہ ایک یا دو گرام سونے کے ساتھ، ایک کلو جو کا سودا آدھا کلو گندم کے ساتھ۔ ایک دینار کا تبادلہ تین چار ریالوں کے ساتھ۔ اگر یہ سودا نقد ہو گا تو جائز ہے، اس میں ادھار کرنا صحیح نہیں۔ ۳۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے بھی ایک نہ ہوں اور قسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوں تو ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔ جیسے (مثلاً) ایک کلو گندم کا ایک گرام سونے سے تبادلہ۔ ایک کلو کھجور کا سودا ۱۰



یا ۲۰ تولہ چاندی کے ساتھ، ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔

یہ سود کے سلسلے میں مختصراً ضروری باتیں ہیں، جن کا خیال رکھنے سے سود سے بچا جاسکتا ہے۔

## ۲۸۸۔ دکھلاوے کے حرام ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور انہیں صرف یہ حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے اور اس کی طرف یکسو ہو کر۔ (سورۃ البینۃ: ۵)

نیز فرمایا: اپنے صدقے احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ (سورۃ بقرہ، ۲۶۴)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ لوگوں کے سامنے دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (سورۃ نساء، ۱۳۲)

۱ / ۱۸۱ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں، شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب من أشرك في عمله غير الله. فوالله: کسی اور کو شریک کرنے کا مطلب ہے، کہ دکھلاوے کے لئے کام کیا جائے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیوی مفاد حاصل کرے یا لوگوں کی نظروں میں متقی و پارسا کھلائے۔ میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں، کے معنی ہیں کہ اس کے عمل کو برباد اور اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہوں۔ اس حدیث میں دکھلاوے کو شرک سے تعبیر کر کے (کہ یہ بھی شرک خفی ہے) اس کی شاعت و قباحت کو واضح کر دیا ہے۔ تاہم یہ شرک اصغر ہے جس کے مرتکب پر جنت حرام نہیں، یہ سزا بھگت کر بالاخر جنت میں چلا جائے گا۔ جب کہ شرک اکبر و شرک صریح کا مرتکب دائمی جہنمی ہے، اس پر جنت ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

۱۶۱۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكُهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۱۹ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ ۲ / ۱۸۱ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے

## ۲۸۸ - بَابُ تَخْرِيمِ الرِّبَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا أَمْرًا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾ [البينة: ۵]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا تَبْتَغُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِقَاةً أَلْتَأْسِ﴾ [البقرة: ۲۶۴]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿بِرَأْوَكَ النَّاسِ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [النساء: ۱۴۲].

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ قیامت والے دن جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، ان میں ایک وہ آدمی ہو گا جو شہید ہو گیا تھا، پس اسے (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو تو اس لئے لڑا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے، پس تجھے (دنیا میں) بہادر کہہ لیا گیا۔ پس اس کی بابت حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا وہ شخص ہو گا جس نے (دین کا) علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا، پس اس کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا، تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا، میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا اور تیری رضا کے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو نے تو علم اس لئے حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے۔ پس تحقیق تجھے (دنیا میں ایسا) کہہ لیا گیا اور اس کی بابت حکم دیا جائے گا، پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور (تیسرا) وہ شخص ہو گا، جس کو اللہ نے کشادگی عطا فرمائی تھی اور اسے مختلف قسم کے مال سے نوازا تھا، پس اسے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کئے جانے کو تو پسند کرتا تھا، نہیں چھوڑا، مگر اس میں

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُفْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهِدْتُ، قَالَ كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّىٰ أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيقَالَ: عَالِمٌ! وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيقَالَ: هُوَ قَارِءٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّىٰ أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ، فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيقَالَ: هُوَ جَوَادٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ. رواه مسلم. «جَرِيءٌ» بفتح الجيم وكسر الرَّاءِ وَبِالْمَدِّ، أَي: شَجَاعٌ حَادِقٌ.



مُسْلِمٌ أَيْضاً مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. «سَمِعَ» بِتَشْدِيدِ الْمِيمِ، وَمَعْنَاهُ: أَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَاءً «سَمِعَ اللَّهُ بِهِ» أَي: فَصَحَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَعْنَى: «مَنْ رَأَى» أَي: مَنْ أَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْتَمِدَ عَلَيْهِمْ «رَأَى اللَّهُ بِهِ» أَي: أَظْهَرَ سِرِّيَّتَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ.

لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھپے عیبوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں یہ ابن عباس سے بھی مروی ہے۔

سمع، ميم کی تشدید کے ساتھ۔ اس کے معنی ہیں، اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ سمع اللہ بہ، کا مطلب ہے، اسے قیامت والے دن رسوا کرے گا اور من رای کے معنی ہیں کہ اپنے نیک عمل کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے تاکہ ان کی نظروں میں وہ بڑا ہو جائے اور رائی اللہ بہ کا مطلب ہے، اس کے پوشیدہ عیبوں کو تمام مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة - وصحیح مسلم، کتاب الزهد، باب تحريم الرياء.

فوائد: ریاکاری، قیامت والے دن ذلت و رسوائی کا باعث ہوگی۔

۱۶۲۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُتَنَقَّى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي: رِيحَهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. وَالْأَحَادِيثُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

۵ / ۱۶۲۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس علم کو، جس کے ذریعے سے اللہ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے، اس لئے سیکھتا ہے کہ اس سے دنیا کا سزا و سامان حاصل کرے، تو وہ قیامت والے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (عرف، کے معنی خوشبو)۔

(ابو داؤد، اس کی سند صحیح ہے)

اور اس باب میں بکثرت احادیث ہیں اور مشہور

ہیں۔

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغير الله.

فوائد: دین کا علم حاصل کرنا، بڑی فضیلت والا عمل ہے بشرطیکہ مقصد رضائے الہی کا حصول ہو۔ اگر یہ دنیوی مفادات کے لئے حاصل کرے گا تو اتنا بڑا جرم بن جائے گا کہ جنت کی خوشبو تک سے وہ محروم رہے گا۔ یعنی پہلے مرے میں۔ تاہم جنم کی سزا بھگتنے کے بعد، پھر جب اللہ چاہے گا، وہ جنت میں چلا جائے گا۔

۲۸۹ - بَابُ مَا يَتَوَهَّمُ أَنَّهُ رِيَاءٌ وَلَيْسَ - ۲۸۹ - ایسی چیزوں کا بیان جن کی بابت ریا

کا وہم ہو، لیکن حقیقت میں وہ ریاء نہ ہوں

بریاء

۱۶۲۳ - عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۶۲۳ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ رسول  
قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ اللَّهُ ﷻ سے عرض کیا گیا، یہ بتلائیے کہ آدمی نیک عمل  
يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ، وَيَخْمَدُهُ النَّاسُ کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ  
عَلَيْهِ؟ قَالَ: «تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ» ریاکاری تو نہیں؟) آپ نے فرمایا، یہ مومن کے لئے  
پیشگی خوش خبری ہے۔ (مسلم) رواہ مسلم۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب إذا أثنى على الصالح.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ انسان کی اپنی نیت ریاکاری کی نہ ہو، تو پھر لوگ اس کے کسی عمل یا اعمال پر تعریف  
کریں تو کوئی خطرے والی بات نہیں، بلکہ یہ اس کے حق میں ایک خوش خبری ہے جو آخرت سے پیشتر ہی اسے دنیا  
میں دے دی گئی ہے۔ یہ زبان خلق، اس کے لئے نقارہ خداوندی ہے۔ محض لوگوں کی ثناء و تعریف اخلاص کے  
منافی نہیں، بلکہ یہ ایک گواہی اور عند اللہ قبولیت کی دلیل ہے۔

۲۹۰ - اجنبی عورت اور بے ریش حسین

۲۹۰ - بَابُ تَخْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ  
الْأَجْنَبِيَّةِ وَالْأَمْرَدِ الْحَسَنِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ  
شُرْعِيَّةٍ  
بچے کی طرف، شرعی ضرورت کے بغیر دیکھنا  
حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آپ مومن مردوں سے کہہ  
دیتے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں (یعنی محرمات کی  
طرف نہ دیکھیں)۔ (سورہ نور، ۳۰)  
نیز فرمایا، بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب کی  
بابت باز پرس ہوگی۔ (کہ ان سے کس طرح کام لیا۔  
(سورہ بنی اسرائیل، ۳۶)  
اور فرمایا: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں میں  
چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ (سورہ مومن، ۱۹)  
نیز فرمایا: یقیناً تیرا رب گھات میں ہے (ہر ایک کے  
عمل کو دیکھ رہا ہے)۔ (سورہ فجر، ۱۳)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ  
بَعْضُوا مِنْ أَنْبَصِهِمْ﴾ [النور: ۳۰]. وَقَالَ  
تَعَالَى: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ  
كَانَ عِنْدَ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ۳۶]. وَقَالَ  
تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ حَاقِيَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي  
الْصُدُورُ﴾ [غافر: ۱۹]. وَقَالَ تَعَالَى:  
﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ۱۴].

۱۶۲۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ  
نَصِيْبُهُ مِنَ الرِّزْقِ مُدْرِكُ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ:  
الْعَيْنَانِ زَنَاهُمَا النَّظْرُ، وَالْأُذُنَانِ زَنَاهُمَا

۱۶۲۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی  
کریم ﷺ نے فرمایا، ابن آدم (انسان) کے لئے اس کے  
زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ یقیناً اسے پانے والا ہے۔  
آنکھوں کا زنا (نامحرم عورت کی طرف) دیکھنا ہے۔ کانوں

الاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخَطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يَكْذِبُهُ. متفقٌ عليه. وهذا لفظ مسلم، ورواية البخاريّ مختصرة.

کا زنا (حرام آواز کا) سنا ہے، زبان کا زنا (ناجائز) کلام کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا (ناجائز) پکڑنا اور پیر کا زنا (ناجائز) کام کی طرف) چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور بخاری کی روایت مختصر ہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب زنی الجوارح - وصحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنی.

**فوائد:** دیکھنا، سنا، چل کر جانا وغیرہ۔ یہ سب اسباب زنا ہیں، لیکن انہیں مجازاً زنا سے تعبیر کر دیا گیا ہے، تاکہ انسان اسباب سے بھی اپنا دامن بچا کر رکھے۔ اس لئے کہ اگر وہ یہ احتیاط نہیں کرے گا تو شرم گاہ اس کی تصدیق کر دے گی یعنی وہ بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر اسباب زنا سے دور رہے گا تو شرم گاہ اس کی تکذیب کر دے گی یعنی بدکاری سے محفوظ رہے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ پہلے نظر، پھر مسکراہٹ، پھر سلام، پھر کلام، پھر وعدہ اور پھر ملاقات۔ ان تمام مقدمات و اسباب سے کنارہ کش رہنا ضروری ہے۔

١٦٢٥ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ٢ / ١٢٥ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِتَاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطَّرَفَاتِ! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بَدُّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِذَا آبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ» قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «عَضُّ الْبَصْرِ، وَكُفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ» متفقٌ عليه.

ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ، ہمارے لئے بیٹھے بغیر چارہ نہیں، ہم ان میں گفتگو کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق بھی ادا کیا کرو، صحابہ نے پوچھا، اللہ کے رسول، راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، نگاہ کا پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس على الصدقات - وصحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن الجلوس في الطرقات.

**فوائد:** عام راستے اور گزرگاہیں، معاشرے کی اجتماعی ملک ہیں۔ اس لئے ان پر مجلسیں جما کر بیٹھنا صحیح نہیں۔ اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے، بالخصوص پردہ دار عورتوں کو، جو لوگوں کے سامنے آنے اور ان کے سامنے سے گزرنے کو پسند نہیں کرتیں۔ لیکن اگر بیٹھے بغیر چارہ نہ ہو، جیسے گھر تک ہو یا اس قسم کی کوئی مجبوری ہو، تو پھر باہر بیٹھ کر ایسے کام بھی کرنے چاہئیں جن سے ایک تو انسان گناہوں سے بچا رہے، جیسے گزرنے والی

عورتوں سے نظر بچا کر رکھنا۔ دوسرے، مخلوق کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا اور تبلیغ و دعوت کے ذریعے سے ان کی اصلاح و خیر خواہی کرنا۔ آج کل لوگ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں راستے بالکل بند کر دیتے ہیں جس سے بے شمار لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، یہ بھی شرعی اور اخلاقی لحاظ سے بہت ہی بری حرکت ہے، اپنے ذاتی کام کے لئے ہزاروں لوگوں کو تکلیف دینا، اس کا شرعی اور اخلاقی جواز کس طرح ہو سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ یہ تقریبات بھی اللہ کی نافرمانی، اسراف و تبذیر اور دیگر شیطانی کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت اور سمجھ عطا فرمائے۔

۱۶۲۶ - وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: «مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعَدَاتِ؟ اجْتَنِبُوا مَجَالِسَ الصُّعَدَاتِ» فَقُلْنَا: «إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسَ: قَعَدْنَا نَتَذَكَّرُ، وَنَتَحَدَّثُ. قَالَ: «إِنَّمَا لَا فَاذُوا حَقَّهَا: غَضُّ الْبَصَرِ، وَرُكُودُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ» رواه مسلم. «الصُّعَدَاتُ» بَضْمٌ الصَّادِ وَالْعَيْنِ، أَي: الطَّرْقَاتُ.

۳ / ۱۲۶ - حضرت ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گھر سے باہر ڈیوڑھیوں پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا، تمہیں کیا ہے کہ تم نے راستے میں بیٹھیں بنا رکھی ہیں؟ راستے میں بیٹھیں بنانے سے گریز کرو۔ ہم نے کہا، ہم تو یہاں ایسے کام کے لئے بیٹھے ہیں جس میں (شرعاً) کوئی حرج نہیں ہے، ہم یہاں بیٹھے ہوئے مذاکرہ اور گفتگو کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا، اگر تم راستوں پر بیٹھنا نہیں چھوڑتے، تو راستے کا حق ادا کیا کرو (اور وہ ہے) نگاہ پست رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی گفتگو کرنا۔ (مسلم)

الصُّعَدَاتُ، صَادٍ أَوْ عَيْنٍ پَرِيشَ لِيَعْنِي رَاسْتِي۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام.

فوائد: اس میں بھی راستوں میں بیٹھنے سے روکا گیا ہے، تاہم اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو راستے کا حق ادا کرنے کی تاکید ہے۔

۱۶۲۷ - وَعَنْ جَرِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفَجَاءَةِ فَقَالَ: «أَصْرِفْ بَصْرَكَ» رواه مسلم.

۳ / ۱۲۷ - حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کی بابت سوال کیا، تو آپ نے فرمایا، اپنی نظر (فورا) پھیر لو۔ (مسلم)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب رقم ۴۳.

فوائد: غیر محرم عورت پر بغیر ارادے کے اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیری جائے، ٹکلی باندھ کر نہ دیکھا جائے، کیونکہ پھر اس میں قصد شامل ہو جائے گا جو گناہ ہے اور یہ آنکھ کا زنا بن جائے گا اور بعض علماء نے امرد (بے ریش حسین بچوں) کی طرف دیکھنے کو بھی عورت کی طرف دیکھنے کی طرح ممنوع قرار دیا ہے۔



۱۶۲۸ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةٌ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أَمَرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَحْتَجِبَا مِنْهُ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْبَيْتَ هُوَ أَعْمَى: لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْعَمَيَا وَإِنْ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟!» رواه أبو داود والترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۵ / ۱۶۲۸ - حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی اور آپ کے پاس حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، پس اتنے میں (ناہینا صحابی) ابن ام مکتوم آگئے اور یہ ہمیں پردے کا حکم دیئے جانے کے بعد کا واقعہ ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ تم دونوں ان سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، کیا وہ ناہینا نہیں ہیں، نہ وہ ہمیں دیکھتے ہیں اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا، کیا تم بھی ناہینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں؟ (ابو داؤد، ترمذی حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في قوله تعالى: ﴿وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن...﴾ وسنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في احتجاب النساء.

فوائد: اس حدیث کی سند میں حضرت ام سلمہؓ کا آزاد کردہ غلام نبھان نامی راوی مجمول ہے۔ (قالہ الابالبانی) اس لئے یہ روایت صحیح نہیں۔ اس کے برعکس صحیح روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو عبد اللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں تم اپنا کپڑا اتار کر رکھ سکو گی۔ اس لئے ناہینا آدمی سے پردہ نہیں ہے۔

۱۶۲۹ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ. وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ» رواه مسلم.

۶ / ۱۶۲۹ - حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مرد مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ عورت عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ عورت عورت کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ اسلام کس طرح بے حیائی کے دروازے کو بند کرنا چاہتا ہے۔ جب ایک مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ بغیر کپڑے کے لیٹنا منع ہے تو مرد و عورت کے بے باکانہ اختلاط کو اسلام کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟ جو مغرب میں عام ہے اور یہی اخلاق باختہ ثقافت (بلکہ کثافت) ٹیلی ویژن کے ذریعے سے اسلامی ملکوں میں پھیلائی جا رہی ہے۔ مغرب زدہ حکمران اس گندگی، بے حیائی اور اخلاق باختگی کو "ثقافت" بلور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مرتد حکمرانوں سے اسلامی ملکوں کو نجات عطا فرمائے۔

۲۹۱ - بَابُ تَحْرِيمِ الْحُلُوتِ بِالْأَجْنِبِيَّةِ ۲۹۱ - اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار

## کرنا حرام ہے

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَسْأَلُوهُنَّ مَتَعًا فَسْتَأْوِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب: ۵۳].  
 الله تعالیٰ نے فرمایا: جب تم ان (اہمات المؤمنین) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کی آڑ میں مانگو۔  
 (سورۃ احزاب، ۵۳)

۱۶۳۰ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالذُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: «أَفَرَأَيْتَ الْحَمْمُ؟ قَالَ: «الْحَمْمُ قَرِيبُ الزَّوْجِ كَأَخِيهِ، وَابْنِ أَيْحِهِ، وَابْنِ عَمِّهِ» فرمایا: شوہر کا قرابت دار تو موت ہے (بخاری و مسلم) شوہر کے قریبی رشتے دار کی بابت فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: شوہر کا قرابت دار تو موت ہے (بخاری و مسلم) «الْحَمْمُ» کے معنی ہیں، شوہر کا قریبی رشتے دار۔ جیسے اس کا بھائی (بیوی کا دیور اور جیٹھ) اس کا بھتیجا اور اس کا چچا زاد۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحريم الخلوۃ الاجنبیۃ.

فوائد: اس میں پردے کی بابت ایک نہایت ہی اہم بات بیان کی گئی ہے، جس سے مسلمانوں کی اکثریت غافل ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے اپنے شوہر کے سگے بھائیوں اور چچا زاد وغیرہ بھائیوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ قریبی ہونے کی وجہ سے ان کی گھروں میں ہر وقت آمد و رفت رہتی ہے اور تنہائی کے بے شمار مواقع ان کو میسر آتے ہیں۔ اس لئے یہ نسبت دوسروں کے، ان کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے کے بہت زیادہ امکانات ہیں۔ اس لئے انہیں موت سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی وہ دینی اعتبار سے ہلاکت کا باعث ہیں، یا مطلب ہے کہ اس کا انجام موت ہے اگر وہ دونوں غلطی کا ارتکاب کر بیٹھیں، کیونکہ اسلامی مملکت میں اس کی سزا رجم ہے۔ ہلاکت کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خاوند کو اگر بیوی پر کسی اور کے ساتھ آشنائی کا شبہ ہو جائے تو وہ غیرت میں آکر اسے مار دے یا طلاق دے دے، طلاق سے بھی اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے اس طرح ڈرو، جیسے موت سے ڈرا جاتا ہے اور جب دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ ضروری ہے تو شوہر کے دوستوں سے پردہ کیوں ضروری نہیں ہو گا؟ اس معاملے میں بھی اب تسامح بہت عام ہو گیا ہے۔ اس کے جو خطرناک نتائج سامنے آرہے ہیں، وہ وقتاً فوقتاً اخبارات کے ذریعے سے منظر عام پر آتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی لوگ سمجھتے نہیں اور بے پردگی و بائے عام کی طرح پھیلتی جا رہی ہے،

فالی اللہ المشتکی

۱۶۳۱ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْلُونَ» فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی

أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَخْرَمٍ، متفقٌ (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے مگر محرم علیہ کے ساتھ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلونَ رجل بامرأة - وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم.

فوائد: اس ہدایت کا مقصد بھی فتنہ و شر میں مبتلا ہونے سے بچانا ہے، کیونکہ تنہائی میں اس کا امکان ہے اور محرم کی موجودگی سے تنہائی ختم ہو جاتی ہے، اس لئے فتنے کا امکان بھی نہیں رہتا۔

۱۶۳۲ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ، فَيُخَوِّنُهُ فِيهِمْ إِلَّا وَقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شَاءَ حَتَّى يَرْضَى، ثُمَّ نَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا ظَنُّكُمْ؟». رواه مسلم.

۱۶۳۲ / ۳ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجاہدین کی عورتوں کی عزت، پیچھے رہ جانے والوں پر ایسے ہی حرام ہے جیسے ان کی اپنی ماؤں کی عزت۔ پیچھے رہ جانے والوں میں سے جو شخص، مجاہدین میں سے کسی کے گھر والوں کا جانشین (نگران) بنے اور پھر خیانت کرے تو قیامت والے دن وہ مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور وہ اس کی نیکیوں میں سے جتنی نیکیاں چاہے، لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے؟ (یعنی کیا وہ اس کے پاس کوئی نیکی چھوڑے گا؟ جب کہ انسان حریص الطبع ہے اور اللہ کی طرف سے اس کو اذن بھی مل چکا ہو گا۔)

(مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب حرمة نساء المجاہدین.

فوائد: مجاہدین کے جہاد پر چلے جانے کے بعد، ان کے پیچھے ان کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی بہت فضیلت والا عمل ہے۔ لیکن اس میں اگر خیانت کا ارتکاب کیا گیا، تو اس کا گناہ بھی بہت عظیم ہے۔ اس لئے کہ خیانت سے اسلام کے باہمی تعاون کے نظام کی چولیس ہل جاتی ہیں جس کی اسلام میں بڑی اہمیت اور تاکید ہے۔

۲۹۲ - لباس اور حرکت و ادا وغیرہ میں

مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں

کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

۲۹۲ - بَابُ تَحْرِيمِ تَشْبِهِ الرَّجَالِ

بِالنِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسٍ

وَحَرَكَةٍ وَعَبْرَ ذَلِكَ

۱۶۳۳ - عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخْتَلِينَ

۱۶۳۳ / ۱ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں والا علیہ اختیار کرنے

مِنَ الرَّجَالِ، وَالْمُتَرَجَّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ. وفي رواية: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرَّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. رواه البخاري.

والے مردوں پر اور مردانہ انداز اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء، وكتاب الحدود، باب نفى أهل المعاصى والمختنين.

**فوائد:** منث، اس مرد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی طرح کا لباس پہنے، ان کی سی چال ڈھال اور حرکت و ادا اختیار کرے اور مترجل اس عورت کو کہتے ہیں جو مردانہ لباس اور مردانہ وضع قطع اور ہیئت اختیار کرے۔ مطلب یہ ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کے اندر اللہ نے جو ایک دوسرے سے مختلف فطری اوصاف رکھے ہیں، ان میں وہ ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے سے بچیں۔ ایسا کرنا لعنت کا باعث ہے۔ اسی ذیل میں مغربی فکر و فلسفہ سے متاثر وہ خواتین بھی آجاتی ہیں جو فطرت کے خلاف آجکل وہ تمام کام کرنے کی مذموم سعی کر رہی ہیں جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جب کہ اللہ نے ان کو ان کاموں کا مکلف نہیں بنایا ہے، بلکہ ان کو صرف مردوں کا حق قرار دیا ہے۔ لیکن عورت نادانی اور مغرب کی نقالی میں ان پر بھی اپنا حق جتا کر انہیں اختیار کرنے پر تلی ہوئی ہے اور یوں اپنی نسوانیت پر ظلم کر رہی ہے اور اللہ کے ہاں بھی ملعون بن رہی ہے۔

۱۶۳۴ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۲ / ۱۴۳۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عَنهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. رواه أبو داود بإسناد صحيح.

عورتوں کا سالیباں پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مردوں کا سالیباں پہنتی ہے۔

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب لباس النساء.

**فوائد:** جیسے مرد، ریشمی لباس پہنے، یا ایسا رنگیں لباس پہنے جو عورتوں کے مخصوص رنگ کے ہوں، یا لباس کی وضع قطع عورتوں کے لباس کی طرح ہو۔ اسی طرح عورت لباس میں مردانہ وضع قطع اختیار کرے، جیسے مردوں کی سی قمیص شلوار یا کوٹ پتلون یا بش شرٹ پتلون وغیرہ پہنے۔ گویا دونوں کو لباس میں ایک دوسرے کی نقل اور مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ اس پر لعنت وارد ہے۔

۱۶۳۵ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ ۳ / ۱۴۳۵ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ لَمْ يَصِفَا» جنہمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ (یعنی یہ بعد میں ہوں گی) ایک

وہ لوگ جن کے پاس گائے کے دموں کی مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسرے وہ عورتیں جو لباس پہنی ہوں گی (مگر برہنہ ہوں گی) لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے جھکی ہوئی کوبانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی (بلکہ) اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنے اتنے فاصلے سے آئے گی۔ (مسلم)

کاسیات کے معنی ہیں۔ اللہ کی نعمت کا لباس پہنے ہوئے ہوں گی۔ عاریات، نعمت کا شکر ادا کرنے سے عاری ہوں گی۔ بعض کے نزدیک عاریات کے معنی ہیں۔ اپنے حسن و جمال وغیرہ کو ظاہر کرنے کی نیت سے اپنے بدن کے کچھ حصے کو ڈھانپنا ہوا ہو گا اور کچھ کو کھولا ہوا اور بعض نے کہا، وہ ایسا باریک لباس پہنیں گی جو ان کے بدن کے رنگ کو واضح کر رہا ہو گا اور مائلات کے معنی، بعض کے نزدیک ہیں، وہ اللہ کی فرماں برداری اور ان چیزوں سے جن کا اہتمام ان کے لئے ضروری ہے، اعراض کرنے والی ہوں گی اور ممیلات، وہ عورتیں جو اپنے برے کام اپنے علاوہ دوسروں کو بھی سکھائیں گی۔ اور بعض نے کہا، مائلات، اٹھکیلیاں کرتی ہوئی چلیں گی، ممیلات اپنے کندھوں کو منکالتے ہوئے۔ بعض نے کہا، مائلات، اپنے بالوں کو اس طرح سنواریں گی، جس سے وہ زیادہ پرکشش ہو جائیں اور ایسا سولہ سنگھار بدکار عورتوں کا ہوتا ہے اور ممیلات دوسروں کے بالوں کو بھی اس طرح سنوارنے والیں۔ ان کے سر بختی اونٹ کے کوبانوں کی طرح ہوں گے۔ کے معنی ہیں کہ انہوں نے اپنے سروں کو کسی صاف یا کپڑے وغیرہ سے

يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءُ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ مُّمِيلَاتٍ مَّائِلَاتٍ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لِيُوجَدُ مِنْ مَّسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا» رواه مسلم. معنی «کاسیات» آئی: مِنْ نِعْمَةِ اللَّهِ «عَارِيَاتٍ» مِنْ شُكْرِهَا. وَقِيلَ: مَعْنَاهُ: تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا، وَتَكْتَسِفُ بَعْضَهُ إِظْهَارًا لِحَمَالِهَا وَنَحْوِهِ، وَقِيلَ: تَلْبَسُ ثَوْبًا رَقِيقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا، وَمَعْنَى «مَائِلَاتٍ» قِيلَ: عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ، «مُمِيلَاتٍ»: آئِي: يُعْلَمُنَّ غَيْرَهُنَّ فِعْلُهُنَّ الْمَذْمُومَ، وَقِيلَ: مَائِلَاتٍ يَمْسِينَ مُتَبَخِّرَاتٍ، مُمِيلَاتٍ لِأَكْتِنَافِهِنَّ، وَقِيلَ: مَائِلَاتٍ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمَيْلَاءَ: وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا. وَ«مُمِيلَاتٍ»: يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ. «رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ» آئِي: يُكَبِّرْنَهَا وَيُعْظَمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ أَوْ عِصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهِ.

لیٹ کر ان کو اونچا اور بڑا کیا ہو گا۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النساء الکاسیات المائلات الممیلات۔  
**فوائد:** اس حدیث میں ایک تو ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں، کیونکہ حد اور قصاص میں کوڑے مارنا ظلم نہیں ہے، بلکہ ظلم و عدوان کے طور پر کوڑے مارنا سخت گناہ ہے۔ دوسرے، ان عورتوں کے لئے سخت وعید ہے جو بے پردگی، اپنی زیب و زینت اور حسن و جمال کے انظار کو اپنائیں گی، جو کہ بدکار عورتوں کا شیوہ ہے، اور مردوں کے لئے کشش اور فتنے کا باعث ہوں گی۔ علاوہ ازیں اپنے سر کے بالوں کو بھی مختلف اشاکوں سے سنواریں گی، اپنی چال ڈھال، ناز و ادا اور اٹھکیوں سے مردوں کو پرچائیں گی اور لہمائیں گی۔ خود بھی اس حیا باخنگی کو اپنائیں گی اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب اور تعلیم دیں گی۔ جیسے آج کل بیوٹی پارلروں کی وبائے عظیم ہے۔ یہ حدیث علامات نبوت میں سے ہے۔ آپ نے اس میں عورتوں کی بابت جو خبر دی ہے، وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان عورتوں کی ایک بڑی تعداد نے مذکورہ تمام خرابیوں اور بے حیائیوں کو اپنا لیا ہے اور اس معاملے میں وہ بازاری عورتوں سے بھی بڑھ گئی ہیں۔ اعاذنا اللہ منها۔

۲۹۳ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشْبِهِ بِالشَّيْطَانِ ۲۹۳ - شَيْطَانٌ أَوْ كُفَّارٌ كِي مَشَابَهَتِ اخْتِيَارِ

وَالْكُفَّارِ  
 کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۶۳۶ - عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۲۳۶ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول  
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَأْكُلُوا بِالشَّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَيَسْرَبُ  
 بِشِمَالِهِ» رواه مسلم۔  
 کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما۔

۲ / ۱۲۳۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص ہرگز  
 اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پئے، اس لئے کہ  
 شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما۔

**فوائد:** لیکن افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان انگریزوں کی نقلی میں بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے اور شیطان کو  
 خوش کرتے ہیں۔

۱۶۳۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۲۳۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ، وَالتَّصَارِي لَا يَصْبِغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ» متفق  
 ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری و مسلم)  
 مطلب ہے، داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زرد  
 علیہ۔







الْقَزَعِ . متفقٌ علیہ .  
 منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: بخاری، کتاب اللباس، باب القزع - مسلم، کتاب اللباس، باب کراهة القزع .  
 فائدہ: قزع کا مطلب ہے، سر کے بال کچھ منڈوا لینا اور کچھ چھوڑ دینا، یہ منع ہے۔

۱۶۴۱ - وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حَلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتَرَكَ بَعْضَهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: «أَحْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوْ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ» .  
 رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ على شرطِ البخاريِّ ومُسلمٍ .  
 ۱۶۴۱ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ بال مونڈھے ہوئے ہیں اور کچھ چھوڑے ہوئے، تو آپ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اس کے سارے بال مونڈھو یا سارے بال چھوڑ دو۔  
 (ابو داؤد، شرط بخاری و مسلم پر)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الترجل، باب الذؤبة .

فوائد: کہتے ہیں کہ یہ بھی آپ نے اس لئے منع فرمایا، تاکہ اہل کتاب سے مشابہت نہ ہو، کیونکہ بعض احبار و رہبان اس طرح کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اہل شروفسق کی بھی یہ عادت تھی۔ تاہم کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے ایسا کرنا جائز ہے۔ بہر حال یا تو سارے بال منڈا دیئے جائیں یا پھر سارے بال اس انداز سے رکھے جائیں کہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو۔

۱۶۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْمَلَ آلَ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَنَاهُمْ فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلَيَّ أَحْيَى بَعْدَ الْيَوْمِ» . ثُمَّ قَالَ: «ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي» فَجِيءَ بَنَاءُ كَأَنَّ أَفْرُخَ فَقَالَ: «ادْعُوا لِي الْحَلَّاقَ» فَأَمَرَهُ، فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا . رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ على شرطِ البخاريِّ ومُسلمٍ .  
 ۱۶۴۲ - حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کو (ان کی شہادت پر رونے کی) تین دن مہلت دی، پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔ پھر فرمایا، میرے بھتیجیوں کو میرے پاس بلاؤ، پس ہمیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا، گویا کہ ہم چوزے ہیں تو آپ نے فرمایا، مائی کو بلاؤ۔ پس آپ نے اسے حکم دیا اور اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔ (اسے ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ، بخاری و مسلم کی شرط پر روایت کیا)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الترجل، باب حلق الرأس .

فوائد: حضرت جعفر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ شہادت اگرچہ ایک اعزاز ہے لیکن گھر والوں کو وقتی طور پر دائمی جدائی کا صدمہ تو بہر حال ہوتا ہے، اس لئے آپ نے ان کے گھر والوں کو بھی تین دن تک سوگ منانے کی اجازت دی۔ رونے کا مطلب یہ نہیں کہ تین دن تک نوحہ و بین کرنے کی اجازت دی، یہ تو ممنوع ہے، بلکہ مطلب وہ رونا ہے جو ان ایام میں تعزیت کے لئے آنے والوں سے گفتگو کے دوران فطری طور پر ہوتا ہے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں، اس طرح کا رونا

اگرچہ تین دن کے بعد بھی جائز ہے، اس لئے اس میں تین دن کے بعد رونے سے جو منع فرمایا گیا ہے تو یہ نہی تخریمی ہے۔ تخریمی نہیں۔ چھوٹے بچوں نے اپنے آپ کو چوزہ اس لئے کہا کہ والد کی جدائی نے انہیں ہنڈھال کر دیا تھا۔ اس حدیث کو یہاں لانے سے اصل مقصد سر کے بالوں کے مونڈھنے کا اثبات ہے، جس کا اس میں ذکر ہے، خاص طور پر چھوٹے بچوں کا۔ اگرچہ پورے بال رکھنا، جنہیں پٹے کہا جاتا ہے، افضل ہے، کیونکہ خود نبی ﷺ نے یہ پٹے بال رکھے ہوئے تھے۔

۱۶۶۳ - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۶۴۳ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَخْلِقَ الْمَرْأَةَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے عورت کو اپنے سر کے بال رَاسَهَا. رواه النسائي. منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

تخریج: سنن النسائي، كتاب الزينة، باب النهى عن حلق المرأة رأسها. فواكد: یہ روایت ترمذی میں بھی ہے۔ شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الاحادیث الضعیفہ / ۱۳۴۔ تاہم مردوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے عورت کے لئے اس کی ممانعت ہی رہے گی۔ البتہ علاج وغیرہ کے لئے ضرورت پڑنے پر اس کی اجازت ہوگی۔

۲۹۶ - بَابُ تَحْرِيمِ وَضْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَهُوَ تَحْدِيدُ الْأَسْنَانِ  
۲۹۶ - مصنوعی بال (وِگ) جوڑنے اور  
گوونے اور وشر یعنی دانتوں کو باریک کرنے  
کی حرمت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنْسَانًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا سَيِّطَنًا مَرِيدًا﴾ ﴿۱۱۷﴾ لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴿۱۱۸﴾ وَلَا أَضِلُّنَّهُمْ وَلَا أَهْتِنُهُمْ وَلَا مَرْتَهُمُ فَلْيَرْجِعْ كَيْنَمَا أَهَادَكَ الْأَعْيُنُ وَلَا مِرْتَهُمْ فَلْيَغَيِّرْ بَنَدًا خَلَقَ اللَّهُ ﴿۱۱۹﴾  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے سوا مؤنث چیزوں ہی کو پکارتے ہیں اور صرف سرکش شیطان کی پوجا کرتے ہیں، جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور شیطان نے (اللہ سے) کہا، میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوؤں میں مبتلا کروں گا اور میں انہیں حکم دوں گا کہ وہ (بتوں کے نام پر) جانوروں کے کانوں کو چیریں اور میں انہیں حکم دوں گا، پس وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں میں ضرور تبدیلی کریں گے۔

(سورۃ نساء، ۱۱۷-۱۱۹)

فائدہ آیات: اس میں ایک تو مشرکوں کی اس عادت کا بیان ہے کہ وہ جن بتوں کی پوجا کرتے تھے، ان کے نام مؤنثوں والے ہوتے تھے یا مؤنث قسم کی چیزوں کی عبادت کرتے تھے، جیسے فرشتوں کی، جن کو وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ ان کے متعدد بتوں کے نام بھی مؤنث ہی تھے، جیسے عزئی، اساف، نائلہ وغیرہ۔ (۲) بتوں کی

عبادت کو شیطان کی عبادت قرار دیا، اس لئے کہ وہی اس کا باعث تھا اور ہے۔ پھر اس کے وسوسوں سے وہ لوگ اور جو غلط کام کرتے تھے، انہیں بیان فرمایا گیا ہے۔ انہی میں سے ایک اللہ کی پیدا کردہ صورتوں میں وہ تبدیلیاں ہیں، جن کی تفصیل احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں:

۱۶۴۴ - وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ، فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا، أَفَأَصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ» متفقٌ عليه. وفي رواية: «الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ». قَوْلُهَا: «فَتَمَرَّقَ» هُوَ بِالرَّاءِ، وَمَعْنَاهُ: انْتَشَرَ وَسَقَطَ. وَالْوَاصِلَةُ: الَّتِي تَصِلُ شَعْرَهَا، أَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا بِشَعْرٍ آخَرَ. «وَالْمَوْصُولَةُ»: الَّتِي يُوَصَّلُ شَعْرُهَا. «وَالْمُسْتَوْصِلَةَ»: الَّتِي تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَهَا. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَحْوَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱/۱۶۴۳ - حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میری بیٹی کو حصبہ (جلدی بیماری) لگی، جس سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے۔ کیا میں اس میں مصنوعی بال جوڑ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی پر اور اس پر جس کے بال لے کر جوڑے جائیں لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے، بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے کی خواہش کرنے والی (پر لعنت)۔

فتمرق، راء کے ساتھ، جھڑ گئے اور گر گئے۔

واصلہ، وہ عورت جو اپنے یا کسی اور کے بال دوسرے بالوں کے ساتھ جوڑتی ہے۔ موصولہ، وہ عورت جس کے بال لے کر جوڑے جائیں اور مستوصلہ، وہ عورت جو بال جڑوانے کی خواہش کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی ایک روایت منقول ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الموصولہ - وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: اس میں تین قسم کی عورتوں کا بیان ہے۔ بال جوڑنے یا ملانے والی۔ دوسری اس کی خواہش کرنے والی۔ تیسری، جس کے بال لے کر کسی عورت کے بالوں میں ملائے جائیں۔ یہ تینوں ملعون ہیں۔ آج کل ان مصنوعی بالوں کو وگ کہا جاتا ہے۔ بیوٹی پاروں کے ذریعے سے وگیں وغیرہ لگانے اور دیگر بے حیائی کے کاموں کو خوب فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اعازنا اللہ منھا

۱۶۴۵ - وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَامَ حَجِّ عَلَى الْمَنْبَرِ وَتَنَاولَ قِصَّةً مِنْ شَعْرِ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ: يَا أَهْلَ

۲/۱۶۴۵ - حضرت حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کے سال منبر پر حضرت معاویہؓ کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے بالوں کا ایک گچھا اپنے ہاتھ میں پکڑا جو ایک پھرے دار کے ہاتھ میں تھا۔ آپ

الْمَدِينَةَ! أَيْنَ عَلِمَاؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ. وَيَقُولُ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ» متفقٌ عليه.

نے فرمایا، اے اہل مدینہ، تمہارے علماء کہاں ہیں؟ (جو تمہیں برائی سے روکتے نہیں) میں نے تو نبی ﷺ کو اس قسم کے کام سے منع کرتے ہوئے سنا اور آپ فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل اس وقت ہی ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کاموں کو اختیار کر لیا۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر - وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

**فوائد:** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ عورتوں کے ایسے کاموں کی طرف تھا جن کا ذکر پچھلی حدیث میں گزرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارباب اختیار کسی برائی کو پھیلنے سے روکتے ہوئے دیکھیں تو وہ خود بھی اس پر نقد کریں اور لوگوں کو اس سے روکیں اور علماء کو بھی اس طرف متوجہ کریں تاکہ وہ بھی اس کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔ (۲) لوگوں میں منکرات کی اشاعت اور اس کے خلاف آواز بلند نہ کرنا، ہلاکت اور غضب الہی کا باعث ہے۔ (۳) اس میں آج کل کے مسلمانوں کے لئے بھی سخت تنبیہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں بے پردگی، بازاری عورتوں کی طرح سولہ سنگھار کر کے اور مجسم و دعوت نظارہ بن کر گھر سے باہر نکلنا اور اپنے حسن و جمال کا مظاہرہ عام کرنا وغیرہ بیماریاں عام ہو گئی ہیں جو بالوں کے جوڑنے اور جڑوانے سے کہیں زیادہ شدید جرم اور بے حیائی کا ارتکاب ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ عام مسلمان اس بے حیائی پر خاموش ہیں اور علماء بھی بالعموم اسے اپنے خطبات و مواعظ میں بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ فان الله وانا اليه راجعون

۱۶۶۶ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳/ ۱۲۴۶ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے عَنَّهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ شَكَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَأْسِمَةَ وَالْمُسْتَوْصِمَةَ. کی خواہش کرنے والی اور گودنے والی اور گدوانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمة - وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

**فوائد:** واشمشہ، وشم کرنے والی۔ وشم کا مطلب ہے کہ جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا اور پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھردینا تاکہ وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جائے اسے گودنا کہتے ہیں۔ عمد رسالت کے عرب معاشرے میں حسن و جمال کے اضافے کے لئے عورتوں میں یہ طریقہ رائج تھا، جیسے کسی کے بال لے کر اپنے بالوں میں جوڑنے کا رواج تھا اور مستوشمشہ، وہ عورت، جو کسی عورت سے وشم کرنے کا مطالبہ کرے یا وہ عورت ہے جو کسی عورت کی جلد پر وشم کرے۔ یہ اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرنا ہے، اس لئے یہ کام کرنے اور کروانے والیں سب ملعون ہیں۔ آج کل بھی عورتوں میں اس قسم کے بعض فیشن رائج ہیں، جیسے آنکھوں کی پلکوں کے بال

نوچ کر ان میں رنگ اور میک اپ کی بعض چیزیں وغیرہ بھرنایا بھندو عورتوں کی طرح تلک اور سیندور بھرنا وغیرہ۔ فیشن اور میک اپ کے جدید طریقے جو آج کل عورتوں میں عام ہیں اور جن پر قوم کاکروڑوں اور اربوں روپیہ برباد ہو رہا ہے، یہ سب اسی ذیل میں آتے ہیں جن پر لعنت فرمائی گئی ہے، اس لئے مسلمان عورتوں کو زیب و زینت کی ان تمام چیزوں سے بچنا چاہئے، اس میں دین اور دنیا دونوں کی بربادی ہے۔ اسی طرح ناخنوں کی پالش ہے جس سے وضوء بھی اکثر علماء کے نزدیک نہیں ہوتا، علاوہ ازیں ناخنوں کو خوب بڑھایا جاتا ہے اور ان میں پھر سرخ پالش لگائی جاتی ہے جس سے وہ خونخوار درندوں کے خونی پنجوں کی طرح ہو جاتی ہیں۔ یہ سارے بے ہودہ فیشن دراصل مغرب کی حیا باختہ عورتوں کے ہیں جو بد قسمتی سے مسلمان عورتوں نے بھی اختیار کر لئے ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے، کیونکہ ان میں کافروں کی مشابہت اور نقالی ہے جو حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

۱۶۴۷ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَأَشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَمَلِّجَاتِ لِلْمُسْنِ، الْمُعَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ! فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: وَمَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟! قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: ۷] متفقٌ عليه. «الْمُتَمَلِّجَةُ»: هِيَ الَّتِي تَبْرُدُ مِنْ أَسْنَانِهَا لِيَتْبَاعَدَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَلِيلًا، وَتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ، وَالنَّامِصَةُ: هِيَ الَّتِي تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا، وَتُرَقِّقُهُ لِيَصِيرَ حَسَنًا، وَالْمُتَمَلِّصَةُ: الَّتِي تَأْمُرُ مَنْ يَتَعَلَّقُ بِهَا ذَلِكَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور پلکوں کے بال اکھڑوانے والیوں اور خوب صورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں پر، جو اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں، لعنت فرمائی ہے۔ پس ایک عورت نے اس کی بابت حضرت ابن مسعود سے بحث کی، تو آپ نے فرمایا۔ مجھے کیا ہے میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، رسول تمہیں جو (حکم) دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے، اس سے رک جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

المتفلیحة، وہ عورت جو اپنے دانتوں پر ریتی پھرواتی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے دور ہو جائیں اور حسین ہو جائیں اور یہی وشر ہے (یعنی دانتوں کو خوب صورتی کے لئے باریک کرنا) نامصنة وہ عورت جو دوسری عورت کے پلکوں کے بالوں کو پکڑ کر باریک کرتی ہے تاکہ وہ خوب صورت ہو جائیں اور متنمصنة، وہ عورت جو کسی کو کہہ کر یہ کام کروائے یعنی بال اکھڑوانے والی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلیجات للحسن - وصحیح مسلم، کتاب

اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے حسن میں (بزعم خولش) اضافہ کرنے کی نیت سے اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں کمی بیشی کر کے رو و بدل کرنا ممنوع اور حرام ہے، جیسے وشم (بدن گدوانا) وشر (دانتوں کو باریک کرنا) تفلج، دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنا، نمس (پلکوں کے بالوں کو اکھیڑنا) وغیرہ۔ تاہم منہدی لگانا جائز ہے، کیونکہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ عورت اس کا اظہار اجنبی مردوں کے سامنے نہ کرے۔

۲۹۷۔ بابُ النَّهْيِ عَنِ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا، وَعَنِ نَتْفِ الْأَمْرَدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ طُلُوعِهِ

۲۹۷۔ داڑھی اور سرو وغیرہ کے سفید بال اکھاڑنے کی اور بالغ لڑکے کا داڑھی کے آغاز پر داڑھی کے بال اکھاڑنے کی ممانعت

۱۶۴۸۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنِ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْتَفُوا الشَّيْبَ؛ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالسَّائِغِيُّ بِأَسَانِيدٍ حَسَنَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۶۴۸۔ حضرت عمرو بن شعيب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ سفید بالوں کو نہ اکھیڑو، اس لئے کہ قیامت والے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے۔ (یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے حسن سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب نتف الشیب، وسنن ترمذی، أبواب الأدب - وسنن نسائی، کتاب الزینة، باب النهی عن نتف الشیب.

فوائد: سفید بال جو بالعموم سن رسیدگی اور بڑھاپے کی علامت ہے، انہیں اکھاڑنے سے بچنا چاہئے، کیونکہ اس کے حدیث میں بیان کردہ اخروی فائدہ کے علاوہ دنیا میں بھی وہ ایک مسلمان کے لئے وقار و احترام کا باعث ہیں۔

۱۶۴۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۲/ ۱۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ عَمَلَ اللَّهُ ﷻ لِيُفِيْلِمَ لِي فَرَمَايَا، جَسَ لِي كِي بَابَتِ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲/ ۱۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ عَمَلَ اللَّهُ ﷻ لِيُفِيْلِمَ لِي فَرَمَايَا، جَسَ لِي كِي بَابَتِ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

فوائد: اس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے، کا مطلب ہے، اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے نہ اس پر شریعت کی کوئی اصل ہی دلالت کرتی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ بدعات اور خلاف شرع کام مردود ہیں۔ ایک مسلمان کا کام اتباع ہے نہ کہ ابتداء (بدعت سازی) اور عدول حکمی۔

۲۹۸۔ بابُ كَرَاهِيَةِ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ ۲۹۸۔ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور بلا



وَمَسَّ الْفَرْجَ بِالْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ عَذْر دَائِمٍ هَاتِهِ سَمَّ شَرْمٍ گاه کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان

۱۶۵۰ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۱/ ۲۵۰ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنے ذکر (آلہ تامل) کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ برتن علیہ۔ وَفِي النَّبَاطِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ فِي سَائِلِ الْمَسْأَلَةِ. (بخاری و مسلم) صحیحہ۔ اور اس باب میں کثرت سے صحیح حدیثیں ہیں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب لا یمسک ذکرہ بيمينه إذا بال - وصحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب النهی عن الاستنجاء باليمين۔

فوائد: کھانے پینے اور دیگر اس قسم کے کاموں کے لئے چونکہ حکم ہے کہ دائیں ہاتھ سے کئے جائیں۔ اس لئے دوسرا حکم یہ دیا کہ ناپسندیدہ کاموں کے لئے بائیں ہاتھ استعمال کیا جائے، تاکہ دائیں ہاتھ کا احترام و وقار قائم رہے۔ لیکن بعض مسلمان انگریز کی نقل میں کھانے پینے میں بھی بائیں ہاتھ استعمال کرتے ہیں جو ان کی فطرت سلیمہ کے مسخ ہونے کی اور اللہ کے احکام سے یکسر بے پروا ہونے کی دلیل ہے۔ اعاننا اللہ منہ

۲۹۹ - بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِي نَعْلِ ۲۹۹ - بغیر عذر کے ایک ہی جو تاپا یا ایک ہی موزا پہن کر چلنے اور کھڑے کھڑے جو تاپا اور واحِدَةً، أَوْ خَفًّا وَاحِدًا لَغَيْرِ عُذْرٍ، وَكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ

وَالْخَفِّ قَائِمًا لَغَيْرِ عُذْرٍ ۱۶۵۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۱/ ۲۵۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص ایک جو تاپا پہن کر نہ چلے، چاہے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں ہی اتار دے۔ أَوْ لِيُخْلَعَهُمَا جَمِيعًا. وَفِي رِوَايَةٍ «أَوْ لِيُخْلَعَهُمَا جَمِيعًا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. اور ایک روایت میں ہے، یا دونوں پیروں کو نکا کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب لا یمشی فی نعل واحد - وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب إذا انتعل فليبدأ باليمين۔

فوائد: ایک پیر میں جو تاپا موزہ ہو اور دوسرے میں نہ ہو، تو اس سے ایک تو لوگوں کو استہزاء کرنے کا موقع ملتا





**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم - وصحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

۱۶۵۵ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ۲ / ۲۵۵ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اخْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ فِي رَمَضَانَ مِنْ أُمَّةٍ كُفْرًا، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم - وصحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

۱۶۵۶ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳ / ۲۵۶ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السَّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْبَابَ، وَأَطْفِئُوا السَّرَاجَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْتُمُ إِنَاءً. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ إِلَّا أَنْ يَبْرُضَ عَلَى إِيَّانِهِ عُدُوًّا، وَيَذْكَرَ اسْمَ اللهِ، فَلْيَعْلَلْ، فَإِنَّ الْفَوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ» رواه مسلم.

«الْفَوَيْسِقَةُ»: الْفَأْرَةُ، وَ «تُضْرِمُ»: تُخْرِقُ.

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

فوائد: مذکورہ احادیث میں رات کو سوتے وقت آگ بجھا کر سونے کی تلقین کی گئی ہے، یہ آگ چراغ کی شکل میں ہو یا سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے انگلیٹھی اور سوئی گیس کے بیڑ وغیرہ ہوں۔ تجربات و مشاہدات سے واضح ہے کہ ان کو جلتا ہوا چھوڑ کر سونا نہایت خطرناک ہے۔ برتنوں اور پانی پینے کے مشکیزوں اور صراحی، مشکوں وغیرہ کو بھی ہر وقت ڈھاک کر رکھنا چاہئے تاکہ ان میں کوئی گندی چیز یا جانور وغیرہ داخل نہ ہوں جو نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسی طرح رات یا دوپہر کو، بلکہ آج کل تو ہر وقت ہی دروازوں اور کھڑکیوں کو بند رکھنا ضروری ہے تاکہ چوروں اور ڈاکوؤں سے بچاؤ رہے۔ (۲) چیزوں کو رکھتے اور استعمال کرتے وقت اللہ کا نام لینا یعنی بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

۳۰۱ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكْلِيفِ وَهُوَ ۳۰۱ - **تکلف اختیار کرنے کی ممانعت۔ اور**

فِعْلٌ وَقَوْلٌ مَا لَا مَضْلَحَةَ فِيهِ بِمَشَقَّةٍ يَه قول و فعل میں بلا مصلحت مشقت کا نام

ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہہ دے میں تم سے اس پر  
(یعنی اللہ کی طرف بلائے کی) کوئی مزدوری نہیں مانگتا  
اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ  
أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴾ [ص: ۸۶]۔

(سورۃ ص ۸۶)

۱۶۵۷ - وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۶۵۷ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان  
فرماتے ہیں کہ ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا  
ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من کثرة السؤال وتکلف ما لا  
یعنیہ۔

فوائد: تصنع اور بناوٹ بھی تکلف ہے، جس کا مظاہرہ بعض لوگ اپنی گفتگو، لباس اور چال ڈھال میں کرتے ہیں  
اور کھانے پینے میں یا مسلمان نوازی اور خاطر داری میں ضرورت سے زیادہ مشقت اٹھانا اور انواع و اقسام کے  
کھانے تیار کرنا بھی تکلف ہے۔ ہر قسم کا تکلف ممنوع اور سخت ناپسندیدہ ہے۔ لیکن بد قسمتی سے مسلمان قوم نے  
اس تکلف یعنی دعوتوں میں اسراف و تبذیر کو اپنا شعار اور وطیرہ بنا لیا ہے۔ ہداهم اللہ تعالیٰ

۱۶۵۸ - وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا  
عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ  
بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ، فَلْيَقُلْ: اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ  
مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ. اللَّهُ أَعْلَمُ.  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ  
مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴾ رواه البخاري.

۲/ ۱۶۵۸ - حضرت مسروق (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ  
ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے، تو آپ نے فرمایا۔  
اے لوگو، جس کو کسی بات کا علم ہو تو اسے بیان کرے  
اور جس چیز کا علم نہ ہو تو (وہاں) کہہ دے، اللہ اعلم  
(اللہ ہی بہتر جانتا ہے) اس لئے کہ جس چیز کی بابت علم  
نہ ہو، وہاں واللہ اعلم کہنا ہی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے  
اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا، کہہ دے، میں تم سے اس پر  
کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں  
میں سے ہوں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ ص، باب قوله تعالیٰ: ﴿وما أنا من المتكلفين﴾۔

فوائد: جس چیز کی بابت علم نہ ہو، وہاں محض ظن و تخمین اور اٹکل بچو سے گفتگو کرنا بھی تکلف ہے، جو ممنوع  
ہے۔ اس لئے علماء سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کا انہیں علم نہ ہو تو وہاں اپنی طرف سے اٹکل بچو

جواب دینے کی بجائے، لاعلمی کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ یہ بھی علم ہی کی ایک بات ہے۔ گویا بغیر علم و تحقیق کے فتویٰ دینے اور رائے کے اظہار سے اجتناب کرے۔

۳۰۲۔ بَابُ تَخْرِيمِ النَّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، وَلَطْمِ الْحَدِّ، وَسَقِّ الْجَنْبِ الْغَرِيبِ كَرْنًا، وَحَلْقِهِ، وَالذُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالنُّبُورِ

۳۰۲۔ میت پر بین کرنا، رخسار کو پٹینا، گریبان چاک کرنا، بالوں کو اکھاڑنا اور منڈانا اور ہلاکت و بربادی کی بددعاء کرنا حرام ہے

۱۶۵۹ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نَبِحَ عَلَيْهِ». وَفِي رَوَايَةٍ: «مَا نَبِحَ عَلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۹/۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ (ٹین) کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے۔ اس پر نوحہ کئے جانے تک (میت کو عذاب دیا جاتا ہے)۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت - وصحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب بیکاء اہلہ.

فوائد: نوحہ، بین کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی میت کی خوبیوں کا یا اس کے بعد آنے والی متوقع مشکلات کا اونچی اونچی آواز سے ذکر کر کے رونا پٹینا، یہ منع ہے۔ اس بین کی وجہ سے میت کو اس صورت میں عذاب ہوتا ہے جب وہ اپنے درمیان کو بین کرنے کی وصیت کر گیا ہو، یا اس کا اپنا عمل بھی زندگی میں ایسا ہی رہا ہو اور اس کی بیروی میں ہی اس کے گھر والے بھی اس پر بین کریں۔ اگر یہ صورت نہ ہو، بلکہ اس کے برعکس وہ اس سے روکتا رہا ہو، لیکن اس کے باوجود گھر والے اس پر بین کریں تو اسے عذاب نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں اس کے ایمان یا تربیت کا دخل نہیں ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے لا تزوروا زورا و زرا حصری (سورۃ بنی اسرائیل ۱۵) کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۱۶۶۰ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْحُدُودَ، وَسَقَّى الْجَيْوُبَ، وَدَعَا بِذَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۶۰/۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں کو پٹینا اور گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے (بین کیا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من سق الجیوب - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تحريم ضرب الحدود.

فوائد: ہم میں سے نہیں۔ یعنی ہم مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔ جاہلیت کے بول سے مراد، وہی بین کرنا ہے، جیسے۔ ہائے میرے شیر، میرے چاند، میرے سارے، بچوں کو یتیم کر جانے والے، عورتوں کے ساگ اجاڑ دینے

والے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر اسلام سے نکل جانے کی وعید ہے۔ اس لئے کہ اس میں اللہ کے فیصلہ و قضاء پر راضی ہونے کی بجائے اس پر ناراضی اور برہمی کا اظہار ہے۔

۱۶۶۱ - وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: وَجَعَ أَبُو مُوسَى، فَغَشِيَ عَلَيْهِ، وَرَأَسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ، فَأَقْبَلَتْ تَصِيحُ بِرَأْسِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا؛ فَلَمَّا أَفَاقَ، قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيَءٌ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ، وَالْحَالِقَةِ، وَالشَّاقَّةِ! مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «الصَّالِقَةُ»: الَّتِي تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِاللَّيَاحَةِ وَالنَّدْبِ «وَالْحَالِقَةُ»: الَّتِي تَخْلُقُ رَأْسَهَا عِنْدَ الْمُصِيبَةِ. «وَالشَّاقَّةُ»: الَّتِي تَشُقُّ ثَوْبَهَا.

۱۶۶۱ / ۳ - حضرت ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے تو ان پر غشی طاری ہوئی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی کی گود میں تھا، تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ لیکن آپ (بے ہوشی کی وجہ سے) اسے روک نہ سکے، پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا۔ میں اس سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ اس عورت سے بیزار ہیں جو نوحہ کرنے والی (مصیبت کی وجہ سے) سرمندانے والی اور گریبان چاک کرنے والی ہو۔ (بخاری و مسلم)

صالقة، وہ عورت، جو اونچی آواز سے بین اور ماتم کرے۔ حالقة، وہ عورت جو مصیبت کے وقت اپنا سرمندانے اور شاققة وہ عورت، جو اپنے کپڑے پھاڑے (یا گریبان چاک کرے)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینھی من الحلق عند المصیبة تعلیقا - صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم ضرب الخدود۔  
فوائد: اس میں صحابہ کرام کے جذبہ اجراع سنت کا بیان ہے۔

۱۶۶۲ - وَعَنْ الْمُعِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَيْحَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نَيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۶۲ / ۳ - حضرت معیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جس پر بین کیا جائے تو اس کو قیامت والے دن بین کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحۃ - صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب بیکاء اہله۔  
فوائد: یہ عذاب اسی شخص کو ہو گا جو اپنے ورثاء کو بین کرنے کی وصیت کر کے گیا ہو گا یا گھر والوں کی تربیت اس انداز سے کی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔

۱۶۶۳ - وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ نُسَيْبَةَ - بَضْمٌ الثَّوْنِ وَفَتْحَهَا - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ

۱۶۶۳ / ۵ - حضرت ام عطیہ نسیبہ رضی اللہ عنہا (یا نسیبہ۔ نون پر پیش اور زیر دونوں طرح مروی ہے) بیان فرماتی

عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ هِيَ كَمَا رَسَلَهُ اللَّهُ ﷺ فِي بَيْعَةِ بَدْرٍ نَبِيٌّ كَرِيمٌ ﷺ كَرَّمَ وَجْهَهُ لِيُحْيِيَ الْبَيْعَةَ لَكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ينهى عن النوح والبكاء - وصحيح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة.

نوٹ: اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بین کرنا نبی کریم ﷺ کے نزدیک کتنا بڑا جرم تھا کہ بیعت کے وقت عورتوں سے بین نہ کرنے کا عہد لیتے تھے، صرف عورتوں سے اس لئے عہد لیتے تھے کہ اس کا ارتکاب بالعموم عورتیں ہی کرتی ہیں، ورنہ مردوں کے لئے بھی یہ ممنوع ہے۔

١٦٦٤ - وَعَنِ الثَّمَعَانِ بْنِ بَشِيرٍ - حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما پر بے ہوشی طاری ہو گئی تو ان کی بہن رونے لگی اور کہتی تھی، ہائے اے پہاڑ، ہائے ایسے اور ایسے، ان کی خوبیاں شمار کرتی تھی۔ پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا۔ تو نے جو کچھ کہا، تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا، تو اس طرح ہی ہے؟ (بخاری)

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُنْغِمِي عَلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ تَبْكِي، وَتَقُولُ: وَاجْبَلَاءَهُ، وَآكَدًا، وَآكَدًا: تَعُدُّدُ عَلَيْهِ. فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ: مَا قُلْتَ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي: أَنْتَ كَذَلِكِ!؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة مؤتة من أرض الشام.

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ بین کرنے پر گرفت ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر ایسی خوبیاں بیان کرنا جو مرنے والے میں نہ ہوں تو فرشتے اس پر اسے سرزنش کرتے ہیں کہ کیا تو واقعی ان خوبیوں کا حامل ہے؟ دراصل حاکم وہ ان سے محروم ہوتا ہے یہ اس کے لئے ملامت اور توبیح کا باعث ہے۔

١٦٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَيْتُ سَعْدُ بْنَ عَبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَكْوَى، فَأَنَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، وَجَدَهُ فِي غَشِيَةٍ فَقَالَ: «أَفْضَى؟» قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، قَالَ: «أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا» وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے، جب ان کے پاس پہنچے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ آپ نے پوچھا، کیا ان کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ کے رسول، نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اختیار رو پڑے، جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو ان پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، کیا تم سنتے نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور نہ

دل کے غم کے سبب۔ لیکن وہ تو اس کی وجہ سے عذاب  
 یتا ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یا رحم فرماتا  
 ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض - وصحیح مسلم،  
 کتاب الجنائز، باب البكاء علی الميت.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حزن و غم کے وقت آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کا نکل آنا یا دل کا غمگین ہو  
 جانا، ممنوع نہیں، کیونکہ یہ فطری چیزیں ہیں۔ البتہ اگر ایسے موقعوں پر زبان سے جزع فزع کا اظہار کرے گا تو پھر  
 گناہ گار ہو گا اور اگر شریعت کے مطابق زبان سے صرف اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھے گیا ایسے الفاظ ادا  
 کرے گا جن میں اللہ کی تقدیر و تقاضا پر راضی رہنے کا اظہار ہو گا، تو مستحق اجر ہو گا۔

(۲) مریض کی بیمار پرسی کرنا مستحب اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

(۳) موقع کی مناسبت سے اسلامی احکام کی تلقین و توجیہ ضروری ہے۔

۱۶۶۶ - وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ ۸ / ۱۶۶۶ - حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: 'هِيَ' رَسولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، 'بین کرنے والی عورت'  
 «النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتَّبِ قَبْلَ مَوْتِهَا نِقَامُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطْرَانِ، وَدِنْرٌ خَارِشٌ زَرَهُ هُوَ كَرِيهٌ»  
 مِنْ جَرَبٍ رواه مسلم.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بین کرنا کبیرہ گناہ ہے، جس سے توبہ نہ کی اور اللہ نے بھی معاف نہ کیا تو اسے  
 مخصوص قسم کا عذاب ہو گا۔

۱۶۶۷ - وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ ۹ / ۱۶۶۷ - حضرت اسید بن ابی اسید تابعی، اس  
 النَّابِغِيِّ عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ: كَانَتْ فِيهَا أَمْرًا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْتَبِيهِ  
 فِيهِ: أَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهًا، وَلَا نَدْعُوَ مِنْهُ، وَلَا نَقْرَأَ فِيهِ، وَلَا نَسْتَقِ جَنِيًّا، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا. رواه أبو داود بإسناد حسن.

تخریج: سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب في النوح.

فوائد: یہ سارے کام جاہلیت کے ہیں جو مصیبت کے وقت اس دور کی عورتیں کرتی تھیں۔ مسلمان عورتوں کو



ان تمام حرکتوں سے بچنا چاہئے۔

۱۶۶۸ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ بِأَكْبِهِمْ، فَيَقُولُ: وَاجْبَلَاهُ، وَاسَيْدَاهُ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ إِلَّا أُكُلَ بِهِ مَلَكَانِ يُلْهَزَانِهِ: أَهَكَذَا كُنْتَ؟!» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۰ / ۱۶۶۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو بھی مرنے والا مرتا ہے، تو اس پر رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں، ہائے پہاڑ، ہائے میرے سردار، یا اس قسم کے اور الفاظ۔ تو اس میت پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں، وہ اسے کے مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا تو ایسا ہی تھا؟

«اللَّهُزُّ» الدَّفْعُ بِجُمُعِ الْيَدِ فِي الصَّدْرِ.

ترمذی، یہ حدیث حسن ہے۔

اللہز، سینے میں مکہ مارنا۔

تخریج: سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء في كراهية البكاء على الميت.

۱۶۶۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِثْتَانِ فِي النَّاسِ هَمَّا بِهِمْ كُفْرًا: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱ / ۱۶۶۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں، جو ان کے حق میں کفر ہیں۔ نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر مین کرنا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب إطلاق إسم الكفر على الطعن في النسب والنياحة.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل، باب تحریم الطعن فی الانساب الثابتہ میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱ / ۱۵۸۰۔ یہ دونوں چیزیں افعال جاہلیت میں سے ہیں جن کو اسلام نے مٹایا ہے۔ اس لئے ان کا ارتکاب کرنے والا گویا کافرانہ عملوں کو زندہ کرتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۳۰۳۔ کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، علم

۲۹۶ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِثْتَانِ الْكُفْهَانِ وَالْمُنْجَمِينَ وَالْعَرَافِ، وَأَصْحَابِ الرَّمْلِ، وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى وَبِالشَّعْبِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

رمل والوں اور کنکریوں اور جو وغیرہ کے ذریعے سے جانوروں کو اڑا کر نیک شگونیا بد شگونیا لینے والوں کے پاس جانے کی

ممانعت کا بیان

۱۶۷۰ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ النَّهْيِ عَنِ إِثْتَانِ الْكُفْهَانِ، فَقَالَ: «لَيْسُوا بِشَيْءٍ»

۱ / ۱۶۷۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے فرمایا، وہ کچھ نہیں ہیں (یعنی ان کی باتوں

يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بَشِيءًا،  
فَيَكُونُ حَقًّا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تِلْكَ  
الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنِّيُّ. فَيَقْرُهَا  
فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذَبَةٍ»  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کا اعتبار نہیں) انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول،  
وہ بعض دفعہ ہمیں کسی چیز کی بابت بتلاتے ہیں اور وہ  
بات سچ نکلتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ سچی  
بات، اسے جِنّ (فرشتوں سے) اچک لیتا ہے اور دوست  
کے کان میں ڈال دیتا ہے، پس وہ اس کے ساتھ سو  
جھوٹ ملا لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وفي روايةٍ للبخاري عن عائشة  
رضي الله عنها أنها سمعت رسول الله ﷺ  
يقول: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ - وَهُوَ  
السَّحَابُ - فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ،  
فَيَسْتَرْقِي الشَّيْطَانُ السَّمْعَ، فَيَسْمَعُهُ،  
فَيُوجِبُهُ إِلَى الْكُفْهَانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ  
كَذَبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ». قَوْلُهُ: «فَيَقْرُهَا»  
هو بفتح الباء، وضم القاف والراء، أي:  
يُلْقِيهَا. «وَالْعَنَانُ» بفتح العين.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ  
فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے  
ہوئے سنا کہ فرشتے (اللہ کے احکام لے کر) بادلوں میں  
اترتے ہیں اور اس بات کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ  
آسمان میں کیا گیا ہوتا ہے، پس شیطان چوری چھپے اسے  
سنتا ہے اور کانہوں کو پہنچا دیتا ہے، تو وہ اس کے ساتھ  
اپنی طرف سے سو جھوٹ (ملا کر) بیان کرتے ہیں۔

یقرہا، یاہ پر زبر، قاف اور راء پر پیش، معنی  
ہیں، ڈالتا ہے۔ اور عنان (بادل) عین پر زبر ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة - وصحيح مسلم، کتاب  
السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان.

فوائد: کاہن، معجم اور عرف، یہ تینوں تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک جیسے ہیں۔ ان سب کا کام مستقبل کی  
بابت خبر دینا ہے۔ کاہن کسی جن سے کوئی بات سن کر لوگوں کو بتا دیتا تھا جو صحیح ثابت ہوتی تھی، کیونکہ شیطان  
اسے آسمان سے سن کر آتا تھا۔ لیکن نبی ﷺ کی بعثت کے بعد جنوں اور شیطانوں کے لئے آسمان پر جا کر بات سن  
لینے کو ناممکن بنا دیا گیا۔ دوسرے وہ آثار و قرآن سے بھی بعض باتوں کا اندازہ لگا کر ان کی بابت پیش گوئی کر دیتے  
تھے، اس میں غلط و صحیح دونوں کا امکان ہوتا تھا اور اب بھی اس کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ تنجیم بھی پیش گوئی ہی کی  
ایک صورت ہے جس کی استعداد و صلاحیت اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو عطا فرما دیتا ہے، لیکن یہ بھی اکثر جھوٹی ہی  
ہوتی ہیں۔ عرفہ بھی اسباب و مقدمات کو دیکھ کر کسی واقعے یا معاملے کے متعلق نشاندہی کرنے کا نام ہے۔ یہ تینوں  
فن آپس میں ایک دوسرے کے معاون ہیں اور دیگر اسی قسم کی چیزوں سے بھی مدد حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب گویا  
کمانت کی قسمیں ہیں۔ علم رمل میں بھی غیب کی خبروں کی نشاندہی اور ان کی بابت پیش گوئی کی جاتی ہے۔ طرق کا  
مطلب ہے پرندوں کو کنگری مار کر یا جو وغیرہ ڈال کر انہیں اڑا کر نیک شگونی یا بد شگونی لینا۔ مثلاً پرندہ دائیں جانب  
اڑے تو نیک شگونی اور بائیں جانب اڑے تو اس سے بد شگونی لینا۔ یہ ساری چیزیں حرام اور ممنوع ہیں۔ محض کسی  
بات کے اتفاقہ طور پر صحیح نکل آنے سے ان تمام خرافات کا جواز ثابت نہیں ہو جائے گا۔

۱۶۷۱ - وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عُبَيْدٍ، مَطْرَاتٍ سَعْدِيَّةٍ، رَوَى ابْنُ أَبِي عَرَفَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ آتَى عَرَفَا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، فَصَدَّقَهُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲ / ۱۴۱ - حضرت صفیہ بنت ابی عبید، مطرات سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص کسی عراف (یعنی نبی امور کے جاننے کے دعوے دار) کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کی بابت پوچھے اور اس کو سچ مانے، تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ وایتان الکھان.

**فوائد:** اس سے معلوم ہوا کہ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس غیب کی خبریں معلوم کرنے کی نیت سے جانا اور پھر ان کی تصدیق کرنا، یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے چالیس دن کی نمازیں برباد ہو جاتی ہیں۔ جیسے بعض لوگ چوری کا سراغ ایسے مدعیان غیب کے ذریعے سے لگواتے ہیں۔ یا شادی اور کاروبار کی کامیابی یا ناکامیابی کی بابت استفسار کرتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں حرام ہیں۔ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

۱۶۷۲ - وَعَنْ قَبِيصَةَ بِنِ الْمُخَارِقِ، حَضْرَتِ قَبِيصَةَ بِنِ مُخَارِقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رَوَى ابْنُ أَبِي عَرَفَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعِيَافَةُ، وَالطَّيْرَةُ، وَالطَّرْفُ، مِنَ الْجَبْتِ».

۳ / ۱۴۲ - حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عیافہ، طیرہ اور طرف، شیطان کی کاموں سے ہیں۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، وَقَالَ: الطَّرْفُ، هُوَ الزُّجْرُ، أَي: زَجْرُ الطَّيْرِ، وَهُوَ أَنْ يَتَمَنَّى أَوْ يَتَشَاءَ بِطَيْرَانِهِ، فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ، تَمَنَّى، وَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَاءَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَ«الْعِيَافَةُ»: الْخَطُّ. قَالَ الْجَوْهَرِيُّ فِي «الصَّحَاحِ»: الْجَبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ.

اسے ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا کہ طرف کا مطلب ہے پرندے کا اڑانا کہ وہ اڑ کر دائیں جانب جاتا ہے یا بائیں جانب۔ اگر وہ اپنی پرواز کا رخ دائیں طرف کرے تو اس سے نیک فال لے اور اگر بائیں طرف رخ کرے تو بد فال لے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا اور عیافہ کے معنی لکیر کھینچنا ہیں۔ جو ہری نے صحاح لغت کی کتاب میں کہا کہ جببت، ایسا لفظ ہے جس کا اطلاق بت، کاہن اور جادوگر اور اس قسم کے دیگر افراد پر ہوتا ہے۔

**تخریج:** سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الخط وزجر الطیر.

**فوائد:** عیافہ کے معنی لکیر کھینچنا کئے گئے ہیں۔ اس کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ نجومی یا کاہن کسی شخص کے کہنے پر زمین کے نرم حصے میں نہایت تیزی سے لکیریں کھینچتا تاکہ انہیں شمار نہ کیا جاسکے، پھر دوبارہ انہیں دو دو کر کے مٹاتا، اگر آخر میں دو لکیریں رہ جاتیں تو اسے کامیابی کی اور اگر ایک رہ جاتی تو اسے ناکامی کی علامت خیال کیا جاتا۔ بعض لوگوں نے اس کی اور بھی شکلیں اور صورتیں بیان کی ہیں۔ بہر حال یہ بھی زمانہ جاہلیت کی کمات کی ایک قسم تھی، جس سے کمات کی دوسری قسموں کی طرح منع کر دیا گیا اور یہ واضح کیا کہ جلب منفعت یا دفع

حضرت میں ان چیزوں کی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ سب ظن و تخمین اور انکل پچو باتیں ہیں، جن پر اعتبار و اعتماد جمالت، گمراہی اور توہم پرستی ہے لیکن افسوس جاہل مسلمانوں میں فال گیری کے یہ طریقے آج بھی رائج اور عام ہیں اور ان کی اکثریت ان توہمات پر یقین رکھتی ہے۔ ہداهم اللہ تعالیٰ

۱۶۷۳ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ افْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، افْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السَّخْرِ زَادَ مَا زَادَ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. (حساب سے) جتنا علم نجوم زیادہ سیکھا تو اس نے اتنا ہی جاوو کا علم زیادہ سیکھا۔

(ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في النجوم.

فوائد: اس میں علم نجوم کو جاووگری کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے اور اسلام میں جاوو کا علم سیکھنے کو کفر تک سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے واضح ہے کہ نجوم و کمانت کا علم بھی اسلام کی نظر میں کتنا خطرناک ہے اور اس کا سیکھنا کتنا بڑا جرم۔ اس علم نجوم سے مراد وہ علم ہے جس کی بنیاد پر مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی پیش گوئیاں کی جاتی ہیں اور ان کا تعلق وہ ستاروں کی چالوں سے جوڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک علم فلک ہے جس کی رو سے سورج اور چاند کے طلوع و غروب اور زوال وغیرہ اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ ایک جائز علم ہے کیونکہ اس کی بنیاد تجربہ و مشاہدہ پر ہے۔

۱۶۷۴ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنَّا رَجَالًا يَأْتُونَ النُّكْهَانَ؟ قَالَ: «فَلَا تَأْتِيهِمْ» قُلْتُ: وَمِمَّا رَجَالٌ يَنْطَبِرُونَ؟ قَالَ: «ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ، فَلَا يَصُدُّهُمْ» قُلْتُ: وَمِمَّا رَجَالٌ يَحْطُونَ؟ قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ، فَذَلِكَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا زمانہ جاہلیت کا قریب ہے (یعنی ابھی تازہ تازہ اس سے نکل کر آیا ہوں) اور اب اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ کلموں کے پاس جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، تم ان کے پاس مت جانا۔ میں نے کہا، ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں، پس یہ ان کو کاموں سے نہ روکے۔ میں نے عرض کیا، ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، پہلے انبیاء میں سے ایک نبی لکیر کھینچتے تھے، پس جس کی لکیر اس پیغمبر کی لکیر (کے اصول) کے مطابق ہوئی، وہ درست ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم .

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الوعد والاقتصاد رقم ۳/ ۷۱ میں گزر چکی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ کوئی چیز ایسی سامنے آتی ہے کہ آدمی کا ذہن اول وپلے میں بدگھونٹی کی طرف چلا جاتا ہے، گویا یہ ایک فطری اور طبعی چیز ہے جس پر کوئی گرفت نہیں۔ البتہ پھر اس کے مطابق اگر انسان عمل کرے تو یہ غلط اور ممنوع ہے، اسی لئے آپ نے فرمایا۔ یہ چیز انہیں کاموں سے نہ روکے۔ (۲) اس میں جس لیکر کھینچنے کا ذکر ہے، یہ اس سے مختلف ہے جس کا ذکر پہلے گزرا۔ یہ ایک نبی کا فعل تھا جو وحی الہی کی روشنی میں کیا جاتا تھا، اس لئے وہ یقیناً صحیح تھا۔ لیکن اب اس کا علم کسی کے پاس بھی نہیں ہے، اس لئے اب اسے بھی اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے یہ جو فرمایا، کہ جس کا خط اس کے (اصول کے) مطابق ہوا، وہ درست ہے۔ تو اس کے جواز کی وضاحت کے لئے فرمایا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ کام اب بھی کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک اس کے اصول و قواعد کا علم نہ ہو، اسے کوئی شخص کس طرح کر سکتا ہے؟ یہ خط اللہ کا نبی کس طرح کھینچتا تھا؟ اس کے اصول و ضوابط کیا تھے؟ اس کا علم اس پیغمبر کے ساتھ ہی چلا گیا اس لئے اب یہ بے فائدہ کام ہے۔ یہ پیغمبر کون تھا؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت دانیال تھے اور بعض کے خیال میں حضرت ادریس۔

عليهما الصلاة والتسليم - والله اعلم

۱۶۷۵ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ - حضرت ابو مسعود بدري رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار نَمَنَ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. متفقٌ عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ثمن الکلب - صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحريم ثمن الكلب.

فوائد: کتے کی قیمت کی ممانعت کا مطلب ہے کہ کتے کی خرید و فروخت حرام ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم عام ہے جو ہر قسم کے کتے کو شامل ہے، چاہے وہ شکاری کتا ہو یا سدھایا ہوا ہو یا کھیتوں وغیرہ کی حفاظت کی غرض سے لیا گیا ہو، جن کا رکھنا جائز ہے۔ اس لئے کہ کتا مطلقاً نجس ہے، چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو۔ بعض علماء کے نزدیک ان کتوں کی خرید و فروخت اور ان کی قیمت جائز ہے جن کتوں کو رکھنے کی اجازت ہے جیسے شکار اور حفاظت کے لئے رکھے جانے والے کتے۔ دلائل کے اعتبار سے جمہور کا قول راجح ہے، کیونکہ حدیث میں مطلقاً منع کیا گیا ہے۔ بدکار عورت جو کچھ کماؤی ہے، اسے صرف اس کی ظاہری شکل کی وجہ سے کما گیا ہے، ورنہ یہ حرام ہے۔ اس کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اسی طرح کاہن، نجومی، عراف اور بھی جو لوگ ان کی طرح مستقبل کی خبریں بتا کر عوام کو بے وقوف بناتے اور ان سے پیسے ہورتے ہیں، ان کی کماؤی بھی حرام ہے۔ (۲) ان کی کماؤی کی طرح ان کو دینا بھی حرام ہے، اس لئے کہ جب ان کے لئے لینا جائز نہیں، تو دینے والے کا دینا بھی جائز نہیں۔

### ۳۰۴ - بابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

### ۳۰۴ - بدشگوننی لینے کی ممانعت کا بیان

فیه الأحادیثُ السَّابِقَةُ فی البابِ  
 اس باب میں وہ حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں جو  
 اس کے ماقبل باب میں گزریں۔ (چند احادیث مزید  
 ملاحظہ ہوں)

۱۶۷۶ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 ۱/ ۱۶۷۶ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول  
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا عَذْوَى وَلَا  
 اللَّهُ ﷻ نے فرمایا، بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ  
 طَبِيرَةً وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ» قَالُوا: وَمَا الْفَالُ؟  
 جانا اور بدشگوننی لینا کوئی چیز نہیں اور مجھے فال اچھی لگتی  
 قَالَ: «كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ» متفقٌ عليه .  
 ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا، فال کیا چیز ہے؟ آپ نے  
 فرمایا، اچھی بات (کاسنا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کر  
 لینا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الفال - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب  
 الطيرة والفال وما يكون فيه الشؤم.

فواحد: بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا نہیں، میں اس بات کی نفی ہے کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے  
 تندرست آدمی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ یا نفی، نہی کے معنی میں ہے۔ یعنی تم کسی بیماری کو اس معنی میں  
 متعدی مت سمجھو کہ یہ خیال کرو کہ فلاں شخص، فلاں کی بیماری کی وجہ سے بیمار ہوا۔ بلکہ جس طرح پہلا شخص  
 اللہ کی مشیت سے بیمار ہوا، دوسرا بھی اللہ کی مشیت ہی سے بیمار ہوا۔ بعض بیماریاں، جو متعدی سمجھی جاتی ہیں،  
 اس میں ان کے متعدی ہونے کا انکار نہیں ہے بلکہ صرف عقیدے کی درستی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس  
 میں بھی اصل چیز اللہ کی مشیت ہی کو سمجھنا چاہئے نہ کہ کسی بیماری کو۔ کیونکہ اگر بیماری ہی اصل سبب ہو، تو پھر  
 ایک گھر میں متعدی مرض میں مبتلا ایک شخص کی وجہ سے گھر کے تمام افراد کو اس بیماری میں مبتلا ہونا چاہئے۔  
 جب کہ واقعتاً ایسا نہیں ہوتا، صرف ایک دو شخص ہی بیمار ہوتے ہیں، سب کے سب بیمار نہیں ہوتے۔ جس کے  
 صاف معنی یہ ہیں کہ متعدی مرض میں بھی اصل سبب بیماری نہیں، اللہ کی مشیت اس کی تقدیر اور فیصلہ ہی  
 ہے۔ (۲) اسی طرح بدشگوننی لینے کا معاملہ ہے، اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے اس لئے کچھ دیکھ کر دل میں اس  
 حسد کا وسوسہ پیدا بھی ہو تو اسے اہمیت دو اور نہ اس کے مقتضی پر عمل کرو۔ اچھی بات سن کر فال لینے کو جائز قرار  
 دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح ایک انسان اللہ تعالیٰ سے حسن ظن قائم کر لیتا ہے جو ایک مستحسن امر ہے۔  
 اس میں گویا اس امر کی بھی ترغیب ہے کہ انسان کو اپنی زبان سے اچھی بات ہی نکالنی چاہئے اور اچھی بات ہی  
 سنتی چاہئے، جس سے لوگ نیک فال اخذ کریں اور ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے لوگ کراہت  
 محسوس کریں اور اس سے ان کے دلوں میں بدفالی کا اندیشہ پیدا ہو۔

۱۶۷۷ - وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
 ۲/ ۱۶۷۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،  
 عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رسول اللہ ﷻ نے فرمایا، بیماری کا ایک سے دوسرے کو



«لَا عَذْوَى وَلَا طَيْسِرَةَ، وَإِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَبِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ» میں ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الطیرة - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطیرة والغال.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز بھی بجائے خود منحوس نہیں ہے۔ البتہ اپنی بعض صفات کی وجہ سے بعض چیزیں بعض لوگوں کے لئے نحوست (یعنی تکلیف) کا باعث ہو سکتی ہیں۔ جیسے گھر تنگ ہو یا پڑوسی اچھے نہ ہوں تو ایسے گھر میں انسان سکون و راحت سے نہیں رہ سکتا۔ بیوی بانجھ ہو، یا بدخلق اور بدزبان ہو یا بدکردار ہو وغیرہ، تو ایسی بیوی بھی انسان کے لئے منحوس ہے یعنی اس سے آرام و راحت کی بجائے تکلیف ہی پہنچتی ہے۔ گھوڑے سے جمادنی سبیل اللہ کا کام نہ لیا جائے، یا ویسے ہی وہ چال کا خراب ہے، اسے مارو، تب بھی وہ صحیح نہیں چلتا اور اپنے حال پر چھوڑ دو، تب بھی اپنی بے ڈھب رفتار کو نہیں بدلتا، تو اس میں یہ نحوست ہے کہ مالک اس سے اپنے مقاصد حاصل نہیں کر پاتا۔

۱۶۷۸ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۶۷۸ - حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَطَّيِّرُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ رسول اللہ ﷺ بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔  
بإسنادٍ صحيح. (ابو داؤد بسند صحیح)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرة۔  
فوائد: بہتر یہی ہے کہ نبی ﷺ کی اقتداء میں بدشگونی نہ لی جائے۔ تاہم اگر دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اس کے مقتضی پر عمل نہ کیا جائے۔

۱۶۷۹ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطَّيْرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَحْسَنُهَا الْفَأَلُ، وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ مَا يَكْرَهُ، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَذْفَعُ السُّبُوحَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ» حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۶۷۹ - حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فال گیری کا ذکر کیا گیا، تو آپ نے فرمایا۔ ان میں سب سے اچھی چیز تو نیک فال ہے اور (بدفالی) کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار چیز دیکھے (جس سے بدشگونی کا وسوسہ پیدا ہو) تو یہ دعاء پڑھے۔ یا اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائیوں نہیں پہنچاتا اور تیرے سوا کوئی برائیاں نہیں نالتا اور برائیوں سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت سے بہرہ ور ہونا، تیری ہی توفیق سے ممکن ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔



تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الطيرة.

فوائد: طيرة کے معنی مطلق فال گیری کے ہیں، اچھی فال اور بری فال دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ مسلمان کا شیوہ اچھی فال لینا ہے نہ کہ بد فال لینا۔ اس لئے ایک مسلمان جب کسی کام کا عزم کر لیتا ہے تو اسے کوئی بد شگونئی اس سے نہیں روکتی، کیونکہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ موثر حقیق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ علاوہ ازیں وہ اللہ تعالیٰ سے دفع شرکی دعاء بھی کرتا ہے۔ (۲) جس چیز سے عام طور پر لوگ بد فالی لیتے ہیں یا دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو، تو اس وقت مذکورہ دعاء پڑھنا مستحب ہے۔ گویا ناپسندیدہ چیز دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی طلب اور برائی سے اجتناب کی دعاء کرنی چاہئے

۳۰۵۔ باب تَخْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانِ فِي بَسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ نُوبٍ أَوْ دِزْهَمٍ، أَوْ مِخْدَةِ، أَوْ دِينَارٍ، أَوْ وَسَادَةِ وَعَنْبِرٍ ذَلِكَ، وَتَخْرِيمِ اتِّخَاذِ الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسِنَرٍ وَعِمَامَةٍ وَتَوْبٍ وَنَحْوِهَا، وَالْأَمْرِ بِإِتْلَافِ الصُّورِ

۳۰۵۔ بستر، پتھر، کپڑے، درہم، دینار اور تکیہ وغیرہ پر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت۔ اسی طرح دیوار، چھت، پردے، عمامے اور کپڑے وغیرہ پر تصویر بنانے کی حرمت اور تصویروں کو ضائع کرنے کا حکم

۱۶۸۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّورَ يُمْدُّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ» متفقٌ عليه.

۱۶۸۰ / ۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا (اور) ان سے کہا جائے گا، تم نے جو تصویریں بنائی تھیں، ان کو زندہ کرو۔ (یعنی ان میں روح ڈالو) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین يوم القيامة - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب...

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی بہت بڑا گناہ ہے، جس پر عذاب ہو گا۔ تاہم جو تصویر حکومت کی طرف سے لازم قرار دی گئی ہو، جیسے شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ڈومی سائل وغیرہ میں، ان میں چونکہ انسان مجبور ہے، اس میں اس کی اپنی مرضی کا دخل نہیں، اس لئے ان پر انہیں عذاب نہیں ہو گا، بشرطیکہ انسان ان ضرورتوں سے تجاویز نہ کرے۔

۱۶۸۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ

۱۶۸۱ / ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے اور میں نے

سَنَرْتُ سَهْوَةَ لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَائِيلٌ فَلَمَّا رَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، تَلَوْنَ وَجْهَهُ وَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ!» قَالَتْ: فَجَعَلْنَا مِنْهُ وَسَادَةً أَوْ وَسَادَتَيْنِ. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «الْقِرَامُ» بِكَسْرِ الْقَافِ، هُوَ: السَّنَرُ. «وَالسَّهْوَةُ» بِفَتْحِ السَّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ: الصَّفَةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ، وَقِيلَ: هِيَ الطَّائِفَةُ النَّافِذَةُ فِي الْحَائِطِ.

گھر کی ڈیوڑھی یا طاقچے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ پس جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا، اے عائشہ! قیامت والے دن اللہ کے ہاں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہو گا، جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں اس کی نقل اتارتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، پس ہم نے اس پردے کو کاٹ دیا اور اس سے ایک یا دو ٹکئیے بنا لئے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ما وطنی من التصاویر - وصحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیہ کلب . . . .

**فوائد:** یہ روایت اس سے قبل، باب الغضب اذا انتهکت حرمت الشرع رقم ۲/ ۶۵۰ میں مکرر چکی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ تصویریں بنانا اور انہیں گھروں میں نمایاں کر کے آویزاں کرنا، کبیرہ گناہ ہے۔ تاہم ان کی انہیں پھاڑ اور کاٹ کر ایسی چیز بنالی جائے جو قابل احترام نہ ہو اور لوگ اسے روندتے رہیں، تو تصویر والے کپڑے کا ایسا استعمال جائز ہے جیسے حضرت عائشہؓ نے اس کپڑے کے ٹکئیے بنا لئے تھے۔

۱۶۸۲ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَاصْنَعْ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، ہر تصویر بنانے والا جہنمی ہے، اس کی ہر تصویر کے بدلے میں جو اس نے بنائی ہوگی، ایک شخص پیدا کیا جائے گا، جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: پس اگر تم نے تصویر ضرور ہی بنانی ہو، تو درخت کی اور ایسی چیز کی تصویر بناؤ، جس میں روح نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر - وصحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیہ . . . .

**فوائد:** مصور (تصویر بنانے والے) نے جتنی تعداد میں تصویریں بنائی ہوں گی، اسی حساب سے اسے عذاب ہو گا۔ جتنی زیادہ تصویریں، اتنا ہی زیادہ عذاب۔ اس میں شادیوں اور جلسوں وغیرہ کی ویڈیو فلمیں بنانے والوں کے لئے سخت وعید ہے کہ وہ بیک وقت سینکڑوں، ہزاروں اور بعض دفعہ لاکھوں آدمیوں کی تصویریں بنا لیتے ہیں۔ اگر وہ اس کاروبار کو حرام جانتے ہوئے محض تساہل کی وجہ سے کر رہے ہوں گے تو اس کی سخت اور نہایت سخت سزا ان

کو جنم میں بھگتی پڑے گی اور اگر وہ اسے حلال سمجھتے ہوئے کریں گے دراصل حاکم وہ جانتے ہیں کہ اسلام میں یہ حرام ہے، تو وہ اپنے اس فعل سے کافر قرار پائیں گے اور ان کا دائمی ٹھکانا جنم ہو گا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وعید صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ہاتھ سے تصویر بناتے یا مجسمے تراشتے ہیں اور کیمرے کی تصویر، تصویر نہیں بلکہ عکس ہے۔ تو ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ تصویر ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کیمرے اور ویڈیو کے ذریعے سے۔ وہ تصویر ہے اور اس کا بنانے اور بنوانے والا نار جنم کی وعید کا مستحق، اعازنا اللہ منہ۔ البتہ قدرتی مناظر کی جیسے نہر، درخت، پہاڑ وغیرہ جن میں روح نہیں ہے، تصویر بنانا جائز ہے۔

۱۶۸۳ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةَ فِي الدُّنْيَا، كُفِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» متفقٌ عليه.

۱۶۸۳ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اسے قیامت والے دن مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، جب کہ وہ روح پھونکنے پر قادر نہیں ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من صور صورة كلف... - وصحيح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بيتا...  
**فوائد:** روح پھونکنے کا حکم زجر و توبیح کے طور پر دیا جائے گا، ورنہ کون اس پر قادر ہو سکتا ہے؟ اور جب وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو سخت عذاب دیا جائے گا۔

۱۶۸۴ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ» متفقٌ عليه.

۱۶۸۴ / ۵ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصوِّرين يوم القيامة - وصحيح مسلم، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا...  
**فوائد:** مصوِّر یعنی تصویر بنانے والا۔

۱۶۸۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي! فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً» متفقٌ عليه.

۱۶۸۵ / ۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح، پیدا کرنے لگتے ہیں، انہیں چاہئے کہ وہ ایک ذرہ (یا چیونٹی) ہی پیدا کر دکھائیں یا کسی غلے کا ایک دانہ پیدا کر دیں یا ایک جوہی پیدا کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب نقض الصور - وصحيح مسلم، کتاب

اللباس، باب لا تدخل الملائكة . . .

فوائد: اس میں مصورین (فوٹوگرافروں اور ویڈیو سازوں) کے لئے سخت وعید ہے جو صفت خالقیت میں اللہ کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

۱۶۸۶ - وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ» متفق عليه.  
 حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔  
 (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب التصاویر - وصحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بیٹا . . .

فوائد: فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جن کی آمد سے گھروں میں اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ ورنہ حفاظت و نگرانی پر مامور فرشتے تو ہر وقت ہی انسان کے ساتھ رہتے ہیں، وہ جدا ہی نہیں ہوتے۔

۱۶۸۷ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَبْرِيْلُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَزَاتَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جَبْرِيْلُ فَشَكَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: «إِنَّا لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ». رواه البخاري. «زات»: جبریل طے، آپ نے ان سے (دیر سے آنے کی) شکایت کی، تو جبریل نے فرمایا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری)

راٹ، کے معنی ہیں، تاخیر کی۔ اور یہ ماء کے ساتھ

ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بیٹا فیہ صورة۔

۱۶۸۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَاعَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ! قَالَتْ: وَكَانَ بِيَدِهِ عَصَا، فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلُهُ» ثُمَّ التَفَّتْ، فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ. فَقَالَ: «مَتَى دَخَلَ هَذَا»  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت جبریل نے کسی ایک گھڑی میں ان کے پاس حاضر ہونے کا وعدہ کیا، پس وہ گھڑی تو آگئی لیکن جبریل نہیں آئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک لاشی تھی، پس آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں

اَنْكَلْبُ؟» فَقُلْتُ: وَاللَّهِ! مَا دَرَيْتُ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَهُ جَبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَعَدْتَنِي، فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي» فَقَالَ مَتَعِنِي اَلْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ». رواه مسلم.

کرتا اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے نظر دوڑائی تو دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے ایک پلّا (کتے کا بچہ) ہے، تو فرمایا، یہ کتا کب اندر گھس آیا ہے؟ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) تو میں نے کہا، اللہ کی قسم! مجھے تو اس کا پتہ نہیں۔ پس آپ نے اس کی بابت حکم دیا اور اسے باہر نکالا گیا، تو اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، میں تمہارے لئے بیٹھا رہا، لیکن تم آئے نہیں تو جبریل نے عرض کیا، مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا کوئی تصویر ہو۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب لا تدخل الملائكة بیتا فیہ کلب...  
**فوائد:** اس حدیث سے گزشتہ حدیث کی وضاحت ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آپ کی لاعلمی میں کتے کا ایک بچہ گھس آیا تھا، جو جبریل کے لئے گھر کے اندر آنے میں رکاوٹ بنا رہا۔ لیکن آج بہت سے مسلمان محض انگریزوں کی نقالی میں بڑے شوق سے کتے پالتے اور ان کو گھروں میں رکھتے ہیں۔ اسی طرح اکثر گھروں میں تصویریں بھی آویزاں ہیں، کسی نے آرائش کے لئے مختلف جانوروں کی تصویریں شوکیوں میں رکھی ہوئی ہیں، کسی نے اپنی اور اپنی بیوی بچوں کی تصویریں سجا رکھی ہیں، کسی نے اپنے مرحوم باپ یا دادا کی تصویر اور کسی نے ”برکت“ کے لئے اپنے پیر یا کسی بزرگ یا کسی تنگ دھڑنگ ملنگ کی تصویر لٹکا رکھی ہے۔ حالانکہ تصویر تو رحمت و برکت سے محرومی کا سبب ہے نہ کہ برکت کے حصول کا سبب۔

۱۶۸۹ - وَعَنْ أَبِي هَجَّاجٍ حَيَّانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أْبْعَثُكَ عَلَيَّ مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْ لَا تَدَعَ صُورَةَ إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰ / ۱۲۸۹ - حضرت ابو الہیاج حیان بن حصین بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ (وہ یہ ہے کہ) کوئی تصویر دیکھو تو اسے مٹا ڈالو اور کوئی اونچی قبر یا تو اسے برابر کر دو۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبور.  
**فوائد:** تصویریں اور ایک بالشت سے زائد اونچی قبریں، یہ ان منکرات میں سے ہیں جن کو ختم کرنا اور مٹانا مسلمان حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ اسی لئے ایک اسلامی مملکت میں تصویر سازی کی اجازت ہوتی ہے اور نہ قبریں پختہ کرنے اور انہیں ایک بالشت سے زیادہ اونچا کرنے کی۔ برابر کرنے سے مراد یہ نہیں کہ انہیں زمین

کے برابر کر دو، بلکہ مطلب ہے کہ حکم شریعت کے مطابق ان کی زیادہ اونچائی ختم کر کے ایک باشت کے برابر کر دو۔

۳۰۶۔ بابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ إِلَّا لَصِيْدٍ  
شکار اور مویشی یا کھیتی کی حفاظت  
کے علاوہ کتا رکھنے کی حرمت کا بیان

أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ

۱۶۹۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَيْرَاطٍ» متفقٌ عليه. وفي رواية: «قَيْرَاطٌ». حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرماتے تھے، جو شخص «مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَيْرَاطٍ» کتا پالے، تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے۔ ایک قیراط (کمی ہوتی

ہے)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الذبائح، باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد - وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب الأمر بقتل الكلاب.

۱۶۹۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قَيْرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ» متفقٌ عليه. وفي رواية لمسلم: «مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ، وَلَا مَاشِيَةٍ، وَلَا أَزْضٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قَيْرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ». حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کتا (پالنے کی نیت سے) باندھا، تو اس کے عمل (کے ثواب) میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا رہے گا، البتہ کھیتی یا مویشی کی حفاظت کے لئے رکھا گیا کتا اس سے مستثنیٰ ہے۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، جس نے شکار

یا مویشی اور زمین کی حفاظت کے علاوہ (کسی اور مقصد کے لئے) کتا پالا، تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المزارعة، باب اقتناء الكلب للحراث - وصحيح مسلم، كتاب المزارعة، باب الأمر بقتل الكلاب.

فوائد: اس سے معلوم ہوا، کہ شکاری کتے اور کھیتی، مویشی (گائے، بکری وغیرہ جانوروں) اور زمین (مکان، دکان وغیرہ) کی حفاظت کے لئے کتے رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن ان کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے کتے رکھنے اور

پالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی اور مقصد کے لئے کتا رکھے گا، تو اس کے اجر میں سے روزانہ ایک یا دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔ حدیث میں ایک یا دو کے الفاظ کیوں استعمال کئے گئے ہیں؟ اس کی توجیہ میں بعض نے کہا کہ پہلے نبی ﷺ نے ایک قیراط کہا اور پھر بعد میں اضافہ کر دیا گیا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ شر اور دیہات کے اعتبار سے فرق ہے۔ شہروں میں رہنے والوں کے اجر میں سے دو قیراط اور اہل دیہات کے اجر میں سے ایک قیراط کی کمی ہوگی، کیونکہ اہل دیہات کو شہریوں کے مقابلے میں کتے رکھنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا، نجاست اور گندگی کے اعتبار سے کمی بیشی ہوگی، جس کے ہاں کتے کی وجہ سے گندگی زیادہ ہوگی، اس کے ثواب میں دو قیراط کی اور جس کے ہاں گندگی کم ہوگی، اس کے ثواب میں سے ایک قیراط کی کمی ہوگی۔ (۲) کتا رکھنے یا پالنے سے ثواب میں کمی کیوں ہوتی ہے؟ اس کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ کتے کی نجاست سے بچنا بڑا مشکل ہوتا ہے، اس لئے بعض دفعہ اس کی وجہ سے اس کی عبادت میں نقص پیدا ہو جاتا ہے جو ثواب میں کمی کا باعث بنتا ہے اور بعض نے کہا، کہ یہ آنے والے مہمانوں اور سائلوں پر بھونک کر ان کو خوف اور پریشانی میں مبتلا کرتا ہے جس کا وبال (ثواب میں کمی کی صورت میں) صاحب خانہ پر پڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔ قیراط کیا ہے؟ اس کے مختلف مفہوم ہیں۔ ایک قیراط وہ ہے جس کا ذکر نماز جنازہ کے اجر میں آتا ہے کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔ کیا یہاں بھی اسی مفہوم میں ہے، بعض علماء نے جواب اثبات میں دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جنازے میں اس کا ذکر اللہ کے فضل و کرم کے ضمن میں آیا ہے اور یہاں محبت کے ضمن میں ہے اور اللہ کا فضل، دیگر تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ وسیع ہے، اس لئے دونوں جگہ ایک مفہوم نہیں۔

۳۰۷۔ باب كَرَاهِيَةِ تَعْلِيْقِ النِّجْرَسِ فِي ۳۰۰۔ اونٹ یا دیگر جانوروں کی گردن میں البَعِيرِ وَعَنْبَرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَكَرَاهِيَةِ گھنٹی لٹکانے اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو اسْتِضْحَابِ الْكَلْبِ وَالنِّجْرَسِ فِي السَّفَرِ ساتھ رکھنے کی کراہت کا بیان

۱۶۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱ / ۱۶۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَضْحَبُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا، فرشتے اس قافلے کے ساتھ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ» رواہ نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا گھنٹی ہو۔ (مسلم)

مسلم۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب كراهية الكلب والنجرس في السفر۔  
 فوائد: کتے سے مراد وہی کتا ہے جس کے رکھنے کی اجازت نہیں ہے، ورنہ شکاری کتا یا حافظی کتا ساتھ ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے، فرشتوں سے مراد، رحمت کے فرشتے ہیں، ورنہ انسانوں کی حفاظت پر مامور فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ گھنٹی سے مراد ہر وہ چیز ہے جو جانور کی گردن میں لٹکا دی جائے تو حرکت کے ساتھ آواز ہوتی رہے۔

۱۶۹۳۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ۲ / ۱۶۹۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم





فِيهِ، وَالْأَمْرُ بِتَنْزِيهِهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الْأَقْدَارِ

گندگیوں سے مسجد کو پاک رکھنے کا حکم

۱۶۹۵ - عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْبِصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا». متفقٌ عليه.

۱۶۹۵ / ۱ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسجد میں تھوکنے کا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے مٹی میں دبا دینا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تَرَابًا أَوْ زَمَلًا وَنَحْوَهُ، فَيُؤَارِيهَا تَحْتَ تَرَابِهِ. قَالَ أَبُو الْمُحَاسِنِ الرَّوْيَانِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا فِي كِتَابِهِ «الْبَحْرُ» وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ، أَمَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبْلَطًا أَوْ مَجْصَصًا، فَدَلَّكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهِ أَوْ بغيرِهِ كَمَا يَقَعْلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْجَهَّالِ، فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ، بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَكَثِيرٌ لِلْقَدْرِ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يَمْسَحَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِتَوْبِهِ أَوْ بِبِدِّهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلُهُ.

یعنی اس میں مٹی یا ریت وغیرہ موجود ہو، تو پھر تھوک کو مٹی کے نیچے چھپا دے۔ یہ بات ہمارے اصحاب (اہل شوافع) میں سے ابو المحاسن رویانی نے اپنی کتاب ”البحر“ میں بیان کی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دفن کرنے سے مراد، اسے مسجد سے باہر نکال پھینکنا ہے۔ لیکن جب مسجد پتھروں کی بنی ہوئی ہو یا چونا گچ ہو (یعنی پختہ ہو، جیسے آج کل عام طور پر ہیں) تو اسے جوتے وغیرہ سے مل دینا، جیسا کہ اکثر جاہل لوگ کرتے ہیں، تو یہ دبا دینا نہیں ہے، بلکہ یہ تو گناہ میں زیادتی اور مسجد میں گندگی کو بڑھانا ہے، جو شخص ایسا کرے، اس پر واجب ہے کہ وہ اس کے بعد اسے کپڑے یا ہاتھ یا کسی اور چیز سے پوچھ دے یا اسے (پانی سے) دھو دے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد.

۱۶۹۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي جِدَارِ الْقُبْلَةِ مَخَاطَأَ، أَوْ بَرِاقًا، أَوْ نُخَامَةً، فَحَكَهُ. متفقٌ عليه.

۱۶۹۶ / ۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلے والی دیوار پر ریٹ (ناک کی غلاظت) یا تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ کر صاف کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد.

فوائد: راوی کو شک ہے کہ وہ گندگی ناک کی تھی یا منہ کے تھوک کی یا سینے سے نکلنے والے بلغم کی۔ جو بھی تھی، وہ بظاہر شک تھی، اسے نبی ﷺ نے خود ہی کھرچ یا رگڑ کر صاف کر دیا۔ اس طرح اپنی امت کو صفائی کی

۱۶۹۷ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۲۹۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَدْرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ» اور تلاوت قرآن ہی کے لئے ہیں۔ یا جیسے رسول اللہ  
أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. رواه مسلم. ﷺ نے فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات إذا حصلت فی المسجد۔

**فوائد:** نبی ﷺ نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی، جب ایک دیہاتی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا تھا۔ آپ نے اسے نہایت تحمل اور حکمت سے یہ مسئلہ سمجھایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح فرمادی کہ مسجدیں صرف اللہ کی عبادت، اس کے ذکر اور دعاء و تلاوت جیسے کاموں کے لئے ہیں، دنیا داری کے کام یہاں آکر نہیں کرنے چاہئیں۔ (۲) روایت کے آخر میں راوی نے جو کہا ہے۔ او کما قال (یا جیسا آپ نے فرمایا) یہ احتیاط کے طور پر راوی کہہ دیا کرتے تھے کہ ممکن ہے بیان کرتے وقت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں کوئی رد و بدل ہو گیا ہو۔ اس طرح کہنے سے کذب کے گناہ سے وہ محفوظ رہیں گے جو نہایت شدید گناہ ہے۔

۳۱۰ - مسجد میں جھگڑا کرنے، آواز بلند

۳۱۰ - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُصُومَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمَعَامَلَاتِ  
کرنے، گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور خرید و فروخت اور کرائے، مزدوری وغیرہ کے معاملات کرنے کی ممانعت

۱۶۹۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۲۹۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ؛ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تَبْنِ لِهَذَا» وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی آدمی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے، تو اسے چاہئے کہ یہ کہے، اللہ تعالیٰ تجھ پر یہ چیز نہ لوٹائے۔ اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالَّة فی المسجد۔

۱۶۹۹ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرَبِحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ؛

۲ / ۱۶۹۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم کسی شخص کو مسجد میں فروخت کرتا یا خریدتا ہوا دیکھو، تو کہو، اللہ تیری تجارت

وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُولُوا: لَا رَدَّهَا  
اللَّهُ عَلَيْكَ. رواه الترمذي وقال: حديث حسن.  
کو نفع بخش نہ کرے اور جب تم کسی کو کسی گم شدہ چیز  
کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو، تو کہو۔ اللہ تجھ پر یہ چیز نہ  
لوٹائے۔

(ترمذی، امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن ہے)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب البيوع، باب النهى عن البيع في المسجد.

۱۷۰۰ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۳ / ۱۷۰۰ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا  
إِلَى الْجَمَلِ الْأَخْمَرَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«لَا وَجَدْتُ؛ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ  
لَهُ» رواه مسلم.  
ایک آدمی نے مسجد میں اعلان کیا، پس اس نے کہا، کون  
ہے جو مجھے (میرے) سرخ اونٹ کا پتہ بتلائے؟ تو رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا، تو اسے نہ پائے، بے شک مسجدیں تو  
اسی کام کے لئے بنائی گئی ہیں جن کے لئے بنائی گئی ہیں۔  
(مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهى عن نشد الضالة في المسجد.

۱۷۰۱ - وَعَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ، ۳ / ۱۷۰۱ - حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ  
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي  
الْمَسْجِدِ، وَأَنَّ تَنْشُدَ فِيهِ ضَالَّةً، أَوْ يَنْشُدَ  
فِيهِ شَعْرًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ  
اسپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ  
نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے اور  
اس سے بھی کہ اس میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا  
اس میں شعر پڑھے جائیں۔

وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

**تخریج:** سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة - وسنن

ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في كراهية البيع والشراء.

**فوائد:** بعض علماء نے کہا ہے کہ ان احادیث میں بھی کراہت کے لئے ہے بشرطیکہ مذکورہ کاموں سے مسجد میں  
شور و غل نہ ہو، اگر شور و غل ہوتا ہو تو پھر یہ نئی تحریم کے لئے ہو گی۔ (۲) مسجد میں ایسے اشعار پڑھنے ممنوع  
ہیں جو عشق و محبت کی داستانوں اور اسی قسم کی دیگر چیزوں پر مبنی ہوتے ہیں، ورنہ اللہ کی توحید اور اتباع رسول  
وغیرہ اصلاحی مضامین پر شعر پڑھنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳) مسجدوں میں مسلمانوں کے مسائل اور مصالح  
پر گفتگو کرنے کی اجازت ہے، کیونکہ اس کا تعلق اجتماعی فلاح و بہبود اور مسلمانوں کے عام فائدے سے ہے، نہ  
کہ کسی کی ذات سے۔ (۴) قوالی کا اہتمام بھی مسجد میں کرنا حرام ہے (جسے بعض لوگ جہالت کی وجہ سے اچھا کام  
سمجھتے ہیں) کیونکہ اس میں بھی ایک تو طبلہ سارنگی اور ساز و موسیقی ہوتی ہے۔ دوسرے، اس میں نہایت غلو سے  
کام لیا جاتا ہے۔ تیسرے، اس کے ذریعے سے عوام کی جذباتی تسکین کر کے انہیں عمل کی اہمیت سے غافل کیا  
جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد خرابیاں اس میں موجود ہیں۔

۱۷۰۲ - وَعَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ۱۵۰۲ / ۵ - حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی نے مجھے الْمَسْجِدِ فَحَصَّنِي رَجُلٌ، فَكَفَّرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَإِنِّي بِهِذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ: مَنْ أَيْنَ أَنْتُمْ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُمْ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ، لَأَوْجَعْتُكُمْ، تَزْعَمَانِ أَصَوَاتُكُمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پاس لاؤ، چنانچہ میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے کر حاضر ہوا، تو آپ نے ان سے پوچھا، تم کہاں کے ہو؟ انہوں نے کہا۔ طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے، تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا، تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کر رہے ہو۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد.

نوٹ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ مسجد میں اونچی آواز سے گفتگو کرنا مسجد کے ادب و احترام کے منافی اور ایک ایسا جرم ہے جس پر سزا دی جاسکتی ہے۔ (۲) منکر اور خلاف شرع کام کرنے والوں کو ضرور روکنا اور منع کرنا چاہئے، اگر اس کی طاقت ہو۔

۳۱۱ - بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَانًا أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنِ دُخُولِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ إِلَّا لِمُضْرُورَةٍ ۳۱۱ - لَسْنُ، پِياز، گندنا یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر، بدبو زائل کئے بغیر مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت اور بوقت ضرورت اس کا جواز

۱۷۰۳ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ - يَعْنِي الثُّومَ - فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» متفق عليه. وفي رواية لمسلم: «مَسَاجِدَنَا». ۱۵۰۳ / ۱ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس درخت سے یعنی لسن کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں، ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النوى والبصل والكرات - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا...

۱۷۰۴ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۵۰۴ / ۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ كَرِيمِ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس درخت سے کھائے،

الشَّجَرَةَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا» تو وہ ہمارے قریب نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز متفق علیہ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نهی من أكل ثوما أو بصلا...  
**فوائد:** اس درخت سے مراد وہی لسن ہے، جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے، یہاں اشارہ معمو ذہنی کی طرف ہے۔

۱۷۰۵ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا، فَلْيَمْتَرِزْنَا، أَوْ فَلْيَمْتَرِزْ مَسْجِدَنَا» متفق علیہ۔ وفي رواية لمسلم: «مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالكُرَاتِ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ المَلَائِكَةَ تَنَادَى مِمَّا يَتَأَدَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ».  
 ۱۷۰۵/۳ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو شخص لسن یا پیاز کھائے، وہ ہم سے علیحدہ رہے یا (فرمایا) ہماری مسجد سے علیحدہ رہے۔ (بخاری و مسلم)  
 اور مسلم کی روایت میں ہے۔ جو شخص پیاز، لسن اور گندنا کھائے، تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس لئے کہ فرشتے بھی ان چیزوں سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نهی من أكل ثوما أو بصلا...  
**فوائد:** کراث، ایک بدبودار قسم کی سبزی ہے۔ یہ ساری چیزیں اس وقت ممنوع ہیں جب یہ کچی ہوں اور نماز کے لئے مسجد میں جانے کا وقت بالکل قریب ہو۔ ورنہ لسن پیاز تو ہر ہانڈی کا لازمی جزء ہے۔ لیکن پکنے کے بعد چونکہ ان کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اس لئے ان کا کھانا بھی جائز ہے۔

۱۷۰۶ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ مَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: الْبَصَلَ، وَالثُّومَ. لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ، فَأَخْرَجَ إِلَى الْبَيْعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا، فَلْيَمْتَرِهُمَا طَبْخًا. رواه مسلم.  
 ۱۷۰۶/۴ - حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا، تو اپنے خطبے میں فرمایا، پھر تم اے لوگو، دو ایسے درخت (یعنی سبزیاں) کھاتے ہو جن کو (کچا کھانا) میں ناجائز خیال کرتا ہوں۔ پیاز اور لسن، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب مسجد میں کسی آدمی سے ان دو چیزوں کی بدبو آپ محسوس فرماتے تو اس کی بابت حکم دے کر اسے بیع (قبرستان) تک باہر نکلوا دیتے تھے۔ پس جو شخص انہیں کھائے تو وہ انہیں پکا کر ان کی بدبو زائل کر کے کھائے۔ (مسلم)



تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نہی من أكل ثوما أو بصلا . . .

فوائد: غیث کا لفظ 'حرام اور ایسی چیزوں پر بھی ہوتا ہے جن کا کھانا یا اس کی بو ناگوار اور مکروہ ہو۔ پیاز اور لسن وغیرہ جب تک یہ کچے ہوں، اس اعتبار سے غیث ہیں کہ انہیں کھا کر مسجد میں جانا ممنوع ہے۔ البتہ پکنے کے بعد ان کا حکم بدل جائے گا اور ان کا کھانا جائز ہو گا۔ اسی طرح مسجد میں جانے کا وقت نہ ہو، تب بھی ان کو کچا کھانا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب عبادت یا اسی طرح کے کسی مقصد کے لئے مسجد، مدرسے یا کسی اور جگہ جانا ہو، جہاں لوگوں کا اجتماع ہو تو وہاں ایسی چیز کھائی نہ جائے کہ جس کی بدبو دوسرے لوگوں کو بھی پہنچے اور وہ اس سے تکلیف محسوس کریں، جیسے کچا لسن، پیاز، سگریٹ اور حقہ، بیڑی وغیرہ۔ (۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کو ہر قسم کی نجاستوں اور بدبودار چیزوں سے بچا کر رکھا جائے۔ اس اعتبار سے ہمارے ملک کی بہت سی مسجدوں میں جو بیت الخلاء وغیرہ مسجد کے اندر ہوتے ہیں اور ان کی بدبو مسجد کے اندر جاتی اور محسوس ہوتی ہے، یہ ناجائز ہیں۔ مسجدوں کے اندر ان کے بنانے کا قطعاً جواز نہیں ہے۔ اس قسم کی مسجدوں کو ان نجاستوں سے پاک کرنا ضروری ہے، ورنہ انتظامیہ اور ذمے دار حضرات عند اللہ مجرم ہوں گے۔

۳۱۲۔ جمعہ کے دن دوران خطبہ گھنٹوں کو

۳۱۲۔ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ يَجْلُبُ النَّوْمَ، فَيَقْوُوتُ اسْتِمَاعَ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضَ الْوَضُوءِ

پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت۔ اس لئے کہ اس سے نیند آتی ہے جس سے خطبہ سننے سے محرومی اور وضو کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔

۱۷۰۷۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ. رواه أبو داود، والترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. سے منع فرمایا ہے۔

۱۷۰۷۔ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعے کے دن، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، گھنٹوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابو داؤد، ترمذی۔ دونوں نے اسے حسن قرار دیا ہے)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاحتباء، باب ما جاء في كراهة الاحتباء . . .

فوائد: حبوة، احتباء کا اسم مصدر ہے، اس کے معنی ہیں، دونوں گھنٹوں کو ہاتھوں کے ساتھ یا کسی کپڑے وغیرہ کے ساتھ پیٹ سے ملا کر بیٹھنا۔ اس طرح خطبہ جمعہ کے دوران بیٹھنا ممنوع ہے، کیونکہ اس سے نیند آتی ہے جس سے سماع خطبہ میں خلل آتا ہے جو واجب ہے اور غلبہ نیند سے وضوء کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے جس سے نماز باطل ہو سکتی ہے۔





فحص قسم اٹھائے، تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے یا پھر خاموش رہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب لا تحلفوا بآبائکم - وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب النهی عن الحلف بغیر اللہ تعالیٰ۔

**فوائد:** اس میں آباء و اجداد کی قسم کھانے کی ممانعت کا بیان ہے۔ اگلی حدیث میں آباء کے ساتھ جھوٹے معبودوں اور طاغوتوں کی قسم کھانے کی ممانعت ہے۔

۱۷۱۰ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي، وَلَا بِآبَائِكُمْ». رواه مسلم. «الطَّوَاغِي»: جَمْعُ طَاغِيَةٍ، وَهِيَ الْأَضْنَامُ، وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: «هَذِهِ طَاغِيَةٌ دَوَسٍ» أَيْ: صَنَمُهُمْ وَمَعْبُودُهُمْ. وَرَوَى فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ: «بِالطَّوَاغِيَةِ جَمْعُ طَاغُوتٍ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ».

۱۷۱۰ / ۲ - حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم تمہارے باپوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپ دادوں کی۔ (مسلم)

الطواغی، طاغیہ کی جمع ہے، مراد بت ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں ہے کہ ”یہ قبیلہ دوس کا بت ہے“۔ یعنی ان کا معبود اور صنم ہے اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں الطواغیت مروی ہے، جو طاغوت کی جمع ہے، جس کے معنی شیطان اور صنم کے ہیں۔

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من حلف باللات والعزى۔

۱۷۱۱ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، فَلَيْسَ مِنَّا». حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۷۱۱ / ۳ - حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔

(ابو داؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

**تخریج:** سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والنذور، باب کراهية الحلف بالامانة۔

**فوائد:** امانت کی قسم کا مطلب ہے کہ مثلاً کوئی کہے مجھے امانت کی قسم ہے، یہ ممنوع ہے، اس لئے کہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی کسی صفت کی کھانی جائز ہے اور امانت اللہ کے حکموں میں سے ایک حکم یا اس کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ جیسے نماز، حج، روزہ وغیرہ ہے۔ اس طرح یہ اوامر الہی، اللہ کے اسماء و صفات کے مشابہ بن جاتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ (عون المعبود)

۱۷۱۲ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا، فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا». رواه أبو داود.

۱۷۱۲ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے حلف اٹھایا اور کہا، میں اسلام سے بیزار ہوں، پس اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر وہ سچا ہے تب بھی وہ اسلام کی طرف سلامتی سے ہرگز نہیں لوٹے گا۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، أبواب الأيمان والنذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة.  
 فوائد: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ان الفاظ سے قسم کھائے، اگر اس نے فلاں کام کیا تو وہ کافر ہے۔ اگر قسم کھاتے وقت اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ اگر اس نے یہ کام کر لیا تو وہ کفر کا راستہ اختیار کر لے گا تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد دین اسلام پر استقامت کا اظہار تھا اور اس کا عزم تھا کہ وہ کبھی بھی کفر کا راستہ اختیار نہیں کرے گا، تو وہ کافر تو نہیں ہو گا، لیکن اس کے لئے اس نے جو طریقہ اختیار کیا، وہ غلط تھا، اس لئے اسے توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے، بلکہ بہتر ہے کہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کر لے۔

۱۷۱۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۵/ ۱۷۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ  
 أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللَّهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ، فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» رواه الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهُ: «كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» عَلَى التَّغْلِيظِ، كَمَا رَوَى ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الرِّيَاءُ شِرْكٌ».

بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا، کے الفاظ سخت تنبیہ کے طور پر فرمائے گئے ہیں (حقیقت میں غیر اللہ کی قسم کفر یا شرک نہیں ہے) جیسے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ریا کاری شرک ہے۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الأيمان والنذور، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله.  
 فوائد: ایام نووی نے 'الریاء شرک' کو جو حدیث کہا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مروی نہیں ہے۔ تاہم نبی ﷺ نے ریا کاری کی قباحت و شاعت کو جن الفاظ سے بیان فرمایا ہے، اس سے مفہوم یہی نکلتا ہے کہ ریا کاری بھی شرک (یعنی شرک خفی) ہے مثلاً آپ نے فرمایا من صام برائی فقد اشرك، ومن صلی برائی فقد اشرك، جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا یا نماز پڑھی، پس اس نے شرک کیا۔ بہر حال غیر اللہ کی قسم کھانا، نہایت خطرناک ہے، اسے اگرچہ بعض علماء نے سختی پر محمول کیا ہے، جیسا کہ امام صاحب نے فرمایا۔ لیکن اگر قسم اٹھانے والے کے دل میں غیر اللہ کی عظمت ہے اور اسی عظمت کی وجہ سے وہ غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث کے مطابق وہ شخص کافر اور مشرک قرار پائے گا، بنا بریں غیر اللہ کی قسم کھانے سے اجتناب ضروری ہے۔ بد قسمتی سے جاہل مسلمانوں میں اس طرح کی قسمیں بڑی عام ہیں، تیری یا تیرے سر کی قسم، بچوں کی قسم، فلاں بزرگ کی قسم وغیرہ۔ یہ سب ممنوع اور حرام ہیں۔

۳۱۵۔ بَابُ تَغْلِيظِ النِّمِيسِ الْكَاذِبَةِ ۳۱۵۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کا بیان۔ عَمْدًا

۱۷۱۴ - عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۷۱۳ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے ناحق کسی مسلمان آدمی کا مال امریہ، مسلم بن غیر حَقَّه لَيْقِيَّ اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ يَمَهُدُ اللَّهُ وَأَيُّهُمْ نَمُنَّا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ۷۷] اِلىٰ آخِرِ الْآيَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اللہ عز و جل کی کتاب سے اس مفہوم کی تصدیق کرنے والی آیت پڑھ کر سنائی۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے سے تھوڑا سا مول لے لیتے ہیں، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا اور نہ قیامت والے دن اللہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ (سورہ آل عمران، ۷۷) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المساقاة، باب الخصومة في البئر - وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار...

۱۷۱۵ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِبْنِ نَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ. وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ قَضِيًّا مِنْ أَرْكَهِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲/ ۱۷۱۵ - حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعے سے کسی مسلمان کا حق لے لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کی آگ کو واجب اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ، چاہے وہ تھوڑی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا، چاہے وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الأيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم، بيمين فاجرة بالنار.

۱۷۱۶ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكِبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رَوَايَةٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْكِبَائِرُ؟ قَالَ: «الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ»

۳/ ۱۷۱۶ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

اور اسی بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول، بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟



یَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَيُلْفَعِلِ الذِّي هُوَ خَيْرٌ، رواه دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قوله تعالى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ...﴾  
 ۱۷۱۹ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنِّي وَاللَّهِ! إِن شَاءَ اللَّهُ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، ثُمَّ أَرَى خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي، وَأَنْبِئْتُ الذِّي هُوَ خَيْرٌ» متفقٌ عليه.  
 ۱۷۱۹ / ۳ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک میں اللہ کی قسم، اگر اللہ نے چاہا۔ کسی کام پر حلف نہیں اٹھاؤں گا، پھر میں اس سے زیادہ بہتر صورت دیکھوں تو میں ضرور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا اور وہ کام اختیار کروں گا جو بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری و صحیح مسلم.

۱۷۲۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَلْجَأَ أَحَدُكُمْ فِي يَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ أَوْ لَوْ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِ» متفقٌ عليه. قوله: «يَلْجَأُ» يَفْتَحُ اللَّامَ، وَتَشْدِيدُ الْجِيمِ: أَي يَتَمَادَى فِيهَا، وَلَا يَكْفُرُ، وَقَوْلُهُ: «أَتَمُّ» هُوَ بِالشَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ، أَي: أَكْثَرُ إِنَّمَا.  
 ۱۷۲۰ / ۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی شخص کا اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم کھا کر اس پر اڑے رہنا، اللہ کے ہاں اس کے لئے اس بات سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اس قسم کا وہ کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)  
 یلج، لام پر زبر اور جیم پر شد، یعنی قسم پر اڑا رہے اور (قسم توڑ کر) کفارہ ادا نہ کرے۔ آتم، ثاء کے ساتھ، زیادہ گناہ گار۔

**تخریج:** صحیح بخاری، أوائل کتاب الایمان - و صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الإصرار على اليمين.

**فوائد:** اہل سے مراد بیوی، بچے اور دیگر اہل خانہ ہیں۔ آدمی مثلاً بیوی کی بابت کوئی قسم کھالے، دراصل حالیکہ اسی میں اس کے لئے بہتری ہے، تو اس صورت میں اپنی قسم پر ہی اڑے رہنا، زیادہ گناہ کا باعث ہے۔ اس سے کم تر گناہ تو یہ ہے کہ قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے اور بیوی سے معمول کے مطابق معاملہ کرے۔ ان تمام احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ قسم کھانے کے بعد اگر یہ واضح ہو کہ بہتری تو اس کام میں ہے جس کو نہ کرنے کی قسم کھائی ہے، تو قسم توڑ دی جائے اور قسم علیہ کام کو اختیار کر لیا جائے۔ قسم توڑنے کی، قسم علیہ کے اعتبار سے، مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس نے قسم کھائی ہے کہ مثلاً نماز نہیں پڑھوں گا، یا شراب پیوں گا، تو اس قسم کا توڑنا واجب ہو گا اور اگر کسی مستحب کام کے نہ کرنے پر یا کسی ناپسندیدہ کام کے کرنے پر قسم کھائی ہے، تو قسم کا







يَا لَلغَوْ فِي أَيْمَانِكُمْ ﴿ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ : فسي ايما نكم ايے آدمی کے بارے میں اتری ہے لا وَاللّٰهِ وَبَلَىٰ وَاللّٰهُ رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ . جو (بات بات پر بغیر ارادہ قسم کے) کہتا ہے، اللہ کی قسم، کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة المائدة، باب: ﴿يَا أَيُّهَا الرِّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ .

فوائد: گزشتہ باب اور اس باب میں بیان کردہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ قسموں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک جھوٹی قسم (بیمین غموس) اس کا حکم گزر چکا۔ دوسری لغو قسم، اس پر نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ تیسری قسم، معقودہ۔ جو انسان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی بات دل کے پورے ارادے کے ساتھ کھاتا ہے۔ اس کے توڑنے پر کفارہ ہے جو آیت مذکورہ میں بیان ہوا۔ (۳) کفارہ قسم میں دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانے کا جو ذکر ہے، اس کی مقدار کیا ہوگی؟ اس کی بات کوئی صحیح روایت نہیں ہے۔ بعض علماء نے صبح اور رات کا کھانا کہا ہے اور بعض ائمہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے، جس میں رمضان میں روزے کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کرنے والے کفارے کا ذکر ہے ایک مد (تقریباً دس چھٹانک) فی مسکین خوراک قرار دی ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے اس شخص کو کفارہ جماع ادا کرنے کے لئے چندہ صلح کھجوریں دی تھیں، جنہیں ساٹھ مسکینوں پر تقسیم کرنا تھا۔ ایک صلح میں چار مد ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے بغیر سالن کے دس مسکینوں کے لئے دس مد (یعنی سوا چھ سیر یا چھ کلو) خوراک ہوگی (ابن کثیر) یعنی چھ کلو آٹا، یا چاول یا کھجور وغیرہ۔ اگر عرف کا اعتبار کرتے ہوئے دس مسکینوں کو ایک وقت کا اوسط درجے کا کھانا کھلایا جائے، تو ہمارے خیال میں یہ بھی کافی ہو گا۔ واللہ اعلم۔

۳۱۸ - بَابُ كِرَاهَةِ الْخَلْفِ فِي الْبَيْعِ  
وَإِنْ كَانَ صَادِقًا  
۳۱۸ - سودا کرتے وقت قسم کھانے کی  
کراہت کا بیان، اگرچہ وہ سچا ہی ہو

۱۷۲۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْخَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلْسَّلْعَةِ، مَنْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ» متفقٌ عليه.  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم سووے کے زیادہ بکنے کا سبب ہے لیکن کمائی کی برکت مٹانے کا ذریعہ بھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فوائد: سلعة کے معنی سامان اور سووے کے ہیں۔ نفاق کے معنی رواج اور کثرت طلب کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سودا بیچتے وقت جو شخص قسم کھاتا ہے تو اس کا سودا تو جلدی بک جاتا ہے اور زیادہ بکتا ہے، لیکن یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، اس سے بظاہر کمائی زیادہ ہوتی ہے لیکن اس میں برکت نہیں ہوتی، بلکہ اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ اس لئے گاہک کو متاثر کرنے کے لئے قسم نہیں کھانی چاہئے چاہے وہ سچا ہی ہو۔

۱۷۲۳ - وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۷۲۳ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ» انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، سودا

وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي النَّبِيِّ، فَإِنَّهُ يُنْفِقُ نَفْسَهُ كَرْتَةً زَيْدَةً قَسْمِ أَثْمَانِهِ سَبْعًا، اس لئے کہ اس سے سو دا تو زیادہ بک جاتا ہے، لیکن (یہ طریقہ) برکت کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهی عن الحلف فی البیوع.

فوائد: اس میں بھی وہی بات بیان کی گئی ہے۔ اس میں ہمارے لئے غور و فکر کی دعوت ہے کہ جب سچی قسم کھانا بھی بے برکتی کا باعث ہے تو جو لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے اور اپنا سامان بیچتے ہیں، وہ کتنے بڑے گناہ کار ارتکاب کرتے ہیں۔ اعازنا اللہ منہ

۳۱۹۔ اس بات کی کراہت کہ انسان جنت

۳۱۹۔ بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يَسْأَلَ الْإِنْسَانَ كَعَلَاوَةِ اللَّهِ كَالوَاسِطَةِ مِنْ كَسِيٍّ أَوْ شَيْءٍ كَالْبَيْعِ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرِ الْخَيْطِ، سؤال کرے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ کے نام پر مانگنے والے اور اس کے ذریعے سے سفارش کرنے والے کو انکار کر دیا جائے

۱۷۲۴۔ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۷۲۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللَّهِ ﷻ لِيُفَرَّقَ بَيْنَ ذَاتِ اللَّهِ وَوَسْطِهِ» (ابو داؤد)

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب کراہیة المسألة بوجه الله تعالى.

فوائد: اس حدیث کی بابت شیخ البانی حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے مسئلہ زیر بحث پر استدلال کرنا، کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔

(۱) یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ (۲) اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے، تب بھی اس سے عدم جواز پر استدلال صحیح نہیں، اس لئے کہ نبی سے متبادر الی الذہن یہ بات ہے کہ اللہ کے واسطے سے دنیا کے عارضی اور فانی مال و متاع کا سوال کرنا منع ہے۔ لیکن اگر اس سے ہدایت اور صراط مستقیم کا سوال کیا جائے، جو انسان کو جنت تک لے جاتا ہے، تو اسے ممنوع کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟ (۳) امام نوویؒ نے اس حدیث پر کراہت کا باب باندھا ہے نہ کہ عدم جواز کا اور شوافع کے نزدیک کراہت، تخریم کے لئے ہوتی ہے نہ کہ تحریم کے لئے (تعلیق المسکوٰۃ) للالبانی ج ۱، ص ۶۰۵) بہر حال اللہ کے نام اور واسطے سے دنیا کا سوال ناپسندیدہ ہے، لیکن اس کے جواز سے انکار مشکل ہے۔

۱۷۲۵۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ ۲/ ۱۷۲۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللَّهِ ﷻ لِيُفَرَّقَ بَيْنَ ذَاتِ اللَّهِ وَوَسْطِهِ» (ابو داؤد)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے، تو اسے قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ، تو اس کے لئے دعائے خیر کرو (اور اتنی دعاء کرو) حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے اسے ابو داؤد اور نسائی نے صحیحین کی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے)

**تخریج:** سنن ابی داؤد، اواخر کتاب الزکاة، باب عطیة من سأل بالله عزوجل - وسنن نسائی، کتاب الزکاة، باب من سأل بالله عزوجل.

**فوائد:** اس میں اللہ کے نام پر پناہ طلب کرنے اور مانگنے کا جواز ہے۔ (۲) اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے بلکہ اللہ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اس کی ضرورت پوری کر دی جائے۔ تاہم اگر کسی سائل کی ہمت یقین ہو کہ یہ پیشہ ور گداگر ہے اور حقیقت میں ضرورت مند نہیں ہے، تو اس کو نہ دینا بہتر ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں گداگری کی حوصلہ شکنی ہو۔ (۳) احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دیا جائے، اگر طاقت نہ ہو تو محسن کے حق میں خوب دعاء کرے، یہ بھی بدلے کی ایک صورت ہے۔ (۴) دعوت، قبول کرنی ضروری ہے بشرطیکہ وہاں محرمات کا ارتکاب نہ ہو۔

۳۲۰۔ بادشاہ وغیرہ کو شہنشاہ کہنا حرام ہے،  
 ۳۲۰۔ بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ شَاهِنشَاهَ  
 لِلشُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ لِأَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكٌ  
 الْمَلُوكِ وَلَا يوصفُ بِذَلِكَ غَيْرُ اللَّهِ  
 لِشُبْحَانِهِ وَتَعَالَى  
 لئے بیان کرنا جائز نہیں

۱۷۲۶ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخْتَعَ اسْمٌ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ»  
 ۱۷۲۶/۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سب سے ذلیل ترین نام، اللہ عزوجل کے نزدیک اس شخص کا نام ہے، جو اپنا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھے۔ (بخاری و مسلم)  
 حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ملک الاملاک اور شہنشاہ دونوں ایک جیسے ہیں۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب أبغض الأسماء إلى الله تعالى - وصحیح مسلم، کتاب الآداب، باب تحريم التسمی بملك الاملاک.

**فوائد:** اللہ تعالیٰ کو عاجزی و انکساری بہت پسند ہے اور فخر و غرور اور تکبر سخت ناپسندیدہ۔ اور بادشاہوں کا بادشاہ



## ترقرین

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بیماریاں اور آزمائشیں صغیرہ گناہوں کی معافی کا سبب ہیں۔ اس لئے ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ بھی اللہ کی مشیت و تقدیر کا حصہ ہیں۔ تاہم علاج اور دوا دارو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

۳۲۳۔ ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت، نیز

ہوا کے چلنے کے وقت کی دعا کا بیان

۳۲۳۔ بابُ النَّهْيِ عَنِ سَبِّ الرِّيحِ،

وَبَيَانُ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا

۱ / ۱۷۲۹۔ حضرت ابو المنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے

عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أَمَرْتَ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أَمَرْتَ بِهِ» رواه الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہوا کو برا بھلا مت کہو، پس جب تم ایسی (آندھی) دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو، تو یہ دعاء پڑھو۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے، تجھ سے سوال کرتے ہیں اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی، حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الفتن، باب ما جاء في فضل الفقر.

۲ / ۱۷۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الرِّيحُ مِنْ رُوحِ اللَّهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ، وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلَا تَسُبُّوهَا، وَسَلِّوْا اللَّهَ خَيْرَهَا، وَاسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا» رواه أبو داود بإسنادٍ حسنٍ. قوله ﷺ: «مِنْ رُوحِ اللَّهِ» هو بفتح الراء، أي: رَحْمَتِهِ بِعِبَادِهِ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، ہوا اللہ کی رحمت ہے، یہ رحمت لے کر آتی ہے اور (کبھی) عذاب لاتی ہے۔ پس جب تم اسے دیکھو تو اسے برا بھلا مت کہو اور اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کی برائی سے پناہ مانگو۔ (اسے ابو داؤد نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

من روح اللہ، یہ راء کے زبر کے ساتھ ہے۔ یعنی

ہوا، بندوں پر اللہ کی رحمت کی مظہر ہے

تخریج: سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب ما یقول إذا حاجت الريح.

۱۷۳۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۳ / ۱۷۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُزِيلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُزِيلَتْ بِهِ»  
 جب تیز ہوا چلتی تو نبی ﷺ فرماتے تھے، اے اللہ ہم تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس میں جو ہے، اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے، سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح.

فوائد: ہوا بھی دیگر نعمتوں کی طرح، اللہ کی ایک نعمت ہے جو انسانی صحت اور وسائل رزق کے لئے ضروری ہے۔ تاہم اگر اللہ چاہے تو اس میں تبدیلی اور تیزی پیدا کر کے اسے ہلاکت و بربادی کا ذریعہ بنا دے۔ اس لئے اس میں جو بھلائی کے پہلو ہیں ان سے مستفید ہونے کی بارگاہ الہی میں دعاء کرے اور جو شر کے پہلو ہیں، ان سے پناہ مانگے۔ (۲) ایک مومن تو انسانوں کو بھی گالیاں نہیں دیتا چہ جائیکہ بے حس جانوروں کو برا بھلا کہے۔ لیکن بہت سے جاہل لوگ جانوروں کو بھی گالیاں نکالتے رہتے ہیں۔ یہ ایک مسلمان کا شیوہ نہیں۔

۳۲۳۔ مرغ کو برا بھلا کہنے کی کراہت کا

۳۲۴۔ بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدَّبِيكِ

بیان

۱۷۳۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ۱/ ۱۷۳۲۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هِيَ»  
 ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مرغ کو برا بھلا نہ کہو،  
 «لَا تَسُبُّوا الدَّبِيكَ، فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ» رواه اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔

أبو داؤد بإسنادٍ صحيح. (اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الدبک والبہائم.

فوائد: حدیث کا مطلب واضح ہے۔ آج کل مرغ کی یہ افادیت اس لئے واضح نہیں ہوتی کہ اسپیکروں پر اذان ہوتی ہے۔ جب یہ اسپیکر ایجاد نہیں ہوا تھا، تو مؤذنوں کی آواز نہایت محدود ہوتی تھی اور مرغ کی بانگ ہی اکثر لوگوں کو تہجد اور فجر کی نماز کے لئے جگایا کرتی تھی۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نیکی میں جو بھی جس قسم کا تعاون کرے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور خود بھی لوگوں کو نیکی کی ترغیب دے اور اس میں تعاون کرے تاکہ عند اللہ وہ حسن صلہ کا مستحق قرار پائے۔

۳۲۵۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ: ۳۲۵۔ یہ کہنے کی ممانعت کہ ہمیں فلاں

مُطْرِنًا بِنَوْءٍ كَذَا ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی۔

۱۷۳۳۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ رَضِيَ اللَّهُ ۱/ ۱۷۳۳۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے



عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: «هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟» قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطْرِنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطْرِنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ» متفق عليه. وَالسَّمَاءُ هُنَا: الْمَطْرُ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی۔ یہ واقعہ بارش کے بعد کا ہے جو رات کو ہوئی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، کیا تم جانتے ہو، تمہارے رب نے کیا کہا؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میرے بندوں نے اس حال میں صبح کی کہ کچھ مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور کچھ میرے ساتھ کفر کرنے والے۔ جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی، پس یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں (کے تصرف) کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی ہے، پس یہ میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا۔ (بخاری و مسلم)

سماء کے معنی یہاں بارش کے ہیں

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء.

فوائد: نوع، ناء، یوء کا مصدر ہے۔ ناء النجم اس وقت بولتے ہیں جب ستارہ جھڑ جائے یا غروب ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت بولتے ہیں جب ستارہ طلوع ہوتا ہے۔ تمام حوادث و واقعات کا فاعل اور مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، اس لئے اس کی طرف ان کی نسبت ہوتی چاہئے۔ اس عقیدے کے ساتھ اگر کسی موقع پر حادث کی نسبت اسباب کی طرف بھی کر دی جائے تو وہ جائز ہے۔ لیکن اسباب کو ہی فاعل اور مؤثر مان لینا، جیسا کہ اکثر مشرکین کا عقیدہ ہوتا ہے، کفر و شرک ہے۔

(۲) اہل جاہلیت، جب بارش کسی ستارے کے طلوع یا غروب کے وقت ہوتی، تو وہ بارش اس ستارے کی طرف منسوب کر دیتے اور اسی ستارے کو وہ فاعل اور مؤثر و متصرف تسلیم کرتے، اسے حدیث میں اللہ کے ساتھ کفر و شرک قرار دیا گیا ہے۔ اعادنا اللہ منہ

۳۲۶ - بابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ: ۳۲۶ - كَسَى مُسْلِمًا كَوَاعِي كَافِرًا كَمَا كَرِپَارِنَا

حرام ہے

يَا كَافِرُ

۱۷۳۴ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۱ / ۱۷۳۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،



قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لَأَخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو وہ دو باتوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے، اگر وہ (واقعی) ایسا ہوا جیسا کہ اس نے کہا (تو درست) ورنہ وہ کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من كفر أخاه من غير تأويل - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر.

فوائد: اس میں بلاوجہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کی سخت ممانعت ہے، کیونکہ اگر اس میں وجوہ کفر نہ پائے گئے تو کہنے والا کافر قرار پائے گا۔

١٧٣٥ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ١٤٣٥/٢ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوُّ اللَّهِ، وَوَلَّيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «حَارَ»: كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «حَارَ»: كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «حَارَ»: كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا، اے اللہ کے دشمن۔ درآں حالیکہ وہ ایسا نہ ہو، تو وہ بات اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حار بمعنی لوٹ آنا

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر.

فوائد: اس میں بھی کسی مسلمان کو بلاوجہ کافر یا اللہ کا دشمن کہنے کی ممانعت ہے۔ تاہم اگر کوئی مدعی اسلام ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے تو اس کی تکفیر ضروری ہے تاکہ دوسرے مسلمان اس کی گمراہی سے محفوظ رہیں۔ ایسے شخص کی تکفیر مذکورہ دعید میں داخل نہیں، بلکہ اسلامی عقائد کے تحفظ کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔

٣٢٧ - بَابُ التَّهْيِ عَنِ الْفُخْشِ وَبَدَأَ ٣٢٧ - فُخْشٌ كَلَامِيٌّ أَوْ رِبْدِيٌّ أَوْ زَبَانِيٌّ مِنْ مَمَانَعَاتِ اللِّسَانِ

١٧٣٦ - عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ١٤٣٦/١ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَيْدِيِّ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن طعن و تشنیع کرتا ہے، نہ لعنت اور نہ فحش کلامی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ بدزبان۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة.

فوائد: اس کا مطلب ہے کہ کمال ایمان کے لئے جہاں اخلاقی اقدار سے آراستہ ہونا ضروری ہے، وہاں رذائل اخلاق سے اجتناب بھی ضروری ہے۔

۱۷۳۷ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۲/۱۷۳۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس چیز میں بے ہودگی ہوگی، وہ إلا شأنه، وَمَا كَانَ الْحَبَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ سے عیب ناک کر دے گی اور جس چیز میں حیاء ہوگی، رواہ الترمذی وقال: حديث حسن.

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الفحش والتفحش.

فوائد: اس میں بے ہودگی (بے حیائی) کے ترک کرنے کی ترغیب اور زیور حیاء سے آراستہ ہونے کی تاکید ہے۔

۳۲۸ - گفتگو میں تصنع کرنے، باچھیں

۳۲۸ - بَابُ كَرَاهَةِ التَّفْعِيرِ فِي الْكَلَامِ كَهَوْنِهِ، وَتَكْلِيفِ الْفَصَاحَةِ، وَاسْتِعْمَالِ وَخَسِيٍّ اللَّغَةِ وَدَقَائِقِ الْإِعْرَابِ فِي مُحَاطَبَةِ الْعَوَامِّ وَتَخْوِئِهِمْ الْفَظَاظِ وَأَعْرَابِ الْبَارِكِيِّينَ كَيْفَ بَيَانِ كَرَاهَتِ

۱۷۳۸ - عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ ۱/۱۷۳۸ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ» نَبِيٌّ كَرِيمٌ ﷺ نے فرمایا، مبالغے اور تکلف سے کام لینے قَالَهَا ثَلَاثًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. «الْمُتَنَطِّعُونَ»: وَاللَّهِ هَلَاكٌ هُوَ كُنْتُ، تَمِينَ مَرْتَبَةً آتَى نِي بِهَ بَاتِ ارشاد الْمُبَالِغُونَ فِي الْأُمُورِ. (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب العلم، باب هلك المتنطعون.

فوائد: متنطعون سے مراد ایسے لوگ ہیں، جو بال کی کھال نکالنے، یعنی بھیش کرتے، ماورائے عقل باتوں میں دخل دیتے، مبالغہ کرتے اور گفتگو میں تصنع اور بناوٹ کا اظہار کرتے اور فصاحت و بلاغت چھانٹتے ہیں۔ اس میں قول و فعل میں غلو نہ کرنے اور تمام معاملات میں سادگی اختیار کرنے کی ترغیب ہے۔

۱۷۳۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْبَلِغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقْرَةُ». ۲/۱۷۳۹ - حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آدمیوں میں سے اس بلاغت چھانٹنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ كِي طَرَحٍ، بَارِبَارٍ يَجِيرُ تَابَهُ.

(ابو داؤد، ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

حسن.

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في المتشدد في الكلام - وسنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في الفصاحة والبيان.

**فوائد:** اس سے مراد بھی وہی شخص ہے جو گفتگو میں تصنع اور تکلف اختیار کرتا اور بہ تکلف فصاحت کا اظہار کرنے کے لئے باچھیں کھولتا ہے۔

۱۷۴۰ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ۱۷۴۰/۳ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا مِنْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أْبَعَضَكُمْ إِلَيَّ، وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، التَّرَفَاؤُونَ، وَالمُتَشَدِّقُونَ، وَالمُتَفَيِّهُونَ» رواه الترمذی وقال: حدیث حسن، وقد سبق شرحه في باب حُسْنِ الخُلُقِ.

زیادہ قریب، وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں زیادہ قریب، وہ لوگ ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ اور قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے، باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والے اور منہ بھر کر کلام کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے اور اس کی شرح باب حسن الخلق میں گزر چکی ہے)

**تخریج:** سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في معالي الأخلاق.

**فوائد:** ثرثاروں، ثرثار کی جمع ہے۔ یہ ثرثرة سے ہے، جس کے معنی تکلف سے بار بار گفتگو کرنا ہے۔ متشددقون، متشدد کی جمع ہے جو فصاحت و بلاغت چھانٹنے کے لئے باچھیں کھول کر گفتگو کرتا ہے۔ متفہیقون، متفہیق کی جمع ہے، یہ فہق سے ہے جس کے معنی بھرتا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو منہ بھر کر اور رگیں پھلا کر بات کرتے ہیں۔ یہ سارے انداز تکلف، تصنع اور بناوٹ کے غماز ہیں جو شریعت میں ناپسندیدہ ہیں، اسی لئے قیامت والے دن ایسے لوگ غضب الہی کے مورد اور رسول اللہ ﷺ سے دور ہوں گے۔ شریعت سادگی، تواضع اور قدرتی انداز گفتگو کو پسند کرتی ہے اور یہ سب اخلاقی محاسن ہیں جو قیامت والے دن اللہ کی رضامندی اور نبی ﷺ کی قربت کا باعث ہوں گے۔ جعلنا الله منهم۔

۳۲۹ - میرا نفس خبیث ہو گیا ہے، کہنے کی

کراہت کا بیان

۳۲۹ - بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ: خَبِثَتْ نَفْسِي

۱۷۴۱ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱/۱۷۴۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی

عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبِثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسْتُ نَفْسِي» متفقٌ عليه. قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى خَبِثَتْ عَثَتْ، وَهُوَ مَعْنَى «لَقِسْتُ» وَلَكِنْ كَرِهَ لَفْظَ الْخُبْثِ.

کرم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا، لیکن یہ کہے، میرا نفس لقیس ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

علماء نے کہا ہے کہ خبثت کے معنی غشیت ہیں اور لقیست کے معنی بھی یہی ہیں۔ لیکن نبی ﷺ نے خبث کے لفظ کا استعمال پسند نہیں فرمایا۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لا یقل خبث نفسی - وصحیح مسلم، کتاب الأدب من الألفاظ، باب کراهة قول الإنسان خبث نفسی.

**فوائد:** مطلب یہ ہے کہ خبثت اور لقیست، دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔ لیکن خبثت میں ظاہری طور پر زیادہ شاعت پائی جاتی ہے امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس طرح بولنے کا سلیقہ بتایا گیا ہے اور یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ اچھا لفظ استعمال کیا جائے اور برا لفظ ترک کر دیا جائے۔ (ابن علان)

۳۳۰۔ انگور کا نام کرم رکھنے کی کراہت کا

بیان

۳۳۰۔ بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْمًا

۱۷۴۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَسْمُوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمَ» متفقٌ عليه. وهذا لفظ مسلم. وفي رواية: «فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ». وفي رواية للبخاري ومسلم: «يَقُولُونَ الْكَرْمَ، إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ».

۱۷۴۲ / ۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انگور کا نام کرم مت رکھو، اس لئے کہ کرم تو مسلمان ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے۔ بے شک کرم تو مومن کا دل ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے، لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں، کرم تو صرف مومن کا دل ہے۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب قول النبي ﷺ إنما الكرم... وصحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب کراهة تسمية العنب كرمًا.

**فوائد:** مطلب یہ ہے کہ کرم سے مشتق الفاظ کا مستحق تو صرف مومن ہے، اس لئے کہ وہ کرم ہے، اس لئے انگور کو کرم کہہ کر پکارنا صحیح نہیں۔

۱۷۴۳ - وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «لَا تَقُولُوا: الْكَرْمَ، وَلَكِنْ قُولُوا: الْعِنَبُ، عِنَبٌ أَوْ حَبْلَةٌ كَوْمَا» (مسلم)۔ (حوالہ مذکور)

۱۷۴۳ / ۲ - حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم (انگور کو) کرم نہ کہو، بلکہ عنب اور حبلہ کہو۔ (مسلم)۔ (حوالہ مذکور)

وَالْحَبْلَةُ» رواه مسلم. «الْحَبْلَةُ» بفتح حبلہ، حاء اور باء دونوں پر زیر ہے اور اسے الحاء والباء، ويقال أيضاً بإسكان الباء. باء کے سکون کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔  
تخریج: صحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب كراهة تسمية العنب كرماً.  
فوائد: حَبْلَةٌ يَأْحَبِلَةُ، انگور کے درخت کو کہتے ہیں۔ حبلہ بھی اسے کہا جاتا ہوگا، اس لئے کرم کے ساتھ حبلہ کی بھی ممانعت کر دی گئی۔

### ۳۳۱۔ کسی آدمی کے سامنے عورت کے

۳۳۱۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ وَضْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ لَا يَخْتِاجُ إِلَى ذَلِكَ لِعَرَضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَتَخْوِئِهِ  
محاسن بیان کرنے کی ممانعت۔ الایہ کہ کسی شرعی مقصد، جیسے نکاح وغیرہ، کے لئے اس کی ضرورت ہو

۱۷۴۴ - عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۷۴۴ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ فَتَصِفَهَا لِرَجُلٍ كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا» متفقٌ عليه.  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی عورت دوسری عورت سے مباشرت نہ کرے کہ پھر وہ اس کی خوبیاں اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا تباشر المرأة...  
یہ روایت مسلم میں نہیں ملی۔

فوائد: مباشرت کے معنی ہیں، دو جسموں کا باہم ملاپ اور یہ کتایہ ہوتا ہے اس بات سے کہ دوسرے کے جسم کو نہ دیکھا جائے۔ یہاں اصل اور کتایہ یہ دونوں ہی مراد ہیں اور مطلب ہے کہ کوئی عورت دوسری عورت کی طرف دیکھے اور نہ اس کے جسم کے ساتھ اپنا جسم ملائے، کیونکہ اس طرح اس کی ساری جسمانی خوبیوں کا اسے علم ہو جائے گا، جسے وہ اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے گی تو اندیشہ ہے کہ اس کا خاوند کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے اور یوں اس کی اپنی زندگی بھی برباد ہو سکتی ہے۔

۳۳۲۔ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ فِي الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، بَلِ چاہے تو مجھے بخش دے، مکروہ ہے۔ بلکہ یقیناً يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ  
۳۳۲۔ انسان کا یہ کہنا، اے اللہ! اگر تو

۱۷۴۵ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۷۴۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ كَمْ، اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اے اللہ!



«لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فَلَانٌ، وَلَكِنْ اور فلاں چاہے۔ لیکن یہ کہو، جو اللہ چاہے، پھر جو فلاں قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ شَاءَ فَلَانٌ، رواہ ابو چاہے۔ (اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا) داؤد یاسنادِ صحیح۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب لا يقال خبث نفسی.

فوائد: پہلی صورت اس لئے ممنوع ہے کہ اس میں بیک وقت انسان اور اللہ کی مشیت میں اشتراک ہو جاتا ہے، جو بیکر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ جب کہ دوسری صورت میں اللہ کی مشیت پہلے ہے، جو اصل ہے اور اس کے بعد بندے کی مشیت ہے جو اللہ کی مشیت کے تابع ہے، اس لئے یہ جائز ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کسی کو کہے کہ ہمارا سارا تو اللہ ہے اور آپ ہیں۔ اس میں اللہ اور بندے دونوں کو یکساں مقام دے دیا گیا ہے، جو ناجائز ہے۔ البتہ یہ کتنا صحیح ہو گا کہ ہمارا سارا تو اللہ ہے، پھر آپ ہیں۔ کیونکہ اس میں واہمہ شرک نہیں ہے، جب کہ پہلی بات میں ایسا ہے۔

۳۳۳۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنے کی

کراہت کا بیان

۳۳۴۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

اس سے مراد وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں جائز ہے اور اس کا کرنا اور چھوڑنا دونوں برابر ہو۔ لیکن وہ بات جو اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں حرام ہو تو وہ اس وقت (عشاء کے بعد) زیادہ حرام اور زیادہ مکروہ ہو گی۔ لیکن بھلائی کی بات، جیسے علمی مذاکرہ، نیک لوگوں کی حکایات، عمدہ اخلاق کا تذکرہ، مہمان کے ساتھ گفتگو اور کسی ضرورت مند وغیرہ کے ساتھ، تو اس میں کوئی کراہت نہیں، بلکہ یہ مستحب (پسندیدہ) ہے۔ اسی طرح کسی عذر یا سبب کی وجہ سے بات کرنے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔ یہ تمام باتیں جن کا میں نے ذکر کیا، ان پر صحیح حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ (اب احادیث ملاحظہ ہوں)

والمراءُ بِهِ الْحَدِيثُ الَّذِي يَكُونُ مُبَاحًا فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ، وَفَعَلَهُ وَتَرَكَهُ سَوَاءً، فَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمُحَرَّمُ أَوْ الْمَكْرُوهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ، فَهُوَ فِي هَذَا الْوَقْتِ أَشَدُّ تَحْرِيمًا وَكَرَاهَةً. وَأَمَّا الْحَدِيثُ فِي الْخَيْرِ كَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِينَ، وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَالْحَدِيثُ مَعَ الصَّيْتِ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوِ ذَلِكَ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ، بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكَذَا الْحَدِيثُ لِعُذْرٍ وَعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيهِ، وَقَدْ تَطَاهَرَتِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَلَى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ.

۱۷۴۸ - عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا. متفقٌ عليه.

(بخاری و مسلم)







۳۳۶ - باب تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ تَطَوُّعاً  
وَزَوْجِهَا  
حَاضِرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ  
۳۳۶ - خاوند کی موجودگی میں اس کی  
اجازت کے بغیر، عورت کے لئے نفلی روزہ  
رکھنا حرام ہے

۱۷۵۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَجِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ» متفقٌ عليه.  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها - وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه.  
فوائد: روزے سے مراد نفلی روزہ ہے۔ علاوہ ازیں اسی طرح دیگر نفلی عبادات ہیں، مثلاً نفلی نماز، تلاوت وغیرہ، یہ سب کام خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر کرنے جائز نہیں۔ اسی طرح خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو گھر میں اپنے محرم کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہئے، چہ جائیکہ غیر محرم مردوں اور رشتے داروں کو۔ البتہ جن محرموں کے لئے اس نے صراحتاً اجازت دے رکھی ہو یا اس پر وہ خاموش رہتا ہو، تو ان کو عورت گھر کے اندر آنے کی اجازت دے سکتی ہے۔

۳۳۷ - باب تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْتُمِمْ رَأْسَهُ  
مِنَ الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ  
سجدے سے اپنا سر اٹھانا حرام ہے  
۱۷۵۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ! أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ» متفقٌ عليه.  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، کیا تمہارا ایک آدمی، جب اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے، اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں بدل دے۔

(بخاری و مسلم)  
تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب النهي عن سبق الإمام...  
فوائد: اس میں امام سے پہلے کرنے کی وعید بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی کے سر یا شکل و صورت کو

گدھے کے سر یا صورت میں بدل دینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس لئے مقتدی کو ہر کام امام کے بعد کرنا چاہئے۔ امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانا یا پہلے سر اٹھانا یا کوئی اور کام پہلے کرنا سخت گناہ اور نہایت خطرناک ہے۔

۳۳۸۔ بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى  
النَّخَاصِرَةِ  
فِي الصَّلَاةِ  
کراہت کا بیان

۱۷۵۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۷۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے غنہ قال: نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ. شك رسول الله ﷺ نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے متفق علیہ۔ منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب العمل فی الصلاة، باب الخصر فی الصلاة - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراهة الاختصار فی الصلاة.

فوائد: انسان کے دائیں بائیں دو پہلو ہیں، انہیں کوکھ کہا جاتا ہے۔ نماز کی حالت میں ان پہلوؤں (کوکھوں) پر ہاتھ رکھنا، تکبر کی علامت ہے جب کہ نماز تو سراسر بارگاہ الہی میں عجز و نیاز مندی کے اظہار کا نام ہے۔ تاہم پہلو میں درد ہو اور اس کی وجہ سے کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت پیش آجائے تو بات اور ہے۔ اس وقت ایسا کرنا جائز ہو گا۔

۳۳۹۔ بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ  
الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتَوَقَّ  
إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافِعَةِ الْأَخْبَتَيْنِ، وَهُمَا  
الْبَوْلُ وَالْعَائِطُ

۳۳۹۔ کھانے کی موجودگی میں، جب کہ  
نفس اس کا مشتاق ہو یا پیشاب، پاخانے کی  
شدید حاجت کے وقت، نماز کی کراہت کا

بیان

۱۷۵۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا / ۱۷۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَتَانِ» رواه مسلم۔ پیشاب، پاخانے کی شدید حاجت ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراهة الصلاة بحضور الطعام. فوائد: یہاں نفی، بمعنی نفی ہے۔ یعنی کھانے یا پیشاب پاخانے کی حاجت کے وقت کوئی شخص نماز نہ پڑھے۔ لیکن یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جس کو شدید بھوک لگی ہو اور کھانا بھی سامنے تیار ہو۔ کیونکہ اس صورت میں وہ کھانے سے پہلے نماز پڑھے گا تو وہ سکون اور خشوع و خضوع سے نماز نہیں پڑھ سکے گا۔ اسی طرح پیشاب پاخانے کی ضرورت بھی شدید ہو تو پہلے قضائے حاجت کا اہتمام کرے اور پھر نماز پڑھے۔

۳۴۰ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى ۳۴۰ - نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر  
دیکھنا ممنوع ہے  
السَّمَاءِ  
فِي الصَّلَاةِ

۱۷۵۶ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۷۵۶ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرَفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ!»  
وہ اپنی نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔  
فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ: «لَيْتَنَّهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخَطَفْنَ أَبْصَارُهُنَّ!» رواه البخاري.  
پس اس کی بابت آپ کا لہجہ سخت ہو گیا، یہاں تک کہ  
آپ نے فرمایا کہ لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی  
نگاہیں اچک لی جائیں گی۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة.  
فوائد: نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا، خشوع و خضوع کے منافی ہے، اس لئے اس پر سخت وعید فرمائی گئی  
ہے۔ تاہم نماز کے علاوہ مثلاً دعا کے وقت یا غم و فکر کے وقت آسمان کی طرف نگاہ کرنے میں کوئی حرج نہیں  
ہے، بلکہ بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

۳۴۱ - بَابُ كِرَاهَةِ الْإِنْتِفَاتِ فِي ۳۴۱ - بغیر عذر کے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے  
کی کراہت کا بیان  
الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُدْرٍ

۱۷۵۷ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱ / ۱۷۵۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِنْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: «هُوَ اخْتِلَافٌ يَخْتَلِسُهُ  
الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ» رواه البخاري.  
میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی  
بابت پوچھا، تو آپ نے فرمایا۔ یہ ایک جھپٹ ہے، جس  
کے ذریعے سے شیطان بندے کی نماز کا کچھ حصہ اچک  
لیتا ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الانتفات في الصلاة.  
فوائد: جھپٹ یا اچک لینا کا مطلب ہوتا ہے، کسی کی غفلت اور بے خبری میں نہایت تیزی سے اس کی چیز لے  
لینا۔ جب انسان نماز میں خشوع و خضوع کی بجائے ادھر ادھر دیکھتا ہے تو یہ گویا انسان کی غفلت اور بے خبری ہے  
جس سے شیطان فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کی نماز کو بے اثر کر دیتا ہے۔

۱۷۵۸ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۷۵۸ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ  
قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِيَّاكَ  
وَالْإِنْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ الْإِنْتِفَاتِ فِي  
سے بچو، اس لئے کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا بربادی

الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ، فَفِي التَّطَوُّعِ هِيَ. اگر دیکھنا ضروری ہی ہو تو نفل نماز میں دیکھا جاسکتا  
لا فِي الْفَرِيضَةِ». رواه الترمذی وقال: ہے نہ کہ فرض نماز میں۔ (ترمذی، حسن صحیح)  
حدیث حسن صحیح.

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الصلاة، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة.  
فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے ترمذی کے بولاق والے نسخے میں صرف 'حدیث حسن' ہے اور اس کے حاشیے میں  
ایک نسخہ حسن غریب ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ یہ روایت اپنی سند کے ضعف و  
انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (ریاض الصالحین، بہ تحقیق البانی و تعلق المکتوٰۃ، رقم ۹۹۷) جب یہ روایت سنداً  
صحیح نہیں ہے تو نفل نماز میں بھی ادھر ادھر دیکھنے کی گنجائش ثابت نہیں ہوگی۔ تاہم اگر ناگزیر ہے تو یہ التفات  
صرف چہرے اور نگاہ کی حد تک ہی ہو، ورنہ اگر بیٹھے سمیت ادھر ادھر مڑے گا تو نماز ہی باطل ہو جائے گی، کیونکہ  
پھر وہ قبلہ رخ نہیں رہے گا، جب کہ نماز کے لئے استقبال قبلہ بھی ضروری ہے۔

۳۴۲ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقُبُورِ  
قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

۱۷۵۹ - عَنْ أَبِي مَرْزُودٍ كَتَّازِ بْنِ الْمُحْصِنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا» رواه مسلم.  
۱۷۵۹ / حضرت ابو مرثد کتاز بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے  
ہوئے سنا۔ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو اور نہ ان کے اوپر بیٹھو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس على القبر والصلاة إليه.  
فوائد: قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح مشرکین کے  
ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں غیر اللہ کی تعظیم کا پہلو بھی اس میں نکلتا ہے، جو انسان کو شرک کی طرف  
لے جاتا ہے۔ (۲) قبروں پر بیٹھے سے انسان کی تذلیل ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو توفیر و تکرم سے  
نوازا ہے۔ اس لئے دونوں کاموں سے بچنا چاہئے۔

۳۴۳ - نَمَازِي كَآگَے سَے گزرنے کی حُرْمَت كَا بَيَان  
۳۴۳ - بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي

۱۷۶۰ - عَنْ أَبِي الْجُهَيْنِمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصَّمَةِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَفَّفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ»  
۱۷۶۰ / حضرت ابو الجہینم عبد اللہ بن حارث بن الصمہ الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا، اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے؟ تو وہ چالیس تک  
کھڑے رہنے کو، گزرنے سے بہتر سمجھے گا۔ حدیث کے



قَالَ الرَّاوي: لَا أَدْرِي قَالَ أَرَبَعِينَ يَوْمًا، رَاوِي بِيَان كَرْتِي هِي، مَجْهِي يَاد نَمِيں كِي آپ نِي نِي  
أَوْ أَرَبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرَبَعِينَ سَنَةً، مَتَّفِقٌ جَالِيسِ دِنٍ، يَا جَالِيسِ مِيْنِي يَا جَالِيسِ سَالٍ فَرَمَايَا تَهَا۔  
عَلِيْهِ۔  
(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب اثم المارّ بين يدي المصلّى - وصحيح  
مسلم، کتاب الصلاة، باب منع المارّ بين يدي المصلّى۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا نہایت سخت گناہ ہے۔ نمازیوں کو بھی کوشش کرنی چاہئے  
کہ وہ سترے یا ستون کے بغیر عام گزرگاہ پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں، اس سے یا تو گزرنے والوں کو تکلیف  
ہوتی ہے یا مسئلے سے ناواقف لوگ آگے سے گزرتے رہتے ہیں اگر سترہ وغیرہ نہ ہو تو کتنے فاصلے سے نمازی کے  
آگے سے گزرنا جائز ہے، اس کا اندازہ تین میٹر یا تین صف کیا گیا ہے۔ مزید احتیاط کے طور پر چار پانچ صف کا  
اندازہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم

۳۴۴۔ بَابُ كِرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُومِ فِي ۳۴۳۔ مَوْزُنِ كِي اِقَامَتِ شُرُوعِ كَرْنِي  
نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمَوْزُنِ فِي اِقَامَةِ كِي بَعْدَ مَقْتَدِي كِي لِي نَفْلِي نَمَازِ پَرِ هِنِي كِي  
الصَّلَاةِ سَوَاءٌ كَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةً تِلْكَ كِرَاهَتٌ، وَهِيَ چَآهِي اِس نَمَازِ كِي سُنْتِ هُو يَا  
الصَّلَاةِ اَوْ غَيْرَهَا

کوئی اور نفل نماز

۱۷۶۱۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۷۶۱۔ حَضْرَتِ اِبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سِي رَوَايَتِ هِي، نَبِي  
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ كَرِيمٌ ﷺ نِي فَرَمَايَا: جَب نَمَازِ كِي لِي اِقَامَتِ كَسِي  
الصَّلَاةِ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ» رَوَاهُ جَائِي تُو پُحْرُ فَرَضِ نَمَازِ كِي عِلَاوَه كُوْنِي نَمَازِ نَمِيں۔ (مسلم)  
مسلم۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع  
المؤذن۔

فوائد: جب فرض نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے، تو سنت، نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی نے  
شروع کر رکھے ہوں تو اس کو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور جماعت کے بعد وہ پڑھ لے۔ جماعت کھڑی ہو جانے  
کے بعد سنتیں پڑھتے رہنا اس حدیث کے خلاف ہے۔ جیسے احتاف کی مسجدوں میں بالعموم اور فجر کی سنتوں میں  
بالخصوص یہ معمول ہے۔ احتاف نے اس کے لئے یہ کہہ کر گنجائش پیدا کر رکھی ہے کہ پہلی رکعت فوت ہونے کا  
اندیشہ نہ ہو تو پھر جماعت کھڑی ہونے کے بعد بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔ اول تو یہ قول بھی مذکورہ حدیث کے  
خلاف ہے لیکن عوام پوری نماز فجر کے دوران ہی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ یعنی عملی طور پر تو بغیر کسی شرط کے  
سنتیں پڑھنے کا عام رواج ہے۔ بہر حال یہ رواج حدیث مذکور کے بالکل خلاف ہے۔

۳۴۵۔ بَابُ كِرَاهَةِ تَخْصِيصِ يَوْمٍ ۳۴۵۔ مَجْمَعِ كِي دِنِ كُو رُوْزِي كِي لِي



## النُّجْمَةُ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلَاةٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي

### اور جمع کی رات کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کرنے کی کراہت کا بیان

۱۷۶۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱ / ۱۷۶۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «لَا تَخْضُوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخْضُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ» رواه مسلم.

اور نہ جمعے کے دن کو، دوسرے دنوں کے درمیان سے روزے کے لئے خاص کرو۔ مگر یہ کہ جمعہ اس مدت میں آجائے جس میں تمہارا ایک آدمی روزے رکھتا ہو۔

(مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراہۃ صیام یوم الجمعة منفردا.

**نوٹ:** جیسے کسی شخص کا معمول ہو، ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا۔ اس میں جمعے کا دن آجائے، یا عاشورے یا عرفے کا روزہ رکھتا ہو، اس میں جمعے کا دن آجائے، یا ایام بیض کے روزوں میں جمعہ آجائے، یا اس نے نذر کے روزے شروع کر رکھے ہوں، ان میں جمعہ آجائے۔ ان تمام صورتوں میں جمعے کے دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ صرف بطور خاص جمعے کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

۱۷۶۳ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ «لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ» متفق عليه.

۱۷۶۳ / ۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، تم میں سے کوئی شخص جمعے کے دن روزہ نہ رکھے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ ملا لے (تو پھر کوئی حرج نہیں)۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراہۃ صیام یوم الجمعة منفردا.

**نوٹ:** اس میں جمعے کے دن روزہ رکھنے کی ایک اور صورت کا بیان ہے کہ جمعرات یا ہفتے کے دن کا روزہ ساتھ ملا لیا جائے، تو ٹھیک ہے۔

۱۷۶۴ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. متفق عليه.

۱۷۶۴ / ۳ - حضرت محمد بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا، ہاں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة - وصحیح مسلم، کتاب

الصیام، باب کراهة صیام یوم الجمعة مفردا.

۱۷۶۵ - وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ  
بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ،  
فَقَالَ: «أَصْنَبِ أَمْسٍ؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ:  
«تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟» قَالَتْ:  
لَا، قَالَ: «فَأَفْطِرِي» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴ / ۱۷۶۵ - حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث  
رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے پاس (ایک مرتبہ) نبی  
ﷺ مجھے والے دن تشریف لائے جب کہ وہ روزے  
سے تھیں۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا، کیا تم نے  
کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا، نہیں۔ آپ  
نے فرمایا، کیا تمہارا ارادہ کل کو روزہ رکھنے کا ہے؟  
انہوں نے عرض کیا، نہیں۔ تو آپ نے فرمایا، روزہ  
انظار کرلو۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة.

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے صرف مجھے کا روزہ رکھا ہو تو اسے توڑنا مستحب ہے۔

۳۴۶ - بَابُ تَخْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ  
وَهُوَ أَنْ يَصُومَ  
يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ، وَلَا يَأْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ  
بَيْنَهُمَا

۳۴۶ - صوم وصال کی حرمت کا بیان۔ اس  
سے مراد بغیر کھائے پیئے دودن یا زیادہ دن  
مسلل روزہ رکھنا ہے

۱۷۶۶ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ  
الْوِصَالِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱ / ۱۷۶۶ - حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے  
سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الوصال - وصحیح مسلم، کتاب الصیام،  
باب النهی عن الوصال فی الصوم.

۱۷۶۷ - وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ  
الْوِصَالِ. قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: «إِنِّي  
لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقِي» مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

۲ / ۱۷۶۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
نبی کریم ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا، صحابہ  
نے عرض کیا، آپ خود تو وصال کرتے ہیں، (یعنی بغیر  
کھائے پیئے مسلل روزہ رکھتے ہیں؟) تو آپ نے  
فرمایا۔ میں تم جیسا نہیں ہوں، مجھے تو اللہ کی طرف  
سے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الوصال - وصحیح مسلم، کتاب الصیام،

باب النهی عن الوصال فی الصوم.

فوائد: بعض شرعی معاملات میں نبی ﷺ کے لئے خصوصی احکام تھے جن کی رو سے بعض چیزیں آپؐ پر واجب تھیں، امت پر وہ واجب نہیں، آپؐ کے حق میں وہ جائز تھیں، امت کے لئے ان کا جواز نہیں ہے۔ ایسی چیزیں آپؐ کی خصوصیات کہلاتی ہیں، جن میں امت کے لئے آپؐ کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ گناہ ہے۔ ان ہی خصوصیات میں سے ایک صوم وصال ہے، جس کا مطلب ہے، بغیر کھائے پینے کئی کئی دن کا مسلسل روزہ رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو صبر و تحمل کی جو خصوصی قوت عطا فرمائی تھی، اس کی وجہ سے آپؐ روزوں میں وصال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن افراد امت میں وہ قوت نہیں کہ وہ اس کا تحمل کر سکیں، اس لئے ان کے لئے وہ جائز نہیں۔ (۲) میں تم جیسا نہیں کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ نے مجھے جو خاص قوت عطا کی ہے، اس سے تم محروم ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی نہیں۔ کیونکہ یہ مطلب انما انا بشر مثلکم، نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (۳) کھلائے پلائے جانے سے مراد بھی روحانی قوت ہی ہے نہ کہ روزے کی حالت میں کسی خصوصی غذا کا اہتمام کیونکہ کھانا پینا تو روزے کے ہی منافی ہے۔

۳۴۷۔ بابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلَى قَبْرِ

۱۷۶۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۷۶۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ، فَتُحْرِقَ نِسَابَهُ، فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ» رواه مسلم.  
انگارے پر بیٹھنا، جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس آگ کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے، یہ اس کے لئے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس على القبر والصلاة إليه.  
فوائد: قبر پر بیٹھنے میں مردے کی اہانت کا پہلو ہے، اس لئے اس کو بھی سخت گناہ قرار دیا ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔

۳۴۸۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَجْصِيسِ الْقُبُورِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا

۱۷۶۹ - عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ / ۱۷۶۹ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجْصَصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُفَعَّدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ.  
اللہ ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے کہ قبر کو پختہ کیا جائے، اس پر بیٹھا جائے اور اس پر کوئی عمارت بنائی جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن تجصيص القبر والبناء عليه.  
فوائد: قبروں کو پختہ کرنا ایک تو فضول خرچی ہے، کیونکہ اس سے کوئی فائدہ مردے کو نہیں ہوتا۔ دوسرے اس

میں فوت شدگان کی ایسی تعظیم ہے جو انسان کو شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ قبروں پر قبہ، گنبد، وغیرہ بنانے کا بھی یہی معاملہ ہے اور قبروں پر بیٹھنا حکرمِ انسانی کے منافی ہے۔ اس لئے ان تینوں کاموں سے روک دیا گیا ہے۔

۳۴۹۔ بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ اِبَاقِ الْعَبْدِ ۳۴۹۔ غلام کا اپنے آقا سے بھاگنے کی سخت

### ممانعت کا بیان

۱۷۷۰۔ عَنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَى، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذَّمَّةُ». ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص (اپنے آقا سے) بھاگ جائے، تو وہ اسلام کے عہد سے نکل گیا۔ (مسلم) رواہ مسلم.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تسمية العبد الآبق كافرا.

۱۷۷۱۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا أَبَى الْعَبْدُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ». رواہ مسلم. نے فرمایا، جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ ایک اور روایت میں ہے، پس تحقیق اس نے کفر کیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تسمية العبد الآبق كافرا.

فوائد: آج کل غلامی کا یہ سلسلہ اگرچہ موقوف ہے، تاہم جب بھی اور جہاں بھی یہ سلسلہ کسی انداز میں قائم ہو گا، جیسے جماد کی صورت میں کفار کی عورتوں، بچوں کو غلام بنانا، تو اس وقت یہ احکام بھی نافذ ہوں گے۔

۳۵۰۔ بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

### حرمت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَنْزَابُهُ وَالزَّانِي فَاجِدُوا كُلَّ وَجْهِ يَنْتَهَمَا إِنَّهُ جَلْدٌ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [النور: ۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بدکار عورت اور بدکار مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان دونوں پر اللہ کے دین کی تعمیل میں تمہیں رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

(سورۃ نور- ۲)

فائدہ آیت: اس آیت میں جن بدکار مرد و عورت کا ذکر ہے، غیر شادی شدہ ہیں۔ کیونکہ شادی شدہ بدکار مرد اور عورت دونوں کے لئے حد ”رجم“ ہے۔ زنا کی اس سزا اور شادی و غیر شادی شدہ مرد و عورت کی سزا میں فرق پر تمام صحابہ اور فقہائے امت کا اتفاق ہے، یعنی امت کا اجماع ہے۔ (۲) اس سزا کے نفاذ میں نرمی اور مہارت ایمان کے منافی ہے، جب ایسا ہے تو جو لوگ سرے سے ان اسلامی سزائوں کو (نحوذ باللہ) و حشیانہ قرار دیتے ہیں، ان کے دلوں میں ایمان کس درجے میں باقی رہے گا؟ بہر حال ایمان، دین میں صلابت و استقامت اور

نفاذ احکام اسلام میں مخلصانہ و صدق دلانہ کوششوں کا تقاضی ہے۔

۱۷۷۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، ۱/ ۱۷۷۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ  
 أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي  
 سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يَكْلِمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟  
 فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِيءُ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ،  
 حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ  
 تَعَالَى؟» ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَهْلَكَ  
 الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ  
 تَرَكَوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ، أَقَامُوا عَلَيْهِ  
 الْحَدَّ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ  
 لَقَطَعْتُ يَدَهَا». متفقٌ عليه. وفي رواية:  
 فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتَشْفَعُ فِي  
 حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟» قَالَ أَسَامَةُ: اسْتَغْفِرُ لِي  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ الْمَرْأَةَ، فَقَطَعَتْ  
 يَدَهَا.

کہ اس کی جرأت تو صرف رسول اللہ ﷺ کے چہیتے  
 اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہ  
 نے آپ سے گفتگو کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،  
 (اے اسامہ) کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں  
 سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد  
 فرمایا اور اس میں فرمایا، تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے  
 ہلاک کیا کہ ان میں کوئی بلند رتبہ آدمی چوری کر لیتا تو  
 اس کو چھوڑ دیتے اور کوئی کمزور آدمی چوری کر لیتا تو  
 اس پر حد قائم کر دیتے تھے (پھر فرمایا) اللہ کی قسم، اگر محمد  
 (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کر لے تو ضرور میں اس  
 کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا  
 چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا، کیا تو اللہ کی حدوں میں سے  
 ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ تو حضرت اسامہ نے کہا،  
 اے اللہ کے رسول! میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے۔  
 راوی حدیث بیان کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اس عورت  
 کی بابت حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تخریج: صحیح بخاری، أواخر کتاب الأنبياء، و کتاب الحدود، باب كراهية الشفاعة في  
 الحد - وصحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره...  
 فوائد: حد، وہ سزا ہے جو شریعت کی طرف سے مقرر ہے، اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے کا اختیار حاصل نہیں  
 ہے۔ جیسے چوری کی حد، قطعید ہے، زنا کی حد سو کوڑے یا رجم ہے، شراب نوشی کی حد چالیس کوڑے ہے، وغیرہ۔  
 (۲) ان میں کسی کو سفارش کرنے کا بھی شرعاً حق حاصل نہیں ہے، اور نہ سفارش سے ان کی معافی ہی ممکن ہے۔  
 (۳) نفاذ حدود میں مرد و عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔ جو بھی قاتل حد جرم کا ارتکاب کرے گا، وہ مرد ہو یا





الرَّائِدِ . رواه مسلم .  
ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب النهی عن البول فی البماء الراکد .

فوائد: ٹھہرے ہوئے پانی سے مراد وہ پانی ہے جو دریا کی طرح جاری نہ ہو۔ جیسے چھپر، جمیل، حوض، تالاب وغیرہ کا پانی۔ ان میں جب پیشاب منع ہے تو پاخانہ کرنا بطریق اولیٰ ممنوع ہو گا۔ یہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ، اس میں اپنی غلاظت و نجاست ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہئے، تاکہ یہ پانی مزید بدبودار نہ ہو۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں ویسے ہی تقض پیدا ہو جاتا ہے، اگر اس میں مزید نجاست و غلاظت ڈال دی جائے تو اس کی عفونت و سڑاند کا اور اس سے قرب و جوار کے لوگوں کو جو تکلیف پہنچے گی، اس کا اندازہ بہ آسانی کیا جاسکتا ہے۔ اسلام کے احکام میں کتنی جامعیت و وسعت ہے اور کس طرح اس نے لوگوں کو درپیش مسائل سے اجتناب کیا ہے، اس کی مثال دوسرا کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن بد قسمتی سے، مسلمانوں کا مذہب اپنی تعلیمات و ہدایات کے لحاظ سے جتنا جامع اور کامل ہے، اتنے ہی مسلمان اس پر عمل کرنے سے بے خبر اور غافل ہیں، فالسی اللہ المشتکی۔

۳۵۳ - بابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ  
بَعْضِ أَوْلَادِهِ عَلَى  
بَعْضِ فِي الْهَبَةِ  
۳۵۳ - باپ کا اپنی اولاد میں سے بچے اور  
عطیے میں، ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی  
کراہت کا بیان

۱۷۷۵ - عَنِ التَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ۱۷۷۵/۱ - حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَنَسَ بْنَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي  
هَذَا غَلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
«أَكَلْ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا؟» فَقَالَ:  
لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَارْجِعْهُ». وَفِي  
رَوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفَعَلْتَ هَذَا  
بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «اتَّقُوا اللَّهَ  
وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ، فَارْجِعْ أَبِي، فَوَدَّ  
تِلْكَ الصَّدَقَةَ. وَفِي رَوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: «يَا بَشِيرُ! أَلَاكَ وَلَدٌ سَوِيٌّ هَذَا»  
قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَكَلْتَهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ  
هَذَا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَا تُشْهَدَنِي إِذَا  
فَأَنِّي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ». وَفِي رَوَايَةٍ  
«لَا تُشْهَدَنِي عَلَى جَوْرٍ». وَفِي رَوَايَةٍ:

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تو نے ایسا اپنی تمام اولاد کے ساتھ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ پس میرے باپ واپس آئے اور وہ دیا ہوا صدقہ (عطیہ) واپس لے لیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ



«أَشْهَدُ عَلَىٰ هَذَا غَيْرِي» ثُمَّ قَالَ: «أَبَسْرُكَ» نَے دریافت فرمایا، اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تیری اَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ: ان اولاد ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ آپ نے پوچھا، کیا تو نے ان سب کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا، تب تو مجھے اس پر گواہ مت بنا، اس لئے کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ ایک اور روایت میں ہے، تو مجھے ظلم پر گواہ مت بنا۔

ایک اور روایت میں ہے، تو میرے علاوہ کسی اور کو اس پر گواہ بنا۔ پھر فرمایا۔ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ ساری اولاد تیرے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہو؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا، پس پھر یہ کام نہ کر۔ (یعنی صرف ایک بیٹے کو عطیہ نہ دے)۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الہبة، باب الہبة للولد - وصحیح مسلم، کتاب الہبات، باب کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الہبة۔  
 فوائد: اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوئے۔ (۱) ہر اقدام کی بابت اہل علم و ماہرین شریعت سے دریافت کیا جائے۔ (۲) والدین کو چاہئے کہ وہ اولاد کے درمیان عدل و مسادات کا اہتمام کریں۔ کسی ایک بچے کے ساتھ ترجیحی سلوک سے دوسرے بچوں پر ہمت برا اثر پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ اس ناانصافی سے تنگ آکر گھر چھوڑ جاتے ہیں، جس سے وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں، والدین کے لئے بھی یہ چیز پریشانی کا باعث بنتی ہے اور بالآخر خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ (۳) یہ حدیث ان علماء کی بھی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اولاد ذکور و اناث میں کوئی فرق نہ کرے بلکہ سب کو برابر کا حصہ دے۔

۳۵۴ - تین دن سے زیادہ میت پر سوگ کرنا حرام ہے، البتہ عورت کے لئے خاوند کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے

۳۵۴ - بَابُ تَحْرِيمِ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَىٰ زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ أَيَّامٍ  
 ۱۷۷۶ - عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَىٰ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ

۱۷۷۶ - حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس، جس وقت کہ ان کے والد حضرت

ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی وفات ہو چکی تھی، حاضر ہوئی۔ پس انہوں نے ایک خوشبو منگوائی، جس میں زرد رنگ کی خلوق یا کوئی اور خوشبو ملی ہوئی تھی۔ اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی، پھر اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور کہا، اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا، کسی عورت کے لئے، جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے، جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، مگر خاندان پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میں پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب کہ ان کے بھائی وفات پا گئے تھے۔ پس انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس میں سے کچھ لگائی، پھر فرمایا، خبردار، اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں ہے، سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا، کسی عورت کے لئے، جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے، جائز نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، مگر خاندان پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة علی غیر زوجها - وصحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الإحداد فی عدة الوفاة.

فوائد: خاندان کے لئے چار مہینے دس دن مدت سوگ اس لئے قرار دی گئی ہے کہ اس سے ایک تو عورت کا استبراء رحم ہو جائے۔ دوسرے اس تعلق و محبت کا اظہار ہو جو میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے۔ ان دونوں واقعوں میں جو خوشبو منگوا کر لگائی گئی ہے، تو وہ تین دن گزر جانے کے بعد کی بات ہے۔ جب کہ سوگ صرف تین دن ہی کرنا چاہئے اور چوتھے دن سے اپنے کام میں مصروف ہو جانا چاہئے۔

۳۵۵۔ شہری کا دیہاتی کے لئے سودا کرنا

۳۵۵۔ بَابُ تَخْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ تِجَارَتِي قَافِلُونَ كَوْمَلْنَا، اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنا اور اس کی معافی کے پیغام پر مستغنی لِلْبَادِي وَتَلْقَى







فوائد: مذکورہ احادیث میں جن کاموں کی ممانعت کی گئی ہے۔ وہ سب ایسے ہیں کہ جن سے آپس میں بغض و عداوت پیدا ہونے یا اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہے، اس لئے اسلام نے ان تمام چیزوں سے روک دیا، تاکہ مسلمانوں میں باہم بغض و عناد اور تفرقہ و انتشار نہ ہو، کیونکہ وہ باہم الفت و محبت کا داعی اور علم بردار ہے۔

### ۳۵۶۔ شریعت کی طرف سے اجازت دی

۳۵۶۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وَجْهِهِ التَّيَّ أَدْنِ الشَّرْعِ فِيهَا ضَالِعٌ كَرْنِي جِغْمُوں كِے علاوہ دیگر جِغْمُوں میں مال ضالِع كرنے كی ممانعت

۱۷۸۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَتَّصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفْرُقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةُ الْمَالِ» رواه مسلم، وتقدم شرحه.

۱ / ۱۷۸۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند فرماتا ہے اور تین چیزوں کو ناپسند۔ (۱) پس وہ تمہارے لئے یہ پسند فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور (۲) یہ کہ تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور (۳) جدا جدا نہ ہو اور وہ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے، (۱) بے فائدہ بحث و تکرار کو، (۲) زیادہ سوال کرنے کو اور (۳) مال ضائع کرنے کو۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب تحريم العتوق میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۵ / ۳۴۰۔ اگرچہ وہاں ابتدائی حصہ اس سے مختلف ہے، تاہم آخری تین ناپسندیدہ باتیں اس میں مذکور ہیں۔ اس میں توحید، جل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے اور عدم تفریق کی تاکید کے علاوہ، جو کہ اللہ کی پسندیدہ باتیں ہیں۔ قیل وقال، یعنی بے فائدہ بحث کو اور محض مال کی کھال نکالنے کی نیت سے زیادہ سوال کرنے کو اور حرام جگہوں پر مال کے خرچ کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ حرام جگہوں پر مال خرچ کرنے کو اضعاف مال سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس لئے کہ انسانی زندگی میں مال کی بڑی اہمیت ہے، یہی اس کی معاش اور زندگی کی بنیاد اور سرمایہ ہے۔ اسے ناپسندیدہ جگہوں پر خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے وہ اپنی بنیاد پر کھلاڑا اور جس شائے پر وہ بیٹھا ہے اسی پر آرا چلا رہا ہے۔

۱۷۸۴ - وَعَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ ۲ / ۱۷۸۳ - حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت وراذ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں مجھ سے یہ لکھوایا کہ نبی ﷺ اپنی ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات

مَكْتُوبَةٍ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَّ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنِ قَيْلٍ وَقَالَ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ عُقُوقِ الْأَعْهَاتِ، وَوَادِ النَّبَاتِ، وَمَنْعِ وَهَاتِ. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ شَرْحَهُ.

پڑھا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی اور تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تو جو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے، اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی شرف والے کا شرف تیرے مقابلے میں نفع دینے والا نہیں۔ (اس کے علاوہ) اس میں یہ بھی لکھا کہ آپؐ بے فائدہ بحث و تکرار سے، مال ضائع کرنے سے اور زیادہ سوال کرنے سے منع فرماتے تھے، نیز ماؤں کی نافرمانی کرنے سے، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور واجب الادا حق نہ دینے اور بغیر تحقیق کے کسی چیز کے طلب کرنے (یا پیچھے پڑ کر مانگنے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اس کی شرح گزر چکی ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یکرہ من قیل وقال - وصحیح مسلم، کتاب الأقضية، باب النهی عن کثرة المسائل.

فوائد: اس میں بیان کردہ چیزوں کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ صحابہ میں احادیث رسول لکھنے لکھانے کا سلسلہ موجود تھا۔ اس اعتبار سے صحابہ کا عہد، تدوین حدیث کا پہلا دور تھا۔ اس لئے یہ کتاباں غلط ہے کہ صحابہ کے دور میں احادیث لکھنے کا رواج ہی نہ تھا۔

۳۵۷ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى كَسِي مَسْلَمَانَ كِي طَرْفٍ، تَهْتِيَارٍ وَغَيْرِهِ  
مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ  
وَنَحْوِهِ سِوَاءَ كَانَ جَادًا أَوْ مَازِحًا، مَذَاقِ كِي طَرْفٍ نَتْلُوَارِ پِكْرَانَا  
وَالنَّهْيِ عَنِ  
مَنْعُ هِي -

تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُولًا

۱۷۸۵ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُبْزَرُ أَحَدُكُمْ إِلَى  
أَخِيهِ بِالسَّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَبْذِرِي لَعْلَ الشَّيْطَانِ  
يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ» مَتَّفَقٌ  
/ ۱۷۸۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص اپنے  
(مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار (تلوار، تیر، بندوق وغیرہ)  
سے اشارہ نہ کرے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید



شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے، پس وہ جہنم کے گڑھے میں جاگرے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے، راوی نے بیان کیا۔ حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جس نے اپنے بھائی کی طرف دھار دار آلے سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، حتیٰ کہ اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی، اس کا ماں باپ جایا ہو۔

ینزع، اس کو عین کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے اور زاء کے نیچے زیر ہے۔ نیز اسے عین سے زاء پر زبر کے ساتھ بھی ضبط کیا گیا ہے، یعنی ینزع، معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ عین کے ساتھ معنی ہوں گے، وہ پھینکتا ہے (یعنی چلوا دیتا ہے) اور عین کے ساتھ بھی یہی معنی ہیں، وہ ہتھیار پھینکتا ہے اور فساد کرواتا ہے اور نزغ کے اصل معنی ہیں، نیزہ مارنا اور فساد کرنا۔

عليه. وفي روايةٍ لمسلم قال: قال أبو انقاسم رضي الله عنه: «من أشار إلى أخيه بحديدة، فإن الملائكة تلغنه حتى ينزع، وإن كان أخاه لأبيه وأمه». قوله رضي الله عنه: «ينزع» ضبط بالعين المهملة مع كسر الزاي، وبالعين المعجمة مع فتحها ومعناها متقارب، ومعناه بالمهملة يزي، وبالمعجمة أيضاً يزي ويفسد، وأصل النزغ: الطعن والفساد.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا - وصحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن الإشارة بالسلاح إلی مسلم.

فوائد: سلاح (ہتھیار) ہر وہ ہتھیار ہے جو جنگ میں مارنے اور بچاؤ کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے نیزہ، تلوار، بندوق، پستول، کلاشنکوف، موزر وغیرہ۔ یہی مفہوم حدیدہ - دھار دار آلے کا ہے۔ ان سے کسی مسلمان بھائی (اور اسی طرح اسلامی مملکت میں رہنے والے ذمی) کو ڈرانا حرام ہے اور بالقصد یا مذاق کے طور پر ان میں سے کسی سے اشارہ کرنا بھی نہایت خطرناک ہے، ہو سکتا ہے، شیطان وہ ہتھیار اس سے غیر ارادی طور پر چلوا دے اور وہ اس کی وجہ سے جہنمی بن جائے۔ بد قسمتی سے اسلام کی اس تعلیم کے برعکس آج کل ہتھیاروں کی نمائش اور اس کا بے جا استعمال بہت عام ہو گیا ہے، حتیٰ کہ خوشی کے موقع پر ہوائی فائرنگ کا بھی رواج بڑھتا جا رہا ہے جو اسلامی تعلیم کے بھی خلاف ہے اور اس کے نقصانات بھی آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

۱۷۸۶ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ،

والترمذي وقال: حديث حسن.

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب النهی أن يتعاطى السيف مسلولاً - وسنن

ترمذی، أبواب الفتن، باب النهی عن تعاطی السیف مسلواً.

فوائد: ننگی تلوار، پکڑوانے میں اندیشہ ہے کہ پکڑتے وقت ہاتھ سے چھوٹ جائے، جس سے ہاتھ یا پیر یا جسم کا کوئی اور حصہ زخمی ہو جائے۔ اسی طرح تیز چھری، چاقو وغیرہ ہے، اسے دھار والے رخ کی طرف سے نہیں پکڑانا چاہئے۔ اسلام نے انسانیت کے احترام میں کتنی باریک بینی سے کام لیا ہے۔

۳۵۸۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ إِلَّا بِعُذْرٍ حَتَّىٰ يَصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ

۳۵۸۔ اذان کے بعد بلا عذر اور فرض نماز کے بغیر مسجد سے نکلنے کی کراہت کا بیان

۱۷۸۷۔ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمَشِي، فَاتَّبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصْرَهُ حَتَّىٰ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَىٰ أَبَا الْقَاسِمِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۸۷۔ حضرت ابو الشعشاء بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دے دی، تو مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا، پس حضرت ابو ہریرہ نے بغور اس کو دیکھنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا، تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا، اس شخص نے ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن.

فوائد: اس سے معلوم ہوا، کہ اذان کے بعد بلا عذر اس وقت کی فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکل جانا جائز نہیں ہے۔

۳۵۹۔ بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرِّيحَانِ لِغَيْرِ عُدْرٍ

۳۵۹۔ بغیر عذر کے خوشبو کا ہدیہ واپس کرنے کی کراہت کا بیان

۱۷۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ عَرَضَ عَلَيْهِ زَنْحَانٌ، فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَخْمَلِ، أَلَيْبُ الرِّيحِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس پر کوئی زینحان (ایک خوشبو دار بوٹی) پیش کی جائے، وہ اسے واپس نہ کرے، اس لئے کہ وہ غیر وزنی (یا ہلکی پھلکی) چیز ہے اور اس کی نمک پاکیزہ ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب وكراهة رد الريحان والطيب.

۱۷۸۹ - وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ۱۷۸۹/۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ بَعْضَ نَبِيِّ كَرِيمٍ خُوشَبُو كَاهِدِيَهُ رَدَّ نَبِيٌّ فَرَمَاتِ  
الطَّبِيبَ. رواه البخاري. تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الہبۃ، باب ما لا یرد من الہدیۃ۔  
فواکد: خوشبو یا خوشبو دار چیز کا ہدیہ قبول کر لینا چاہئے کیونکہ اسے اٹھا کر لے جانا کوئی مشکل معاملہ نہیں۔ اس  
سے نبی ﷺ کی اس رغبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو خوشبو کے ساتھ آپ کو تھی آپ اس کا ہدیہ واپس نہ  
فرماتے۔ اس سے خوشبو کے استعمال کا استحباب بھی واضح ہے۔

۳۶۰ - بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ ۳۶۰ - منہ پر اس شخص کی تعریف کرنے کی  
ممانعت، جس کی بابت غرور وغیرہ میں مبتلا  
لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَتَخَوُّهِ،  
ہونے کا اندیشہ ہو اور جس سے یہ خطرہ نہ  
وَجَوَازِهِ لِمَنْ  
ہو، اس کے حق میں تعریف کرنے کا جواز  
أَمِنَ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ

۱۷۹۰ - عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ۱۷۹۰/۱ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا  
يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِبُهُ فِي الْمَدْحَةِ،  
ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی  
کی تعریف کر رہا ہے اور اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا  
ہے تو آپ نے فرمایا، تم نے ہلاک کر دیا، یا تم نے اس  
متفق علیہ. «وَالْإِطْرَاءُ»: الْمُبَالِغَةُ فِي  
آدمی کی کمر توڑ دی۔ (بخاری و مسلم)  
المدح کے معنی ہیں۔ تعریف میں مبالغہ آرائی  
المدح.

کرنا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب ما یکرہ من الإطناب فی المدح، وکتاب  
الأدب، باب ما یکرہ من التمداح - وصحیح مسلم، کتاب الزهد، باب النهی عن المدح.

۱۷۹۱ - وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۱۷۹۱/۲ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَثْنَى  
عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
«وَيَحَاكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ» يَقُولُهُ  
مِرَارًا «إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَهٗ،  
آدمی نے اس کی تعریف کی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا،  
افسوس ہے تجھ پر، تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن توڑ  
دی، کئی مرتبہ آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی (پھر فرمایا)  
اگر تم میں سے کسی شخص نے کسی کی (کسی کی) ضرور تعریف ہی



بِذَلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ، كَرِهَهُ مَذْحُجُهُ فِي وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيدَةً، وَعَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ تَنْزَلُ الْأَحَادِيثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِي ذَلِكَ. وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُهُ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أَزْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» أَيْ: مِنْ الَّذِينَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُولِهَا، وَفِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ: «لَسْتُ مِنْهُمْ»، أَيْ: لَسْتُ مِنَ الَّذِينَ يُسْبَلُونَ أَرْزُهُمْ خِيَلَاءَ. وَقَالَ ﷺ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «مَا رَأَى الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَأًا إِلَّا سَلَكَ فَجَأًا غَيْرَ فَجْكَ» وَالْأَحَادِيثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ: «الْأَذْكَارِ».

ریاضت نفس اور کامل معرفت بھی حاصل ہو، جس کی وجہ سے اس تعریف سے اس کے فتنے میں مبتلا یا فریب نفس کا شکار ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور نہ اس پر اس کا نفس ہی خوش ہو، تو یہ حرام ہے نہ مکروہ۔ اور اگر اس کی بابت ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی کا اندیشہ ہو تو پھر اس کے منہ پر اس کی تعریف کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ اسی تفصیل پر اس بارے میں وارد مختلف احادیث کو محمول کیا جائے گا اور جو احادیث، جواز کے بارے میں ہیں، ان میں سے ایک وہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ”مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہو گا“ یعنی ان لوگوں میں سے جن کو جنت میں داخلے کے وقت جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ (دیکھئے بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، ابواب فضائل ابی بکر)

اور دوسری حدیث ہے، جس میں آپ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا ”تو ان میں سے نہیں ہے“ یعنی ان لوگوں میں سے نہیں جو اپنی شلواریوں کو تکبیر کے طور پر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکاتے ہیں (دیکھئے صحیح بخاری، مناقب ابی بکر) نیز حضرت عمر سے آپ نے فرمایا، شیطان جس راستے پر تجھ کو چلتا ہوا دیکھ لیتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ (بخاری، مناقب عمر)

اور جواز میں کثرت سے حدیثیں ہیں، جن میں سے کچھ حدیثیں میں نے اپنی کتاب ”الاذکار“ میں ذکر کی ہیں۔

۳۶۱۔ بابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنْ بَلَدٍ جَسْ شَرِّمِمْ وَبَاءِ پھیل جائے، اس وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فَرَارًا مِنْهُ وَكَرَاهَةً مِنْهُ الْقُدُومِ عَلَيْهِ

۳۶۱۔ جس شر میں وباء پھیل جائے، اس وقوع فیہا الوباء فراراً منہ وکراہة منہ القدوم علیہ

قَالَ تَعَالَى: ﴿أَيَّمَا لَكُم مِّمَّا أُوتُوا بِرُءُوسِهِمْ لَمَّا قُبِلُوا أَتَىٰ قَوْمَهُمْ أَقْرَبُ مَكَانًا وَأَقْرَبُ سَبِيلًا وَمَا لَكُم مِّنْ عِلْمٍ بِمَا يُرِيدُ﴾ [النساء: ۷۸]. وَقَالَ تَعَالَى: نِيز فَرَمَا: اُور تَم اِسْپَنے ہَاتھوں اِسْپَنے اُپ کو ہلاکت میں نہ ﴿وَلَا تَلْفُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى الْهَلَكَةِ﴾ ﴿الْبقره: ۱۹۵﴾ [البقره: ۱۹۵].

فائدہ آیات: امام نوویؒ نے پہلی آیت سے وہاں والے شر سے فرار ہونے کی ممانعت پر استدلال کیا ہے، کیونکہ انسان آخر فرار ہو کر کہاں جائے گا؟ موت تو ہر جگہ آجائے گی، پھر اپنا شر چھوڑ کر بھاگنے کا کیا فائدہ؟ دوسری آیت سے باب کے دوسرے جزء پر استدلال کیا ہے کہ جب تک کسی شر میں کوئی وہابی مرض عام ہے تو جو لوگ وہاں کے رہنے والے نہیں ہیں تو وہ اس دوران اس میں جانے سے اجتناب کریں، وہاں جا کر اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان نہ کریں۔ احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے جو امام صاحب نے باب اور آیات سے ثابت فرمائی ہے۔

۱۷۹۳ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرِغَ لَقِيَهُ أَمْرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ - فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ لِي عُمَرُ: اذْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارْتُهُمْ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: خَرَجْتُ لِأَمْرٍ، وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَا نَرَى أَنْ تُقَدِّمَهُمْ عَلَيَّ هَذَا الْوَبَاءِ. فَقَالَ: اذْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: اذْعُ لِي الْأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارْتُهُمْ، فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ، وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: اذْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: اذْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشِيخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی طرف تشریف لے گئے، یہاں تک کہ جب آپ مقام سرغ پر پہنچے تو آپ کو اجناد (شام کے شہروں) کے قائدین حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی ملے، انہوں نے آپ کو بتلایا کہ ملک شام میں وہاں پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا کر لاؤ، چنانچہ میں ان کو بلا کر لایا۔ پس آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا اور ان کو بتلایا کہ شام میں وہاں پھیلی ہوئی ہے۔ پس ان کے درمیان (اس مسئلے میں) اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا، آپ ایک مقصد کے لئے نکلے ہیں اور ہماری رائے یہ ہے کہ آپ اس سے رجوع نہ کریں۔ اور بعض نے کہا، آپ کے پاس بچے کچھے لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں، ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو اس وہاں کے سامنے نہ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا، میرے



مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ  
بِالنَّاسِ، وَلَا تُقَدِّمَهُمْ عَلَى هَذَا النَّوْبَاءِ،  
فَنَادَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ: إِنِّي  
مُضْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ. فَأَصْبَحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو  
عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَفِرَارًا مِنْ  
قَدْرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَوْ غَيْرُكَ  
فَالْهَيَا أَبَا عُبَيْدَةَ! - وَكَانَ عُمَرُ يُكْرَهُ  
خِلَافَهُ - نَعَمْ نَفَرْنَا مِنْ قَدْرِ اللَّهِ إِلَى قَدْرِ اللَّهِ،  
أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ، فَهَبَّطْتَ وَإِدْبَالَه  
عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ، وَالْأُخْرَى  
جَذْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ  
اللَّهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَذْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ اللَّهِ،  
قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ، وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ:  
إِنَّ عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا، سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ  
بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ  
وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ» فَحَمِدَ اللَّهُ  
تَعَالَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنْصَرَفَ. مَتَّفِقٌ  
عَلَيْهِ. وَالْعُدْوَةُ: جَانِبُ الْوَادِي.

پاس انصار کو بلا لاؤ، تو میں نے ان کو بلایا، پس آپ نے  
ان سے مشورہ طلب کیا، تو وہ بھی مہاجرین کے راستے پر  
چلے اور ان ہی کی طرح ان میں بھی باہم اختلاف ہوا، تو  
آپ نے فرمایا، جاؤ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر آپ  
نے فرمایا۔ میرے پاس یہاں موجود قریش کے ان سن  
رسیدہ لوگوں کو بلا کر لاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقعے پر  
ہجرت کی، چنانچہ میں ان کو بلا لایا۔ پس ان میں سے دو  
آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور سب نے (متفقہ  
طور پر) کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے  
ہمراہ لوٹ جائیں اور انہیں اس وباء کے سامنے پیش نہ  
کریں۔ پس حضرت عمرؓ نے لوگوں میں منادی کرا دی کہ  
میں صبح کو (واپسی کے لئے) سوار ہوں گا، پس تم بھی صبح  
اس کی تیاری کر لو۔ تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی  
نے فرمایا، کیا اللہ کی تقدیر سے فرار کرتے ہو؟ حضرت عمر  
نے جواب دیا۔ کاش! یہ بات آپ کے علاوہ کوئی اور  
کہتا (اور حضرت عمرؓ ان سے اختلاف کو ناپسند کرتے  
تھے) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف  
بھاگ رہے ہیں، بھلا یہ بتلاؤ، اگر تمہارے پاس اونٹ  
ہو، اور وہ ایسی وادی میں اتریں جس کے دو کنارے  
ہوں ایک ان میں سے شاداب ہو اور دوسرا بنجر۔ کیا یہ  
واقعہ نہیں ہے، اگر آپ انہیں شاداب حصے میں چرائیں  
گے، تب بھی اللہ کی تقدیر سے ہی چرائیں گے اور اگر  
بنجر حصے پر چرائیں گے تب بھی اللہ کی تقدیر سے ہی  
چرائیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں، کہ اتنے میں  
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آگئے، جو اپنے کسی کام  
میں مصروف ہونے کی وجہ سے مشورے میں شامل نہیں  
تھے۔ انہوں نے فرمایا، میرے پاس اس معاملے کی بابت  
علم ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا،  
جب تم سنو کہ کسی جگہ پر کوئی وباء پھیلی ہوئی ہے تو



وہاں مت جاؤ اور جب کسی ایسی جگہ وہاں پھیلے جہاں تم موجود ہو تو اس سے بھاگنے کے لئے وہاں سے مت نکلو۔ پس حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور واپس ہو گئے۔

(بخاری و مسلم)

### العدوة، وادی کا کنارہ

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرة والکھانة.

فوائد: اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں۔ فلسطین، اردن، دمشق، حمص اور قنسیرین۔ (ابن علان) طاعون، ایک وبائی مرض ہے جس کا شکار بالعموم موت سے نہیں بچتا۔ حضرت عمرؓ نے اللہ کی حمد اس بنا پر کی کہ ان کا اور ان کے ساتھیوں کا اجتہاد حدیث رسول ﷺ کے مطابق ہوا۔ اس اجتہاد سے قبل انصار اور مہاجر صحابہ کے ایک ایک گروہ نے جو رائے دی تھی، وہ بھی اپنے اپنے طور پر کسی نہ کسی شرعی اصل پر مبنی تھی، جنہوں نے عدم رجوع کی رائے دی تھی انہوں نے توکل اور تسلیم و رضا کو سامنے رکھا تھا اور دوسرے گروہ نے حذر و احتیاط کے اختیار کرنے اور ایسے اسباب سے اجتناب کرنے کو ترجیح دی تھی جن سے نقصان پہنچ سکتا تھا۔ یہ حذر و احتیاط اگرچہ تقدیر الہی کو ٹال نہیں سکتی، تاہم انسانوں کو ظاہری اسباب کے مطابق اسے ہی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور حضرت عمرؓ کے اجتہاد کی بنیاد بھی یہی اصل تھی، جس کی تائید بعد میں حدیث رسولؐ سے ہو گئی۔

بہر حال اس حدیث سے باب کا وہ مضمون ثابت ہو گیا جو امام نووی رحمہ اللہ کا مقصد تھا۔ اس سے قیاس صحیح کی مشروعیت، مشاورت کا استحباب اور امام کے لئے شوریٰ کی رائے کا عدم لزوم وغیرہ کا اثبات ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں امام کو چاہئے کہ وہ رعایا کی حفاظت کا اپنے طور پر پورا اہتمام کرے۔

۱۷۹۴ - وَعَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ۱۷۹۳ / ۲ - حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُونَ بَارِضِينَ، فَلَا تَدْخُلُوها، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضِينَ، وَأَنْتُمْ فِيهَا، فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا» متفقٌ عليه. طاعون پھیلنے کی بابت سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب وہ کسی جگہ پھیل جائے جب کہ تم وہاں موجود ہو، تو وہاں سے مت نکلو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرة والکھانة.

۳۶۲ - جاوہ کرنے اور سیکھنے کی شدید

حرمت کا بیان

۳۶۲ - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَحْرِيمِ السَّخْرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَفَرَ اللَّهُ تَعَالَى نِيَةً﴾ (اور حضرت سلیمان نے کفر نہیں کیا سَتَيْنُ وَلَكِنَّ السَّيِّطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے النَّاسَ السِّحْرَ﴾ الآية [البقرة: ۱۰۲] . تھے۔ (سورۃ بقرہ، ۱۰۲)

فوائد: اس آیت میں جادو سکھانے کو کفر سے تعبیر کیا، جس سے اس کی شدید حرمت واضح ہے اور اگر کوئی اس کی حلت کا قائل ہوتے ہوئے دیکھے یا کرے تو وہ کافر قرار پائے گا، اس کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ جادوگر یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایسا کام کرنے پر قادر ہے جس کو کوئی اور نہیں کر سکتا، درآں حالیکہ یہ اللہ کی صفت ہے، یہ گویا شرک کے قبیل سے ہے۔ اس لئے اسلام میں اس کا سیکھنا اور کرنا دونوں سخت حرام ہیں۔

۱۷۹۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّبْرُكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالنَّوْثِيُّ يَوْمَ الرَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» متفقٌ عليه.

تخریج: صحیح بخاری و صحیح مسلم۔  
فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب تحریم اموال الیتیم، رقم ۱/۱۶۱۶ میں گزر چکی ہے۔ یہ تمام امور حرام ہیں، انہی میں جادو کا سیکھنا، سکھانا اور کرنا حرام ہے اور یہاں اسی کے اثبات کے لئے یہ حدیث امام صاحب لائے ہیں۔

۳۶۳ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافَرَةِ بِالْمُضْحَفِ إِلَى بِلَادِ الْكُفَّارِ إِذَا خِيفَ وَتَوَعُّهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ  
دشمن کے ہاتھوں میں جانے کا اندیشہ ہو

۱۷۹۶ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ. متفقٌ عليه.

۱۷۹۶ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ قرآن کریم کے ساتھ دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب السفر بالمصحف إلى أرض العدو - صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب النهی أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار...  
فوائد: یہ ممانعت اس لئے ہے تاکہ دشمن قرآن کریم کی اہانت نہ کر سکیں۔ جہاں اس قسم کا اندیشہ نہ ہو، وہاں

قرآن کریم لے جانے کی اجازت ہوگی۔ جیسے آج کل ممالک کفار ہیں، وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان بھی رہتے ہیں اور وہاں ان کو قرآن کریم سمیت اپنا دینی لٹریچر بھی ساتھ لے جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

۳۶۴۔ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ  
 اِنَاءِ الذَّهَبِ وَاِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي  
 الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ  
 وُجُوهِ اسْتِعْمَالِ  
 ۳۶۴۔ کھانے پینے، طہارت اور دیگر  
 استعمال کی صورتوں میں سونے چاندی کے  
 برتنوں کے استعمال کی ممانعت کا بیان

۱۷۹۷ - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي يَشْرَبُ  
 فِي آيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجْزِئُ فِي بَطْنِهِ نَارَ  
 جَهَنَّمَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ:  
 «إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آيَةِ الْفِضَّةِ  
 وَالذَّهَبِ». ۱/ ۱۷۹۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
 ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص چاندی کے  
 برتن میں پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا  
 ہے۔ (بخاری و مسلم)  
 اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، بے شک وہ  
 شخص جو سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے،  
 (وہ جہنم کی آگ پیٹ میں بھرتا ہے)۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأشربة، باب آية الفضة - وصحيح مسلم، كتاب اللباس  
 والزينة، باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة.

فوائد: جب انسان مسلسل تیزی سے پانی پیتا ہے، تو اس وقت پینے کی جو گڑگڑاہٹ (آواز) ہوتی ہے اس کو جرہ  
 کہا جاتا ہے۔ مطلب جہنم کی آگ سے پیٹ کو بھرتا ہے۔

۱۷۹۸ - وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ،  
 وَالذَّبْيَاجِ، وَالشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ  
 وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: «هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ  
 لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رَوَايَةٍ  
 فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَلْبَسُوا  
 الْحَرِيرَ وَلَا الذَّبْيَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي آيَةِ  
 الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا».

۲ / ۱۷۹۸ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
 رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے ریشم اور دبیاج  
 کے استعمال سے اور سونے چاندی کے برتن میں پینے  
 سے اور آپ نے فرمایا، یہ دنیا میں ان کافروں کے لئے  
 ہے اور یہ آخرت میں تمہارے لئے ہوں گے۔  
 اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے اس میں  
 حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول  
 اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، تم ریشم اور دبیاج مت

پنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں پیو اور نہ ان کے پیالوں میں کھاؤ۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الأشربة، باب الشرب فی آتية الذهب، و باب فی آتية الفضة - و صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب.

**فوائد:** دیباچ بھی ریشم ہی کی ایک قسم ہے، بعض کے نزدیک موٹا ریشم دیباچ ہے اور بعض کے نزدیک دیباچ وہ کپڑا ہے جس کا تانا بنا ریشم کا ہو، باقی سوت کا، صحاف، صحفہ کی جمع ہے، صحفہ کھانے کا ایسا برتن جس میں پانچ آدمی سیر ہو جائیں۔

۱۷۹۹ - وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سَبْرِينَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِنَ الْمَجُوسِ، فَجِئَءَ بِفَالُوذَجِ عَلَى إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ، فَقِيلَ لَهُ حَوْلَهُ، فَحَوْلَهُ عَلَى إِنَاءٍ مِنْ خَلْنَجٍ، وَجِئَءَ بِهِ فَأَكَلَهُ. رواه البيهقي بإسنادٍ حسنٍ. «الخلنج»: الجفنة.

۱۷۹۹ / ۳ - حضرت انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس عرصے میں چاندی کے ایک برتن میں فالودہ (یا مٹھائی کی کوئی قسم) لایا گیا، پس آپ نے اسے نہیں کھایا، ان سے کہا گیا، اسے دوسرے برتن میں ڈلوایا لیں، چنانچہ انہوں نے اسے لکڑی کے برتن میں ڈلوایا اور پھر آپ کے پاس لایا گیا اور آپ نے اسے کھالیا۔ (بیہقی، سند حسن کے ساتھ)

الخلنج، جفنه، لکڑی کا پیالہ جو صحفہ سے بڑا ہوتا ہے۔

**تخریج:** السنن الكبرى، کتاب الطهارة، باب المنع من الأكل في صحاف الذهب والفضة.

**فوائد:** مذکورہ احادیث سے واضح ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا یا ان کو کسی اور استعمال میں لانا حرام ہے، کیونکہ اس میں کبر و غرور پایا جاتا ہے۔ اسی طرح تزئین و آرائش کے لئے بھی ان کا استعمال صحیح نہیں۔ البتہ صرف عورتوں کے لئے بطور زیور ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ احادیث سے یہ اشتناء ثابت ہے۔ تاہم بعض علماء کے نزدیک ان احادیث میں ضعف پایا جاتا ہے، اس لئے وہ عورتوں کے لئے بطور زیورات بھی ان کا استعمال جائز نہیں سمجھتے۔ شیخ البانی نے آداب الزفاف میں اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے، بہر حال دوسرے علماء ان کے اس موقف سے متفق نہیں۔ (۲) ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے، اسی طرح ریشم سے ملنے جلنے لباس، جو عورتوں کے لئے مخصوص ہوں، وہ بھی عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے حرام ہوں گے۔ اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ ریشمی لباس میں جو نرمی اور نزاکت پائی جاتی ہے، وہ مردانگی کے منافی ہے۔ (۳) ان چیزوں کی حرمت سے اسلام کے مزاج کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کھانے پینے اور آرائش و پوشاک وغیرہ میں سادگی کو پسند اور ترفہ اور کافروں سے مشابہت کو ناپسند کرتا ہے۔ بد قسمتی سے آج مسلمانوں میں اسلام کی اس سادگی کے مقابلے میں کافروں کی مشابہت و نفالی میں ترفہ، تکلف اور تصنع کو معیار زندگی قرار دے لیا گیا ہے اور ہر شخص جائز و ناجائز طریقے سے

اس کے حصول میں شب و روز کوشاں ہے۔ ہداهم اللہ تعالیٰ۔

۳۶۵۔ بابٌ تَخْرِيمِ لُبْسِ الرَّجُلِ نَوْبًا ۳۶۵۔ مرد کے لیے زعفرانی رنگ کا لباس پہننے کی حرمت کا بیان مُرْغَفَرًا

۱۸۰۰۔ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۸۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. اللہ ﷺ نے مرد کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع متفق علیہ۔ فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب التزعفر للرجال۔ وصحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن التزعفر للرجال۔

فوائد: زعفران، مشہور بوٹی ہے، اس سے رنگا ہوا کپڑا زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

۱۸۰۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ عَلِيَّ بْنَ نُوْبَيْنٍ مُعْصَفَرَيْنِ فَقَالَ: «أَمْ تَرَكَ بَهْدًا؟» قُلْتُ: «أَغْسَلُهُمَا؟» قَالَ: «بَلْ أَحْرَفَهُمَا». وفي رواية، فقال: «إِنَّ هَذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْنَهَا» رواه مسلم۔

۱۸۰۱/۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، تو دریافت فرمایا، کیا تیری ماں نے تجھے یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں انہیں دھو ڈالوں؟ آپ نے فرمایا، بلکہ ان کو جلا دے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر۔ فوائد: معصر بھی ایک بوٹی ہے جو زعفران کی طرح زرد رنگ ہی دیتی ہے۔ اس کی حرمت کی وجہ بھی علماء نے یہی بیان کی ہے کہ ایک تو یہ رنگ عورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے کافر بھی اس رنگ کا لباس پہنتے ہیں۔ ان دونوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے۔

۳۶۶۔ بابُ النَّهْيِ عَنِ صَمْتِ يَوْمِ إِلَى اللَّيْلِ ۳۶۶۔ کسی دن رات تک خاموش رہنے کی ممانعت کا بیان

۱۸۰۲۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱/ ۱۸۰۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُنْمَ بَعْدَ اخْتِلَامٍ، وَلَا صُمَاتِ يَوْمِ إِلَى اللَّيْلِ» بعد تیبی نہیں اور کسی دن رات تک خاموش رہنے کی رواہ ابو داؤد باسناد حسن۔ کوئی حیثیت نہیں۔

قال الخطأبي في تفسير هذا (اسے ابو داؤد نے حسن سند سے روایت کیا)

الحَدِيثِ: كَانَ مِنْ نُسُكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصَّمَاتِ، فَتُهَوَّأُ فِي الْإِسْلَامِ عَنْ ذَلِكَ، وَأُمِرُوا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيثِ بِالْخَيْرِ.

امام خطابی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جاہلیت کی عبادات میں خاموش رہنا بھی تھا، پس اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ (خاموشی کی بجائے) اللہ کا ذکر اور بھلائی کی بات کرو۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الوصايا، باب جاء متى ينقطع اليتيم؟.

۱۸۰۳ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا: زَيْنَبُ، فَرَأَاهَا لَا تَتَكَلَّمُ. فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوا: حَجَّتْ مُصَمَّمَةَ، فَقَالَ لَهَا: تَكَلَّمِي فَإِنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ، هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ. رواه البخاري.

۱۸۰۳ / ۲ - حضرت قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امس قبیلے کی ایک عورت کے پاس تشریف لائے، جس کو زینب کہا جاتا تھا، پس اسے دیکھا کہ وہ بولتی نہیں ہے، آپ نے دریافت فرمایا، اسے کیا ہے، یہ گفتگو کیوں نہیں کرتی؟ انہوں نے بتلایا، اس نے خاموش رہنے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا، بات چیت کر، اس لئے کہ یہ خاموشی جائز نہیں، یہ جاہلیت کا عمل ہے۔ پس اس نے بولنا چاہنا شروع کر دیا۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية.

فواہد: مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ قیمی، بلوغت تک رہتی ہے۔ بالغ ہونے کے بعد بچہ یتیم تصور نہیں ہو گا اور بلوغت کا معیار احتلام ہے، اس کی کوئی متعین عمر نہیں ہے، کیونکہ مختلف ملکوں کی الگ الگ آب و ہوا کے اعتبار سے عموماً میں فرق ہو سکتا ہے، اس لئے بلوغت کے لئے احتلام کو شرط قرار دیا ہے۔ احتلام، خواب میں منی کے نکلنے کو کہتے ہیں۔ (۲) زمانہ جاہلیت میں خاموش رہنے کو بھی عبادت اور تقرب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام میں اس قسم کے تشفی اور تکلف کی اجازت نہیں ہے، اس لئے اس سے بھی منع کر دیا گیا اور تاکید کی گئی کہ خاموش رہنے کی بجائے کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور بھلائی کی باتیں کرو۔ البتہ فحش گوئی، جھوٹ، چغلی اور غیبت وغیرہ کے مقابلے میں خاموش رہنا بہتر ہے۔

۳۶۷ - انسان کا اپنے باپ یا اپنے آقا کے

علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونے کی

حرمت کا بیان

۳۶۷ - بَابُ تَحْرِيمِ انْتِسَابِ الْإِنْسَانِ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرِ مَوْلَاهُ

۱۸۰۴ - عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ،

۱۸۰۴ / ۱ - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا درآں

فَالْحَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ» متفقٌ عَلَيْهِ .  
 حالیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے، تو اس پر  
 جنت حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادّعى إلی غیر آبیہ - وصحیح مسلم،  
 کتاب الإیمان، باب حال إیمان من رغب عن آبیہ .

۱۸۰۵ - وعن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ / ۱ - ۱۸۰۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی  
 عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَزْعُبُوا عَن كَرِيمٍ ﷺ لِيُفْرَمَ لَكُمْ مِنْهُ»  
 آپانکُم، فَمَنْ رَغِبَ عَنِ آبِيهِ، فَهُوَ كُفْرٌ» پس جس شخص نے اپنے باپ سے اعراض کیا، تو یہ کفر  
 متفقٌ علیہ .  
 ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادّعى إلی غیر آبیہ - وصحیح مسلم،  
 کتاب الإیمان، باب حال إیمان من رغب عن آبیہ .

**فوائد:** اعراض کا مفہوم بھی وہی ہے جو اس سے ما قبل کی حدیث کے لفظ ادعی کا تھا، یعنی اپنے باپ کو چھوڑ کر  
 کسی اور کو غلط طور پر باپ ظاہر کرنا۔ اگر وہ اس کی حرمت کو جانتے ہوئے، اس سے اعراض کرے گا تو یہ کفر ہے  
 اور اگر وہ محض دنیوی مفادات کے لالچ میں ایسا کرتا ہے، اس کی حرمت سے اعراض کرتے ہوئے نہیں۔ تو یہ  
 کبیرہ گناہ ہو گا، جس کا مرتکب ابتداءً جنت میں نہیں جائے گا، البتہ سزا بھگتنے کے بعد جاسکے گا۔ اس کو اتنا بڑا جرم  
 اس لئے قرار دیا گیا ہے تاکہ نسب محفوظ رہے، کیونکہ نسبی حفاظت ہی والدین کی خدمت و اطاعت کا باعث ہے،  
 اگر نسب ہی محفوظ نہ رہے تو اولاد حق ابوت کس طرح ادا کرے گی؟

۱۸۰۶ - وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكٍ بْنِ طَارِقٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا وَاللَّهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرُوهُ إِلَّا كِتَابَ اللهِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ، وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ، وَفِيهَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْبَرِ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا، أَوْ أَوَى مُخْدِنًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، يَسْمَى بِهَا أَذْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ

۱۸۰۶ / ۳ - حضرت یزید بن شریک بن طارق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، پس میں نے ان کو سنا، وہ فرماتے تھے، اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں، سوائے اللہ کی کتاب کے اور ان احکام کے جو اس صحیفے میں ہیں، پس آپ نے اس صحیفے کو پھیلایا تو اس میں (دیت کے) اونٹوں کی عمریں اور کچھ زخموں کی (دیت سے متعلق) احکام تھے اور اس صحیفے میں یہ بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے، جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نقلی عبادت۔ مسلمانوں کا



وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، وَمَنْ أَدْعَى  
إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ،  
فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ،  
لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا  
وَلَا عَدْلًا. متفقٌ عليه. «ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ»  
أَي: عَهْدُهُمْ وَأَمَانَتُهُمْ. وَ«أَخْفَرُهُ»: نَقَضَ  
عَهْدَهُ. وَ«الصَّرْفُ»: التَّوْبَةُ، وَقَبِلَ  
الْحَيْلَةَ. وَ«العَدْلُ»: الْفِدَاءُ.

عمد ایک ہے جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی  
کوشش کرتا ہے، جس نے کسی مسلمان کے عمد کو توڑ  
دیا، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت  
ہے، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت  
قبول کرے گا نہ نقلی اور جس نے اپنی اپنے باپ کے  
علاوہ کسی اور کی طرف یا اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور کی  
طرف نسبت کی، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام  
لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی  
فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نقلی عبادت۔

(بخاری و مسلم)

ذمۃ المسلمین، ان کا عمد اور ان کا امان  
دینا۔ اخفرہ، اس نے عمد توڑ دیا، الصرف، توبہ،  
عدل، معاوضہ

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب اثم من تبرأ من موالیه - وصحیح مسلم،  
کتاب العتق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیه.

فوائد: غیر اور ثور دونوں مدینے کے پہاڑ ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کے علاقے کو حرم قرار دیا گیا ہے،  
جس کا مطلب ہے کہ حرم مکہ کی طرح یہاں بھی کسی جانور کا شکار نہیں کیا جا سکتا، درخت نہیں کاٹا جا سکتا اور نہ  
اس علاقے میں کوئی مشرک اور کافر داخل ہو سکتا ہے۔ صرف اور عدل کے کئی معنی کئے گئے ہیں، سب سے زیادہ  
مشہور معنی وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں، یعنی فرضی اور نقلی عبادت۔ دوسرے معنی ہیں جو فاضل  
مصنف امام نوویؒ نے آخر میں بیان کئے ہیں، توبہ اور معاوضہ۔ یعنی قیامت والے دن ایسے لوگوں کی معذرت  
قبول ہوگی نہ معاوضہ قبول ہوگا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث میں مذکور تینوں کام کتنے شدید نوعیت  
کے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں کیا گیا نافرمانی کا کام، دوسری جگہوں کے مقابلے میں زیادہ  
بڑا جرم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی بابت جو مشہور کر دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں کوئی  
خاص احکام دیئے تھے جو آپ نے ان کے سوا کسی کو نہیں بتائے۔ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے، جیسے صوفیاء کے  
حلقے میں خرقہ خلافت وغیرہ کے بارے میں اور شیعی فرقوں میں وصی رسول ہونے کی بابت دعویٰ کئے جاتے  
ہیں، یہ سب من گھڑت اور اتمام ہے، نبوت کا مطلب ابلاغ عام ہے نہ کہ ابلاغ خاص۔ بعض باتوں کو بعض  
لوگوں تک مخصوص رکھنا تو نبوت ہی کے منافی ہے۔

۱۸۰۷ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
۱۸۰۷ / ۴ - حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ  
انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جس  
أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنْ

فخص نے بھی جانتے بوجھتے اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا، تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور جس نے ایسی چیز (کی ملکیت) کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے اور جس نے کسی شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا، اے اللہ کے دشمن درآں حالیکہ وہ ایسا نہ ہو۔ تو وہ الزام اسی پر لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب حدثنا أبو معمر... عن أبي ذر أنه سمع... - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن أبيه... فوائد: حدیث میں مذکور تمام باتیں سخت کبیرہ گناہ ہیں، ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ ہر مسلمان کو ان کاموں سے بچ کر رہنا چاہئے۔ یہ اتنے بڑے جرم ہیں کہ ان کے ارتکاب سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اعازنا اللہ منہا

۳۶۸ - بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ اِرْتِكَابِ ۳۶۸ - اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منع مَا نَهَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ ﷺ عَنْهُ

قال الله تعالى: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ۶۳]. وقال تعالى: ﴿وَيَحْذَرُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا مِثْلَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا عَنْ رَسُولِهِ﴾ [آل عمران: ۳۰]. وقال تعالى: ﴿إِنَّا بَطَلْنَا رَبِّكَ تَشْيِيدًا﴾ [البروج: ۱۲]. وقال تعالى: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهُوَ ظَلِيمٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ [هود: ۱۰۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو اس کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں اس بات سے ڈر جانا چاہئے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔ نیز فرمایا:۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور فرمایا: یقیناً تیرے رب کی گرفت بڑی سخت ہے۔ اور فرمایا: اور اسی طرح ہے تیری رب کی گرفت، جب وہ بستوں (والوں) کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ، نہایت دردناک ہے۔ (سورہ ہود: ۱۰۲)

۱۸۰۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَعَارُ، وَغَيْرُهُ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

۱۸۰۸ / حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو

عَلَيْهِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ . اللہ نے اس کے لئے حرام کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ - وصحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ .

نوٹ: اس کی غیرت کا مطلب، اس کا غضب ناک ہونا ہے۔ یعنی محرمات و فواحش کا ارتکاب، جن سے اس نے بندوں کو منع کیا ہے، اس کے غضب و عتاب کا باعث ہے۔ اس لئے غضب الہی کو دعوت دینے والے کاموں سے اجتناب ضروری ہے۔

۳۶۹ - بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ ارْتَكَبَ مِنْهَا عَنَهُ  
۳۶۹ - جو شخص حرام کردہ چیز کا ارتکاب کر لے تو اسے کیا کہنا اور کرنا چاہئے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر تمہیں شیطان کی چھیڑ چھاڑ (اللہ کی نافرمانی پر) ابھارے تو اللہ سے پناہ طلب کرو۔ (حم السجدۃ: ۳۶)

نیز فرمایا: بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں، جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پہنچتا ہے، تو وہ ہشیار ہو جاتے ہیں اور وہ (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف: ۲۰۱)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ لوگ جو کوئی برا کام کر بیٹھے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں، تو (نوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور اپنے کئے پر وہ اصرار نہیں کرتے، جب کہ وہ جانتے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں، جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے۔ (آل عمران: ۱۳۵، ۱۳۶)

نیز فرمایا: تم سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو،

اے ایمان والو، تاکہ تم فلاح پاؤ

فائدہ آیات: ان آیات سے واضح ہے کہ ایک مسلمان سے اگر اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا شیوہ اس پر اصرار کرنا نہیں ہے، بلکہ اس سے وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور اللہ سے معافی کا طلب گار ہوتا ہے۔

۱۸۰۹ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ ۱/ ۱۸۰۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی  
عنه عن النبي ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ كَرِيمٌ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے قسم اٹھائی تو اپنی  
فِي حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلَيْقَلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرَكَ لَالَهُ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا  
فَلَيْتَصَدَّقَ. متفقٌ عليه. آؤ، جو کھیلیں، تو اس کو چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النجم - وصحیح مسلم، کتاب  
الایمان، باب من حلف باللات والعزى.

**فوائد:** لات اور عزى مشرکین عرب کے بت تھے۔ ان کی یا کسی اور بت کی یا کسی بھی غیر اللہ کی قسم کھانا، کفر و  
شرک ہے۔ اگر کوئی شخص غیر اللہ کی قسم کھالے تو لاله الا اللہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کر لے۔ اسی طرح کسی اور  
گناہ کا ارتکاب کر لے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور حسب توفیق صدقہ و خیرات کا اہتمام کرے۔ اس  
لئے کہ نیکیاں، برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔



## ۱۸۔ کِتَابُ الْمَنْثُورَاتِ وَالْمِلْحِ

### ۱۸۔ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کی کتاب

۳۷۰۔ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کا

بیان

۳۷۰۔ بَابُ الْمَنْثُورَاتِ وَالْمِلْحِ

۱۸۱۰ / ۱۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا۔ تو اس کے فتنے کو حقیر اور بڑا خطرناک کر کے بیان کیا (یا آواز کو بلند اور پست کیا) یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ پس جب ہم (بعد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ نے ہمارے اندر موجود اضطراب کو پہچان لیا اور دریافت فرمایا، تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے صبح دجال کا ذکر فرمایا اور اسے حقیر اور خطرناک کر کے بیان فرمایا، یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہی موجود ہے۔ تو آپ نے فرمایا، دجال کے علاوہ اور چیزوں سے مجھے تمہاری بابت زیادہ شدید اندیشہ ہے، اگر دجال میری موجودگی میں نکلا، تو تمہاری جگہ میں خود اس سے نمٹ لوں گا اور اگر میری زندگی کے بعد نکلا، تو ہر آدمی خود اپنے نفس کا دفاع کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا جانشین ہے (میری بجائے اللہ نگران ہے)

۱۸۱۰۔ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَضَ فِيهِ، وَرَفَعَ حَتَّى ظَنَّنَاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ. فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ، عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَالَ الْغَدَاةَ، فَخَفَضْتَ فِيهِ وَرَفَعْتَ، حَتَّى ظَنَّنَاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: «غَيْرُ الدَّجَالِ أَخَوْفُنِي عَلَيْكُمْ؛ إِنْ يَخْرُجُ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِجُهُ دُونَكُمْ؛ وَإِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَأَمْرُؤُ حَجِجْتُ نَفْسَهُ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. إِنَّهُ شَابَّ قَطَطَ عَيْنِهِ طَائِفَةً، كَأَنِّي أَشَبَّهُهُ بَعْبُدِ الْعُرَى بْنِ قَطْنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ؛ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةَ بَيْنِ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاتِ يَمِينًا وَعَاتِ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللَّهِ!

وہ دجال نوجوان اور گھٹنکھریالے بالوں والا ہو گا، اس کی ایک آنکھ (انگور کی طرح) ابھری ہوئی ہو گی، گویا کہ میں اسے عبدالعزیز بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ پس تم میں سے جو شخص اسے پالے، اسے چاہئے کہ وہ اس پر سورہ کف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے پر ظاہر ہو گا اور دائیں بائیں فساد پھیلانے گا، اے اللہ کے بندو! (اس وقت) ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اس کا زمین میں کتنا قیام ہو گا؟ آپ نے فرمایا، چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن جمعہ کے برابر ہو گا اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے کہا، اے اللہ کے رسول! وہ دن جو سال کے برابر ہو گا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی (پانچ) نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ تم اس کا اندازہ کر کر کے پڑھنا۔ ہم نے پوچھا، یا رسول اللہ! اس کی زمین میں تیز رفتاری کا کیا حال ہو گا؟ آپ نے فرمایا، بارش کی طرح، جس کو ہوا پیچھے کی طرف دھکیل رہی ہو۔ (یہ کنایہ ہے، تیزی کے ساتھ فساد پھیلانے سے) پس وہ لوگوں کے پاس آئے گا، انہیں دعوت دے گا، پس وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے حکم کو مانیں گے۔ پھر وہ آسمان کو حکم دے گا، تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ پس ان کے چرنے والے جانور جب شام کو ان کے پاس لوٹیں گے، تو ان کے کوبان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے ہوں گے، ان کے تھن کامل طور پر بھرے ہوں گے اور ان کی کونکھیں زیادہ کشادہ ہوں گی۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنے ماننے کی دعوت دے گا، وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے، پس وہ ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو

فَأَنْبِئُوهُمُ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا بُنِيَ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «أَزْبَعُونَ يَوْمًا: يَوْمَ كَسَنَتِ، وَيَوْمَ كَشَّهَرُ، وَيَوْمَ كَجَمَعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَتِ أَنْكَفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: «لَا، أَنْذَرُوا وَاللَّهِ قُدْرَهُ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَنْدَبْرَتَهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ، فَيَذْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ، وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتَنْبِتُ، فَتَرْوِحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتَهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرَى، وَأَسْبَعَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَهُ حَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَذْعُوهُمْ، فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُضِيبُونَ مُنْجَلِينَ لَيْسَ بَأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْحَرْبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كَنُوزَكَ، فَتَنْبَعُهُ كَنُوزَهَا كَيْعَاسِبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِنًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسِّيفِ، فَيَقَطُّعُهُ جِزْلَتَيْنِ رَمِيَّةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ، فَيَقْبَلُ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهَهُ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيٍّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَأَضْعَا كَفَيْهِ عَلَى أَعْنَجَةِ مَلَكَينَ، إِذَا طَاطَأَ رَأْسُهُ قَطْرًا وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يَدْرُكَهُ بَابٌ لُدٌّ فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ﷺ قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسُحُ



جائیں گے، ان کے مالوں (ڈنگروں) میں سے ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا اور وہ کسی ویرانے سے گزرے گا تو اس کو کہے گا، اپنے خزانے نکال دے، تو اس زمین کے خزانے، شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح، اس کے پیچھے لگ جائیں گے، پھر وہ ایک بھرپور جوان کو بلائے گا اور اس پر تلوار سے وار کرے گا، جو اسے تیر انداز کے نشانے کی طرح، دو ٹکڑے کر دے گا، پھر اسے بلائے گا تو وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہو گا اور وہ ہنس رہا ہو گا۔ پس دجال اسی حالت میں ہو گا اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو زمین میں بھیج دے گا۔ پس وہ آسمان سے دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر زرد رنگ کا جوڑا پہننے ہوئے، اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں (بازوؤں) پر رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے اور جب اپنا سر اٹھائیں گے تب بھی موتی کی طرح چاندی کی بوندیں گریں گی، جس کافر کو بھی آپ کے سانس کی بھاپ پہنچے گی، وہ مرجائے گا اور آپ کا سانس آپ کی حد نظر تک پہنچے گا، پس آپ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ نے اس دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہو گا، حضرت عیسیٰ ان کے چروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں ان درجات کی خوش خبری دیں گے جو ان کو جنت میں ملیں گے۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ بندے ایسے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرما اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے پستی

عَنْ وَجُوهِهِمْ، وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عَبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِيَّتَالِهِمْ، فَحَرَّزْ عِبَادِي إِلَيَّ الطُّورِ. وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبْرِيَّةٍ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهِذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْضَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الشُّورِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ، فَيَزَعِبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابُهُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمُ النَّعْفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُضِيحُونَ فَرَسِي كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهْمُهُمْ وَتَنَّتُهُمْ، فَيَزَعِبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ، فَتَحْمِلُهُمْ، فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَطْرًا لَا يَكُونُ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَبْرُكَهَا كَالرُّلَقَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِي تَمْرَتِكَ، وَرَقْدِي بِرُكَّتِكَ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّقَانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارِكُ فِي الرُّسُلِ حَتَّى إِنَّ اللَّفْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفَنَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللَّفْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللَّفْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ



مِنَ النَّاسِ، فَبَيَّنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَابِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْتِئِي شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارِجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمْرِ فَعَلَنَهُمْ تَقْوَمُ السَّاعَةُ، رواه مسلم. قوله: «خَلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ»: أي: طَرِيقًا بَيْنَهُمَا. وَقَوْلُهُ: «عَاتٌ» بِالْعَيْنِ الْمَهْمَلَةِ وَالشَّاءِ الْمَثَلَةِ، وَالْعَيْثُ: أَشَدُّ الْفَسَادِ. وَ«الذَّرَى»: بَضْمٌ الذَّلَالِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ أَعَالِي الْأَسْمَةِ. وَهُوَ جَمْعٌ ذُرَّةٍ بِضَمِّ الذَّلَالِ وَكَسْرِهَا وَ«الْيَعَاسِبُ»: ذُكُورُ النَّخْلِ. وَ«جَزَلَتَيْنِ» أَي: قَطْعَتَيْنِ، وَ«الْفَرَضُ»: الْهَدَفُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ بِالنَّشَابِ، أَي: يَرْمِيهِ رَمِيَّةً كَرْمِي النَّشَابِ إِلَى الْهَدَفِ وَ«الْمَهْرُودَةُ» بِالذَّلَالِ الْمَهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ، وَهِيَ: الثُّوبُ الْمَضْبُوعُ. قَوْلُهُ: «لَا يَدَانِ» أَي: لَا طَاقَةَ. وَ«النَّغْفُ»: دُوْدٌ. وَ«فَرَسَى»: جَمْعُ فَرَسٍ، وَهُوَ الْفَتِيلُ وَ«الزَّلْقَةُ»: بَفَتْحِ الزَّيِّ وَاللَّامِ وَبِالْقَافِ، وَرُويَ «الزَّلْقَةُ» بِضَمِّ الزَّيِّ وَإِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ، وَهِيَ الْمِرْآةُ. وَ«الْعِصَابَةُ»: الْجَمَاعَةُ. وَ«الرُّسُلُ» بِكسْرِ الرَّاءِ: اللَّبَنُ. وَ«اللَّقْحَةُ»: اللَّبُونُ، وَ«الْفِئَامُ» بِكسْرِ الْفَاءِ وَبِعْدَا هَمْزَةٍ مَمْدُودَةٍ: الْجَمَاعَةُ. وَ«الْفَخْذُ» مِنَ النَّاسِ: دُونَ الْقَبِيلَةِ.

کی طرف تیزی سے دوڑیں گے، ان کا پہلا ٹولہ بحیرہ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا سارا پانی چٹ کر جائے گا اور اس کا آخری ٹولہ وہاں سے گزرے گا تو وہ کئے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ (اس عرصے میں) اللہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ ﷺ اور ان کے ساتھی گھرے ہوئے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں ہر ایک کو بیل کی ایک سری تمہارے آج کے سو دینار سے بہتر معلوم ہوگی، پس اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے ساتھی، اللہ ان سے راضی ہو، اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس سے وہ دفعتاً ایک جان کی طرح، مرجائیں گے۔ پھر اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم زمین پر اتریں گے، پس وہ زمین میں ایک پشت جگہ بھی ایسی نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور سخت بدبو سے خالی ہو۔ پس اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم پھر اللہ کی طرف (دعاء کے لئے) متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے بڑے پرندے بھیجے گا جیسے سختی اونٹوں کی گردنیں ہوتی ہیں، وہ پرندے ان کی لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ کو منظور ہوگا، وہاں ان کو پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل فرمائے گا جس سے کوئی گھر اور خیمہ محفوظ نہیں رہے گا (یعنی سب کو پہنچے گی) پس وہ ساری زمین کو دھو دے گی، حتیٰ کہ اسے چکنی چٹان یا آئینے کی طرح صاف کر کے چھوڑے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا، اپنے پھل اگا اور اپنی برکت پھیر لا۔ پس اس وقت ایک اتار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے پھلکے سے سایہ حاصل کرے گی اور دودھ میں اتنی برکت ڈال دی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور ایک دودھ دینے والی گائے

لوگوں کے ایک قبیلے کو کافی ہو گی اور دودھ دینے والی ایک بکری لوگوں میں سے ایک گھرانے کو کافی ہو گی۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان مسلمانوں کو ان کی بغلوں کے نیچے سے لگے گی، پس وہ ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کر لے گی۔ (اس کے بعد) صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو اس زمین میں گدھوں کی طرح علانیہ لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے۔ پس انہی لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔ (مسلم)

خلة، یعنی ان دونوں کے درمیان راستہ۔ عات، عین اور ثاء کے ساتھ، العیث کے معنی ہیں، سخت ترین فساد۔ الذری، ذال پر پیش، کوہانوں کی بلندی۔ یہ ذرۃ کی جمع ہے، اس کی ذال پر زیر اور پیش دونوں طرح جائز ہے۔ یعاسیب شمد کی نکھیاں۔ جزلتین، دو ٹکڑے۔ الغرض، وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے، یعنی اس کو اس طرح (تلوار) مارے گا جس طرح تیر کو نشانے پر مارتے ہیں۔ المہرودۃ، یہ دال اور ذال، دونوں کے ساتھ جائز ہے، زرد رنگ کا کپڑا۔ لایدان، نہیں طاقت۔ النغف، کیرا۔ فرسی، فریس کی جمع، مقتول۔ الزلقہ، زاء، لام اور قاف پر زبر (چکنی چٹان) اور یہ زلفہ بھی مروی ہے، زاء پر پیش، لام پر زبر اور پھر فاء، آئینہ۔ العصابہ، جماعت۔ الرسل، راء کے نیچے زیر، دودھ۔ اللبون، دودھیل جانور۔ الفصام، فاء کے نیچے زیر، اس کے بعد ہمزہ ممدوہ، جماعت۔ الفخذ من الناس، قبیلے سے کم جماعت، یعنی خاندان یا گھرانہ۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفته وما معہ۔

فوائد: اس میں علامات قیامت، خروج دجال، نزول عیسیٰ بن مریم، یاجوج وماجوج کا ظہور اور ان کے مابین ہونے والے اہم واقعات کا تذکرہ ہے، دجال کی فتنہ انگیزی، یاجوج وماجوج کی حشر سامانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

ہاتھوں اور دعاؤں سے ان کے خاتمے کا بیان ہے۔

۱۸۱۱ - وَعَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: انْظَلَفْتُ مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى حَدِيثَةِ بِنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ أَبُو مَسْعُودٍ، حَدَّثَنِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِي الدَّجَالِ قَالَ: «إِنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا؛ فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَذَاؤُ تَحْرِقُ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقِعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ» فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۱۱ / ۲ - حضرت ربیع بن حراش بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ، حضرت ابو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو ان سے حضرت ابو مسعود نے فرمایا، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کی بابت جو سنا ہے، وہ میرے سامنے بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ لوگ جس کو پانی خیال کریں گے، وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے، وہ بیٹھا، ٹھنڈا پانی ہوگا، پس تم میں سے جو شخص اس دجال کو پالے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس میں گرے جس کو وہ آگ خیال کرے، اس لئے کہ وہ بیٹھا عمدہ پانی ہوگا۔ تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل - وصحیح مسلم، الفتن، باب ذکر الدجال و صفته . . .

۱۸۱۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَخْرُجُ الدَّجَالُ فِي أُمَّتِي فَيَمُكُّتُ أَرْبَعِينَ، لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللَّهُ تَعَالَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمُكُّتُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عِدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ، رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ، فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مَثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبِضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ، لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ، فَيَبْقَى

۱۸۱۲ / ۳ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا، چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہما کو بھیجے گا، وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا، پس روئے زمین پر جو شخص بھی ایسا ہوگا کہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہوگا، وہ ہوا اس کی روح قبض کر لے گی، حتیٰ کہ کوئی آدمی اگر پہاڑ کے درمیان میں بھی گھسا ہوا ہوگا، تو ہوا وہاں پہنچے گی اور

اس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، جن میں شرانگیزی اور قضاے شہوت کے اعتبار سے پرندوں کی سی پھرتی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور خون ریزی میں خونخوار جانوروں کی سی درندگی ہوگی، وہ کسی نیکی کو نیکی سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی۔ پس شیطان ان کے پاس انسانی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا، کیا تم بات نہیں مانتے؟ وہ کہیں گے، تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے، پس وہ انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا۔ (جس کی وہ تعمیل کریں گے) اس کے باوجود ان کو رزق کی فراوانی حاصل ہوگی اور ان کی زندگی آسائش و آرام سے گزر رہی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا، جو بھی اس کی آواز سنے گا، اپنی گردن اس کی طرف جھکا لے گا اور پھراپورا اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص، جو اس کی آواز سنے گا، وہ ہو گا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی (درستی) کر رہا ہو گا، پس وہ (صور کی آواز سنتے ہی) بے ہوش ہو جائے گا اور اس کے اردگرد کے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا یا (فرمایا) نازل فرمائے گا، گویا کہ وہ شبنم ہے (یعنی پھوار کی شکل میں بارش ہوگی) جس سے انسانی جسم (نباتات کی طرح) اگ آئیں گے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے، پھر کہا جائے گا، اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو (فرشتوں کو حکم دیا جائے گا) ان کو ٹھراؤ، ان سے باز پرس ہوگی۔ پھر کہا جائے گا، ان میں سے جنہیوں کو نکال لو۔ پس پوچھا جائے گا، کتنوں میں سے کتنے لوگ؟ ان کو بتلایا جائے گا۔ ہر ہزار میں سے نو سونانوے۔ پس یہ دن وہ ہو گا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی وہ دن ہے جب پنڈلی کھولی جائے گی۔ (مسلم)

اللیت، گردن کا کنارہ، اور اس کے معنی ہیں

شَرَاؤُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ، وَأَخْلَامِ السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَحْيِبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌ رَزَقَهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَوْعَى لَيْتًا وَرَفَعَ لَيْتًا، وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ فَيُضَعِقُ وَيُضَعِقُ النَّاسَ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَيَاذَاهُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ، وَتَفْوَهُمْ إِنْهُمْ مَسْؤُولُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرَجُوا بَعَثَ النَّارَ فَيَقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيَقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعِمِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ؛ فَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا، وَذَلِكَ يَوْمٌ يَكْشَفُ عَن سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. «اللَّيْتُ صَفْحَةُ الْعُنُقِ، وَمَعْنَاهُ: يَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهِ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الْأُخْرَى».

کہ وہ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور اس کے دوسرے کنارے کو بلند کرے گا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجال وهو أھون علی اللہ عزوجل۔

نوٹ: اس میں پنڈلی کھولی جانے کا جو ذکر ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ بعض نے اس سے قیامت کی سختیاں اور ہولناکیاں مراد لی ہیں۔ لیکن ایک صحیح حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح بیان ہوئی ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا (جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے) تو ہر مومن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ البتہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھاوے اور شہرت کے لئے سجدے کرتے تھے۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی کے منکے، تنخے کی طرح ایک ہڈی بن جائیں گے جس کی وجہ سے ان کے لئے جھکنا ناممکن ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورہ نون والقلم) اللہ تعالیٰ کی یہ پنڈلی کس طرح کی ہوگی؟ اسے وہ کس طرح کھولے گا؟ اس کیفیت کو ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لئے جس طرح ہم بلا کیف و بلا تشبیہ اس کی آکھوں، کان، ہاتھ وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں، اسی طرح پنڈلی کا ذکر بھی قرآن و حدیث میں ہے جس پر بلا کیف ایمان رکھنا ضروری ہے۔ یہی سلف اور محدثین کا مسلک ہے۔ (از تفسیر احسن البیان)

۱۸۱۳ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۴ / ۱۸۱۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مکہ اور مدینہ کے علاوہ دجال ہر شہر کو روندے گا (یعنی اس میں داخل ہو گا) اور مکہ اور مدینہ کے پھاڑی راستوں میں سے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہوں گے، جو پرے باندھے ان کی حفاظت کرتے ہوں گے۔ پس دجال (مدینے کے قریب) زمین شور پر اترے گا تو مدینہ تین مرتبہ زلزلوں سے لرز اٹھے گا، اللہ تعالیٰ مدینے سے ہر کافر اور منافق کو باہر نکال دے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجال وهو أھون علی اللہ عزوجل۔

۱۸۱۴ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَبْعُ الدَّجَالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ۵ / ۱۸۱۴ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے لگیں گے (پیروی کریں گے) جن کے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال۔

نوٹ: اصفہان، فارس (موجودہ ایران) کا ایک شہر ہے۔ طیلسان (سبز رنگ کی چادر) عجم کے مشائخ کا عام لباس ہے۔

۱۸۱۵ - وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۶ / ۱۸۱۵ - حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

عَنْهَا أَنهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ دجال کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا پناہ لیں گے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال.

۱۸۱۶ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ۱۸۱۶/۷ - حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول: «مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنْ الدَّجَالِ» رواه مسلم.

ہوئے سنا۔ حضرت آدم کی پیدائش سے قیامت کے برپا ہونے تک، دجال (کے فتنے) سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال.

۱۸۱۷ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۱۸۱۷/۸ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دجال کا خروج ہو گا تو مومنوں میں سے ایک آدمی اس کی طرف جائے گا، پس اس کو دجال کے ہتھیار بند پہرے دار ملیں گے۔ وہ اس سے پوچھیں گے، تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو وہ کہے گا، میرا اس شخص کے پاس جانے کا ارادہ ہے جو نکلا ہے۔ وہ اس کو کہیں گے، کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ تو وہ کہے گا، ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں۔ (کہ ہم کسی اور کو رب بنائیں اور مانیں) پس وہ کہیں گے، اس کو قتل کر دو۔ تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے، کیا تمہارے رب نے تمہیں اس بات سے منع نہیں کیا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہ کرنا۔ پس وہ اس مومن کو دجال کے پاس لے جائیں گے، جب مومن دجال کو دیکھے گا، تو کہے گا، اے لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ تو دجال حکم دے گا کہ اس کو پیٹ کے بل لٹایا جائے اور کہے گا، اسے پکڑو اور اس کے سر اور چہرہ پر ضرر لگاؤ، پس زد و کوب سے اس کی پشت اور پیٹ کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال پوچھے گا، کیا تو مجھ پر



فَيَقُولُ: مَا أَزْدَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً. ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَيَأْخُذُهُ الدَّجَالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيَجْعَلُ اللَّهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتَيْهِ إِلَى تَرْقُوتِهِ نَحَاسًا، فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا، فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرَجْلَيْهِ فَيَذْفِبُ بِهِ، فَيَحْسِبُ النَّاسُ أَنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّمَا أَلْقَيْ فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ» رواه مسلم. وروى البخاريُّ بَعْضَهُ بِمَعْنَاهُ. «الْمَسَالِحُ»: هُمُ الْخُفْرَاءُ وَالطَّلَائِعُ.

ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا، تو تو مسیح کذاب ہے۔ پس اس کی بابت حکم دیا جائے گا کہ آرے سے اس کے سر کے درمیان سے اس کو چیر دیا جائے، حتیٰ کہ وہ اس کی دونوں ٹانگوں کو الگ الگ کر دے۔ پھر دجال اس کے دونوں نکلڑوں کے درمیان چلے گا، پھر اسے کہے گا، کھڑا ہو جا۔ پس وہ مومن سیدھا کھڑا ہو جائے گا، دجال اس کو پھر کہے گا، کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا، تیرے بارے میں میرے یقین میں اور اضافہ ہو گیا ہے، پھر کہے گا، اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کے ساتھ بھی یہ سلوک نہیں کر سکے گا، پس دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسی کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دے گا، پھر دجال اس کو قتل کرنے کی کوئی سبیل نہیں پائے گا، تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو پکڑ کر پھینک دے گا، لوگ سمجھیں گے اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے، لیکن درحقیقت (انجام کے اعتبار سے) اسے جنت میں ڈال دیا گیا ہو گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رب العالمین کے نزدیک یہ شخص سب لوگوں سے زیادہ بڑی شہادت والا ہو گا۔ (مسلم اور بخاری نے بھی اس مفہوم کی بعض روایات بیان کی ہیں)

المسالح، پھرے دار اور جاسوس۔

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب لا یدخل الدجال المدینة - وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب صفة الدجال وتحريم المدینة علیه . . .

**فوائد:** اس میں ایک مومن کی عزیمت و استقامت اور پھر شہادت کا ذکر ہے جس کا مظاہرہ اس کی طرف سے دجال فتنے کے مقابلے میں ہو گا۔ اس میں اس کی گردن کے اس حصے کو تانبا بنادینے کا جو ذکر ہے، جس کو تلوار مار کر انسان کے جسم سے الگ کر دیا جاتا ہے، تو یہ حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے کوئی بعید نہیں اور بعض لوگ اسے کٹائے پر محمول کرتے ہیں کہ دجال اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ حقیقت پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح آخر میں دجال کی آگ کو جنت بتلایا گیا ہے، یہ یا تو انجام کے اعتبار سے ہے، یعنی اس آزمائش کا نتیجہ جنت ہے۔ یا جنت بمعنی امن و سکون ہے کہ مومن کو اپنے ایمان کی پختگی کی وجہ سے آگ میں بھی امن و سکون محسوس ہو گا، یا پھر حضرت ابراہیم کی طرح وہ آگ کے لئے گلزار بن جائے گی۔



اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۸۱۸ - وَعَنْ الْمُغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّجَالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتَهُ؛ وَإِنَّهُ قَالَ لِي: «مَا يَصْرُوكَ؟» قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ جَبَلٌ خُبِيزٌ وَنَهْرٌ مَاءٍ! قَالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ» متفق عليه.

۱۸۱۸ / ۹ - حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دجال کے فتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جتنے سوال میں نے کئے، اتنے کسی نے نہیں کئے اور آپ نے مجھ سے فرمایا تھا، وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا، لوگ کہتے ہیں، اس کے پاس روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ نے فرمایا، اہل ایمان کو بچا لینا اللہ کے لئے اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال - وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الدجال وهو أهون على الله من ذلك.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ دجال کے پاس اگرچہ گمراہ کرنے کے بڑے وسائل ہوں گے لیکن اہل ایمان کو اس کے شر سے بچانا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہوگا۔

۱۸۱۹ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، إِلَّا إِنَّهُ أَعْوَرٌ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَ ف رَ» متفق عليه.

۱۸۱۹ / ۱۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو بھی نبی آیا، اس نے اپنی امت کو جھوٹے، کانے (دجال) سے ضرور ڈرایا، خبردار، وہ دجال کانہ ہے اور تمہارا رب کانہ نہیں ہے، اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر لکھا ہوا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال - وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفته وما معه.

۱۸۲۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ! إِنَّهُ أَعْوَرٌ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ» متفق عليه.

۱۸۲۰ / ۱۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں دجال کی بابت ایسی بات نہ بتلاؤں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتلائی؟ (اور وہ یہ ہے کہ) وہ کانہ ہے اور وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس جنت اور دوزخ جیسی چیز ہو گی، پس جس کو وہ جنت کے گا، وہ دوزخ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب قوله تعالى ﴿ولقد أرسلنا نوحا إلى قومه﴾ -



يَا مُسْلِمِيْمُ! هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي نَعَالَ فَاقْتُلْهُ، اٹھے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے ہے، 'آءِ  
إِلَّا الْعَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ' متفق اس کو مار۔ سوائے عرقد کے درخت کے (یعنی وہ نہیں  
بتلائے گا) اس لئے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔  
علیہ۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب قتال الیہود - وصحیح مسلم، کتاب الفتن،  
باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل . . . .

فوائد: عرقد، ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کے علاقے میں معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے اندر  
چاہے، قوت گویائی پیدا فرما سکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا غلبہ منظور ہو گا، تو وہ درخت اور پتھر کو بھی  
مسلمانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ بنا دے گا اور وہ یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کے ساتھ، بول کر، تعاون کرے گا۔  
تاہم یہ جنگ کب ہوگی؟ جس میں مسلمان سرخ رو ہوں گے، اس کی بابت کچھ نہیں کہا جاسکتا، یہ غیب کی خبریں  
ہیں جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ آج کل صورت حال بظاہر اس سے مختلف ہے اور مسلمان کثرت کے باوجود  
مغلوب اور یہود اقلیت میں ہونے کے باوصف غالب ہیں۔ لیکن یہ صورت حال عارضی ہے اور یہودیوں کے  
سرپرست امریکہ وغیرہ کی پیدا کردہ ہے جو اسلام دشمنی میں اس کے معاون اور دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ لیکن  
اس حدیث صحیح کی رو سے قیامت سے پہلے پہلے یہ حالات یقیناً تبدیل ہوں گے اور مسلمان یہودیوں اور ان کے  
مغربی آقاؤں پر غالب آکر رہیں گے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیدر

۱۸۲۳ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ  
لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ،  
فَيَتَمَرَّعُ عَلَيْهِ، وَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ  
صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ، وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ، مَا بِهِ إِلَّا  
الْبَلَاءُ». متفق علیہ۔  
۱۳ / ۱۸۲۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ  
میں میری جان ہے، دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ (اس سے  
پہلے) آدمی قبر پر سے گزرے گا تو اس میں لوٹ پوٹ ہو  
گا اور کہے گا کہ کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔  
ایسا دین (کی حفاظت) کی وجہ سے نہیں کے گا، بلکہ اس  
کا سبب دنیا کی آزمائش ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یغبط أهل القبور -  
وصحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل . . . .

فوائد: یعنی دنیا میں شر و فساد اور مصائب و آلام کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ انسان زندگی پر مرنے کو ترجیح دے  
گا۔ یہ فساد عام بھی قیامت کے قریب ہو گا اور پھر انہی اشرار پر قیامت قائم ہوگی، جیسا کہ اس سے قبل بعض  
احادیث میں گزرا۔

۱۸۲۴ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۵ / ۱۸۲۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول  
اللہ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى  
يَأْتِيَ النَّاسَ مَوْتٌ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، وَنَارٌ تَلْقَى  
النَّاسَ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، وَنَارٌ تَلْقَى النَّاسَ مِنْ  
كُلِّ مَكَانٍ، وَنَارٌ تَلْقَى النَّاسَ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ»  
متفق علیہ۔

دریائے فرات خشک ہو کر اس سے سونے کا پہاڑ نہ نکل  
 آئے، اس پر لڑائی ہو گی، ہر سو میں سے ننانوے آدمی  
 مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ سوچے گا کہ  
 شاید میں بچ جاؤں گا۔

یَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَلُ  
 عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتَسْعُونَ،  
 فَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ: لَعَلِّي أَنْ أَكُونَ أَنَا  
 أَنْجُو. وفي رواية: «يُوشِكُ أَنْ يَحْسِرَ  
 الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ  
 فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا» متفقٌ عليه.

ایک اور روایت میں ہے۔ قریب ہے کہ دریائے  
 فرات (خشک ہو کر) سونے کے خزانے کو ظاہر کر دے،  
 پس جو شخص اس وقت موجود ہو، اس میں سے کچھ نہ  
 لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب خروج النار - وصحیح مسلم، کتاب الفتن،  
 باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب.

فوائد: يحسر، کے معنی ہیں ینکشف، ظاہر کر دے گا۔ یعنی پانی خشک ہو جائے گا، تو اس کے نیچے سے  
 سونے کا وہ خزانہ نکلے گا جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہے گا، یہ بھی قیامت سے پہلے ضرور ہو گا اور جب یہ واقعہ  
 ظہور پذیر ہو گا تو سلامتی میں وہی لوگ رہیں گے جو دنیوی حرص و طمع سے پاک ہوں گے اور اس میں سے کچھ  
 لینے کی کوشش نہیں کریں گے۔

١٨٢٥ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يَبْزُكُونَ الْمَدِينَةَ  
 عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لَا يَنْشَاهَا إِلَّا  
 الْعَوَافِي - بُرِيدٌ: عَوَافِي السَّبَاعِ وَالطَّيْرِ -  
 وَأَخْرُ مَنْ يُحْسِرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ  
 الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِنَهْمَا فَيَجِدَانَهَا وَحُوشًا،  
 حَتَّى إِذَا بَلَغَا بَيْتَةَ الْوُدَاعِ خَرًّا عَلَى  
 وَجُوهِمَا» متفقٌ عليه.

(اس وقت) سوائے وحشی درندوں اور پرندوں کے ادھر  
 کا کوئی رخ نہیں کرے گا، آخر میں جن پر قیامت قائم  
 ہو گی مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو اپنی بکریوں  
 کے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے مدینے کو جا رہے ہوں گے، پس  
 وہ مدینہ کو وحشیوں کا مسکن پائیں گے، یہاں تک کہ  
 جب وہ شنیۃ الوداع مقام پر پہنچیں گے تو دونوں اپنے  
 منہ کے بل گر پڑیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب من رغب عن المدینة - وصحیح  
 مسلم، کتاب الحج، باب فی المدینة حین یترکھا أهلها.

فوائد: اس حدیث میں جو پیش گوئی کی گئی ہے، بعض کے نزدیک یہ اس وقت پوری ہو گی جب خلافت مدینے  
 سے شام اور عراق کی طرف منتقل ہوئی، حالانکہ مدینہ اس وقت دین و دنیا، دونوں لحاظ سے بہتر تھا، علماء کی بھی  
 وہاں کثرت تھی اور خوش حالی بھی تھی اور بعض کے نزدیک یہ پیش گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی، قیامت کے قریب

ہی وقوع پذیر ہوگی، کیونکہ اس میں جو صورت حال بیان کی گئی ہے، وہ ابھی تک نہیں پائی گئی ہے۔ یہ دوسری بات ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

۱۸۲۶ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَكُونُ  
خَلِيفَةٌ مِنْ خُلَفَائِكُمْ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَخْتَرُ  
الْمَالَ وَلَا يُعَدُّهُ» رواه مسلم.

۱۸۲۶ / ۱۷ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آخری زمانے میں تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہوگا، جو لوپ بھر بھر کر لوگوں کو مال دے گا اور اسے شمار بھی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل...

فوائد: اس میں ایک خلیفہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی کی گئی ہے اس کا تعلق بھی آخری زمانے سے ہے۔

۱۸۲۷ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيَأْتِيَنَّ  
عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطْوِفُ الرَّجُلُ فِيهِ  
بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ، فَلَا يَجِدُ أَحَدًا  
يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدَ يَتَّبِعُهُ  
أَزْبَعُونَ امْرَأَةً يَلْذَنُّ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ  
وَكثْرَةِ النِّسَاءِ» رواه مسلم.

۱۸۲۷ / ۱۸ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں پر ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر گھومے پھرے گا، لیکن کوئی ایسا شخص نہیں پائے گا جو اسے قبول کرے اور یہ حالت بھی دیکھنے میں آئے گی کہ چالیس چالیس عورتیں ایک ایک آدمی کی نگرانی اور پناہ میں ہوں گی اور ایسا مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہوگا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الترغيب في الصدقة قبل أن يوجد من لا يقبلها.

فوائد: اس میں بھی دنیوی خوش حالی اور دولت کی فراوانی کے علاوہ عورتوں کی کثرت کی اطلاع دی گئی ہے۔ عورتوں کی یہ کثرت یا تو جنگوں کی وجہ سے ہوگی جس میں مرد کثرت سے لقمہ اجل بنیں گے یا ویسے ہی مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی پیدائش زیادہ ہوگی۔

۱۸۲۸ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ  
رَجُلٍ عَقَارًا، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ  
فِي عَقَارِهِ جَرَّةَ فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي  
اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ  
مِنْكَ الْأَرْضَ، وَلَمْ أَشْتَرِ الذَّهَبَ، وَقَالَ

۱۸۲۸ / ۱۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین کا سودا کیا، تو زمین کے خریدنے والے نے خریدی ہوئی زمین میں سونے کا ایک ٹکڑا پایا، تو اس نے فروخت کرنے والے سے کہا، اپنا سونا لے، میں نے تو تجھ سے صرف زمین کا سودا کیا تھا، سونے کا نہیں۔ زمین کے

مالک نے کہا، میں نے تو تجھ سے زمین اور زمین میں موجود سمیت ہر چیز کا سودا کیا ہے۔ پس وہ دونوں اپنا فیصلہ کرانے ایک آدمی کے پاس گئے، تو اس شخص نے جس کے پاس وہ فیصلہ کرانے گئے، کہا، کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا، میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا، میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا، تم اس لڑکے لڑکی کا باہم نکاح کر دو اور ان پر اس سونے سے خرچ کرو اور (جو بیچے) صدقہ کر دو۔ (بخاری و مسلم)

الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ: إِنَّمَا بَعَثَكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ، قَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَيَّ أَنْفُسَهُمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا، متفقٌ عليه.

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء (قبیل کتاب المناقب) - وصحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین.

فوائد: عقار، مملوکہ جائیداد کو کہتے ہیں، وہ گھر، ہو یا باغ یا خالی زمین۔ یہ سابقہ امتوں میں سے کسی امت کے افراد کا واقعہ ہے جس میں ان کے زہد و ورع اور شہے سے اہتمام کے مثالی جذبے کا ذکر ہے۔ لیکن جہاں تک شریعت کا تعلق ہے، اس کی رو سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے سودے میں، زمین میں دفن کوئی خزانہ شامل نہیں ہو گا۔ اس کی حیثیت الگ ہو گی۔ اگر سابقہ مالک یہ کہے گا کہ یہ دینہ میرا ہے، مجھے نکالنا یاد نہیں رہا، تو یہ اسی کا حق ہو گا کہ زمین کے خریدار کا اور اگر وہ اس دینے سے لاعلمی ظاہر کرے گا تو رکاز کے حکم میں ہو گا، جس میں پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی زمین کے مالک کا ہو گا۔ رکاز کا مطلب زمین سے نکلنے والا دینہ وغیرہ ہے۔

۱۸۲۹ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذُّنْبُ فَذَهَبَ بَابِنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بَابِنِكَ، وَقَالَتِ الْآخَرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بَابِنِكَ، فَتَحَاكَمَا إِلَى دَاوُدَ ﷺ، فَقَضَى بِهِ لِلْكَبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ﷺ، فَأَخْبَرَتْهُ. فَقَالَ: انْتُونِي بِالسُّكَيْنِ أَشْفَهُ بَيْنَكُمَا. فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ، رَحِمَكَ اللَّهُ، هُوَ ابْنَاهُ. فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى، متفقٌ عليه.

۱۸۲۹ / ۲۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، دو عورتیں تھیں، دونوں کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے۔ بھینٹا آیا اور ان میں سے ایک کے بیٹے کو (اٹھا کر) لے گیا تو ایک عورت نے اپنی ساتھی عورت سے کہا، بھینٹا تیرے بیٹے کو لے گیا ہے، دوسری نے کہا، وہ تیرا بیٹا لے گیا ہے۔ پس یہ دونوں فیصلے کے لئے حضرت داؤد ﷺ کے پاس گئیں، تو انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا، پھر یہ دونوں باہر نکل کر حضرت سلیمان بن داؤد ﷺ کے پاس چلی گئیں اور انہیں واقعہ بتلایا، تو انہوں نے فرمایا، میرے پاس چھری لاؤ، میں اس بیچے



کے ٹکڑے کر کے ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔ تو چھوٹی عورت نے کہا، ایسا نہ کریں، اللہ آپ پر رحم فرمائے، وہ بیٹا اس (دوسری بڑی) عورت کا ہے۔ پس یہ سن کر آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب إذا ادعت المرأة ابناً - وصحیح مسلم، کتاب الأقضية، باب اختلاف المجتہدین۔

**فوائد:** حضرت سلیمان علیہ السلام خداداد نعم و ذکاء اور قوت فیصلہ سے کام لے کر قرینے اور حیلے سے معاملے کی یہ تک پہنچ گئے۔ لیکن انہوں نے یہ حیلہ حق کی دریافت کے لئے اختیار کیا نہ کہ حق سے گریز کے لئے۔ اس قسم کے حیلہ شرعی کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اس کے برعکس جو حیلے شریعت سے انحراف کے لئے اختیار کئے جائیں تو وہ نہایت سخت گناہ اور شیوۃ یہود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچائے۔

۱۸۳۰ - وَعَنْ مِرْدَاسِ الْأَسْلَمِيِّ ۲۱ / ۱۸۳۰ - حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَلَاوَلَّ، وَتَبَنَى كَحُثَالَةِ كَحُثَالَةِ الشَّعِيرِ أَوْ التَّمْرِ، لَا يُبَالِيَهُمُ اللَّهُ بِاللَّه» رواه البخاري.

ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نیک لوگ، ایک ایک کر کے اٹھ جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی مانند ردی قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحديدية.

**فوائد:** اس میں قیامت کے قریب نیک لوگوں کے اٹھ جانے اور بیکار قسم کے لوگوں کے باقی رہ جانے کی خبر ہے، جن پر قیامت قائم ہوگی۔

۱۸۳۱ - وَعَنْ رِفَاعَةَ بِنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ جَبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا تَعْدُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَيْكُمْ؟ قَالَ: «مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ» أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. قَالَ: «وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ» رواه البخاري.

حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور دریافت کیا، تم اہل بدر کو اپنے اندر کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا، سب مسلمانوں میں افضل۔ (راوی کہتے ہیں کہ) یا اسی قسم کا کوئی کلمہ آپ نے ارشاد فرمایا، تو جبریل نے فرمایا: ایسے ہی وہ فرشتے (افضل ہیں) جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب شهود الملائكة بدرا.

**فوائد:** جنگ بدر، جو ۲ ہجری میں ہوئی، اس اعتبار سے بڑی اہم تھی کہ یہ کافروں اور مسلمانوں کی پہلی معرکہ آرائی تھی، علاوہ ازیں اس میں مسلمانوں کے پاس (کافروں کے مقابلے میں) افراد کی بھی کمی تھی اور وسائل کی



بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی مدد فرمائی اور مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے نازل فرما دیئے اور ان فرشتوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ قتال میں حصہ لیا۔

۱۸۳۲ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابَ مَنْ كَانَ فِيهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ» متفق عليه.

۲۳ / ۱۸۳۲ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر (عام) عذاب نازل کرتا ہے تو یہ عذاب اس میں موجود تمام لوگوں کو پہنچتا ہے، پھر (قیامت والے دن) اپنے اپنے اعمال کے مطابق زندہ کئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب إذا أنزل الله بقوم عذابا - وصحيح مسلم، کتاب الجنة، باب إثبات الحساب.

نوٹ: یہ عذاب عام اس وقت آتا ہے، جب کسی قوم میں نافرمانیاں عام ہو جائیں اور نیک لوگ بالکل تھوڑے رہ جائیں، پھر اس عذاب کی لپیٹ میں نیک اور بد دونوں آجاتے ہیں۔ تاہم قیامت والے دن نیک لوگ تو اپنے ایمان و تقویٰ کی بدولت عذاب آخرت سے بچ جائیں گے۔ جب کہ دوسروں کے لئے وہاں، مزید عذاب اکبر تیار ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۱۸۳۳ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جَذَعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، يَغْنِي فِي الْخُطْبَةِ. فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ، سَمِعْنَا لِلجَذَعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي بِهَا كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ. وَفِي رِوَايَةٍ فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَبْتُّ أَيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسْكُتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ، قَالَ: «بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذُّكْرِ» رواه البخاري.

۲۳ / ۱۸۳۳ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب جمعہ کا دن ہوا اور کھجور کا ایک تنا تھا جس کا سارا نبی کریم ﷺ خطبے کی حالت میں لیا کرتے تھے۔ پس جب آپ کے لئے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا، جس کا سارا لے کر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس طرح چیخ کے رونے لگا کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنا بچنے کی طرح چیخ کر رونے اور بلبلانے لگا تو نبی ﷺ نیچے اترے، حتیٰ کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چٹالیا، تو اس بچنے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے، یہاں





کرے، اگر وہ اس کو اس دنیا کے مال سے کچھ دے دے تو اس سے عمد و فابھائے اور اگر اسے دنیا کا مال نہ دے تو بیعت پوری نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الشهادات، و کتاب المساقاة و کتاب الاحکام، باب من بايع رجلا لا يبايعه إلا للدنيا - و صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب غلظ تحریم إسبال الإزار . . .

فوائد: مذکورہ تینوں کام کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ ان میں سے ایک میں لوگوں پر سختی ہے۔ دوسرے میں اللہ کے نام پر فریب دہی اور حرام مال کھانے کا ارتکاب ہے اور تیسرے میں خلیفہ وقت سے، اپنی اطاعت و وفاداری کے بدلے میں، ناجائز فائدہ اٹھانا اور دنیا حاصل کرنا ہے اور یہ تینوں کام اللہ کو سخت ناپسند ہیں۔

۱۸۳۸ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ۲۹ / ۱۸۳۸ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی «بَيْنَ التَّفَخُّتَيْنِ أَرْبَعُونَ» قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: آيَيْتُ، قَالُوا: فَاصِلُهُ هُوَ كَمَا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ بِمَا فِي بَيْتِهِمْ نَعْلَمُ بِمَا فِي بَيْتِنَا. قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْرًا، قَالَ آيَيْتُ «وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ الذَّنْبِ، فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يُنَزَّلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ» مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کا کرم ﷺ نے فرمایا۔ دو نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا، اے ابو ہریرہ! چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا، چالیس سال کا؟ انہوں نے کہا، مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا۔ چالیس مہینے کا؟ انہوں نے کہا، مجھے نہیں معلوم اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے، سوائے دم کی ہڈی کے، اسی ہڈی سے انسان کو دوبارہ جوڑ کر پیدا کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا، جس سے لوگ اس طرح آگیں گے جیسے (زمین سے) سبزی اگتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الزمر - و صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب بین التفختین۔

فوائد: جب قیامت برپا ہوگی تو حضرت اسرائیل صور پھونکیں گے، جس سے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہ نفخہ اوّلیٰ ہے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ یہ دوسرا نفخہ ہے۔ انہیں نفخہ الصعق اور نفخہ البعث کہتے ہیں۔ ان دو نفخوں کے درمیان کتنے دنوں، مہینوں یا سالوں کا وقفہ ہو گا؟ اس کی بابت حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، کیونکہ انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ لیکن بعض دوسری روایات میں چالیس سال کی صراحت موجود ہے۔ (۲) انبیاء کے علاوہ انسان کے سارے وجود کو مٹی کھا جاتی ہے، لیکن اس کی ہڈی باقی رہتی ہے، یہ کس طرح باقی رہتی ہے؟ اس کی پوری حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ بہر حال اس ہڈی سے انسانی جسم کی دوبارہ تخلیق ہو

گی۔ (۳) آسمان کی بارش سے انسانی جسم بھی قیامت والے دن، سبزیوں کی طرح زمین سے اگیں گے۔

۱۸۳۹ - وَعَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَاءَهُ أُغْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ، فَكِرَةً مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟» قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِذَا ضُمِعَتِ الْأَمَانَةُ، فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: «إِذَا وُتِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۳۹ / ۳۰ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک وقت نبی کریم ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما، لوگوں سے مصروف گفتگو تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے پوچھا، قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ برابر گفتگو فرماتے رہے، تو لوگوں میں سے کسی نے کہا، اس دیہاتی نے جو کہا ہے، وہ آپ نے سن تو لیا ہے لیکن اسے آپ نے پسند نہیں فرمایا اور بعض نے کہا، آپ نے سنا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی بات مکمل فرمائی تو فرمایا، قیامت کی بابت پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا، میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے پوچھا، امانت کا ضائع کرنا کیسے ہو گا؟ آپ نے فرمایا، جب (دین و دنیا کا) معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے، تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من سنل علما وهو مشتغل فی حدیثہ فانم الحدیث ثم اجاب السائل.

**فوائد:** اس میں قرب قیامت کی ایک نہایت اہم علامت بیان کی گئی ہے کہ دین و دنیا کے معاملات نیک اور اہل تر لوگوں کی بجائے بد قماش اور نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں آجائیں گے۔ دنیا کی سرداری بھی ان کے حصے میں آئے گی جو فسق و فجور اور بد عملی و بد کرداری میں ممتاز ہوں گے اور مسند ارشاد و افتاء پر بھی وہ لوگ فائز ہوں گے جو بے علم، مال و جاہ کے حریص اور زہد و تقویٰ سے عاری ہوں گے۔

۱۸۴۰ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ، وَإِنْ أَخْطَوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۴۰ / ۳۱ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حکمران تمہیں نماز پڑھائیں گے، پس اگر وہ درست پڑھائیں گے، تو تمہارے لئے بھی اجر ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے، تو بھی تمہارے لئے اجر ہے اور غلطی کا وبال انہی پر ہو گا۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب إذا لم يتم الإمام وأتم من خلفه.

**فوائد:** اس میں بھی نااہل حکمرانوں کی بابت، عام مسلمانوں کو ایک ہدایت دی گئی ہے کہ نماز میں اگر وہ غلطی کریں، یعنی وقت پر نماز نہ پڑھائیں، یا سنت سے اعراض کریں، تو تم بہر حال اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ مت بنانا

بلکہ ان کے ساتھ ہی وابستہ رہ کر ان کی امامت و اقتداء میں نماز ادا کرنا۔ اگر وہ سنت کے مطابق نماز پڑھائیں گے تو انہیں اور تمہیں دونوں کو ہی اجر ملے گا، بصورت دیگر تمہارا اجر تو ثابت ہے، غلطی کا وبال انہی پر ہو گا۔

۱۸۴۱ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ۱۸۴۱/۳۲ - سابق راوی ہی سے آیت کنتم خیر ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَغْنَائِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ. لوگوں کے لئے، لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاتے ہیں، حتیٰ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة آل عمران.

فوائد: یہ گویا آیت مذکور کی ایک تفسیر اور مفہوم ہے جو حضرت ابو ہریرہ نے بیان فرمایا، کہ اس میں خیر امت جن کو کہا گیا ہے، اس سے مراد وہ مجاہدین ہیں جو کفار سے لڑتے ہیں اور ان کے جو آدمی ان کی قید میں آتے ہیں، وہ مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ کافروں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں، جو انہیں دوسرے لوگوں سے اجر و ثواب میں ممتاز کر دیتا ہے۔ لیکن اپنے دوسرے مفہوم کے اعتبار سے یہ آیت عام ہے جو ہر دور کے مسلمانوں کو شامل ہے بشرطیکہ وہ تاملوں بالمعروف و تنہون عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کا اہتمام کرتے رہیں۔

۱۸۴۲ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَجَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ، رَاوَهُمَا الْبُخَارِيُّ. معناه: يُؤَسَّرُونَ وَيَقِيدُونَ، ثُمَّ يُسْلَمُونَ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ. سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تعجب کا اظہار فرماتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے، جنت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

اس کے معنی ہیں، انہیں قید کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الأسارى في السلاسل.

فوائد: اس کا وہی مطلب ہے جو اس سے ما قبل حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول تفسیر کے ضمن میں عرض کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد انہیں اسلام کی تعلیمات اور ان کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کرنا چاہئے تاکہ وہ اسلام قبول کر کے جنت کے مستحق بن جائیں اور قید کی یہ بیڑیاں ان کے حق میں طوق زریں ثابت ہوں۔

۱۸۴۳ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْرَاقُهَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو شہروں کے تمام حصوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ حصے ہیں جن میں مسجدیں



ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ حصے ان کے بازار ہیں۔  
(مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح، وفضل المساجد.

فوائد: مسجدوں کی افضلیت کی وجوہات واضح ہیں، ان میں اللہ کی عبادت، اس کے ذکر اور تلاوت وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے، جب کہ بازار اور منڈیاں، اللہ کی یاد سے غفلت کا ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں دھوکہ، فریب، جھوٹ اور اسی قسم کی دیگر قباحتیں عام ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ ناپسندیدہ ہیں۔

۱۸۴۴ - وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ  
رَوَيْتُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ قَالَ: لَا تَكُونَنَّ إِنْ  
اسْتَنْطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ، وَلَا آخِرَ  
مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا، فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ،  
وَبِهَا يَنْصَبُ رَأْيَتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا.  
وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ سَلْمَانَ  
(مسلم)

اور امام برقانی نے اسے اپنی ”صحیح“ میں حضرت  
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے (مرفوعاً) روایت کیا ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا، تو بازار میں سب سے پہلے داخل  
ہونے والا نہ ہو اور نہ اس سے سب سے آخر میں نکلنے  
والا۔ اس لئے کہ اسی میں شیطان اٹڈے اور بچے دیتا  
ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سلمة أم المؤمنين  
رضی اللہ عنہا.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بازاروں میں زیادہ آنا جانا نہایت خطرناک ہے، وہاں شیطانی اثرات کا غلبہ ہے،  
انسان وہاں جتنا زیادہ جائے گا، شیطانی وسوسوں کا بھی شکار زیادہ ہو گا۔

۱۸۴۵ - وَعَنْ عَاصِمِ الْأَخْوَلِيِّ عَنِ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! غَفَرَ  
اللَّهُ لَكَ، قَالَ: «وَلَكَ» قَالَ عَاصِمٌ: فَقُلْتُ  
لَهُ: أَسْتَغْفِرُ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ  
وَلَكَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاسْتَغْفِرْ



لَذُنُوبِكَ وَيَلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۹﴾ [محمد: ۱۹]، رواهُ مُسْلِمٌ .  
 اللَّهُ ﷻ نے مغفرت طلب فرمائی؟ انہوں نے کہا۔ ہاں،  
 (آپ نے فرمایا) اور تیرے لئے بھی مغفرت ہو۔ پھر یہ  
 آیت تلاوت فرمائی اور آپ اپنے لئے اور مومن  
 مردوں اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب  
 فرمائیے“ (سورۃ محمد- ۱۹ - مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب إثبات خاتم النبوة وصفته ومحلہ من جسده ﷺ .

**فوائد:** نبی کریم ﷺ اگرچہ مغفور ہیں، لیکن آپ کی مزید عظمت و رفعت کے نقطہ نظر سے آپ کے لئے بھی مغفرت کی دعاء کرنا جائز ہے۔ اس میں بھی آپ کی ایک گونہ تعظیم ہی کا پہلو ہے۔

۱۸۶۶ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ ۳۷ / ۱۸۳۶ - حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے حاصل کیں، ان میں سے یہ بھی ہے، جب تو شرم و حیاء نہیں کرتا تو جو تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ، رواهُ الْبُخَارِيُّ .  
 چاہے کر۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، وکتاب الأدب، باب إذا لم تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .

**فوائد:** یہ امر، اس معنی میں نہیں ہے کہ بے حیا آدمی کے لئے ہر کام جائز ہے، بلکہ یہ خبر کے معنی میں ہے کہ جب انسان کے اندر سے شرم و حیاء کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اسے کوئی بھی کام کرنے سے گریز اور تامل نہیں ہوتا۔ اسی لئے اہل مغرب کی کوشش یہی ہے کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کے دلوں سے شرم و حیاء کا وہ جذبہ ختم کر دیا جائے جو اسلامی معاشرے کا حسن اور اس کا امتیاز ہے، تاکہ وہ ہر بے حیائی کے کام کو خوشی سے اختیار کر لے۔ بد قسمتی سے اہل مغرب اپنی اس مذموم سازش میں کامیاب ہیں اور اسلامی معاشرہ بھی مغربی معاشرے کی طرح بے حیا ہوتا جا رہا ہے۔

۱۸۶۷ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُفْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدَّمَاءِ» متفقٌ کے درمیان سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلے کئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الدیات، وکتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة - وصحیح مسلم، کتاب القسامة، باب المجازاة بالدماء في الآخرة . . . .

**فوائد:** ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ قیامت والے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔ تو ان میں باہم



وَجَنَّتْ أَحَبَّ لِقَاءِ اللَّهِ، فَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ، وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ، رواه مسلم.

ہے؟ پھر تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، یہ مطلب نہیں۔ بلکہ (بوقت موت) جب مومن کو اللہ کی رحمت، اس کی رضامندی اور جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے، تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور کافر کو (موت کے وقت) جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خوش خبری دی جاتی ہے، تو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه.

**فوائد:** مومن کو، موت کے وقت جنت کی خوش خبری اور کافر کو اللہ کے عذاب کی وعید سنا دی جاتی ہے، جس سے مومن کا شوق ملاقات تو فزوں تر ہو جاتا ہے اور کافر کو اپنی موت میں دائمی ہلاکت و خسران نظر آتی ہے، جس سے اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش اسے موت نہ آئے۔

۱۸۵۱ - وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُمَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُغْتَكِفًا، فَأَتَيْتُهُ أَرْوَرُهُ لَيْلًا، فَحَدَّثَنِي نَوْمًا فَمُتُّ لِأَنْقَلَبَ، فَقَامَ مَعِيَ لَيْقَلْبِي، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ أَسْرَعَا. فَقَالَ ﷺ: «عَلَى رَسُولِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتِ حُمَيِّ» فَقَالَا: «سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْدَفَ فِي قُلُوبِكُمَا سَرًّا - أَوْ قَالَ: شَيْئًا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۵۱ / ۴۲ - حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حبیبی رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے، میں ایک رات کو آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئی، میں بات چیت سے فارغ ہو کر جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے تاکہ آپ مجھے رخصت کریں۔ اتنے میں دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے۔ جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو تیزی سے جانے لگے، نبی ﷺ نے فرمایا۔ ذرا ٹھہرو، یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حبیبی ہیں۔ انہوں نے کہا، سبحان اللہ، اے اللہ کے رسول، (بھلا ہمیں آپ پر کیا شک ہو سکتا تھا؟) تو آپ نے فرمایا، شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون رگوں میں گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں کوئی بری بات نہ ڈال دے یا فرمایا، کچھ نہ ڈال دے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب هل يخرج المعتكف لحوائجه إلی باب

المسجد؟ - وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب بیان أنه يستحب لمن رؤى خاليا بإمرأة... .

فوائد: نبی ﷺ کی ذات کے بارے میں ذرا سی بھی سوء ظنی، چونکہ ایمان کے لئے خطرے کا باعث تھی، اس لئے آپ نے احتیاطاً دونوں صحابہ کو ٹھہرا کر صورت حال کی وضاحت کر دی تاکہ شیطان ان کے دل میں کوئی بری بات نہ ڈال دے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کہیں بلاوجہ بدگمانی کا اندیشہ ہو تو وہاں وضاحت کر دی جائے تاکہ لوگ بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ بالخصوص علماء کو مواضع تم (تمت والی جگہوں) سے بچ کر رہنا چاہئے تاکہ لوگ ان سے بدظن نہ ہوں۔ علاوہ ازیں خود لوگوں کو بھی بلاوجہ بدگمانی سے اجتناب کرنا چاہئے، اس لئے کہ ایسی بدظنی کو حدیث میں سب سے بڑا جھوٹ کہا گیا ہے۔

۱۸۵۲/۴۳ - حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب

ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں غزوہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا، پس میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے، ہم آپ سے جدا نہیں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفید فخر پر سوار تھے۔ پس جب مسلمانوں اور مشرکوں کا باہم مقابلہ ہوا، تو (پہلے پہل) مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے فخر کو کافروں کی طرف لے جانے کے لئے ایڑ لگاتے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کے فخر کی لگام تھامے ہوئے، اسے روکتا تھا تاکہ وہ تیز نہ چلے اور ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عباس! درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے والوں کو آواز دو۔ حضرت عباس ﷺ فرماتے ہیں اور وہ بلند آواز آدمی تھے، میں نے اپنی بلند آواز میں کہا، درخت والے کہاں ہیں؟ پس اللہ کی قسم! جس وقت انہوں نے میری آواز سنی، وہ اتنی تیزی سے متوجہ ہوئے، جیسے گائے اپنی اولاد پر (اس کی آواز سن کر) توجہ کرتی ہے۔ پس انہوں نے کہا، حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ پھر ان کی اور کافروں کی خوب لڑائی ہوئی اور اس وقت انصار کی پکار تھی، اے جماعت انصار! اے جماعت

۱۸۵۲ - وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ

الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سَفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ نَفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، فَلَمَّا انْقَسَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمَشْرِكُونَ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُذْبِرِينَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ، وَأَنَا أَخِذُ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَكْفُهَا إِزَادَةَ أَنْ لَا تُسْرِعَ، وَأَبُو سَفْيَانَ أَخِذَ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّ عَبَّاسٍ نَادَى أَصْحَابَ السَّمْرَةِ» قَالَ الْعَبَّاسُ، وَكَانَ رَجُلًا صَبِيًّا: فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: «أَيْنَ أَصْحَابِ السَّمْرَةِ، فَوَاللَّهِ! لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقْرِ عَلَى أَوْلَادِهَا، فَقَالُوا: يَا لَيْبِكَ يَا لَيْبِكَ، فَانْتَبَهُوا هُمْ وَالْكَفَّارُ، وَالذَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! ثُمَّ قُصِرَتِ الذَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ

النصار! پھر پکار صرف بنو حارث بن خزرج تک محدود ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے، جب کہ آپ اپنے چچ پر ہی تشریف فرما تھے، میدان جنگ کی طرف دیکھا، گویا کہ آپ اپنی گردن بلند کر کے ان کی معرکہ آرائی کو دیکھ رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا، یہی وقت ہے جنگ کے زور پکڑنے اور شدت اختیار کرنے کا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکریاں پکڑیں اور کافروں کے چروں کی طرف پھینکیں اور فرمایا، محمدؐ کے رب کی قسم! وہ (کافر) شکست کھا گئے۔ پس میں نے بھی دیکھنا شروع کیا تو میرے خیال میں جنگ پورے جوش و خروش پر تھی۔ اللہ کی قسم! جوں ہی آپ نے وہ کنکریاں کافروں کی طرف پھینکیں، تو میں نے مسلسل دیکھا کہ ان کی قوت کمزور ہو رہی ہے اور ان کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ رہا ہے۔ (مسلم)

الوطیس کے معنی تور کے ہیں اور حمی الوطیس کا مطلب ہے، جنگ خوب زور پکڑ گئی۔ حدہم، حاء کے ساتھ، ان کی قوت اور جنگی صلاحیت۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المغازی، باب فی غزوة حنین۔

فوائد: اس میں ایک تو رسول اللہ ﷺ کی بے مثال شجاعت اور بہادری کا اثبات ہے کہ جب ابتداءً صحابہ کی اکثریت سراسیمہ ہو کر منتشر ہو گئی، آپ تنہا کفار کی طرف پیش قدمی کرتے رہے، آپ پر خوف کی ادنیٰ سی کیفیت بھی طاری نہیں ہوئی۔ بالآخر آپ کے اسی استقلال اور ثابت قدمی نے صحابہ کو بھی پلٹنے پر مجبور کر دیا۔ (۲) صحابہ بھی زیادہ دور نہیں گئے تھے، بس وقتی طور پر کچھ سراسیمہ ہو گئے، جس کی وجہ کفار کی اچانک اور عظیم تیروں کی یلغار تھی جو صحابہ کے لئے بالکل غیر متوقع تھی۔ تاہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر فوراً پلٹ آئے۔ اگر وہ میدان جنگ چھوڑ کر ہی کہیں دور دراز چلے گئے ہوتے تو ایک آواز میں ایک بیک ان کا اجتماع ممکن ہی نہ ہوتا۔ (۳) اس میں رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بھی اثبات ہے کہ آپ کی طرف سے چند کنکریوں کا پھینکنا، کفار کی شکست کا باعث بن گیا۔ (۴) اس میں مسلمانوں کو سبق دیا گیا ہے کہ میدان کارزار میں اصل قوت ایمان کی چنگلی اور اللہ کی مدد ہے۔ وسائل کی فراوانی اور تعداد کی کثرت، اس کی حیثیت ثانوی ہے، اس لئے اس پر بھروسہ نہیں ہونا چاہئے ورنہ کثرت تعداد کے باوجود شکست ہو سکتی ہے، جیسے حنین میں ابتداءً ہوا۔ اصل اعتماد اللہ کی

ذات اور اس کی نصرت خاص پر ہی ہونا چاہئے کہ اسی کی مشیت فیصلہ کن قوت ہے۔

۱۸۵۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَتَأَيَّبُوا لِرَسُولِهِمْ كَلُوا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاتَّمَلُوا صَدَقَاتِهِمْ﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَتَأَيَّبُوا الَّذِينَ آمَنُوا كَلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَنْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغَدِي بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ؟! رواه مسلم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! اللہ پاک ہے، وہ پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے پیغمبروں کو دیا۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے پیغمبرو! پاکیزہ (حلال) چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور فرمایا، اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیں۔ پھر آپ نے آدمی کا تذکرہ فرمایا، جو لمبا سفر کرتا ہے، پر آگندہ حال ہے، گرد و غبار میں اٹا ہوا، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے، (اور کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے اور اسے غذا ہی حرام دی گئی، تو اس کی دعاء کیوں کر قبول ہوگی؟ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب.

فوائد: دعاء کی قبولیت کے لئے رزق حلال ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ صدقہ بھی صرف وہی قبول فرماتا ہے۔ جو حلال کی کمائی سے کیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں ہر عمل صالح سے پہلے رزق حلال کا اہتمام ضروری ہے، ورنہ نیک عمل بھی برباد ہو جائیں گے۔

۱۸۵۴ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ» رواه مسلم.

۱۸۵۳ / ۳۵ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن کلام کرے گا، نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا بدکار، جھوٹا بادشاہ اور مغرور فقیر۔ (مسلم)

العائل: الفقير.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب غلط تحریم إسبال الإزار...

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ انسان جس گناہ سے آسانی سے بچ سکتا ہو اور پھر بھی اس سے نہ بچے، تو وہ اس شخص کے مقابلے میں زیادہ گناہ گار اور بڑا مجرم ہے جس کے لئے اس گناہ سے بچنا نسبتاً آسان نہ ہو۔



۱۸۵۵ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۸۵۵ / ۴۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَيِّحَانٌ وَجَيْحَانٌ اللَّهُ ﷻ نے فرمایا۔ سیحان، جیحان، فرات اور نیل وَالْفُرَاتُ وَالنَّيْلُ كُلُّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ» رواه چاروں جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ (مسلم) مسلم.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب ما في الدنيا من أنهار الجنة.

فوائد: بعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی نہروں کی طرح یہ چاروں نہریں بھی برکت اور شادابی کا ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے اردگرد اسلام پھیلا ہوا ہے اور بعض کے نزدیک یہ بطور تشبیہ نہیں، بطور حقیقت کے بیان کیا گیا ہے، گو ہم اس کی پوری حقیقت سے آگاہی نہیں رکھتے۔ سیحون اور جیحون، خراسان کے علاقے میں ہے اور فرات شام اور جزیرہ کے درمیان حد فاصل ہے اور دریائے نیل مصر میں ہے۔

۱۸۵۶ - وَعَنْهُ قَالَ: أَخَذَ ۱۸۵۶ / ۴۷ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدِي فَقَالَ: «خَلَقَ اللَّهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ الثُّورَ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ ﷻ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ» رواه درمیان دن کی آخری گھڑی تھی۔ (مسلم) مسلم.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب ابتداء الخلق وخلق آدم.

فوائد: دن سے مراد کیا ہے؟ اور یہ کتنا لمبا ہے؟ اس کی پوری حقیقت صرف اللہ ہی جانتا ہے، ہمارے دن کی مدت تو ۲۴ گھنٹوں کے شب و روز کے لمحات ہیں۔ آسمانی دن اس سے بہر حال مختلف ہے۔

۱۸۵۷ - وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مَوْتَةِ تِسْعَةَ أَسْيَافٍ، فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَّةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. حضرت ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، 'جنگ موتہ والے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں، صرف ایک چھوٹی یعنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة مؤتة.

فوائد: موتہ، شام کے قریب ایک جگہ ہے، یہاں جو معرکہ ہوا، اسے غزوة موتہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری کا تذکرہ اور ان کی فضیلت کا اثبات ہے۔





کتاب الصیام، باب قضاء الصوم عن الميت.

نواخذ: شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نذر کے روزے ہیں نہ کہ رمضان کے روزے۔ گویا شیخ موصوف نے حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث کے عموم کو حضرت ابن عباسؓ کی دوسری حدیث سے خاص کر دیا، جس میں نذر کے روزوں کی صراحت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں، جس طرح زندگی میں کوئی کسی کی طرف سے کوئی بدنی عبادت ادا نہیں کر سکتا، اسی طرح موت کے بعد بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ البتہ جس کی بابت نص میں صراحت ہو تو اس میں نیابت جائز ہوگی اور اسے صرف نص کی صراحت کی حد تک ہی محدود رکھا جائے گا۔ جیسے نذر کے روزوں کی بابت حدیث میں صراحت ہے کہ میت کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے تو نذر کے روزے میت کی طرف سے رکھنے جائز ہوں گے، کوئی اور بدنی عبادت اس کی طرف سے جائز نہیں ہوگی۔

۱۸۶۱ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا: وَاللَّهِ! لَسْتَهُنَّ عَائِشَةُ، أَوْ لِأَحْجَرَنَّ عَلَيْهَا؛ قَالَتْ: أَهْوُ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَتْ: هُوَ اللَّهُ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أَكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتْ الْهَجْرَةَ. فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ! لَا أَشْفَعُ فِيهِ أَبَدًا، وَلَا أَتَحَنَّنُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَعُوْثَ وَقَالَ لَهُمَا: أُنْشِدْمَا اللَّهُ لِمَا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي، فَأَقْبَلَ بِهِ الْمَسُورُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ حَتَّى اسْتَأْذَنَّا عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَدْخُلْ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوا. قَالُوا: كُنَّا؟ قَالَتْ: نَعَمْ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمَنَّ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوا، دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ

۵۲ / ۱۸۶۱ - حضرت عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کسی سودے یا عطیے کے بارے میں، جو حضرت عائشہؓ دیتی تھیں، کہا، کہ (میری خالہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا تو اس طرح (بے دریغ) خرچ کرنے سے رک جائیں، نہیں تو میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر فرمایا، کیا عبداللہ نے واقعی ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا، ہاں۔ انہوں نے فرمایا، مجھ پر اللہ کے نام کی نذر ہے، اب میں کبھی عبداللہ بن زبیرؓ سے بات نہیں کروں گی۔ جب یہ ترک تعلق لمبا ہو گیا تو حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کی طرف سفارش کروائی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں ابن زبیرؓ کے بارے میں کبھی سفارش نہیں مانوں گی اور نہ اپنی نذر توڑنے کے گناہ کا ارتکاب کروں گی۔ پس جب ابن زبیرؓ پر یہ معاملہ مزید لمبا ہوا، تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث سے گفتگو کی اور ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے (میری خالہ) عائشہ کے پاس لے چلو، اس لئے کہ ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مجھ

الْحِجَابَ، فَأَعْتَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وَطَفِقَ يَنَاشِدُهَا وَيَبْكِي، وَطَفِقَ الْمَسُورُ، وَعَبَدَ الرَّحْمَنَ يَنَاشِدَانَهَا إِلَّا كَلِمَتَهُ وَقِيلَتْ مِنْهُ، وَيَقُولَانِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهَجْرَةِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكَرَةِ وَالتَّخْرِيجِ، طَفِقَتْ تَذْكُرُهُمَا وَيَبْكِي، وَتَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ وَالتَّذْرُ شَدِيدٌ، فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلِمَتِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَزْبَعِينَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا حِمَارَهَا. رواه البخاري.

سے قطع تعلق کی نذر پر قائم رہیں۔ پس حضرت مسور اور عبدالرحمن دونوں ابن زبیرؓ کو لے گئے حتیٰ کہ حضرت عائشہؓ سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی، انہوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا ہم اندر آجائیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، آجاؤ۔ انہوں نے پوچھا، ہم سب آجائیں؟ انہوں نے فرمایا، ہاں، تم سب آجاؤ اور انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن زبیرؓ بھی ہیں۔ پس جب یہ اندر گئے تو حضرت ابن زبیرؓ پردے کے اندر چلے گئے اور حضرت عائشہؓ سے لپٹ کر انہیں قسمیں دینے لگے اور رونے لگے اور (پردے کے باہر) حضرت مسور اور عبدالرحمن بھی انہیں قسم دے کر کہنے لگے کہ وہ ابن زبیرؓ سے بات چیت کریں اور ان کا عذر قبول کر لیں، وہ کہتے تھے، نبی ﷺ نے اس قطع تعلق سے منع فرمایا ہے جو آپ کے علم میں ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بول چال اور تعلق منقطع رکھے۔ پس جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے وعظ و نصیحت اور ترک تعلق کے گناہ ہونے کی باتیں کثرت سے کیں تو انہوں نے بھی وعظ و نصیحت شروع کر دی اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو نذر مانی تھی اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ مگر یہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے حضرت ابن زبیرؓ سے کلام فرمایا اور اپنی اس نذر کے توڑنے کے کفارے میں حضرت عائشہؓ نے چالیس گردنیں آزاد کیں اور اس کے بعد جب بھی وہ اپنی نذر کو یاد کرتیں تو خوب روتیں، حتیٰ کہ ان کے آنسو ان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الهجرة، وقول رسول الله ﷺ: لا يحل لرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث.



أُحْدِ: الدُّعَاءُ لَهُمْ، لَا الصَّلَاةُ الْمَعْرُوفَةُ. اور تم پر گواہ ہوں گا اور اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی یا (فرمایا) زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور میں تمہاری بابت اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے تم سے یہ اندیشہ ہے کہ تم اس دنیا میں خوب رغبت کرو گے۔

شہدائے احد پر صلاۃ سے مراد ان کے لئے دعاء کرنا ہے، نہ کہ معروف نماز پڑھنا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد - وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبینا... .

فوائد: امام نوویؒ نے صلاۃ سے مراد جو دعاء ہے، یہ صحیح نہیں، دوسری روایات میں، صلاۃ علی المیت کے الفاظ ہیں، جس سے واضح ہے کہ آپ نے نماز پڑھی نہ کہ صرف دعاء کی۔ (۲) مرحومین اور شہداء کے لئے ہمیشہ مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کرتے رہنا چاہئے بشرطیکہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ (۳) دنیا میں کشف کے ذریعے سے بہت سے حقائق اخروی کا نبی ﷺ کو علم دیا گیا۔ (۴) اس میں حوض کوثر کا بھی اثبات ہے۔ (۵) نبی ﷺ اپنی امت کے پیش رو یا میرسا مان ہوں گے۔ فرط کے معنی ہیں، قافلے سے آگے جانے والا۔ یعنی آپ قافلہ آخرت کے پیش رو ہیں۔ (۶) اس میں آپ نے صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے جو فرمایا ہے کہ مجھے تم سے شرک کا اندیشہ نہیں ہے، تو یہ صحابہ کرام اور قرن اول کے اعتبار سے ہے، ورنہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانے میں لوگ پھر جتوں کو پوجیں گے۔ اس لئے اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ امت محمدیہ کے افراد کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کریں گے، صحیح نہیں ہے۔ اس کا تعلق اسلام کے قرون خیر سے ہے۔ یا پھر اس کا مطلب تمام امت کے مشرک ہونے کی نفی ہے۔ یعنی پوری امت شرک کا ارتکاب نہیں کرے گی، کچھ گروہ یا فرقے اگر مشرکانہ عقائد و اعمال اختیار کریں گے بھی، جیسا کہ اس وقت بہت سے مدعیان اسلام کا عقیدہ و عمل ہے، تو دوسرے گروہ توحید و سنت پر ضرور قائم رہیں گے۔ (۷) زمین کی یا زمین کے خزانوں کی چابیوں سے مراد وہ خوش خبری ہے جو کفار کے ممالک فتح ہونے کی صورت میں مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملنا تھا، جیسا کہ بعد میں ہوا۔

۱۸۶۳ - وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَمْرٍو بْنِ أَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى غَرَبَتِ

۱۸۶۳ / ۵۳ - حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو گئے، پس ہمیں خطبہ دیا، یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، پس آپ نیچے اترے اور نماز پڑھائی، پھر منبر پر رونق افروز ہو گئے اور ہمیں خطبہ دیا، یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو

الشمس، فَأَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، گیا، آپ نیچے اترے اور نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ گئے (اور خطبہ دیا) یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پس آپ نے ہمیں ماضی اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دی، پس ہم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو ہم میں سب سے زیادہ ان باتوں کو جاننے والا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب إخبار النبي ﷺ فيما يكون إلى قيام الساعة. **فوائد:** مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات سے مراد قیامت کے قریب ہونے والے اہم واقعات ہیں جنہیں علامات قیامت کہا جاتا ہے۔

۱۸۶۴ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللَّهَ، فَلَا يَعْصِهِ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کی نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ کی اطاعت کرنی چاہئے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔ (بخاری)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب النذر في الطاعة. **فوائد:** مطلب یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں کی نذر پوری کرنی چاہئے اور نافرمانی کی نذر پوری نہ کی جائے۔

۱۸۶۵ - وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاعِ، وَقَالَ: «كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ» مَاتَ عَلَيْهِ. حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم فرمایا اور آپ نے فرمایا، یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونکیں مارتی تھیں۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم - وصحيح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ.

۱۸۶۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ وَرَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأُولَى، وَإِنْ قَتَلَهَا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو چھپکلی کو پہلی چوٹ میں مار دے، اس کے لئے اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو دوسری چوٹ میں مارے، اس کے لئے پہلے شخص سے کم اتنی نیکیاں ہیں اور اگر تیسری چوٹ میں مارے



فی الضَّرْبَةِ الثَّلَاثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً. تو اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔  
 وَفِي رَوَايَةٍ: «مَنْ قَتَلَ وَرْغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، كُتِبَ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةً، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ، وَفِي الثَّلَاثَةِ دُونَ ذَلِكَ». رواه مسلم. قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْوَرْغُ: الْعِظَامُ مِنْ سَامٍ أَبْرَصَ.  
 پہلی چوٹ میں مار دے، اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ دوسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم۔ (مسلم)  
 اہل لغت نے کہا ہے کہ وِزْغ، موذی جانوروں میں سے ایک بڑا جانور ہے۔ (سام ابرص بھی ایک قسم کا موذی جانور ہے)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ.

فوائد: اس میں چھپکلی کو پوری قوت سے ایک ہی چوٹ میں مارنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ دوسرے موذی جانوروں کا بھی یہی حکم ہو گا، جیسے بچھو، سانپ، اثرھے وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی یا برائی میں تھوڑا سا تعاون بھی عند اللہ محسوب ہو گا اور اس کی جزاء اور سزا ملے گی، کیونکہ عند اللہ مقدر کی اہمیت نہیں، اصل چیز نیت اور ارادہ ہے۔

۱۸۶۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصَدِّقُ عَلَى سَارِقٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصَدِّقُ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيِّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصَدِّقُ عَلَى غَنِيٍّ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ! فَأَتَيْتِ فِقِيلٌ لَهُ: «أَمَا صَدَقْتِكُ عَلَى سَارِقٍ، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ أَنْ

۵۸/۱۸۶۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا، میں ضرور (آج رات) صدقہ کروں گا، پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا، پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات کو ایک چور پر صدقہ کیا گیا ہے، تو صدقہ کرنے والے نے (سن کر) کہا، یا اللہ! تیرا شکر ہے۔ (آج رات) میں پھر ضرور صدقہ کروں گا، پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو وہ اس نے ایک بدکار عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا، پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات ایک بدکار عورت پر صدقہ کیا گیا ہے۔ تو صدقہ کرنے والے نے (سن کر) کہا، یا اللہ! تیرا شکر ہے، بدکار عورت پر (صدقہ ہو گیا ہے) میں (آج رات) پھر ضرور صدقہ کروں گا، پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک مال دار آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات ایک مال دار پر صدقہ کیا گیا ہے، تو اس نے کہا،



يُعْتَبِرَ، فَيُنْفِقَ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
 اور ایک مال دار پر (صدقہ ہو گیا) پس رات کو اسے  
 خواب آیا اور اسے بتلایا گیا (کہ تیرا صدقہ بے کار نہیں  
 گیا ہے، بلکہ) تیرا صدقہ جو چور پر ہوا تو شاید اس کی وجہ  
 سے وہ چوری کرنے سے باز آجائے اور بدکار عورت،  
 شاید وہ بدکاری سے تائب ہو جائے اور مال دار آدمی،  
 شاید وہ عبرت حاصل کر لے اور وہ بھی اللہ کے دیئے  
 ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ بخاری  
 میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور مسلم  
 میں اس کے ہم معنی روایت ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب إذا تصدق علی غنی وهو لا یعلم - وصحیح  
 مسلم، کتاب الزکاة، باب ثبوت أجر المتصدق . . .

فوائد: صدقہ دینے والے کی نیت اگر صحیح ہو تو اس طرح بے خبری میں غیر مستحق لوگوں پر بھی صدقہ ہو جائے تو  
 عند اللہ مقبول ہو گا علاوہ ازیں اللہ چاہے گا تو اس میں بھی ان لوگوں کے اندر خیر کے پہلو پیدا فرمادے گا جو مستحق  
 نہ ہونے کے باوجود صدقے سے نواز دیئے جائیں۔ یہ واقعہ پہلی امتوں میں سے کسی کا ہے۔

۱۸۶۸ - وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي دَعْوَةٍ، فَرَفَعَ إِلَيْهِ  
 الذَّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَهَسَّ مِنْهَا نَهْسَةً  
 وَقَالَ: «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ  
 تَذَرُونَ مِمَّ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللَّهُ الْأَوْلِيَيْنَ  
 وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيُبْصِرُهُمُ  
 النَّاطِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَتَذْنُو مِنْهُمْ  
 الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ  
 مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ  
 النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى  
 مَا بَلَّغَكُمْ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى  
 رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَبُوكُمْ  
 آدَمُ، وَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ! أَنْتَ أَبُو  
 الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنَ

۱۸۶۸ / ۵۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ہم  
 ایک دعوت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، پس  
 آپ کی طرف دستی کا گوشت بڑھایا گیا اور آپ کو یہ  
 گوشت پسند تھا، پس آپ اسے نوح نوح کر کھانے لگے  
 اور فرمایا۔ میں قیامت والے دن تمام لوگوں کا سردار  
 ہوں گا، کیا تم جانتے ہو، اس سرداری کی وجہ کیا ہو گی؟  
 اللہ تعالیٰ ایک ہی میدان میں اولین اور آخرین (اگلے  
 پچھلے لوگوں) کو جمع فرمائے گا، ایک دیکھنے والا ان سب کو  
 دیکھے گا اور ایک پکارنے والا ان سب کو اپنی آواز سنا  
 سکے گا، سورج ان کے قریب ہو گا، لوگوں کو غم اور بے  
 چینی اس حد تک پہنچے گی کہ ان کی طاقت اور برداشت  
 سے باہر ہو گی، پس لوگ کہیں گے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ  
 تم جس تکلیف سے دوچار ہو، وہ کس حد تک پہنچ چکی  
 ہے؟ کیا تم ایسا شخص نہیں دیکھتے جو تمہارے لئے

تمہارے رب سے سفارش کرے؟ تو لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ پس لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے، اے آدم! آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی روح پھونکی اور اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا، پس انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں آباد کیا۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ ہماری وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حالت کو ہم پہنچے ہوئے ہیں؟ تو وہ فرمائیں گے۔ میرا رب آج اتنے سخت غمے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ اس سے پہلے ہوا اور نہ آئندہ کبھی اس جیسا غضب ناک ہو گا اور اس نے مجھے (جنت میں) ایک درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا، لیکن مجھ سے نافرمانی کا صدور ہو گیا تھا، مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم نوح کے پاس جاؤ، پس لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے، اے نوح! آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے، کیا آپ وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہماری بے چینی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے؟ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیوں نہیں کرتے؟ پس وہ فرمائیں گے۔ میرا رب آج اتنے سخت غمے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ کبھی آئندہ ہو گا اور مجھے ایک دعاء کرنے کا حق حاصل تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی، مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے

رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ، فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ، وَمَا بَلَّغْنَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ، فَعَصَيْتُ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، أَذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ! أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا بَلَّغْنَا، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، أَذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ! أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، أَذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، فَضَلَّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُوْمَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي

پاس جاؤ، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے، اے ابراہیم، آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں، آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے، کیا آپ وہ تکلیف دیکھ نہیں رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں؟ پس حضرت ابراہیم ان سے فرمائیں گے، میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اتنا غضب ناک اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور میں نے تو تین باتیں ایسی کی تھیں جو بظاہر واقعے کے خلاف تھیں، مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے، اے موسیٰ، آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور ہم کلامی سے نواز کر تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی، آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ کیا آپ وہ تکلیف دیکھ نہیں رہے ہیں جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں؟ پس حضرت موسیٰ فرمائیں گے، میرا رب آج اتنا سخت غضب ناک ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور مجھ سے ایک جان کا قتل ہو گیا تھا جس کے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا، مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے، تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ، تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے، اے عیسیٰ، آپ اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم کی طرف القاء فرمایا اور اس کی روح میں اور آپ نے گوارے میں لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ کیا آپ وہ

نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَىٰ عَيْسَىٰ. فَيَأْتُونَ عَيْسَىٰ، فَيَقُولُونَ: يَا عَيْسَىٰ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْزَمٍ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَكَلَّمْتُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ، أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عَيْسَىٰ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكَرْ ذَنْبًا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَىٰ مُحَمَّدٍ ﷺ.

وفي رواية: «فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، وَخَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ، أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ، فَاتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَيَّ أَحَدٌ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلِّ تَعَطَّهُ، وَاشْفَعْ تَشْفَعْ، فَارْفَعْ رَأْسِي، فَأَقُولُ: أُنْتَبِي يَا رَبِّ! أَمْتِي يَارَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنَ الْبُوابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْبُوابِ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمَصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصْرَاعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى» متفقٌ عليه.

تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، میرا رب آج اتنا سخت غصے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا۔ حضرت عیسیٰ اپنے کسی تصور کا ذکر نہیں فرمائیں گے (اور فرمائیں گے) مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے۔ تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے، 'آپ' نے فرمایا، پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی معاف فرمادیئے ہیں، آپ اپنے رب سے ہماری سفارش فرمادیجئے۔ کیا آپ وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ اپنی حمد اور حسن ثناء پر مشتمل ایسے کلمات مجھ پر القاء فرمائے گا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی پر القاء نہیں کئے گئے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے محمد، اپنا سر اٹھائیے، مانگئے، آپ کو دیا جائے گا، سفارش کیجئے، سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر (سجدے سے) اٹھاؤں گا اور کہوں گا، اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت (یعنی اسے بخش دے) پس کہا جائے گا۔ اے محمد، اپنی امت کے ان لوگوں کو، جن پر حساب نہیں ہے، جنت کے دروازوں میں سے دائیں طرف کے دروازے سے جنت میں لے جائیں اور وہ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں (یعنی دوسرے دروازوں سے بھی وہ جا سکتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے

درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة الإسراء - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فيها.

فوائد: ہجر، ہجرین میں ایک شہر ہے اور بصری دمشق کے جنوب میں واقع حوران کی ایک بستی ہے۔ یعنی جنت کا ایک دروازہ اتنا چوڑا ہو گا کہ دونوں کواڑوں کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو گا۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے کہ قیامت والے دن؛ جب کہ جلیل القدر پیغمبروں کو بھی بارگاہ الہی میں سفارش کرنے کی ہمت نہیں ہوگی، نبی ﷺ اللہ کے حکم سے سفارش فرمائیں گے۔ ایک سفارش تو یہ فرمائیں گے کہ لوگوں کا حساب کتاب شروع کیا جائے تاکہ میدان محشر کی ہولناکیوں سے لوگوں کو نجات ملے، روایت کا یہ حصہ اس حدیث میں نہیں ہے، دوسری روایات میں ہے۔ دوسری سفارش اپنی امت کے حق میں فرمائیں گے۔ یہ مختلف مرحلوں میں ہوگی۔ اس میں پہلے مرحلے کا ذکر ہے جس میں آپ کی سفارش پر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں لے جانے کی اجازت مرحمت فرمائے گا، جن پر حساب نہیں ہو گا۔ دوسری مرتبہ آپ کی سفارش اس وقت ہوگی جب گناہ گار اہل ایمان جہنم میں اپنے گناہوں کی کافی سزا بھگت چکے ہوں گے تو پھر نبی ﷺ کی سفارش سے انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمایا جائے گا۔ (۲) اس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی بعض لغزشوں کے حوالے سے سفارش کرنے سے معذرت کریں گے، اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انبیاء ایمان و تقویٰ کے جس بلند ترین درجے پر فائز ہوتے ہیں، وہاں معمولی سی لغزش بھی، جو گناہ کے دائرے میں نہیں آتی، انہیں بڑی غلطی محسوس ہوتی ہے، جیسے کہا جاتا ہے حسنت الابرار سینات المقربین۔ یا جیسے سفید اجلے کپڑے پر معمولی سادہ بھی بڑا نمایاں محسوس ہوتا ہے۔ یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اسی اعتبار سے انہوں نے معمولی معمولی لغزشوں کی وجہ سے بارگاہ الہی میں پیش ہونے سے معذرت کی۔ (۳) بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین واقعے، جنہیں کذبات کہا گیا ہے، حالانکہ وہ جھوٹ نہیں ہیں، بلکہ معاریض ہیں، جو ظاہراً جھوٹ معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً جھوٹ نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا بتوں کی بابت کہنا، کہ بڑے بت نے یہ کام کیا ہے، ان سے پوچھو۔ تیسرا، بیوی کو اپنی بہن کہنا۔ پہلی بات کو کسی طرح جھوٹ نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ آپ نے اپنے کو بیمار کہا، تو یقیناً آپ بیمار ہوں گے یا وہ جس جشن میں شرکت کی دعوت دے رہے تھے، اس کے لئے آپ بیمار تھے۔ بت توڑنے کی نسبت بڑے بت کی طرف کرنے سے مقصود بتوں کے پجاریوں کے سامنے بتوں کی اصل حقیقت واضح کرنا اور ان کو توحید کی حقیقت سے آشنا کرنا تھا، اسی طرح حالات کی مجبوری کی وجہ سے بیوی کو بہن کہنا بھی جھوٹ نہیں ہے، کیونکہ ہر مسلمان مرد دوسرے مسلمان مرد کا بھائی اور مسلمان عورت ہر مسلمان کی بہن ہے۔ لیکن ظاہری شکل کے اعتبار سے کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہیں، اس لئے انہیں جھوٹ کہہ دیا گیا ہے، حالانکہ حقیقت کے لحاظ سے وہ جھوٹ نہیں ہیں، تو رویے کی قسم سے ہیں جو بوقت ضرورت جائز ہے۔ (مزید وضاحت کے لیے دیکھئے تفسیر ”حسن البیان“ سورة الانبیاء، آیت ۶۳ کا حاشیہ)

۱۸۶۹ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۶۰ / ۱۸۶۹ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان

فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل کی والدہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو، جب کہ وہ ان کو دودھ پلاتی تھیں، لائے حتیٰ کہ انہیں بیت اللہ کے نزدیک مسجد حرام کے بالائی حصے میں زمزم کے اوپر واقع ایک درخت کے پاس ٹھہرا دیا، اس زمانے میں مکہ میں کوئی انسان آباد نہیں تھا، نہ وہاں پانی ہی تھا۔ پس ان ماں بیٹے کو وہاں رکھا اور ان کے پاس ایک تھیلی رکھ دی جس میں کچھ کھجوریں تھیں اور پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ پھر ابراہیم پیٹھ پھیر کر جانے لگے تو حضرت اسماعیل کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا، اے ابراہیم، ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر، جہاں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ ضرورت کی کوئی چیز، کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے یہ بات ان سے متعدد مرتبہ کہی، لیکن حضرت ابراہیم ان کی طرف توجہ ہی نہ فرماتے۔ بالآخر حضرت ہاجرہ نے کہا، کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا، ہاں۔ تو انہوں نے کہا، تب، وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، پھر وہ واپس چلی گئیں۔ پس حضرت ابراہیم اپنی راہ پر چلے، یہاں تک کہ جب ثنیہ مقام پر پہنچے، جہاں سے ان کے اہل و عیال انہیں نہیں دیکھ رہے تھے، اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا، پھر ان کلمات کے ساتھ دعائیں کیں، پس اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا۔ ”اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایک بے آب و گیہ وادی میں آباد کیا ہے..... تاکہ وہ شکر کریں۔“ تک قرآنی دعاء کی۔

(ادھر) اسماعیل کی والدہ، اسماعیل کو دودھ پلاتی اور اس مشکیزے کے پانی سے پانی پیتی رہیں، یہاں تک کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو خود پیاسی رہنے لگیں اور بیٹا بھی پیاس سے بلبلانے لگا اور وہ اسے زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھنے لگیں۔ یہ منظر ان کے لئے سخت

عَنْهَا قَالَ: جَاءَ إِبْرَاهِيمُ بِأُمِّ إِسْمَاعِيلَ وَبِابْنَيْهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تَرْضَعُهُ حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْرَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ، فَوَضَعَهَا هُنَاكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ، وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَسَى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ! أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ آبٌ وَلَا شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لَا يَلْتَمِثُ لَهَا، قَالَتْ لَهُ: اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: إِذَا لَا يُضِيعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ علیہ السلام، حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ حَيْثُ لَا يَرُونَهُ، اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ النَّبِيُّ، ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ دُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي رِزْقٍ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿بَشْكُرُونَ﴾ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ، وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السَّقَاءِ، عَطِشَتْ، وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى - أَوْ قَالَ: يَتَكَلِّمُ - فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتْ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْ الْوَادِي تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَّتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ الْوَادِي، رَفَعَتْ طَرْفَ دَرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعِيَّ الْإِنْسَانِ الْمَنْجُودِ حَتَّى جَاوَزَتْ الْوَادِي، ثُمَّ أَنْتِ الْمَرْوَةَ، فَقَامَتْ عَلَيْهَا، فَنْظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ



ناپسندیدہ تھا، پس وہ پانی کی تلاش میں چلیں تو صفا پہاڑ کو انہوں نے اپنے قریب زمین میں سب سے قریب پایا، پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا، پس صفا پہاڑ سے نیچے اتریں، یہاں تک کہ جب وادی (میدان) میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا کنارہ اوپر اٹھایا، پھر اس طرح دوڑیں جیسے کوئی تکلیف زدہ انسان ووڑتا ہے، حتیٰ کہ ساری وادی پار کر گئیں۔ پھر مروہ پہاڑی پر چڑھ کر کھڑی ہو گئیں اور نظر دوڑائی کہ کیا کوئی انسان دکھائی دیتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ پس اسی وجہ سے (حضرت باجرہ کی متابعت میں) لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پس جب (آخر میں) مروہ پر چڑھیں تو ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا، خاموش رہ۔ (کیونکہ آواز ان کے لئے ناقابل یقین چیز تھی) پھر کان لگائے تو پھر آواز سنی، تو حضرت باجرہ نے کہا، تیری آواز پہنچ گئی ہے، اگر تیرے پاس کچھ مدد کا سامان ہے تو فوراً مدد کے لئے پہنچ۔ پس ناگماں دیکھا کہ زمزم کی جگہ کے پاس فرشتہ ہے، اس نے اپنی ایڑھی، یا فرمایا، اپنے پر کے ساتھ زمین کو کریدا یہاں تک کہ پانی نکل آیا، پس حضرت باجرہ اس کے لئے حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے باڑھ بناتی تھیں اور چلو سے پانی لے کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں، وہ جتنا پانی چلو میں لیتیں، وہ پانی اتنا ہی اہلتا اور ایک روایت میں ہے کہ چلو کی مقدار کے برابر پانی اہلتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل کی والدہ پر رحم فرمائے۔ اگر وہ زمزم کو یوں ہی چھوڑ دیتیں یا فرمایا، چلو سے پانی اکٹھا نہ کرتیں تو زمزم روئے زمین کو سیراب کرنے والا بڑا چشمہ ہوتا۔ راوی نے بیان کیا، پس

مَرَاتٍ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «فَدَلَّكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا» فَلَمَّا أَشْرَفْتَ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعْتَ صَوْتًا ، فَقَالَتْ : صَه - تَزِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَعْتَ ، فَسَمِعْتَ أَيضًا فَقَالَتْ : قَدْ أَسْمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلِكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ ، فَبَحَثَ بَعْقِيهِ - أَوْ قَالَ بَجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا ، وَجَعَلَتْ تُغْرِفُ الْمَاءَ فِي سِقَانِهَا وَهِيَ يَقُورُ بَعْدَ مَا تُغْرِفُ ، وَفِي رِوَايَةٍ بِقَدْرِ مَا تُغْرِفُ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «رَحِمَ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ : لَوْ لَمْ تُغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ ، لَكَانَتْ زَمْزَمَ عَيْنًا مَعِينًا» قَالَ : فَشَرِبَتْ ، وَأَزْصَعَتْ وَلَدَهَا ، فَقَالَ لَهَا الْمَلِكُ : لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هُنَا بَيْتًا لِلَّهِ بَيْنِيهِ هَذَا الْغَلَامُ وَأَبُوهُ ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ أَهْلَهُ ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُزْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُوفُ ، فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ، فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ ، أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءَ ، فَتَزَلُّوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِنًا فَقَالُوا : إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُرُّ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ ، فَارْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّتَيْنِ ، فَإِذَا هُمُ بِالْمَاءِ . فَارْجِعُوا ، فَأَخْبِرُوهُمْ ، فَأَقْبَلُوا وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ ، فَقَالُوا : أَنَاذَرِينَا لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ : نَعَمْ ، وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ ، قَالُوا : نَعَمْ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ



حضرت ہاجرہ نے خود بھی پانی پیا اور اپنے بچے کو بھی پلایا۔ پس فرشتے نے حضرت ہاجرہ سے کہا، تم اپنی جان کا خوف مت کرو! (کہ وہ ضائع ہو جائے گی) اس لئے کہ اس مقام پر اللہ کا گھر ہے، جسے یہ لڑکا اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس گھر کی دیکھ بھال کرنے والوں کو برباد نہیں کرتا اور (اس وقت) بیت اللہ (کی جگہ) ٹیلے کی طرح زمین سے بلند تھی، وہاں سیلاب آتے تو اس کے دائیں اور بائیں سے گزر جاتے۔ پس ایک عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ یہاں تک کہ جرہم کا قافلہ یا جرہم قبیلے کا کوئی گھرانہ، کدواں کے راستے سے آتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا، انہوں نے مکے کے زیریں حصے میں پڑاؤ کیا تو انہوں نے ایک منزل لاتا ہوا پرندہ دیکھا، تو کہنے لگے کہ یہ پرندہ یقیناً پانی پر گھوم رہا ہے۔ ہمیں تو اس وادی سے آتے جاتے ایک زمانہ ہو گیا ہے، اس میں تو پانی نہیں ہے۔ چنانچہ (معلومات کے لئے) انہوں نے ایک یا دو قاصد بھیجے، تو انہوں نے وہاں پانی پایا۔ انہوں نے آکر ان کو خبر دی، تو وہ لوگ وہاں گئے اور حضرت اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں، انہوں نے کہا۔ آپ ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس آکر پڑاؤ ڈال لیں۔ انہوں نے کہا۔ ٹھیک ہے، لیکن پانی کی ملکیت میں تمہارا حق نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا، ٹھیک ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ یہ بات حضرت اسماعیل کی والدہ کی خواہش کے مطابق ہوئی، وہ بھی انس و محبت کو پسند کرتی تھیں۔ پس انہوں نے وہاں پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے گھر والوں کو پیغام بھیجا، پس وہ بھی وہاں آکر مقیم ہو گئے، یہاں تک کہ وہاں رہنے والے کئی گھر ہو گئے اور اسماعیل بھی جوان ہو گئے اور ان لوگوں سے انہوں نے عربی زبان بھی سیکھ لی اور جب وہ بڑے ہو گئے تو وہ ان میں سب

النَّبِيِّ ﷺ: «فَالْفَى ذَلِكَ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، وَهِيَ تَحِبُّ الْأَنْسَ، فَزَلُّوا، فَأَزْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَزَلُّوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِهَا أَهْلَ آيَاتٍ، وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدْرَكَ، زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرَكَّتْهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا - وَفِي رِوَايَةٍ: يَصِيدُ لَنَا - ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضَيْقٍ وَشِدَّةٍ، وَشَكَّتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ، أَقْرَنْتِي عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَقَوْلِي لَهُ يُعَيِّرُ عَتَبَةَ أَبِيهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ أَنْسَ شَيْنًا فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلْنَا عَنْكَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ. قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَمْرِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: عَزَّزْتُ عَتَبَةَ أَبِيكَ. قَالَ: ذَاكَ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَكَ، الْحَقِي بِأَهْلِكَ. فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَسَأَلَ عَنْهُ. قَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا. قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَنْتَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتْ: اللَّخْمُ. قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّخْمِ وَالْمَاءِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَلَمْ

سے زیادہ نفیس اور سب سے زیادہ دل پسند تھے۔ پس جب وہ بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی ایک عورت سے ان کی شادی کر دی، حضرت اسمعیل کی والدہ فوت ہو گئیں، حضرت اسمعیل کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم آئے تاکہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں (بیوی بچے) کو ملاحظہ کریں، پس انہوں نے اسمعیل کو نہیں پایا تو ان کی بات ان کی بیوی سے پوچھا۔ اس نے بتلایا، کہ وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں اور ایک روایت میں ہے، ہمارے لئے شکار کرنے باہر گئے ہیں۔ پھر انہوں نے ان کی بیوی سے ان کی گزران اور عام حالت کے بارے میں پوچھا، تو اس نے کہا، ہم بہت برے حال میں ہیں، بڑی تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کی طرف شکایت کی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ جب تمہارے خاوند آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا، اپنے دروازے کی دہلیز بدل دیں۔ پس جب حضرت اسمعیل آئے، تو گویا انہوں نے کسی چیز کو محسوس کیا (یعنی کسی کی آمد کا احساس ہوا) اور پوچھا، کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا، ہاں۔ ایسے ایسے حلے کے ایک بزرگ آئے تھے، انہوں نے آپ کی بات پوچھا، تو میں نے ان کو بتلایا۔ پھر انہوں نے پوچھا، ہماری گزر اوقات کیسی ہے؟ تو میں نے ان کو بتلایا، ہم بڑی تکلیف اور سختی میں ہیں۔ حضرت اسمعیل نے پوچھا، کیا انہوں نے تجھے کسی بات کی تلقین کی تھی؟ اس نے کہا، ہاں، مجھے انہوں نے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو ان کا سلام کہوں اور آپ کے لئے یہ پیغام دے گئے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز (چوکھٹ) بدل دیں۔ حضرت اسمعیل نے فرمایا۔ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ سے علیحدگی اختیار کر لوں، پس تو اپنے گھر چلی جا، پس حضرت اسمعیل نے اس کو طلاق دے دی اور اس قبیلے

يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بَعِيرٍ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوافِقَاهُ. وفي روايةٍ فَبَاءَ فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ بِصَيْدٍ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزَلُ، فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبُ؟ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ، وَشَرَابُنَا الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «بِرَكَّةٍ دَعْوَةٍ إِبْرَاهِيمَ ﷺ» قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ، فَافْرِنِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُبَيِّنُ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَنَا نَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَأَنْتَ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا بِخَيْرٍ. قَالَ: فَأَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبَّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ: ذَلِكَ أَبِي، وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمْرَتِي أَنْ أَمْسَكَكَ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْرَمَ؛ فَلَمَّا رَأَاهُ، قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ النَّوَالِدُ بِالنَّوَالِدِ، وَالنَّوَالِدُ بِالنَّوَالِدِ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ! إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ. قَالَ: وَتُعِينِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَتِيَّ بَيْنَا هَهُنَا، وَأَشَارَ إِلَيَّ أَكْمَةَ مُزْنَعَةَ عَلَى مَا حَوْلَهَا. فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ، وَإِبْرَاهِيمُ يُبْنِي حَتَّى إِذَا انْتَفَعَ الْبِنَاءُ، جَاءَ بِهَذَا

کی کسی اور عورت سے شادی کر لی، پس حضرت ابراہیمؑ جب تک اللہ نے چاہا، کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد پھر ان کے پاس تشریف لائے، تو پھر اسماعیلؑ کو گھر میں موجود نہ پایا، پس ان کی بیوی کے پاس آئے اور ان سے ان کی بابت پوچھا، تو اس نے بتلایا کہ وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں باہر گئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا، تمہارا کیا حال ہے؟ اور اس سے ان کی گزران اور عام حالت کے بارے میں پوچھا۔ تو بیوی نے کہا، ہم خیریت سے ہیں اور فراخی میں ہیں اور اس نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا، تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے کہا، گوشت۔ انہوں نے پوچھا، پیتے کیا ہو؟ اس نے کہا، پانی۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، اے اللہ! ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت ان کے لئے کوئی غلہ نہیں ہوتا تھا، اگر وہ ہوتا تو ابراہیمؑ اس کی بابت بھی ان کے لئے (برکت کی) دعاء فرما دیتے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ ککے کے سوا کسی اور جگہ، کوئی شخص صرف ان دو چیزوں (گوشت اور پانی) پر گزارہ کرے تو اسے موافق نہیں آئیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ (دوسری مرتبہ) آئے، تو پوچھا، اسماعیلؑ کہاں ہیں؟ تو ان کی بیوی نے کہا، شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر ان کی بیوی نے کہا۔ آپ تشریف کیوں نہیں رکھتے؟ کھائیں پیئیں؟ انہوں نے پوچھا، تمہارا کھانا پینا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، ہمیں کھانے کو گوشت اور پینے کو پانی میسر ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اے اللہ! ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما۔ راوی حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ ابو القاسمؒ نے فرمایا کہ (ککے میں ان چیزوں کی فراوانی) حضرت ابراہیمؑ کی دعاء (کا نتیجہ) ہے۔ حضرت

الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ بَيْنِي وَإِسْمَاعِيلَ يُنَادِيهِ الْحِجَارَةُ وَهُمَا يَقُولَانِ: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. وَفِي رَوَايَةٍ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ، مَعَهُمْ شَتَّةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّتَّةِ، فَيَدْرُ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءَ، نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا إِبْرَاهِيمُ! إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ: إِلَى اللَّهِ، قَالَتْ: رَضِيتُ بِاللَّهِ، فَرَجَعَتْ، وَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّتَّةِ، وَيَدْرُ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى لَمَّا فَنِي الْمَاءِ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسَنُ أَحَدًا، قَالَ: فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ هَلْ نَجَسْتُ أَحَدًا، فَلَمْ نَجَسْ أَحَدًا، فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِي، سَعَتْ، وَأَنْتِ الْمَرْوَةَ، وَفَعَلْتُ ذَلِكَ أَشْوَاطًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِيُّ، فَذَهَبْتُ وَنَظَرْتُ، فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُرَقِّهَا نَفْسُهَا. قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسَنُ أَحَدًا، فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ، فَلَمْ نَجَسْ أَحَدًا حَتَّى أَمَمْتُ سَبْعًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتِ، قَالَتْ: أَعْنُ إِنَّ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإِذَا جَبْرِيلُ ﷺ فَقَالَ بَعْقِهِ هَكَذَا، وَغَمَزَ بَعْقِهِ عَلَى الْأَرْضِ، فَاثْبَتَتْ الْمَاءَ فَذَهَبَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَعَلَتْ تَحْفَنُ. وَذَكَرَ الْحَدِيثُ بِطَوْلِهِ. رَوَاهُ

البخاری بہذہ الروایاتِ کلہا. «الدَّوْحَةُ»: ابراہیم نے فرمایا، جب تمہارا خاوند آئے، تو انہیں سلام الشَّجْرَةُ الْكَبِيرَةُ، قولہ: «فَقَى» آئی: وَلَى وَ«الجَرِي» : الرسول. وَ«أَلْفَى» معنہ: وَجَدَ. قَوْلُهُ: «يَتَشَعُّ» آئی: يَتَشَقُّ.

رہیں۔ پس جب حضرت اسمعیل آئے تو پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا، ہاں۔ ایک خوب شکل بزرگ آئے تھے، بیوی نے حضرت ابراہیم کی تعریف کی، انہوں نے مجھ سے آپ کی بابت پوچھا تو میں نے انہیں بتلایا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا، ہماری گزر اوقات کیسی ہے؟ تو میں نے بتلایا، ہم بہت اچھی حالت میں ہیں۔ حضرت اسمعیل نے پوچھا، انہوں نے کسی بات کی تلقین بھی کی؟ بیوی نے کہا، ہاں، وہ آپ کو سلام کتے تھے اور آپ کو حکم دیتے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو برقرار رکھیں۔ حضرت اسمعیل نے فرمایا، وہ میرے والد تھے اور دہلیز سے مراد تو ہے، انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اپنے پاس ہی رکھوں۔ (اپنے سے علیحدہ نہ کروں) پھر جب تک اللہ نے چاہا، حضرت ابراہیم کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد پھر تشریف لائے اور اسمعیل زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر درست کر رہے تھے۔ پس جب اسمعیل نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو کر ان کی طرف بڑھے، پھر وہی احترام و محبت کا معاملہ کیا جس طرح باپ اولاد کے ساتھ اور اولاد باپ کے ساتھ کرتی ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ اے اسمعیل! اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے، اسمعیل نے کہا، آپ کے رب نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے، وہ کریں۔ انہوں نے پوچھا، تو میری مدد کرے گا؟ انہوں نے کہا، میں آپ کی مدد کروں گا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر تعمیر کروں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا جو اردگرد کے حصوں سے بلند تھا۔ پس اسی وقت اس خاص گھر کی دیواریں اٹھائیں، اسمعیل پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور

ابراہیم اس سے تعمیر کرتے یہاں تک کہ جب دیواریں اونچی ہو گئیں، تو (مقام ابراہیم والا) پھرلائے اور وہاں رکھا، پس ابراہیم اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے اور اسمعیل ان کو پتھر پکڑاتے جاتے۔ اور دونوں کی زبانوں پر یہ دعاء تھی ”اے ہمارے رب، ہمارا یہ عمل قبول فرما“ یقیناً تو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

ایک اور روایت میں (واقعی کا ابتدائی حصہ اس طرح) ہے، کہ حضرت ابراہیم اسمعیل اور ان کی والدہ کو لے کر نکلے، ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا، جس میں پانی تھا، پس اسمعیل کی والدہ مشکیزے سے پانی پیتیں تو بچے کے لئے ان کی چھاتی میں دودھ خوب اترتا، یہاں تک کہ وہ مکہ آگئے۔ یہاں حضرت ابراہیم نے ان کو ایک بڑے درخت کے نیچے بٹھایا، پھر ابراہیم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ گئے، تو اسمعیل کی والدہ بھی ان کے پیچھے چلتی رہیں، یہاں تک کہ جب وہ کداء جگہ پر پہنچے تو حضرت ہاجرہ نے ان کو پیچھے سے آواز دی، اے ابراہیم! ہمیں کس کے سپرد کر کے چھوڑ چلے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کے، والدۃ اسمعیل نے کہا، میں اللہ کے سپرد کئے جانے پر راضی ہوں اور واپس چلی گئیں اور مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور بچے کے لئے ان کی چھاتی میں دودھ اترتا رہا۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا، تو (دل میں) کہا، میں (ادھر ادھر) جاؤں اور دیکھوں تو شاید کوئی آدمی نظر آجائے۔ راوی نے بیان کیا، پس وہ گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں اور خوب نظر دوڑائی کہ کیا کوئی نظر آتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا، (پھر نیچے اتریں) پس جب اتر گئیں تو دوڑیں اور مروہ پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اس طرح کئی چکر لگائے، (یعنی دونوں پہاڑوں کے درمیان) پھر (دل میں) کہا، میں جا کر بچے کو تو دیکھوں، اس نے کیا کیا؟ (یعنی اس کا کیا حال ہے؟)

پس گئیں اور دیکھا تو وہ اسی حال میں تھا گویا کہ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے، پس ان کے نفس نے قرار نہیں پکڑا (یعنی اور زیادہ بے چین ہو گیا) اور سوچا، کاش! میں (پھر) جاؤں اور دیکھوں، شاید کسی کو پا لوں۔ پس وہ پھر گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں اور خوب دیکھا، لیکن کوئی نظر نہیں آیا، یہاں تک کہ سات چکر پورے کر لئے۔ پھر سوچا، کہ جاؤں اور بچے کو دیکھوں کہ اس کا کیا حال ہے؟ وہاں آئیں تو اچانک ایک آواز کان میں پڑی۔ تو انہوں نے کہا، اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہے تو مدد کر، پس وہاں جبریل علیہ السلام موجود تھے، انہوں نے اپنی اڑی زمین پر ماری، پس زمین سے پانی پھوٹ پڑا، بنے دیکھ کر حضرت اسماعیل کی والدہ حیرت زدہ ہو گئیں اور اپنی ہتھیالیوں سے پانی سمیٹ کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں اور راوی نے حدیث پوری تفصیل سے بیان کی۔ یہ ساری روایات امام بخاری نے بیان کی ہیں۔

الدوحہ۔ بڑا درخت۔ قفسی، پیٹھ پھیر کر جانا۔  
الجرى، قاصد۔ الفی، پایا۔ ینسئخ، سانس کا اوپر نیچے ہونا، جیسے زندگی کے آخری لمحات میں ہوتا ہے، (بعض نے اس کے معنی بے ہوشی بھی کئے ہیں)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب یزفون: النسلان فی المشی۔

فوائد: اس میں ایک تو صفا مروہ کے درمیان سستی کرنے کے تاریخی پس منظر کی وضاحت ہے کہ حج و عمرہ کا یہ رکن حضرت ہاجرہ کے اس واقعے کی یادگار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے، کیونکہ انہوں نے محض اللہ کی رضائے کے لئے اللہ کے حکم پر اپنے شیر خوار بچے سمیت ایسی بے آب و گیاہ سرزمین پر رہنا قبول کر لیا تھا، جہاں کسی انسان، کا نام و نشان تھا نہ کھانے پینے کا کوئی بندوبست۔ اللہ نے اس کا حسن صلہ یہ عطا فرمایا کہ ایک تو ان کے لئے زمزم کا چشمہ جاری فرما دیا، جو وقتی طور پر ان کے لئے چشمہ آب حیات ثابت ہوا اور اس کا فیض عام اب تک جاری ہے۔ دوسرے، صفاء، مروہ کے درمیان ان کی بے تابانہ دوڑ کوچ اور عمرے کا رکن بنا دیا تاکہ ہر حاجی اور معتمر اس کو دہرائے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (۲) خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل کے ہاتھوں سے ہوئی۔ (۳) ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا پسندیدہ

اور اس کے برعکس طرز عمل ناپسندیدہ ہے۔ (۴) رضائے الہی سے بے اعتنائی پر اگر باپ اپنے بیٹے کو بیوی کی بابت کہے کہ اسے طلاق دے دے تو بیٹے کو باپ کی اطاعت کرتے ہوئے ناشکری بیوی کو اپنے سے جدا کر دینا چاہئے۔

۱۸۷۰ - وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ رَضِيَ ۱۸۷۰/۶۱ - حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ يَقُولُ: «الْكُفَاةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ كَهْنِي مَنْ كِي قَسَمَ سَهْ اَو اس کا پانی آنکھوں کے لِلْعَيْنِ، مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الطب، باب المن شفاء للعين - وصحیح مسلم، کتاب الاشرية، باب فضل الكماء . . .

فوائد: من اور سلویٰ یہ وہ کھانا ہے جو بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا تھا۔ سلویٰ بئیر یا چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ تھا جسے ذبح کر کے کھا لیتے تھے۔ من، بعض کے نزدیک ترجمین ہے یا اوس جو درخت یا پتھر پر گرتی، شمد کی طرح ٹھنسی ہوتی اور خشک ہو کر گوند کی طرح ہو جاتی۔ بعض کے نزدیک شمد یا میٹھا پانی ہے (تفسیر احسن البیان) کھنی من کی قسم سے ہے، کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کو وہ کھانا بلا وقت بہم پہنچ جاتا تھا، اسی طرح کھنی بغیر کسی کے بونے کے پیدا ہو جاتی ہے۔ (تفسیر احسن التفاسیر) کھنی کا پانی آنکھ کی بعض بیماریوں کے لئے شفاء ہے، یہ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نسخہ ہے اور یقیناً صحیح ہے۔





## ۱۹۔ کِتَابُ الْإِسْتِغْفَارِ

۳۷۱ - بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكُمْ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ۱۹].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کے لئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِنَّكَ اللَّهُ كَانَتْ عَفْوًا رَجِيمًا﴾ [النساء: ۱۰۶]. وَقَالَ

نیز فرمایا: اللہ سے بخشش مانگئے، بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

تَعَالَى: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَأَسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر: ۳]. وَقَالَ

اور فرمایا: پس اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ، اس کی پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش مانگیں، وہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تَعَالَى: ﴿يَلْذِينَ اتَّقُوا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا أَنْهَارٌ مِمَّا كَانَتْ

اور فرمایا: پرہیزگار لوگوں کے لئے، ان کے رب کے پاس باغات ہیں (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک) اور رات کے آخری پہر میں استغفار کرنے والے ہیں۔

بِأَلْسِنَةٍ رَاغِبَةٍ إِلَى الْآسْجَادِ﴾ [آل عمران: ۱۵-۱۷]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَمَلَّ سَوْمًا

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش طلب کرے، تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا، نہایت مہربان پائے گا۔

أَوْ يَنْظِلُمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ عَفْوًا رَجِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۰]. وَقَالَ

طلب کرے، تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا، نہایت مہربان پائے گا۔

تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَتْ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾

نیز فرمایا: اور اللہ تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے اور (اسی طرح) اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ بخشش مانگنے والے ہوں۔

[الأنفال: ۳۳]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ

نیز فرمایا: اور اللہ تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے اور (اسی طرح) اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ بخشش مانگنے والے ہوں۔

فَأَسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ ذُنُوبَهُمْ فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

نیز فرمایا: اور اللہ تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے اور (اسی طرح) اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ بخشش مانگنے والے ہوں۔

بَسْمُوكَ ﴿ [آل عمران: ۱۳۵] وَالآيَاتِ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ. اور فرمایا: اور وہ لوگ جب کسی برائی کا ارتکاب کر لیتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں اور وہ اپنے کئے پر جانتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔

اور اس موضوع پر بکثرت آیات ہیں اور مشہور

ہیں۔

۱۸۷۱ - وَعَنْ الْأَعْرَبِيِّ الْمُرْسِيِّ ۱ / ۱۸۷۱ - حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے دل پر بھی (بعض دفعہ) پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه. فوائد: عین اور غم، ہم معنی ہیں، بادل کا چھا جانا۔ مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے، لیکن کسی وقت کثرت ہجوم یا عوارض بشری کے تحت دل پر سو و غفلت کا پردہ بھی پڑ جاتا، یہ کیفیت اگرچہ بالکل عارضی اور لمحہ گزرائی کی طرح ہوتی، لیکن پھر بھی آپ جس مقام رفیع پر فائز تھے، اتنی ہی غفلت بھی آپ کو بہت بڑی محسوس ہوتی اور اسے اپنی کوتاہی گردان کر اللہ سے استغفار کرتے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے کہ ہم کثرت ذنوب و معاصی کے باوجود اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس سے استغفار نہیں کرتے، جب کہ ہمارے پیغمبر مغمور ہونے کے باوجود کثرت سے استغفار کرتے۔ ﷺ

۱۸۷۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۲ / ۱۸۷۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار کرتا اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبي ﷺ في اليوم واللييلة.

۱۸۷۳ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۳ / ۱۸۷۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تَذُنُبُوا، لَذَهَبَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذُنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ تَعَالَى فَيَغْفِرُ لَهُمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو، تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے، ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ سے استغفار کریں گے، پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب التوبہ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبہ۔  
**فوائد:** اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کو گناہ کا ارتکاب کرنا پسند ہے، بلکہ اس انداز بیان سے اصل مقصد توبہ و استغفار کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔ کیونکہ گناہ تو ہر انسان سے ہوتا ہے، کوئی انسان گناہوں سے پاک یا محفوظ نہیں۔ لیکن اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو گناہ کر کے اس پر اڑتے نہیں ہیں، بلکہ توبہ و استغفار کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں۔ توبہ و استغفار سے بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اس لئے یہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔

۱۸۷۴ - وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث صحيح.  
 ۱۸۷۴ / ۳ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ (یہ استغفار کہتے ہوئے) شمار کرتے۔ اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رجوع فرما، بے شک تو بہت رجوع فرمانے والا، نہایت مہربان ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی، امام ترمذی نے صحیح کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في ما يقول إذا رأى مبتلى.  
**فوائد:** اس سے دعاء کا ایک ادب یہ معلوم ہوا کہ دعاء کے مطابق اللہ کے صفاتی نام استعمال کئے جائیں، جیسے توبہ و استغفار میں اس کی صفت توابیت اور صفت غفوری و رحیمی کا اور دنیا کے معاملات میں اس کے جواد کریم اور معفی وغیرہ ہونے کا ذکر کیا جائے۔

۱۸۷۵ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَزِمَ الاستِغْفَارَ، جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ» رواه أبو داود.  
 ۱۸۷۵ / ۵ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص استغفار کی پابندی کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا اور ہر غم سے اسے نجات عطا کرتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابو داؤد)

**تخریج:** سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار.  
**فوائد:** یہ روایت سداً ضعیف ہے۔ دیکھئے، الاحادیث الضعیفہ، ج ۲ / ۱۳۲۔ رقم ۷۰۵

۱۸۷۶ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ»  
 ۱۸۷۶ / ۶ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہ کہے، میں اس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ اور نگران ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مِنَ الرَّحْفِ» رواه أبو داود والترمذي تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ اس نے وَالْحَاكِمِ، وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى جَمَادِ بَهِائِ كَارِ تَكْلِبِ كَمَا هُوَ۔  
(ابو داؤد ترمذی، حاکم، امام حاکم نے کہا، یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، والمستدرک ۵۱۱/۱۔

فوائد: بخاری و مسلم کی شرط پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راویوں سے ہو اور اس میں ان شرطوں کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہو جو امام بخاری و امام مسلم نے ملحوظ رکھی ہیں۔

۱۸۷۷ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَبَدُّ الاستِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبِوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبِوءُ بِذَنْبِي؛ فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ» رواه البخاري.  
«أَبِوءُ» بِيَاءٍ مَضْمُومَةٍ ثُمَّ وَاوٍ وَهَمْزَةٌ مَمْدُودَةٌ، وَمَعْنَاهُ: أَقِرُّ وَأَعْتَرِفُ.

۱۸۷۷ - حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ اے اللہ، تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اور میں اپنے کئے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے معاف کر دے، بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ جو شخص یہ کلمات استغفار دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آجائے، تو وہ جنتی ہے اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آجائے، تو وہ جنتی ہے۔ (بخاری)

ابوء، باء پر پیش، پھر واؤ اور ہمزه ممدوده۔ اس کے معنی ہیں میں اقرار کرتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم میں بھی یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ ہے۔

فوائد: اس میں استغفار کے کچھ آداب بیان کئے گئے ہیں، مثلاً اللہ کی ذات و صفات پر کامل اعتماد و یقین۔ اللہ کی

نعمتوں کا اقرار و اعتراف اور اس کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور بارگاہ الہی میں عجز و نیاز کا اظہار وغیرہ۔ یہ دعاء ان تمام باتوں کو جامع ہے، اس لئے اسے استغفار کا سید (سرور) قرار دیا گیا۔

۱۸۷۸ - وَعَنْ ثُوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ۸ / ۱۸۷۸ - حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ،  
اسْتغْفَرَ اللهُ ثَلَاثًا وَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ  
وَمِنْكَ السَّلَامُ؛ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ»  
فِيَلْ لَأَوْزَاعِيٍّ - وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ - : كَيْفَ  
الاسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللهُ، أَسْتَغْفِرُ  
الله. رواه مسلم.  
اے اللہ تو سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔ اے عزت و جلالت کے مالک، تو بڑی برکتوں والا ہے۔ امام اوزاعی۔ حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی۔ سے پوچھا گیا، آپ استغفار کیسے کرتے؟ انہوں نے کہا، آپ فرماتے تھے، استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ، میں اللہ سے بخش مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

فوائد: سلام پھیرنے کے فوراً بعد مذکورہ دعاء پڑھنا مسنون عمل ہے۔ اس مسنون دعاء کو چھوڑ کر لا الہ الا اللہ کا ورد یا صلاۃ و سلام وغیرہ پڑھنا اور وہ بھی یہ آواز بلند سنت رسول سے انحراف ہے، اسی کو بدعت کہا جاتا ہے، جس میں ثواب کی بجائے سخت گناہ ہے، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے۔ اعاننا اللہ منہ

۱۸۷۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۹ / ۱۸۷۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں  
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكْتُمُ أَنْ يَقُولَ  
قَبْلَ مَوْتِهِ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ  
الله، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» متفقٌ عليه.  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے قبل یہ کلمات کثرت سے پڑھتے تھے، اے اللہ، میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں، تیری خوبیوں کے ساتھ، میں تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ...﴾ -  
وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

فوائد: ویسے تو ہر وقت اور ہر دم ہی توبہ و استغفار کا اہتمام ضروری اور بہتر ہے لیکن زندگی کے آخری ایام میں تو بالخصوص اس کی بہت ضرورت ہے اور اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

۱۸۸۰ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۱۰ / ۱۸۸۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں  
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ  
اللهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي  
وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ  
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا، تو تو جس حالت پر بھی

ہو گا میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے معافی طلب کرے، تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا، اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہوں کے ساتھ میرے پاس آئے، پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، تو میں بھی اتنی مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا جس سے زمین بھر جائے۔ (ترمذی، حسن)

عنان السماء، عین پر زبر۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی بادل کے ہیں اور بعض کے نزدیک، جو ظاہر ہو۔ (جیسے آسمان کی طرف دیکھنے سے آسمان ظاہر نظر آتا ہے)۔ قراب، قاف پر پیش ہے اور اس کے نیچے زیر بھی مروی ہے، تاہم پیش مشہور ہے۔ اس کے معنی ہیں، جو زمین کے بھرنے کے بقدر ہو۔

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب غفران الذنوب مهما عظمت.

فوائد: اس میں گناہ گاروں کے لئے خوش خبری ہے۔ لیکن کون سے گناہ گار؟ جو گناہوں پر اصرار نہیں کرتے اور سچے دل سے توبہ کر کے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ گناہ کتنے بھی زیادہ ہوں، اللہ کی مغفرت و رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ لیکن شرط وہی ہے جو قرآن نے بیان کی ہے، کہ وہ گناہ پر اصرار نہ کریں۔ کیونکہ اصرار کے ساتھ توبہ و استغفار ایک بے معنی عمل ہے۔ جب انسان نے گناہ چھوڑا ہی نہیں ہے، بلکہ وہ مسلسل اس کا ارتکاب کر رہا ہے تو اس کی بابت اللہ سے یہ کہنا کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے، ایک عجیب بات ہے، بلکہ اللہ سے مذاق ہے۔ اس لئے ان احادیث سے یہ سمجھ لینا کہ محض زبان سے استغفار اللہ پڑھ لینے سے ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہو جائے گا، نادانی ہے۔ کیونکہ استغفار اللہ پڑھنا، توبہ نہیں ہے، صرف ایک درخواست اور دعاء ہے، جسے اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق رد یا قبول فرماتا ہے۔ جب کہ توبہ یہ ہے کہ انسان، گناہ کے ارتکاب سے باز آجائے، پھر اس پر بارگاہ الہی میں ندامت کا اظہار کرے اور دل میں یہ عزم رکھے کہ آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گا، اس قسم کی سچی توبہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے اور کوئی اور مانع نہ ہو تو اس کی مغفرت یقینی ہے۔ ہر کبیرہ گناہ کی معافی کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔ البتہ صغیرہ گناہ، توبہ کئے بغیر بھی، دوسری نیکیوں کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں، جیسے وضوء سے، نماز سے، صدقہ و خیرات سے اور دیگر اعمال خیر سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۱۸۸۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ // ۱۸۸۱ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت



عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ مِنَ اسْتِغْفَارٍ؛ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ» قَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: مَا لَنَا أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتُكْفِرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِيذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ» قَالَتْ: مَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ؟ قَالَ: «شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَتَمَكُّثُ الْأَيَّامِ لَا تُصَلِّيَ» رواه مسلم.

نہیں دیکھا۔ اس نے پوچھا، ہمارے اندر عقل اور دین کی کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نقصان عقل تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، (پس یہ عقل کی کمی کی دلیل ہے) اور (حیض و نفاس) کے دنوں میں وہ نماز نہیں پڑھتی (رمضان میں روزہ نہیں رکھتی یہ نقصان دین ہے)۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب نقصان الإيمان بنقص الطاعات.

**فوائد:** اس حدیث میں عورت کی ایک فطری کمی، نقصان عقل، بیان کی گئی ہے۔ یعنی مرد کے مقابلے میں اس کے اندر عقل کی کمی ہے، اسی کا لحاظ کرتے ہوئے شریعت نے عورت کی گواہی کو مرد کی گواہی کے مقابلے میں آدھا قرار دیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے عورت مرد کے مقابلے میں جسمانی اعتبار سے کمزور اور نازک ہے اور اسی جسمانی نزاکت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے اسے کسب معاش کی ذمہ داریوں سے فارغ رکھا ہے، کیونکہ اس کے لئے اسے گھر سے باہر نکل کر جدوجہد کرنی پڑتی، جو اس کی جسمانی نزاکت اور دیگر مقاصد شریعت کے خلاف بات تھی۔ آج کل کی جدید تعلیم یافتہ عورت، جو دین اسلام کی تعلیمات سے بالعموم بے بہرہ ہے، وہ ان دونوں حقیقتوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حالانکہ یہ دونوں حقیقتیں ایسی ہیں جن سے مجال انکار نہیں۔ مغرب میں، جو مساوات مرد و زن کا سب سے بڑا علم بردار ہے، سو سالہ جدوجہد کے بعد بھی عورت مرد کے مساوی درجے پر فائز نہیں ہو سکی۔ وہاں آج بھی تمام کلیدی عہدوں پر مردوں ہی کا قبضہ ہے، ان کی تمام اہم ملکی و بین الاقوامی پالیسیاں مرد ہی بناتے ہیں اور ان کے تمام ضروری معاملات میں مردوں ہی کا عمل دخل ہے۔ عورت کو انہوں نے صرف اپنے ذوق بوالہوسی کی تسکین کے لئے سیکرٹری شپ اور شیئرگرائی اور مزدوروں کی سطح تک ہی محدود رکھا ہوا ہے۔ صد سالہ جدوجہد کے بعد بھی مغرب میں عورت کی یہ حالت زار اس بات کی دلیل ہے کہ عورت چاہے تسلیم نہ کرے، وہ فطری طور پر عقلی اور جسمانی اعتبار سے مرد سے کم تر ہے۔ اس لئے اس کی



عزت اسی میں ہے کہ اسلام نے اس کی فطری کمزوری کے پیش نظر اس کا جو دائرہ عمل، گھر کی چار دیواری، تجویز کیا ہے، وہ اسے قبول کرے اور اپنی سرگرمیوں کا دائرہ اسی فطری حد کے اندر محدود رکھے۔ اس سے تجاوز کر کے وہ اپنی نوابی عظمت و وقار سے بھی محروم ہو جائے گی، جیسا کہ آج مغرب کی عورت محروم ہو چکی ہے اور وہاں اس کا وجود ع

دیکھو مجھے جو دیدہٴ عبرت نگاہ ہو

کا آئینہ دار ہے۔ (۲) عورتوں کو کثرت سے استغفار اور صدقہ کرنے کے علاوہ، خاوندوں کی ناشکری اور غیبت و بدگوئی اور لعن طعن سے بھی اجتناب کرنا چاہئے، تاکہ وہ جنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

۳۷۲۔ ان چیزوں کا بیان جو اللہ نے

مومنوں کے لئے جنت میں تیار کی ہیں۔

۳۷۲۔ بَابُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى

لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) ان میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور جو بغض و کینہ (ایک دوسرے کے بارے میں) ان کے سینوں میں ہو گا، وہ ہم نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ان کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہوگی، نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

نیز فرمایا: اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف ہو گا، نہ تم غمگین ہو گے، وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے (ان سے کہا جائے گا) تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہارے لئے سامانِ مسرت بہم پہنچا دیئے گئے ہیں۔ ان پر سونے کی رکابیاں اور پالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں وہ ہو گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جن کو دیکھ کر وہ لذت و مسرت محسوس کریں گے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں تمہارے عملوں کے بدلے میں وارث بنایا گیا ہے، تمہارے لئے اس میں میووں کی فراوانی ہوگی جن میں سے تم کھاؤ گے۔

اور فرمایا: بے شک پرہیزگار لوگ امن کی جگہ، باغات

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي

جَنَّتِمْ وَعُتُوبٍ ﴿١٦﴾ ادْخُلُوْهَا يَسْكُرُوْنَ ؕ اٰمِيْنَ ﴿١٧﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ ذَلِيْٓ اِخْوَانًا عَلٰٓى سُرُرٍ مُّتَقَدِّمِيْنَ ﴿١٨﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَسَبٌ وَّمَا هُمْ بِمِنْتٰهَا يَسْتَرْحَبُوْنَ ﴿١٩﴾ [الحجر: ۴۵-۴۸].

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَتَجَادَدُ اِلٰٓءَ اٰخَرٰٓءَ عَلٰٓى كُرْسٰٓى

الْيَوْمِ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ ادْخُلُوْا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجِكُمْ مُّتَحَبَّرَاتٍ ﴿٢٢﴾ يُطَافُ عَلَيْكُمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَّفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرثْتُمْوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٥﴾ [الزخرف: ۶۸-۷۳].

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي مَقٰٓءِرٍ

اور چشموں میں ہوں گے، اس میں وہ باریک اور موٹا ریشم نہیں گے، آنسنے سانسنے بیٹھیں ہوں گے اور اسی طرح رہیں گے، ہم ان کی شادی موٹی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے، اس میں وہ ہر قسم کے پھل امن و اطمینان سے منگوائیں گے، وہاں موت کا مزہ نہیں چکھیں گے، سوائے اس موت کے جس کا مزہ وہ پہلی مرتبہ چکھ چکے ہوں گے، اللہ نے ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا، تیرے رب کے فضل سے، یہی ہے کامیابی بڑی۔

أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُوبٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَفَنِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْخُلُونَ فِيهَا بِكُلِّ فُنْكَهَةٍ آمِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَدْخُلُونَ فِيهَا الْمَوْتُ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَّعْنَا لَهُمُ الْخَمِيرَ ﴿٥٦﴾ فَضَلًا مِّنْ رَبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ [الدخان: ٥١-٥٧].

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے، تو ان کے چروں پر آرام و راحت کی تروتازگی اور رونق و بہجت محسوس کرے گا، ان کو سرسبھر (خالص) شراب پلائی جائے گی، جس پر مشک کی مہر ہوگی (یا اس کے آخر میں تلچھٹ کی بجائے کستوری ہوگی) اور یہی وہ چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہئے اور اس میں تنسیم کی آمیزش ہوگی، یہ وہ چشمہ ہے جس سے بندگان مقرب پئیں گے۔

وَقَالَ تَعَالَىٰ: ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٦﴾ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنْظُرُونَ ﴿١٧﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿١٨﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْمُورٍ ﴿١٩﴾ خِتْمُهُمُ مِّنْ سَنَكٍ ﴿٢٠﴾ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢١﴾ وَنَضَّامَهُمِنْ نَسِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٣﴾ [المطففين: ٢٢-٢٨]. وَالآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ.

۱/ ۱۸۸۲ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنتی، جنت میں کھائیں گے، پئیں گے، لیکن ان کو قضاے حاجت کی ضرورت ہوگی، نہ ناک سے ریزش نکلے گی، نہ وہ پیشاب کریں گے پس ان کا یہ کھانا ایک ڈکار ہوگا (یعنی ڈکار سے ہضم ہو جائے گا) مشک کے پسینے کی مانند (یعنی ڈکار بھی خوش گوار ہوگی۔ یا پسینہ مشک کی طرح ہوگا) ان کے اندر تسبیح و تکبیر (کا ورد) اس طرح ڈال دیا جائے گا جیسے سانس ان کے اندر ڈالا جائے گا۔ (مسلم)

۱۸۸۲ - وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا، وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتَعَوَّطُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ، وَلَا يُسُولُونَ؛ وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَلِكَ جُشَاءٌ كَرِشَعِ الْمَسْكِ، يُلْهَمُونَ النَّسِيجَ وَالنَّكْبِيرَ، كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفْسَ». رواه مسلم.

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی صفات الجنة وأهلها. فوائد: کستوری کے پسینے کی مانند ڈکار کا مطلب یہ ہے، کہ کھانے کے بعد، دنیا کی طرح، طبیعت بوجھل نہیں ہو

گی، جس سے کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، بلکہ ایسی ڈکار آئے گی جس میں خوشبو ہوگی اور ڈکار کے ساتھ ہی کھلایا پیا ہضم ہو جائے گا اور بول و برازی کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی اور اللہ کی تسبیح و تکبیر کا ورد ان کی زبانوں پر، ادنیٰ سی مشقت اور تکلیف کے بغیر، اس طرح جاری ہوگا جیسے سانس کی آمد و رفت میں انسان کو کوئی تکلیف ہوتی ہے نہ اس کے لئے کسی اہتمام کی ضرورت ہی پڑتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جنتیوں کا کھانا نہایت ہی لطیف قسم کا ہوگا، جس سے ایسا فضلہ بھی نہیں بنے گا جس سے کراہت آتی ہے، بلکہ مشک کی طرح اس سے نہایت پاکیزہ خوشبو پیدا ہوگی۔

(۲) اہل جنت اللہ کے ذکر سے لذت یاب ہوں گے اور ذکرائی ان کی زبانوں پر ایسے جاری ہو گا جیسے انسان کے بدن میں سانس ہوتا ہے۔

۱۸۸۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، وَافْرَوْوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قَرَّةٍ أَعْيَنَ جَزَاءً لِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [السجدة: ۱۷] متفقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۸۳ / ۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے اور (اس کی تصدیق کے لئے) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ «کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے عملوں کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے؟»۔ (الم السجدة، ۱۷)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، وكتاب التفسیر، تفسیر سورة السجدة - وصحیح مسلم، أوائل كتاب الجنة.

فوائد: جنت کی نعمتوں کے بارے میں حدیث قدسی بیان کی گئی ہے جس کی تصدیق قرآن کریم کی آیت مذکور سے بھی ہوتی ہے۔

۱۸۸۴ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَسَدٍ كَوَكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً لَا يَبْسُلُونَ، وَلَا يَنْغَطُونَ، وَلَا يَنْفُلُونَ، وَلَا يَنْتَخِطُونَ، أَنْشَاطُهُمُ الدَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ - أَرْوَاهُمْ الْحُورُ الْعَيْنُ،

۱۸۸۳ / ۳ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے اس طرح (چمکتے) ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے، پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے، آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے، وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ، وہ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی، ان کا پینہ، کستوری (کی طرح

خوشبودار) ہو گا اور ان کی انگلیٹیوں میں (جلانے کے لئے) خوشبو دار لکڑی ہوگی، ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، سب ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت پر ہوں گے، بلندی (قد) میں وہ ساٹھ (ساٹھ) ہاتھ ہوں گے (جیسے حضرت آدم تھے)۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ ان کے برتن اس میں سونے کے ہوں گے، ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہوگا، ان میں سے ہر ایک کے لئے دو بیویاں ہوں گی (وہ اتنی حسین ہوں گی کہ) حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا، ان کے درمیان کوئی اختلاف ہو گا نہ باہم بغض و عناد، ان کے دل ایسے ہوں گے جیسے ایک آدمی کا دل ہے، وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ مُتَفَقًّا عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: «أَبْنَيْتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، وَرَشَّحَهُمُ الْمِسْكَ، وَرَكَّلَ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يَرَى مِخَّ سَوْفَهُمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَا تَبَاغُضَ: قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا». قَوْلُهُ: «عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ» رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَاءِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ، وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا، وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ (ایک ہی آدمی کی ساخت (پیدائش) پر) خاء پر زبر اور لام ساکن اور بعض نے خلق (حاء اور لام دونوں پر پیش کے ساتھ) بھی پڑھا ہے، یعنی سب کا اخلاق ایک آدمی کی طرح ہو گا اور یہ دونوں صحیح ہیں (یعنی مفہوم کے اعتبار سے)۔

تخریج: بخاری، بدء الخلق، باب صفة الجنة - مسلم، فی صفات الجنة، باب ۷، ۸.

فوائد: یعنی اہل جنت شکل و صورت اور قد کاٹھ میں ایک جیسے ہی ہوں گے، ایسا نہیں ہو گا کہ کوئی دراز قد ہو تو کوئی کوتاہ قد۔ کوئی خوب صورت ہو تو کوئی بد صورت، کوئی کالا ہو تو کوئی گورا۔ یا بعض کے نزدیک خلق کے مفہوم کے اعتبار سے، سب ایک ہی اخلاق و کردار کے حامل ہوں گے اور وہ اخلاق و کردار کا اعلیٰ ترین نمونہ ہو گا، ان میں کوئی بھی بد خلق اور بد کردار نہیں ہو گا۔ (۲) ہر جنتی کو دو بیویاں جو ملیں گی، تو یہ حور عین میں سے ہوں گی یا ان کے علاوہ دنیا کی عام عورتوں میں سے؟ زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حور عین سمیت ہر جنتی کو شہید کے سوا، صرف دو بیویاں ملیں گی۔ کیونکہ ہر جنتی کو ۷۲ حوریں ملنے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ ترمذی کی ایک روایت میں، جسے صحیح کہا گیا ہے، شہید کے لئے ۷۲ حوروں کا ذکر ہے۔ (ترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء ای الناس افضل) تاہم، وفیہ ما تشہبہ الانفس کے تحت عام جنتیوں کے لئے بھی دو سے زیادہ بیویاں ممکن ہیں۔ (۳) حور، حوراء کی جمع ہے، سرخ و سفید، حوراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ نظریں ان کے حسن و

جمال دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گی۔ عین، عیناء کی جمع ہے موٹی آنکھوں والی، جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ ان کے حسن جمال کی بابت ایک اور روایت میں ہے اگر ان میں سے ایک عورت اہل زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان و زمین کے درمیان کا سارا حصہ چمک اٹھے اور خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ اتنا قیمتی ہو گا کہ وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الحور العین)

۱۸۸۵ - وَعَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ۳ / ۱۸۸۵ - حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا۔ جنتیوں میں سے سب سے کم تر درجے کا آدمی کیسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ یہ وہ آدمی ہو گا جو تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا، تو اس کو کہا جائے گا، جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا، اے میرے رب میں کیسے داخل ہوں جب کہ لوگ اپنے درجات میں رہائش پذیر اور اپنے حصوں پر قابض ہو چکے ہیں؟ تو اس کو کہا جائے گا، کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی ایک بادشاہ کی مثل بادشاہی دے دی جائے؟ وہ کہے گا، اے میرے رب! میں اس پر راضی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیرے لئے وہ بادشاہی ہے اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور۔ پس پانچویں مرتبہ میں وہ کہے گا، اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ تیرے لئے ہے اور اس کی مثل دس گنا اور۔ اور (اس کے علاوہ) تیرے لئے وہ بھی جس کو تیرا نفس چاہے اور جس کو دیکھ کر تجھے لذت حاصل ہو۔ پس وہ کہے گا، اے میرے رب میں راضی ہو گیا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا، جنتیوں میں سب سے اعلیٰ درجے والا کیسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میری مراد ہیں، میں نے ان کی عزت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس پر مہر لگا دی (تاکہ اسے ان کے علاوہ کوئی اور نہ دیکھ سکے) پس اسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی

قَلْبٍ بَشَرٍ رواہ مسلم.

کان نے نہیں سنا، اور کسی انسان کے دل میں اس کا خیال نہیں گزرا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ادنیٰ اهل الجنة منزلة فيها.

فوائد: اس میں ادنیٰ ترین جنتی پر جو اللہ کا فضل و کرم اور اس کا انعام ہو گا، اس کی تفصیل ہے اور اعلیٰ ترین درجے پر فائز جنتی کے لئے جو عزت و توقیر اور انعام و اکرام کی فراوانی ہو گی، اسے اللہ نے یہ فرما کر کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا..... اس کی بے پناہی کی طرف اشارہ فرمایا۔

۱۸۸۶ - وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا؛ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: «أَذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُحَيَّلُ إِلَيْهِ أَتْمَلَأُ، فَيَرْجِعُ، يَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلَأَى، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: «أَذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُحَيَّلُ إِلَيْهِ أَتْمَلَأُ، فَيَرْجِعُ. يَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلَأَى، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: «أَذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهَا، أَوْ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشْرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا، يَقُولُ: أَنَسَخَرُ بِي، أَوْ تَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يَقُولُ: «ذَلِكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ مَهْفَقٌ عَلَيْهِ.

برابر اور اس سے مزید دس گنا جنت کا حصہ ہے یا (فرمائے گا) تیرے لئے دنیا کی دس مثل حصہ ہے۔ پس وہ کہے گا، کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ یا میرے ساتھ ہنسی کرتا ہے حالانکہ تو تو بادشاہ ہے (ہنسی مذاق تیرے شایان شان ہی نہیں) راوی نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اتنے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پس آپ فرماتے تھے، یہ سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی ہو گا۔ (بخاری و مسلم)



تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار - وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب آخر أهل النار خروجاً.

فوائد: نبی ﷺ کی عام عادت صرف مسکرانا تھا، لیکن ادنیٰ ترین جنتی پر اللہ کے فضل و کرم کی بے پایانی پر آپ کو اس طرح بے اختیار ہنسی آئی کہ آپ کی داڑھیں یا آخری دانت تک نظر آنے لگے۔ اس ادنیٰ ترین جنتی کو بھی جنت کی نعمتیں اور دیگر چیزیں اتنی تعداد میں ملیں گی کہ وہ دنیا کی دس مثل ہوں گی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جنت کے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے والوں پر اللہ کا انعام و اکرام کتنا ہو گا؟ اور ان کو کتنا کچھ حاصل ہو گا؟ جعلنا اللہ منهم

۱۸۸۷ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُّؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُّجَوَّفَةٍ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُونَ مِثْلًا. لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا. مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. «المِثْلُ»: سِتَّةُ آلَافِ ذِرَاعٍ. «المِثْلُ»: چھ ہزار ہاتھ کا ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة - وصحیح مسلم، کتاب الجنة، باب صفة خيام الجنة.

فوائد: جوف دار کا مطلب، درمیان سے وہ خالی ہو گا۔ یہ خیمہ، عالی شان محلات کے علاوہ ہو گا۔ ممکن ہے باہر سیر و تفریح کے مقامت پر یہ طویل و عریض خیمے اہل جنت کو ملیں۔ اس سے بھی جنت کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۸۸۸ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجْرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ الْجَوَادُ الْمُضْمَرُ الْمَسْرِعُ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا» مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَرَوِيَا فِي «الصَّحِيحَيْنِ» أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا».

اور بخاری و مسلم میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں آپ نے فرمایا کہ ایک گھڑ سوار اس کے سائے میں سو سال بھی چلے تو اس کا سایہ ختم نہیں ہو گا۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار - وصحیح مسلم، کتاب الجنة، باب صفة الجنة والنار.



فوائد: تعمیر شدہ گھوڑا وہ ہوتا ہے جسے پہلے خوراک دے کر فریب کیا جاتا ہے، پھر بتدریج اس کی خوراک میں کمی کر کے اس کے وزن کو کم کیا جاتا ہے، ایسا گھوڑا دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں طاقت ور اور زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے۔ درخت کے سائے سے مراد اس کی شاخیں ہیں کیونکہ جنت میں سورج اور گرمی نہیں ہوگی۔ اس میں جنت کے درختوں کے طول و عرض اور ان کی وسعت کا بیان ہے۔ اللہ کی قدرت سے یہ بعید نہیں ہے۔

۱۸۸۹ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ۸ / ۱۸۸۹ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنتی، اپنے سے بلند تر درجے والے بالا نشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم مشرق یا مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ فرق ان کے درمیان باہم فضیلت کی وجہ سے ہو گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ، یہ بلند مراتب تو انبیاءِ علیہم السلام ہی کو حاصل ہوں گے، دوسرے لوگ تو ان تک نہیں پہنچ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، (یہ بلند درجات ان لوگوں کو بھی حاصل ہوں گے جو) اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبر کی تصدیق کی۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة - وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة الجنة والنار.

فوائد: جنت میں اہل ایمان اپنے ایمان و تقویٰ میں تفاوت کے اعتبار سے درجات میں بھی کم و بیش ہوں گے۔ حتیٰ کہ بہت سے اہل ایمان انبیاءِ علیہم السلام کے سے مراتب پر بھی فائز ہوں گے۔ جعلنا اللہ منہم

۱۸۹۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۹ / ۱۸۹۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِقَابِ قَوْسٍ» رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک کمان کی مقدار فی الجنة خَيْرٌ مِمَّا تَطَّلِعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ، مَتَّقْ عَلَيْهِ. طلوع ہوتا یا ڈوبتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، وكتاب التفسير، تفسير سورة الواقعة. یہ روایت مسلم میں نہیں ملی۔

فوائد: اس میں جنت کی فضیلت کا بیان ہے کہ جنت میں چند اونچے جگہ دنیا بھر کی جگہ سے بہتر ہے، کیونکہ دنیا تو فنا ہو جانے والی ہے جب کہ جنت کو فنا و زوال نہیں۔

۱۸۹۱ - وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۰ / ۱۸۹۱ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوقًا يَأْتُونَهَا كُلُّ جُمُعَةٍ. فَتَهُبُ رِيحُ الشَّمَالِ، فَتَخْشُو. فِي وَجْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَزْجَعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ، وَقَدْ اِزْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُهُمْ: وَاللَّهِ لَقَدْ اِزْدَدْتُمْ حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ اِزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تو پہلے سے زیادہ حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو، تو وہ کہیں گے اور تم بھی اللہ کی قسم، ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی سوق الجنة.

فوائد: بازار سے مراد اجتماع گاہ ہے، جہاں بازار کی طرح ہر چیز میسر ہوگی اور بلا قیمت ہوگی۔ اسی طرح جمعے سے مراد یعنی جمعے کی بقدر ہر ہفتے کے بعد لوگ جمع ہوا کریں گے، کیونکہ وہاں سورج ہو گا نہ رات دن کا یہ سلسلہ۔ یہ بھی جنت کی ایک امتیازی نعمت ہوگی کہ مردوں اور ان کی بیویوں کا حسن و جمال بڑھتا ہی رہے گا جس سے ان کے مابین محبت و تعلق خاطر میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ دنیا کی طرح نہیں ہو گا کہ عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ حسن و جمال ماند پڑتا جاتا ہے، حتیٰ کہ بڑھاپے میں دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے جنسی کشش کھو بیٹھے ہیں۔

۱۸۹۲ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ // ۱۸۹۳ - حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْعُرْفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكُؤُكَبَ فِي السَّمَاءِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار - وصحیح مسلم، کتاب الجنة، باب ترائي أهل الجنة...

فوائد: اس سے قبل رقم ۱۸۸۹ میں حدیث گزری ہے، اس میں ہالا خانوں میں مقیم جنتیوں کے دیکھنے کا ذکر ہے، اس میں بجائے خود ہالا خانوں کے دیکھنے کا ذکر ہے، لیکن یہ ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہے۔ اس لئے اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ ہالا خانوں سے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

۱۸۹۳ - وَعَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۸۹۳ / ۱۲ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ انْتَهَى، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: نِي ﷺ كِي ايسی مجلس میں حاضر تھا۔ جس میں آپ نے جنت کا تذکرہ فرمایا، یہاں تک کہ آپ فارغ ہو

«فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا حَظَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ فَلَا تَمَلَمُنَّ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾. رواه البخاري.

گئے۔ پھر آپ نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا، اس میں ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا گزر ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان کے پہلو، بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اللہ کے اس قول تک۔ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ (بخاری)

تخریج: جامع الأصول.

جامع الاصول کے حاشیے میں ہے کہ یہ روایت حضرت سہل بن سعد کی حدیث سے ہمیں بخاری میں نہیں ملی۔ شیخ عبدالغنی ہنالی نے اسے ”ذخائر الموارث“ میں ذکر کیا ہے اور صرف مسلم کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ چنانچہ مسلم میں ”کتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها“ کے شروع میں روایت موجود ہے۔ فوائد: جنت کی ایسی نعمتوں کی طرف، جس کا ذکر نبی ﷺ نے فرمایا، قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں بھی اشارہ ہے، اسی لئے کہتے ہیں کہ حدیث قرآن کی شرح ہے اور ایسی شرح ہے کہ اس کے بغیر قرآن کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

۱۸۹۴ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ ۱۳ / ۱۸۹۴ - حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَنَادِي مُنَادٌ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَخِيضُوا، فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصْحُوا، فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَسْبُوا فَلَا تَهْرَثُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنَعَمُوا، فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا» رواه مسلم.

اللہ عنما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ تمہارے لئے اب زندگی ہی زندگی ہے، تم کبھی موت سے ہمتکار نہیں ہو گے اور یہ بھی کہ تم صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے اور یہ کہ تم جو ملن رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور یہ کہ تمہارے لئے راحت ہی راحت ہے، تمہیں کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب دوام نعيم أهل الجنة.

فوائد: دنیا میں انسان، جب تک اس کی زندگی ہے، زندہ تو رہتا ہے۔ لیکن یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ زندگی کب ختم ہو جائے گی؟ صحت مند سے صحت مند انسان بھی اس خطرے کی زد میں رہتا ہے کہ پتہ نہیں کب کوئی بیماری اس پر حملہ کر دے۔ اسی طرح جوانی کو قرار نہیں، وہ بڑھاپے میں تبدیل ہو جاتی ہے، راحت و آرام کا بھروسہ نہیں کہ انسان کب اس سے محروم ہو جائے اور گفتگو اور تکلیفوں میں گھر جائے۔ غرض دنیا کی کسی چیز کو ثبات و دوام نہیں۔ جب کہ جنت میں ہر چیز زوال و فنا سے محفوظ ہو گی۔ زندگی ہو گی، موت نہیں۔ صحت ہو گی، بیماری

نہیں، جوانی ہوگی، بڑھاپا نہیں، راحت و آسائش ہوگی، دکھ اور تکلیف نہیں۔

۱۸۹۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: تَمَنَّى، فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَمَنَيْتَ؟ فَيَقُولُ لَهُ: فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳ / ۱۸۹۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ادنیٰ جنتی کا یہ مرتبہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا، آرزو کر، پس وہ آرزو کرے گا، پھر آرزو کرے گا (کہ میرے لئے فلاں چیز ہو، فلاں چیز ہو، وغیرہ) اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا۔ تو نے اپنی ساری آرزوؤں کا اظہار کر دیا ہے؟ وہ کہے گا، ہاں۔ پس اللہ اس سے کہے گا، تیرے لئے جو کچھ تو نے آرزو کی ہے، وہ بھی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل اور بھی۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة طريق الرؤية.

۱۸۹۶ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَىٰ يَا رَبَّنَا! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ نُنْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ! فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵ / ۱۸۹۶ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا، اے جنتیو! وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، تمام خیر و سعادت تیرے ہاتھوں میں ہے۔ پس اللہ کہے گا، تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم بھلا راضی کیوں نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں ان نعمتوں سے نوازا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز نہ دوں؟ تو وہ کہیں گے، اس سے افضل کون سی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تم پر اپنی رضامندی نازل کرتا ہوں، اب اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار - وصحیح مسلم، کتاب الجنة، باب إحلال الرضوان على أهل الجنة.

**نوٹ:** اللہ کی طرف سے رضامندی کا اعلان گویا جنت کی تمام نعمتوں سے افضل ہوگا۔

۱۸۹۷ - وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَلْ تَمَنَيْتَ؟ فَقَالَ: «إِنَّكُمْ

۱۲ / ۱۸۹۷ - حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودہویں رات کے چاند کی طرف دیکھا

سَتَرُونَ رَبَّكُمْ عَيْنَانَا كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ، اور فرمایا۔ تم یقیناً (جنت میں) اپنے رب کو واضح طور پر  
لا تَصَاطُونَ فِي رُؤْيَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ایسے ہی دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس  
کے دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی (جیسے بھیڑ  
میں ہوتی ہے)۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، وباب فضل  
صلاة الفجر - وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر۔

**فوائد:** یعنی جس طرح چاند کے دیکھنے میں کوئی ازدحام نہیں ہوتا، کوئی کشمکش نہیں ہوتی، کسی کو معمولی سی زحمت  
بھی اٹھانی نہیں پڑتی۔ بالکل اسی طرح جنت میں اہل جنت بھی بیک وقت اپنے رب کا دیدار کریں گے، اس میں  
انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دیدار کس طرح ہو گا؟ ہم اس کی بابت کوئی تمثیل یا تشبیہ بیان  
نہیں کر سکتے، لیس کمثلہ شعی (الشوریٰ، ۱۱) کیونکہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ البتہ یہ دیدار دنیا میں  
دنوی آنکھوں سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ آنکھیں فانی ہیں، جو اللہ کے دیدار کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ اسی لئے  
علمائے متفقین نے بیان کیا ہے کہ معراج کے موقع پر نبی ﷺ نے اللہ کا دیدار نہیں کیا، بلکہ اللہ نے وحی کے  
ذریعے سے ہی اپنے احکام انہیں دیئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی اس کی مؤید ہے۔ البتہ  
جنت میں یہ دیدار اس لئے ممکن ہو جائے گا کہ وہاں جس طرح ہر چیز غیر فانی ہو گی، اسی طرح اہل جنت کو جو  
آنکھیں ملیں گی، وہ بھی غیر فانی ہوں گی اور ان میں اللہ کے مشاہدے اور دیدار کی طاقت ہو گی۔

۱۸۹۸ - وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ  
الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:  
تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ نَبِيضْ  
وُجُوهَنَا. أَلَمْ نُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتَنَجَّجْنَا مِنَ  
النَّارِ؟ فَيُكْشَفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا  
أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ» رواه  
مسلم۔  
۱۸۹۸ / ۱ - حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب جنتی، جنت میں داخل  
ہو جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تم کسی اور  
چیز کی خواہش رکھتے ہو کہ میں تمہیں مزید عطا کروں؟ تو  
وہ کہیں گے، کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟  
کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جنم سے  
نجات نہیں دی؟ پس اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دے گا (اور جنتی  
اپنے رب کا دیدار کریں گے) پس وہ کوئی چیز ایسی نہیں  
دیئے گئے ہوں گے جو انہیں اپنے رب کے دیکھنے سے  
زیادہ محبوب ہو۔ (مسلم)

**تخریج:** صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب إثبات رؤية المؤمنين ربهم في الآخرة۔

**فوائد:** اس میں بھی آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا اثبات ہے۔ البتہ یہ دیدار جنت میں ہو گا، جس سے صرف  
اہل ایمان مشرف ہوں گے اور یہ شرف و اعزاز، جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہو گا۔ یہ مسئلہ قرآن کریم سے  
بھی ثابت ہے۔ وجوه يومئذ ناظرة الى ربها ناظرة (سورة القيامة، ۲۲، ۲۳) ”اس دن کئی چہرے

تو تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے“ اسی لئے اہل سنت کے ہاں یہ عقیدہ متفقہ ہے، کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جنت میں اہل ایمان اپنے رب کا مشاہدہ کریں گے۔ البتہ خوارج، معتزلہ اور جہمیہ و مرجیہ وغیرہ گمراہ فرقے اس کو نہیں مانتے۔ اپنے گمراہ عقیدے کی وجہ سے یہ لوگ جنت میں بھی نہیں جائیں گے، اس لئے واقعی اس عقیدے کے حامل لوگ آخرت میں بھی دیدار الہی سے محروم رہیں گے۔ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون (سورۃ مطففین، ۱۵) ”بے شک یہ لوگ اس دن اپنے رب کے (دیدار سے) محروم رہیں گے“ اور اہل سنت اپنے عقیدے کے مطابق جنت میں جا کر اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ ونسال اللہ تعالیٰ ان نکون منہم

امام نوویؒ نے اس حدیث پر اپنی کتاب ریاض الصالحین کو ختم فرما کر حسن خاتمہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ مؤلف مرحوم (امام نوویؒ) کی طرح، اس کے مترجم و معنی اور اس کے ناشر و طابع اور دیگر معاونین بھی حسن خاتمہ سے بہرہ ور ہو کر جنت میں دیدار الہی سے حظ اندوز ہوں گے ع

اس دعا ازمن و از جملہ جہاں آیین باد

قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الدُّرُوبَ ءَأَمَسُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ تَجِدُوهُمْ رَبَّهُمْ بِإِذْنِهِمْ تَجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوَتُهُمْ فِيهَا شَبَّانَةٌ وَاللَّهُمَّ وَصِّئْتُهُمْ فِيهَا سَلَامًا ۝ وَءَاخِرُ دَعْوَتُهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [یونس: ۹، ۱۰]۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ان کو ان کا رب (جنت کا) راستہ دکھائے گا جن کے نیچے، نعمت والے باغوں میں، نہریں جاری ہوں گی، ان کی پکار اس میں سبحانک اللہم ہوگی، اور ان کی آپس کی ملاقات، سلام (کے ساتھ) ہوگی اور ان کی آخری پکار ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

فائدہ آیت: امام نوویؒ نے سب سے آخر میں، حدیث مذکور کی طرح، آیت بھی وہ درج کی ہے جس میں اہل ایمان کے لئے، جو عمل صالح سے آراستہ ہوں گے، جنت کی خوش خبری ہے۔ اس میں بھی گویا حسن خاتمہ کی طرف اشارہ اور اس کی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں یہ دعا قبول فرمائے اور حسن خاتمہ کی سعادت سے نوازے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ، وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس (کلام) کی ہدایت دی، اگر اللہ ہمیں اس کی ہدایت نہ دیتا تو ہم خود اس کو اختیار کرنے والے نہ ہوتے۔ اے اللہ! اپنے بندے اور رسول، نبی امی محمد (ﷺ) کی آل، ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرما۔ جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی اور نبی امی محمد (ﷺ) اور آپ کی آل، ازواج اور اولاد پر

برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر  
جہانوں میں برکت نازل فرمائی، بے شک تو قابل تعریف  
اور بزرگی والا ہے۔

قَالَ مُؤَلَّفُهُ يَحْيَى النَّوَوِيُّ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ: اس کے مؤلف (امام نوویؒ) نے، اللہ ان کی مغفرت  
«فَرَعْتُ مِنْهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ رَابِعَ عَشَرَ رَمَضَانَ فرمائے، فرمایا۔ میں اس کتاب کی تالیف سے بروز پیر، ۱۴  
سَنَةِ سَبْعِينَ وَسِتِّمِائَةَ بِدِمَشْقَ» رمضان المبارک ۶۷۰ ہجری میں بمقام دمشق فارغ ہوا۔

راقم آثم صلاح الدین یوسف عرض کرتا ہے کہ وہ اس کتاب کے ترجمے، تخریج اور فوائد کے کام سے ۳۰  
صفر المظفر ۱۳۱۷ھ، ۱۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور راقم کی اور اس کے ناشر  
جناب عبدالملک مجاہد اور دیگر معاونین کی نجات کا ذریعہ بنائے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا کر صحیح معنوں میں  
اپنے اخلاق و کردار کی اصلاح کریں۔ احادیث کا یہ گلدستہ یقیناً اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اسے پڑھے اور اپنے  
کو حسن عمل اور حسن کردار کے زیور سے آراستہ کرے۔ وفي ذلك فليتنافس المتنافسون۔  
والحمد لله اولاً و آخراً

